هو الذی انزل علیک الکتاب منه آیات محکمات هن ام الکتاب

الحمد لله المنعم المنان که درین زمان میمنت اقتران آوان مسرت قران

جلد دوم

کتاب آیات محکمات

۱۳۳۴ھ

جواب آیات بینات

تصنیف عالیجناب فضائل مآب فیض اکتساب شمع دودمان عالی النسبی گل بوستان والا حسبی محرز الشرف جامع الفخرین
المبرء عن کل شین و دین جناب مولوی سید امیر حسن صاحب رئیس اٹاوہ دام اقبالہم العالی مدام الایام واللیالی

باہتمام احقر العباد مرزا محمد جواد مالک و
مہتمم مطبع
در نظامی پریس وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ طبع گردید

اس کتاب

کی

عظمت وخوبی یہ ہے کہ

اسکے بعض مقامات کو حسب فرمائش مصنف

جناب سرکار شریعتمدار صدر المحققین آیۃ اللہ فی العالمین و

حجۃ علی الجاحدین نجم الملۃ والدین سلطان الفقہاء

والمتکلمین یعسوب العلماء والمجتہدین مولانا مولوی السید

ناصر حسین صاحب قبلہ دام ظلہ العالی نے

ملاحظہ فرمایا

اور

پسند کیا

فہرست مضامین آیات محکمات جلد دوم

شواہد نقلی صحابہ کی فضیلت مین

نوٹ

از صفحات ۱۸۱ تا ۲۴۶ دربارہ تحریف قرآن مجید و حدیث اصحابی توجہ خاص قابل ملاحظہ ہین۔

چوتھی آیت ملاحظہ ہو حصۂ دوم مین جو زیر طبع ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ علی سیدنا وحبیبنا ابی القاسم محمد و

آلہ الطیبین الطاہرین المعصومین واصحابہ المکرمین

اخی المعظم جناب مولوی سید مہدی علی صاحب المخاطب نواب محسن الملک مرحوم ومغفور نے آیات بینات مین اصحاب ثلثہ اور مہاجرین انصار کی منزلت وفضیلت اور اسلام وایمان کے ثبوت مین جو دلائل عقلی تحریر فرمائے تھے۔ الحمد للہ کہ انکے جوابات کتاب آیات محکمات کی پہلی جلد سے معزز ناظرین کے ملاحظہ سے گذر چکے۔ چونکہ جناب ممدوح نے بعض آیات آلہی سے بھی اصحاب ممدوحین کی فضیلت وایمان ثابت کرنے مین سعی بلیغ فرمائی ہے۔ لہذا جناب موصوف کے اقوال بالاستیعاب نقل کرکے انکے جواب اس جلد مین عرض کئے گئے ہین امید کہ ناظرین بنظر تعمق ملاحظہ فرمائین۔

وما توفیقی الا باللہ علیہ — اور میری تائید تو بجز خدا کے اور کسی سے ہو ہی نہین سکتی

توکلت والیہ انیب۔ — مین نے اسی پر بھروسہ کیا ہے اور اوسی کی طرف رجوع کرتا ہون۔

قال

شواہد نقلی صحابہ کی فضیلت مین

ہم صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے فضائل کے ثبوت مین تین قسم کی شہادتین بیان کرتے ہین۔

قولہ شواہد نقلی صحابہ کی فضیلت مین

اوّل

وہ شہادتین جو توریت و انجیل مین مذکور ہین ؀

دوم

وہ شہادتین جو قرآن مجید مین ہین۔

سوم

وہ شہادتین جو ائمہ کرام علیہم السلام سے کتب امامیہ مین منقول ہین۔

اقول

وہ شہادتین صحابِ مومنین کے حق مین ہین

اگر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے اصحاب مومنین کامل الایمان وراسخ الاعتقاد مراد ہین توان شہادتون کو اُن کے حق مین تسلیم کرنے مین ہم کو عذر وانکار نہین ہے۔ مگر آپکا مقصود اُسسے نہین ہے بلکہ آپ تو باتباع علمای اہلسنت اِن شہادتون کو اصحاب ثلثہ اوران کے تابعین کی شان مین بتائینگے جس کا بطلان ہم کتب اہلسنت سے حسب اقوال علمائ کرام وفضلائے عظام ثابت کرینگے۔ بلکہ جن علمار نے ان شہادتون کو اُن حضرات سے منطبق کرنے مین تحریفات معنوی کی۔ ہین انشاء اللہ تعالیٰ انکا بھی بدلائل ساطع وبراہین قاطعہ اسطرح انکشاف کرینگے کہ ہواخواہان صحابہ خود ہی حق کا اقرار کرلین۔

افمن یمشی مکبا علی	بس کیا وہ شخص جواپنے منھ کے بل اوندھا
وجھہ اھدی امن یمشی سویا	چل رہاہے زیادہ ہدایت یافتہ ہے یا وہ شخص جو سیدھا
علی صراطٍ مستقیم	(پیرون کے بل) سیدھی سڑک پر چل رہاہے۔

قال

ذکر کتب سماوی مین اصحاب کے صفات وحالات

اتنی بات تو امامیہ مذہب والے بھی جانتے ہین کہ جس طرح اللہ جل شانہ نے کتب سماوی مین ذکر پیغمبر خدا صلعم کا بطور پیشین گوئی کے کیا ہے اسیطرح حضرت کے یارون کا بھی تذکرہ فرمایا ہے اور اُن کے صفات وحالات کو مثالون مین بیان فرمایا ہے۔ اور اس سے انکار اِسلئے نہین کر سکتے کہ خدا نے خود فرمایا ہے۔

محمد رسول الله والذین معه	محمد اللہ کا رسولؐ ہے اور جو لوگ ساتھ اسکے
اشداء علی الکفار رحماء بینهم	ہین سخت ہین اوپر کفار کے رحمل ہین درمیان اپنے
تراهم رکعا سجدا یبتغون فضلا	دیکھتا ہے تو ان کو رکوع کرنے والے سجدہ کرنیوالے
من الله ورضوانا سیماهم فی وجوههم	چاہتے ہین فضل خدا کا اور رضامندی اسکی نشانی انکی
من اثر السجود ذلك مثلهم فی	اُنکے چہرے پر ہے اثر سے سجدے کے یہ ہو صفت
التوراة ومثلهم فی الانجیل کزرع	انکی بیچ توریت کے اور صفت ان کی بیچ انجیل کے
اخرج شطأه فآزره فاستغلظ	جیسی کھیتی نکالے اکھوا اپنا پس قوی کرے اسکو پس موٹی
فاستوی علی سوقه یعجب الزراع	ہوجاوین پس کھڑے ہوجاوین اوپر جڑی اپنی کے خوش
لیغیظ بهم الکفار	لگتی ہے کھیتی کرنیوالے کو تا کہ غصہ لائے اللہ بسبب ان
پ ۲۶ - فتح - ع ۴	مسلمانون کے کافرون کو

اب ہم اُن مثالون کو جو توریت وانجیل مین مذکور ہین اور جنکی خبر خداے جلشانہٗ نے اس آیت مین دی ہے بیان کرتے ہین۔

اقول

تردید قول

یہ آیات پاک ان اصحاب کرام رضوان اللہ تعالی علیہم سے متعلق ہین جوان تمام صفات سے متصف تھے جن کا ذکران آیتون مین ہے اور صحاب جنکی بابت نزاع ہے اُن پران آیتون کا اطلاق اسلئے نہین ہوسکتا کہ وہ حضرات نہ ایمان مین کامل تھے اور نہ اِن صفات سے موصوف۔

چنانچہ خود اللہ جل شانہ نے ان آیتون کے بعد

وعد اللہ الذین اٰمنوا وعملوا	جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کرتے ہیں
الصّٰلحٰت منھم مغفرۃ واجرا عظیما۔	خدانے ان سے بخشش اور اجر عظیم کا وعدہ
پ ۔ س ۔ فتح ۔ ع	کیا ہی۔

فرماکر اس امر کی صراحت کردی ہے کہ ہمارے وعدۂ مغفرت اور اجرِ عظیم کے صرف انہین لوگون سے جو مومن ہین ۔ مگر آپ نے اس اندیشہ سے کہ اصحاب معلومین کے ایمان کا ثبوت محال ہے لهذا اوپر کی تو سب آیتین لے لین اور آخر کی آیت وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ الخ چھوڑ دی ۔ اگرچہ آپ نے اصحاب معلومین کی فضیلت مین کوئی شہادت کتب سماوی کی پیش نہین کی اور نہ اِن کے صفات و حالات کا جنکو اللہ جل شانہ نے مثالون مین بیان فرمایا ہے کچھ ذکر کیا ہے ۔ لہذا جہان آپ وہ شہادتین اور مثالین پیش کرینگے وہین ہم بھی اُسکی رد کرینگے لیکن اتنی بات تو اہلسنت و الجماعت بھی خوب جانتے ہین کہ جسطرح اللہ جل شانہ تبارک و تعالی نے کتب سماوی مین اپنے حبیب رسول صلعم کا ذکر بطور پیشینگوئی کے کیا ہے اسی طرح آپ کے اصحاب طالبان دنیا کا بھی کیا ہے اور ان کے طمع و حرص و ہوا کا صاف صاف اظہار کردیا ہے اور اس سے انکار اسلئے نہین کرسکتے کہ اللہ جلشانہ نے خود ان اصحاب سے خطاب کرکے یہ ارشاد فرمایا ہے ۔

بل توثرون الحیٰوۃ الدنیا	لیکن تم دنیا کی زندگانی کو مقدم رکھتے ہو ،

والاخرة خیر وابقی ان ھذا	حالانکہ آخرت زیادہ اچھی اور باقی رہنے والی ہے
لفی الصحف الاولی صحف ابراھیم	بیشک یہی مضمون اگلی کتابون مین بھی ہے جو
وموسٰی پ-س عم-ع	ابراہیم وموسیٰؑ کی کتابین ہین-

پس کتب سماوی مین صحابہ معلومین کے اچھے صفات اور عمدہ حالات کا تو ذکر مطلق نہین ہے - البتہ دنیا طلبی اور دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے کا ذکر کتب سابقہ سماویہ مین نص قرآن ثابت ہوگیا ہے اب سنیئے کہ کتب سماویہ سابقہ مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر مبارک کے ساتھ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ کا ذکر ملتا ہے جیسا کہ ملا جامیؒ شواہد النبوۃ مین وصی رسول اللہ کی عظمت ومنزلت کے بارہ مین تحریر فرماتے ہین :-

درایام محاربہ معاویہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ	معاویہ سے جنگ کے زمانہ مین حضرت علیؑ ایک دریا
بر کنار دریائے فرود آمد ناگاہ مردے آمد گفت	کے کنارے رونق افروز ہوئے ناگاہ ایک مرد سامنے
السلام علیک یا امیر المومنین حضرت فرمود	آیا اور کہا السلام علیک یا امیر المومنینؑ حضرت نے
علیک السلام آن مرد گفت من شمعون بن یوحنام	جواب سلام کا دیا اُسنے کہا مین شمعون بن یوحنا
صاحب این دیر واشارت بدیری کرد کہ آنجا بود پس	اور مالک اس دیر کا ہون اُس دیر کی طرف اشارہ
گفت نزدیک ما کتابی ہست کہ اصحاب عیسی علیہ السلام	کیا جو کہ وہان تھا پھر کہا میرے پاس ایک کتاب ہے
آن را از یکدیگر میراث گرفتہ اند اگر خواہی آن را بر تو	جسکو اصحاب عیسی علیہ السلام نے میراث مین ایک دوسرے
خوانم واگر خواہی آن را پیش تو آرم فرمود بخوان د	سے پائی ہے اگر اجازت ہو تو مین پڑھکر پڑھون یا
آن مرد خواندن گرفت در نعت رسول بود صلی اللہ	پیش کرون آپ نے فرمایا پڑھو اُس نے پڑھنا شروع کیا
علیہ وسلم و اوصاف اُمت وی در آخر این بود	اسمین رسول اللہ کی نعت اور آپ کی امت کے اوصاف
کہ روزی فرود آید بر کنار این دریا مردیکہ او باشد	درج تھے اور آخر مین یہ لکھا تھا کہ ایکدن اس دریا کے

بے از اہل آن زمان در قرابت دین اہل مشرق
را بیارد از اہل مغرب معاملہ کند آن مرد گفت چون
آن نبی مبعوث شد بوے ایمان آوردم و تو چون
اینجا فرود آمدی پیش تو آمدم تا زندہ و مردہ با تو
باشم حضرت امیرؑ بگریست و حاضران بگریستند بعدہ
پس فرمود الحمد للہ الذی لم یجعلنی عندہ
منسیا والحمد للہ الذی ذکرنی فی کتاب الابرار
پس باحبہ عدی گفت کہ اے باحبہ این را با خود نگہدار
و ہر گاہ کہ شام و چاشت خوردی وے را طلب کردی
آخر و چون در لیلۃ الہریر حرب بے با معاویہ شد
شہید گشت حضرت امیر رضی اللہ بر وے نماز گذاشت
و در قبر فرود آمد و فرمود کہ ہذا رجل منا اہل البیت

شواہد النبوۃ صفحہ ۲۸۰، مطبوعہ عمدۃ المطابع

کہنا ہے ایک ایسا مرد فروکش ہوگا جو قریب تر رسول اللہؐ
کا رشتہ دار ہوگا وہ اہل مشرق کو دین میں لائیگا اور
اہل مغرب سے معاملہ کریگا پھر اُسنے کہا کہ جب وہ نبی مبعوث
ہوے تو میں اُنپر ایمان لے آیا چونکہ آپ اسجگہ تشریف فرما
ہیں اسلئے حاضر ہوا ہوں تاکہ حیات و ممات میں آپکے
ساتھ رہوں یہ سنکر آپ بہت روئے اور حاضرین بھی
رونے لگے۔ آپنے فرمایا کہ ہر خدا کا شکر ہے کہ جسنے مجھکو
فراموش نہیں کیا۔ اور اپنی کتاب پاک میں مجھکو یاد کیا
اور باحبہ عدی سے فرمایا کہ بحفاظت اسکو اپنے پاس رکھ
اور اسکو صبح و شام کھانے کے وقت طلب فرماتے تھے
آخر وہ دیرانی جنگ لیلۃ الہریر میں شہید ہوا امیر المومنینؑ
نے اُسپر نماز پڑھی اور خود اسکی قبر میں اُتر کر فرمایا
کہ یہ مرد ہم اہلبیت سے ہے

دوسری روایت :-

در وقت توجہ بصفین اصحاب وے محتاج آب
شدند ہر چند چپ و راست شتافتند آب نیافتند
حضرت امیر کرم اللہ وجہہ ایشان را اندکے از جادہ بگردانید
دیرے حاضر شد در میان بیابان از ساکن آن دیر
سوال آب کردند گفت ازین جا آب تا دو فرسنگ است

جبکہ آپ صفین کو تشریف لیجا رہے تھے تو راستہ
میں آپکے اصحاب کو پانی کی احتیاج ہوئی ہر چند ادھر ادھر
دوڑے مگر پانی نہ ملا حضرت امیر کرم اللہ وجہہ انکو اس جگہ سے
تھوڑی دور لیچلے اس صحرا میں ایک دیر نمودار ہوا اس دیر کے
رہنے والوں سے اصحاب نے پانی مانگا اُسنے کہا کہ پانی یہاں سے دو فرسنگ ہے

اصحاب گفتند اے امیرالمومنین اجازت دہ تا آنجا بریم
شاید پیش از آنکہ ہیچ قوت نماند آب بریم حضرت امیر
کرم اللہ وجہہ فرمود حاجت باین نیست عنان بقبلہ خود
را بجانب قبلہ تافت و بجای اشارت کرد کہ آن را کاوید
چون مقدارے خاک برداشتند سنگی بزرگ پیدا آمد کہ ہیچ
آلتی بران کارگر نشد حضرت امیر کرم اللہ وجہہ فرمود کہ این
سنگ بر بالائے آب ست جہد کنید و این را بر کنید
اصحاب مجتمع شدند و جہد کردند الا نتوانستند کہ آن را
از جا بجنبانند چون حضرت امیر آن را بدید از بغلہ
خود فرود آمد و آستین از ساعد باز نوردید و انگشتان
مبارک بزیر آن سنگ درآورد و زور کرد و آن
سنگ را از بالائے چشمہ دور انداخت آبی ظاہر
شد بغایت صافی و شیرین و خنک کہ در آن سفر بہتر
از ان نخوردہ بودند ہمہ آب خوردند و آن مقدار
کہ خواستند برداشتند پس امیر کرم اللہ وجہہ آن
سنگ را برداشت و بالائے آن چشمہ نہاد و فرمود کہ
آن را خاک بپاشند چون راہب آن دیر آن حال
را مشاہدہ کرد از دیر فرود آمد و پیش حضرت
امیر ایستاد و پرسید کہ تو پیغمبر مرسلی ؟

اصحاب نے خدمت بابرکت میں عرض کی کہ ای امیرالمومنین
وہان جانے کی اجازت دیجئے شاید کہ اس سے پہلے بالکل
قوت نہ رہے ہم پانی تک پہنچ جائیں حضرت امیر
کرم اللہ وجہہ نے ارشاد فرمایا کہ اس کی ضرورت نہیں
ہے یہ فرما کر سواری مبارک کی باگ قبلہ کی جانب موڑ دی
اور ایک جگہ ٹھہر کر آپ نے اشارہ فرمایا کہ یہاں کھودو
جب تھوڑی مٹی ہٹی تو ایک ایسا بھاری پتھر نکلا کہ
جس پر کوئی آلہ کارگر نہ ہوتا تھا حضرت امیر کرم اللہ وجہہ
نے فرمایا کہ پتھر پانی پر ہے کوشش کرکے اسکو ہٹا دو جب
اصحاب نے ملکر بہت کچھ زور کیا مگر وہ پتھر اپنی جگہ سے
ہلا تک نہیں حضرت امیر نے یہ حالت دیکھی تو سواری پر سے
سے اترے اور کلائی تک آستین چڑھا کر اس پتھر کے نیچے
انگلیاں ڈالکر زور کیا کہ وہ پتھر اس چشمہ سے دور جا گرا پھر تو
ایسا صاف شیرین اور ٹھنڈا پانی نکلا کہ اس سفر میں اس سے
بہتر کسی نے پیا ہی نہ تھا غرض سب لشکر سیراب ہو گیا اور جسقدر
چاہا بھر بھی لیا پھر حضرت نے اس پتھر کو اٹھا کر اسی چشمہ
پر رکھ دیا۔ اور فرمایا کہ اسپر مٹی ڈالدو اس دیر کے رہنے
والے نے جب یہ حال دیکھا تو دیر سے نکلکر حضرت امیر کے
سامنے آکر کھڑا ہو گیا اور پوچھا کہ آپ پیغمبر مرسل ہیں ؟

فرمود که نه، پس گفت که تو فرشتهٔ مقربی؟ فرمود
که نه پس گفت که تو چه کسی؟ فرمود که من وصی پیغمبر مرسل
محمد بن عبد الله خاتم النبیین صلی الله علیه وسلم هستم
راهب گفت دست بیار که مسلمان می شوم حضرت
امیر کرم الله وجهه دست بوے داد گفت

اشهد ان لا اله الا الله واشهد
ان محمدا رسول الله واشهد انک
وصی رسول الله

بعد ازان حضرت امیرؑ ازوے پرسید که سبب
چه بود ترا بعد ازان که مدتی مدید بر دین خود بودی و
امروز ایمان آوردی گفت اے امیر المومنینؑ بنائے
این دیر از برائے کندهٔ این سنگ است و پیش
ازین بسیار دین پروده اند زیرا که یا در کتب خود دیدیم
و از علمائے خود شنیده که درین موضع چشمهٔ آب است و
بربالائے آن سنگی که آن را نداند و کندن آن کسی نتواند
مگر پیغمبرے یا وصی پیغمبرے پس چون من دیدم
که تو کار کردی و آنچه انتظار آن میبردم
بآرزوے خود رسیدم۔ چون حضرت امیرؑ آن را بشنید
چندان بگریست که محاسن مبارک وے از آب دیده تر شد

آپ نے فرمایا کہ نہیں پھر اُسنے کہا کیا آپ ملائکہ مقربین سے
ہیں۔ آپنے فرمایا نہیں اُسنے عرض کیا تو پھر آپ کون ہیں
حضرتؑ نے کہا کہ میں پیغمبر مرسل محمد ابن عبد اللہ
خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا وصی ہوں راہب نے
کہا کہ ہاتھ بڑھایئے کہ میں اسلام سے مشرف ہوں حضرت امیر
کرم اللہ وجہہ نے اسکی جانب دست مبارک دراز فرمایا۔
اُسنے کلمہ اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان
محمدا رسول اللہ و اشہد انک وصی رسول اللہ پڑھا۔
اسکے بعد جناب امیرؑ نے اس سے دریافت فرمایا کہ یہ
کیا بات تھی کہ تو اتنی مدت تک اپنے مذہب پر رہا اور
آج اسلام لایا۔ اُسنے عرض کی کہ اس دیر کی بنا اس پتھر
کے کھودنے والے پر تھی اور اس سے پہلے بہت لوگ اس دیر
میں گذر چکے ہیں یہانتک کہ میں نے اپنی کتابوں میں پڑھا
ہے اور عالموں سے سنا بھی ہے کہ اس مقام پر ایک چشمہ ہے اور اسپر
ایک پتھر رکھا ہے جسکو پیغمبر یا وصی پیغمبر کے سوا کوئی اور
نہیں جانتا اور نہ کھود سکتا ہے پس جیسے ہی میں نے اس امر کا
مشاہدہ کیا کہ آپنے اس کام کو کر لیا تو میں نے اپنی مراد
پائی اور جس چیز کا طالب تھا وہ ہاتھ آئی جناب امیرؑ نے
یہ بات سنی تو اسقدر روئے کہ ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی

بعد ازان گفت الحمد للہ الذی لم اکن	اور فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ جس نے مجھے
عندہ منسیا وکنت فی کتبہ مذکوراً پس	فراموش نہین کیا اور اپنی کتابون مین مجھے یاد فرمایا۔
آن راہب ملازم حضرت امیرؑ شد در پیش وی با اہل شام	اسکے بعد راہب حضرت امیرؑ کی ملازمت مین داخل ہوا
مقاتلہ کرد چندان کہ شہید شد حضرت امیرؑ بر وے	اور آپ کے سامنے اہل شام سے خوب لڑ بھڑ کے شہید ہو گیا
نماز گذاردہ وے را دفن کرد واز برای وے از خدا تعالے	حضرت امیرؑ نے اسپر نماز پڑھکر دفنایا اور خدا تعالیٰ سے
آمرزش خواست ہر گاہ کہ وے را یاد میکرد می گفت	اسکے مغفرت کی دعا فرمائی۔ آپ جب اسکو
کہ وے مولاے من ست (از شواہد النبوۃ صفحہ ۲۰۰)	یاد کرتے تو یہ فرماتے۔ "یہ میرا غلام ہے"۔

واضح ہو کہ کتب سماوی مین تنہا وصی رسول اللہ کی ہی فضیلت کی پیشین گوئی نہین ہے بلکہ ائمہ اثنا عشر کی امامت کا بھی اظہار کیا گیا ہے جیسا سلیمان بن ابراہیم بلخی ینابیع المودۃ مین لکھتے ہین دیکھو صفحہ (۴۴۳)۔ امامت ائمہ طاہرین بشہادت کتب سابقہ

وفی المناقب عن واثلۃ بن الاصقع	مناقب مین واثلہ بن اصقع بن قرخاب اور انے
بن قرخاب عن جابر بن عبد اللہ	جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت کی ہے کہا
الانصاری قال دخل جندل بن	انھون نے کہ جندل بن جنادہ بن جبیر یہودی خدمت
جنادہ بن جبیر الیہودی علی رسول	رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مین حاضر ہوا عرض کیا کہ
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا محمد	اے محمد! مجھے خبر دیجئے اُس شے سے جو خدا کے لئے نہین
اخبرنی عما لیس للہ وعما لیس عند اللہ	ہے اور اُس شے سے جو نزدیک خدا کے نہین ہے اور
وعما لا یعلمہ فقال صلی اللہ	اُس شے سے کہ جسکو خدا نہین جانتا ہے رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم اما ما لیس للہ فلیس	علیہ وسلم نے فرمایا لیکن وہ شے جو خدا کے لئے نہین
للہ شریک واما ما لیس عند اللہ	ہے پس خدا کے لئے شریک نہین ہے اور جو چیز خدا

فليس عند الله ظلم للعباد واما ما	کے پاس نہیں ہو۔ پس نہیں ہے خدا کے لئے ظلم عباد
لا يعلمه الله فذلك قولكم يا معشر	اور لیکن وہ شے کہ جسکو خدا نہیں جانتا ہو پس اے گروہ
اليهود ان عزير ابن الله والله لا يعلم	یہود وہ قول تمہارا ہو کہ عزیر ابن اللہ ہیں۔ اور اللہ
انه له ولد بل يعلم انه مخلوقه وعبده	نہیں جانتا ہے کہ وہ اُسکے ولد ہیں بلکہ جانتا ہو کہ وہ
فقال اشهد ان لا اله الا الله وانك	اُسکے مخلوق ہیں اور بندے ہیں۔ جندل نے کلمۂ شہادت
رسول الله حقا وصدقا ثم قال اني	کہ کوئی معبود بحق سوائے خدا کے نہیں ہو اور حق یہ ہے کہ
رأيت البارحة في النوم موسى بن	آپ اُسکے سچے رسول ہیں پھر کہا کہ تحقیق میں نے شب گذشتہ
عمران عليه السلام فقال يا جندل	خواب میں موسیٰ بن عمران علیہ السلام کو دیکھا کہ فرماتے ہیں
اسلم على يد محمد خاتم الانبياء	اے جندل اپنے تئیں خاتم انبیا محمدؐ کے اسلام لا اور بعد اُنکے
واستمسك اوصياءه من بعده	اُنکے اوصیاء سے تمسک کر میں نے عرض کیا کہ اسلام لاؤنگا
فقلت اسلم فلله الحمد اسلمت	للہ الحمد کہ میں اسلام لایا اور خدا نے آپکے سبب سے مجکو
وهداني بك ثم قال اخبرني	ہدایت کی پھر کہا کہ مجھے خبر دیجیے یا رسول اللہ اپنے اوصیا
يا رسول الله عن اوصيائك من بعدك	سے جو آپکے بعد ہونے والے ہیں اور کون کون ہیں تا کہ
لا تمسك بهم قال اوصيائي الاثنا	میں اُنسے تمسک کروں فرمایا اوصیا میرے بارہ ہیں
عشر قال جندل هكذا وجدناهم في التوراة	جندل نے کہا کہ اسیطرح میں نے توریت میں اُنکا ذکر
وقال يا رسول الله سمهم لي فقال اولهم سيد	پایا ہے اور کہا کہ یا رسول اللہ اُنکے نام مجھے بتائیے پس
الاوصياء ابو الائمة علي ثم ابناه الحسن	فرمایا پہلے اُنمیں سردار اوصیا ابو الائمہ علیؑ ہیں پھر اُنکے
والحسين فاستمسك بهم ولا يغرنك جهل	دونوں فرزند حسنؑ اور حسینؑ ہیں اُنسے تمسک کر اور تجکو جہل
الجاهلين فاذا ولد علي بن الحسين زين العابدين	جاہلوں کا فریب نہ دے پس جب علی بن الحسین زین العابدین

يقضى الله عليك ويكون آخر	پیدا ہونگے تو تیری قضا جو خدا کی مقرر کردہ ہے آ جائیگی
زادك من الدنيا شربة لبن تشربه	اور آخر زاد تیرا دنیا سے شربت لبن ہوگا یعنی دودھ
فقال جندل وجدنا فى التوراة وفى	پینے کے بعد موت آئے گی۔ جندل نے کہا کہ ہم نے توریت
كتب الانبياء عليهم السلام ايليا	میں اور کتب انبیا علیہم السلام میں ایلیا اور شبر اور شبیر
وشبرا وشبيرا فهذه اسم على والحسن	نام پائے ہیں پس یہ تو نام علی اور حسن و حسین کے ہیں بعد
والحسين فمن بعد الحسين وما	امام حسین کے جو اوصیا ہیں انکے کیا نام ہیں حضرت نے فرمایا
اساميهم قال اذا انقضت مدة الحسين	کہ جب مدت حسین کی منقضی ہو جائے گی تو امام اُن کے
فالامام ابنه على ويلقب بزين العابدين	فرزند علی ہونگے جنکا لقب زین العابدین ہے اُن کے بعد
فبعده ابنه محمد يلقب بالباقر	اُنکے فرزند محمد ہیں جنکا لقب باقر ہے اُنکے بعد اُنکے
فبعده ابنه جعفر يدعى بالصادق	فرزند جعفر ہیں جو صادق کے نام سے پکارے جائینگے
فبعده ابنه موسى يدعى بالكاظم	اُن کے بعد اُنکے فرزند موسیٰ ہیں جو کاظم کے ساتھ پکارے
فبعده ابنه على يدعى بالرضا	جائینگے اُنکے بعد اُنکے فرزند علی ہیں جو رضا کے ساتھ
فبعده ابنه محمد يدعى بالتقى	پکارے جائینگے اُنکے بعد اُنکے فرزند محمد ہیں جو تقی اور
والزكى فبعده ابنه على	زکی کے ساتھ پکارے جائینگے اُنکے بعد اُنکے فرزند علی
يدعى بالنقى والهادى فبعده	ہیں جو نقی اور ہادی کے ساتھ پکارے جائینگے اُنکے بعد
ابنه الحسن يدعى بالعسكرى	اُنکے فرزند حسن ہیں جو عسکری کے ساتھ پکارے جائینگے
فبعده ابنه محمد يدعى بالمهدى	اُنکے بعد اُنکے فرزند محمد ہیں جو مہدی اور قائم اور حجت کے
والقائم والحجة فيغيب ثم يخرج	ساتھ پکارے جائینگے پس وہ غائب ہو جائینگے پھر وہ
فاذا خرج يملاء الارض قسطا وعدلا	نکلیں گے۔ جب نکلینگے تو زمین کو عدل و داد سے بھر دینگے

کما ملئت جورا وظلما طوبی للصابرین	جس طرح کہ وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی خوش حالی ہے
فی غیبته طوبی للمقیمین علی	انکی غیبت مین صبر کرنیوالون کے لئے خوش حالی ہے ان
محبتهم اولئك الذين وصفهم	اوصیا کی محبت پر قیام کرنے والون کیلئے یہی وہ لوگ ہین
الله فی كتابه وقال هدی	جنکی خدا صفت کرتا ہے اپنی کتاب مین اور فرماتا ہے جنکا
للمتقين الذين يؤمنون بالغيب	مصلح ہے ہدایت ہے واسطے ان پرہیزگارون کے جو ایمان
ثم قال تعالی (اولئك حزب	لائے ہین ساتھ غیب کے پھر فرماتا ہے جناب باری جسکا حاصل
الله الا ان حزب الله هم الغالبون)	یہ ہے کہ یہ لوگ اسکا گروہ ہین آگاہ ہو کہ خدا کا گروہ وہی
فقال جندل الحمد لله وفقنی	غالب ہونیوالے ہین جندل نے کہا الحمد للہ خدا نے مجھے
بمعرفتهم۔	انکی معرفت کی توفیق دی

آپ فرمائیے کہ اللہ جل شانہ نے کتب سماوی مین جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر مبارک کے ساتھ ائمۂ اطہار کا ذکر فرمایا ہے یا اصحاب ثلثہ کا؟

ان شہادتون سے وصی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل اور ائمۂ اثنا عشر کی امامت کا ثبوت ہوتا ہے یا اصحاب کے فضائل اور خلافت راشدہ کا؟

فائدہ

ذکر حضرت ابو بکرؓ نے حسب احکام توریت اپنے باپ کے قتل کا قصد کیا

اب ہم ان مثالون کو جو توریت وانجیل مین مذکور ہین اور جن کی خبر خدائے جل شانہ نے اس آیت مین دی ہے بیان کرتے ہین :۔

پہلی شہادت توریت کی

توریت کی کتاب استثنا کے تیرھوین باب کے چھٹے درس مین لکھا ہے کہ (اگر تیرا بھائی یا بیٹا یا جورو یا دوست کوئی تجھے پھسلاوے اور کہے کہ آؤ غیر معبودون کی بندگی کرو تو تو اُسکے موافق نہ ہونا۔ اور اسکی بات نہ سننا اور اُسپر رحم کی نگاہ نہ رکھنا اور اس کی رعایت نہ کرنا اور اُسے پوشیدہ نہ رکھنا بلکہ اس کو ضرور قتل کر ڈالنا۔ اُسکے قتل پر پہلے تیرا ہاتھ پڑے) پس!

غور کرنا چاہیئے کہ جو کچھ حضرت موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا صحابہ کرام نے اسکو کر دکھایا۔ اور جیسی کچھ شدت اور سختی کافرون پر چاہیئے اُس کا ظہور صرف پیغمبر صاحب کے یارون کے ہاتھ سے ہوا۔ اسیواسطے خدا نے انکی شان مین اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ فرمایا۔

اگرچہ صحابہ کرام کی شدت اور صلابت کا وجود ین مین تھی امامیہ انکار نہین کر سکتے۔ مگر ہم انکی اطمینان کیلئے حضرت شیخین کے حالات کو جو بڑے دشمن شیعون کے ہین اور جو صنمی قریش کر کے انمین مشہور ہین بیان کرتے ہین اور زیادہ تو نہین کہہ سکتے اتنا عرض کرتے ہین کہ اپنی ہی کتابون کی روایتون کو سنین اور پھر اسکو توریت کے مضمون سے اور قرآن شریف کی آیت سے ملائین اور خود ہی انصاف کرین اور اگر حیا و شرم مانع نہووے تو تعصب و عناد کو چھوڑ کر اُن کی فضیلت کا اقرار کرین اور اپنے باطل عقیدون کو چھوڑ کر جماعت مین داخل ہو جائین۔

﴿ پہلی روایت ﴾

کہ حضرت صدیق اکبرؓ نے اپنے باپ کے قتل کا قصد کیا۔ امام اعظم شیعون کے حضرت شیخ حلیؔ

تذکرۃ الفقہا کی چھٹی فصل مین لکھتے ہین کہ حضرت ابوبکر صدیق نے اُحد کے دن اپنے باپ کے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ مگر حضرت صلے اللہ علیہ آلہ وسلم نے منع کردیا اور فرمایا کہ تو جانے دے اور کوئی یہ کام کرے گا۔

پس اے بھائیو! خدا کے واسطے ذرا اپنے امام اعظم کی تصدیق کو دیکھو کہ وہ صدیقیت صدیق اکبر کو کیسی تصدیق کرتے ہین اور جو کچھ توریت مین کفار پر شدت کرنے کا ذکر ہے اُسکو شان مین حضرت ابوبکر صدیق کی کیسا تسلیم کرتے ہین۔ کیون یارو! اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّار کا مصداق کیا سوائے اس کے کوئی دوسرا ہوگا جو اپنے باپ کے قتل پر آمادہ ہوا اور توریت کے اِس مضمون کا کہ

"غیر معبودون کی بندگی پر پھسلانے والے کو اگرچہ بھائی یا بیٹا یا جورو یا دوست ہو قتل کروانا اور پہلے اپنا ہاتھ اسکی طرف قتل پر اُٹھانا۔"

اطلاق کسی اور پر ہوگا تعجب ہے شیعون سے اور ان کے امام اعظم سے کہ ایسی روایت کو تصدیق بھی کرین اور صدیق اکبرؓ کی مستعدی کو باپ کے قتل پر قبول بھی کرین اور پھر اُن کی صدیقیت سے انکار فرمائین۔" (آیات بینات)

اقول

حضرت صدیق کا یہ قصد معصیت تھا

آپنے حضرت ابوبکر صدیق کے اشداء علی الکفار ہونے کے ثبوت مین جو روایت پیش کی ہے وہ روایت کتب اہلسنت کی ہے نہ کہ کتب امامیہ کی جناب علامہ حلی اعلی اللہ مقامہ کے تذکرہ مین یہ روایت الزاماً منقول ہے یہ صحیح نہین ہے کہ جناب ممدوح اسکی تصدیق بھی فرماتے ہین اگرچہ آپ بہت شد و مد سے حضرت ابوبکر کو اسوجہ سے اشداء علی الکفار بتاتے ہین کہ انھون نے اپنے باپ کے قتل کا قصد کیا لیکن اس سے انکی منقصت ثابت ہوتی ہے نہ کہ فضیلت کیونکہ حضرت صدیق کا یہ قصد طاعت تھا یا معصیت ؟ اگر طاعت تھا تو جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک امر نیک سے ان کو روکا۔ اگر معصیت تھا تو بجاے فضیلت منقصت ثابت ہوتی ہے اسلئے کہ حضرت صدیق نے اُس فعل کا قصد کیا تھا جو بروے احکام الٰہی ممنوع ہے اور اسیوجہ سے جناب رسول خدا صلعم نے ان کو منع فرمایا۔ چنانچہ جو آیات حقوق والدین کے بارہ مین نازل ہوئی ہین انمین تو یہ حکم ہے کہ :-

"تم اپنے ماں باپ کی اطاعت کرو ان کی خدمت اور تعظیم و تکریم کرو۔ جو زحمتین اور تکلیفین اُنھون نے تمھاری پرورش مین اُٹھائی ہین انکا شکریہ بجالاؤ۔ ان کو اُف تک نہ کرو۔ ہان اگر وہ تم کو شرک و کفر کی دعوت دین تو اس امر خاص مین انکا حکم نہ مانو۔ مگر دنیا مین انکے ساتھ نیکی اور بھلائی سے پیش آتے رہو۔ اگرچہ وہ کافر و مشرک ہی کیون نہون۔"

آیات بابت سلوک با والدین

وہ آیات پاک یہ ہین :-

ووصینا الانسان بوالدیہ حملتہ	اور ہم نے انسان کو اُسکے ماں باپ کے بارے مین تاکید کی
امہ وھنا علی وھن وفصالہ فی	کہ اسکی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر اسکو حمل مین رکھا اور دو برس مین دودھ چھڑایا
عامین ان اشکرلی ولوالدیک	اُسکا دودھ چھڑایا یہ حکم دیا کہ تو میرا بھی شکرگذار رہ اور اپنے والدین کا

الیّ المصیر ۔ وان جاھدٰك علیٰ ان
تشرك بی مالیس لك به علم فلا
تطعھما وصاحبھما فی الدنیا معروفًا
وّاتبع سبیل من اناب الیّ ثم الیّ مرجعکم
فانبئکم بما کنتم تعلمون

پارہ ۲۱ سورۂ لقمٰن
ع ۲

کا بھی (آخری) بازگشت میری طرف ہوگی اور اگر
وہ دونوں تجھے اس بات پر مجبور کریں کہ میرا کسی ایسی چیز
کو شریک ٹھہرائے جسکا تجھے کوئی علم نہ ہو تو ان دونوں کی
اطاعت مت کرا ور دنیا میں ان دونوں کے ساتھ
نیک سلوک کرتا رہ اور رستہ پر اس شخص کے چل جو میری طرف
رجوع ہو پھر تم سب کی بازگشت میری ہی طرف ہوگی
پس جو کچھ تم کیا کرتے تھے میں اس سے تم لوگوں کو آگاہ کردونگا۔

وقضیٰ ربك الّا تعبدوا الّا ایّاہ
وبالوالدین احسانًا امّا یبلغنّ عندك
الکبر احدھما او کلٰھما فلا تقل لھما
اُفٍّ ولا تنھرھما وقل لھما قولًا کریمًا ۔
واخفض لھما جناح الذل من الرحمۃ
وقل ربّ ارحمھما کما ربّیٰنی صغیرًا ۝

پ ۱۵ سورۂ بنی اسرائیل
ع ۳

اور تمہارے پروردگار نے یہ حکم قطعی دیا ہے کہ تم
اسکے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ نیکی
کرتے رہو۔ اگر ان دونوں میں سے ایک یا دونوں تمہاری
موجودگی میں بڑھاپے کو پہونچ جائیں تو انکے سامنے اُف بھی
نہ کرو اور نہ انکو جھڑکو اور ان سے آداب اخلاق کی باتیں کرو
اور رحم و مروت سے عاجزی کا بازو ان کے سامنے خم کردو۔
یہ کہا کرو کہ اے میرے پروردگار تو ان دونوں پر ایسا ہی
رحم فرما جیسا کہ ان دونوں نے مجھے ننھا سا پالا تھا۔

اِس آیت کی تفسیر یہ ہے :۔

"حقیقت دعائے رحمت از ولد درحق والدین ویں است کہ اگر مومن اند ایشان را بہ بہشت رسان و اگر کافر اند رہنمائے اسلام و ایمان و خوشنودی الٰہی برضائے والدین بازبستہ است" (تفسیر حسینی جلد اول صفحہ ۴۰)

اے بھائیو! اب ہم زیادہ تو نہین کہہ سکتے اتنا عرض کرتے ہین کہ خدا کے واسطے ذرا ان آیتون کو دیکھو اور اپنے صدیق کے قصد کو قرآن شریف کی آیتون سے ملاؤ۔ اور خود ہی انصاف کرو۔ کہ احکام الٰہی سے لاعلم سوا حضرت ابوبکر کے کوئی دوسرا ہوگا جو اپنے باپ کے قتل پر آمادہ ہو۔ تعجب ہے علمائ مفسرین اہلسنت سے کہ ان آیتون اور تفسیرون کی تصدیق کرین اور وہ روایت بھی حضرت ابوبکر کی فضیلت مین بیان کرین جس سے انکا قرآن مجید سے لاعلم ہونا ثابت ہوا اور باین شدومدان کو "اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ" ٹھہرائین۔ اور خدا کی آیتون مین تحریف معنوی کرکے اپنے مذہب کا رنگ جمائین اگرچہ علمائے اہلسنت حضرت ابوبکر کو "اشداء علی الکفار" بتاتے ہین مگر پھر ایسی ایسی روایتین اور حکایتین بھی ان کی شان مین بیان کرتے ہین جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ کفار و مشرکین پر اشد تو کجا شدید بھی نہ تھے۔ بلکہ اُن سے خاص اتحاد و خلوص رکھتے تھے۔ جیسا کہ روضۃ الاحباب مین ہے۔

ابوبکر صدیق بجہت ایذا و اضرار قریش از پیغمبر صلعم رخصت طلبیدہ بجانب حبش روان شد چون ببرک الغماد رسید ابن الدغنہ کافر اورا پیش آمد و پرسید کجا میروی جواب داد کہ قوم من مرا از شہر خویش بیرون کردند۔ ابن الدغنہ مانع وے شد و گفت مثل تو از شہر بیرون نرود من ترا در جوار خود میگیرم باز گرد ابوبکر باوے معاودت نمود ابن الدغنہ براشراف قریش گشت و گفت مثل ابوبکر را از شہر بیرون نکنید قریش جوار ابن الدغنہ را معتبر داشتند

(جلد اول صفحہ [illegible])

ابوبکر صدیق قریش کی ایذا و ضرر رسانی کی وجہ سے جناب رسول اللہ صلعم سے اجازت لیکر حبش کیطرف گئے ابھی برک الغماد تک پہونچے تھے کہ ابن الدغنہ (جو کافر تھا) انکے سامنے آیا اور پوچھا کدھر چلے حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا کہ میری قوم نے مجھے شہر سے نکالدیا ہے ابن الدغنہ نے انکو جانے سے روکا اور کہا کہ تم جیسا شخص شہر سے نکل جائے۔ تم میرے ساتھ واپس چلو میں تم کو اپنی پناہ مین لیتا ہون حضرت ابوبکر اسکے ہمراہ لوٹ آئے ابن الدغنہ نے سرداران قریش سے ملکر کہا تم ابوبکر جیسے شخص کو شہر سے مت نکالو۔ پھر قریش نے انکو ابن الدغنہ کی پناہ مین چھوڑ دیا۔

یہ واقعہ تو یاد بھی ہو گا کہ اسی اسلام کی وجہ سے کفار حضرت عمار رضؓ اور اُن کے والدین کے تو اتنے دشمن تھے کہ ان کی ماں کو نہایت بیرحمی سے شہید کر ڈالا۔ بخلاف اسکے حضرت ابوبکر پر اسقدر شفیق و مہربان ہوے کہ ان کو اپنی پناہ مین لے لیا۔ اس روایت سے ہر شخص خوب سمجھ سکتا ہے کہ حضرت ابوبکر اور کفار کے باہم محبت و مودت تھی نہ کہ عداوت و خصومت۔ یہ بات بھی لطف سے خالی نہین ہے کہ علمار اہلسنّت جن حضرت کو بڑے طمطراق سے "اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّار" کی فضیلت دیتے ہین انھین کی نسبت ایسی ایسی حدیثین بھی بیان کی جاتی ہین جن سے "اشدار علی الکفار" ہونے کی فضیلت ہوا ہوئی جاتی ہے یعنی حضرت ابوبکر کو کفار و مشرکین پر اسدرجہ رحیم و مہربان بتاتے ہین کہ حضرت کے رحم و کرم کی مثال ملائکہ مقربین اور انبیا رعلیہم السلام سے دیتے ہین جیسا کہ روضۃ الاحباب جلد اول صفحہ ۲۲۹ مین ہے:-

رسول اللہ صلعم فرمود اے ابوبکر مثل تو مثل ابراہیم است کہ گفت:-	رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ اے ابوبکر تیری مثال مثل ابراہیم کے ہے۔ کہ وہ فرماتے تھے
"فمن تبعني فانہ مني ومن عصاني فانك غفور رحیم"	جس کسی نے کہ میری اطاعت اور پیروی کی وہ میرا دوست ہوا اور جس نے میری نافرمانی کی پس خدا بخشنے والا اور رحیم ہے

اسی طرح عبد الحق صاحب محدث دہلوی مدارج النبوۃ مین تحریر کرتے ہین:-

اے ابوبکر مثل تو در ملائکہ جبرئیل ست کہ برضاے حق تعالی بعفو عباد خویش نزول میکند و مثل تو در انبیاء ابراہیم ست کہ نرم تر بود بر قوم خود۔ (صفحہ ۵۰۲)	اے ابوبکر تیری مثال ملائکہ مین جبرئیل کی سی ہے کہ جو خوشنودی خدا اور بندون کی مغفرت کیلئے نازل ہوتی ہین اور انبیاء مین مثال تیری ابراہیم کی سی ہے جو اپنی قوم پر بہت مہربان تھے۔

ان علمار نے تو حضرت ابوبکر کے رحم کو صرف ملائکہ اور انبیار ہی سے مثال دی ہے۔ لیکن

حضرت شاہ عبد العزیز صاحب نے تو اس رحم و کرم کو خاص رحمت آلہی سے ملا دیا ہے۔ جیسا کہ مطاعن ابوبکر طعن یازدہم مین تحریر فرماتے ہین کہ :۔

" درینجا لطیفہ دیگر است کہ بعض محققین اہلسنت آن بی بردہ اند کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ مظہر صفت رحمت آلہی بود۔ (تحفہ اثناعشریہ صفحہ ۲۸۳ مطبوعہ فخر المطابع)

واضح ہو کہ یہ لطیفے قیدیان بدر سے فدیہ لینے کے بارے مین گھڑے گئے ہین کہ حضرت ابوبکرؓ نے بنظر رحم قیدیون سے فدیہ لینے کی راے دی تھی جسپر آیہ کریمہ لَوْلَا كِتَابٌ مِّنَ اللّٰهِ عتاب و عذاب مین نازل ہوئی اسکا حال اسی جلد کی پانچوین آیت کے جواب مین ملاحظہ سے گذریگا انشاءاللہ تعالٰی

اب ہمارے بھائی ان روایتون اور لطیفون پر غور کرین اور خود ہی فیصلہ کرین کہ حضرت صدیقؓ کفار و مشرکین پر شدید تھے یا رحیم و رؤف۔ اُن پر " اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ " کا اطلاق ہوتا ہے یا رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ کا؛

قال

دوسری روایت کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے رشتہ دارون کے قتل کا مشورہ دیا تفسیر مجمع البیان اور منہج الصادقین اور خلاصہ تفسیر جرجانی مین امامیہ مذہب کے مفسرین نے لکھا ہے کہ جب بدر کی لڑائی فتح ہوئی اور بہت سے لوگ مکہ کے قید ہوئے جن مین اکثر مہاجرین کے عزیز و قریب تھے اور حضرت نے ان کے معاملہ مین صحابہ سے مشورہ کیا تب حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ (جو کوئی جسکا رشتہ دار ہے وہ اُسکے حوالہ کیا جائے تاکہ وہ اپنے ہاتھ سے اپنے کافر رشتہ دار کو قتل کرے اور خدا کی محبت کے سامنے رشتے اور قرابت کا خیال نہ کرے اسلئے عقیل علی کو اور نوفل مجھے اور فلان فلان کے حوالے کیا جائے واسطے قتل کے) اے شیعیان! پاک ذرا اس روایت کو اپنی تفسیرون مین دیکھو اور انصاف کرو کہ "اشداء علی الکفار" کا مضمون حضرت عمرؓ پر صادق ہے یا نہین اور جو حضرت موسیٰ نے کفار پر شدت کرنے کے لئے فرمایا وہ اُن کے حال سے مطابق ہے یا نہین۔ اور اگر اسپر بھی نہ سمجھو تو خدا تم سے سمجھے۔

اقول

جبکہ آپ کل اصحاب کی فضیلت کے مدعی ہین تو لازم تھا کہ کلہم اجمعین کے متعلق وہ شہادتین پیش کرتے جن سے ان سب کا "اشداء علی الکفار ہونا ثابت ہوتا۔ بخلاف اسکے آپنے اصحاب ثلثہ کے بھی تکمیل نہ کی یعنی حضرت عثمان غنی ذوالنورین کی شدت وصلابت کا کچھ بھی ذکر نہیں کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ حضرت اشداء علی الکفار کی صفت سے خارج ہین۔ حضرت عمر فاروق کے "اشداء علی الکفار" کے ثبوت مین جو روایت آپ نے پیش کی وہ بھی کتب اہلسنت کی ہے۔ افسوس ہے۔ کہ جو روایتین علماء امامیہ کتب اہلسنت سے الزاماً نقل کرتے ہین۔ آپ ان کو امامیہ ہی کی طرف منسوب کرتے ہین چونکہ آپنے یہی حال پانچوین آیت مین لکھا ہے اسلئے ہم وہ اقوال اہلسنت جو اس واقعہ سے متعلق ہین اسی جگہ کیلئے محفوظ رکھتے ہین۔ جو اسی جلد میں ملاحظہ سے گذرین گے۔

وقت جہاد حضرت عمرؓ کا خوف

یہاں مجملاً یہ عرض کرتے ہین کہ آپ حضرت عمرؓ کو صرف ایک نوفل کے قتل کرنیکے قصد پر "اشداء علی الکفار" بتاتے ہین۔ حالانکہ فی الواقع اس آیت کے وہی لوگ مصداق ہوسکتے ہین جو دوامًا کفار ومشرکین پر شدت وصلابت کرتے رہے ہون۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ نے زبانی جمع خرچ کرنے والون کی کہین تعریف نہین کی بلکہ عتاب فرمایا ہے۔

لا تحسبن الذین یفرحون بما اتوا ویحبون	اے رسول اتم ہرگز خیال مین بھی نہ لانا جولوگ کارستانین
ان یحمدوا بما لم یفعلوا فلا تحسبنہم بمفازۃ	پر اترائے جاتے ہین اور کیا کرایا خاک نہین مگر تعریف کے
من العذاب ولہم عذاب الیم	خواہشگار ہین۔ پس تم ہرگز خیال کرنا کہ ان کو عذاب
پ۴۔ س ال عمران۔ ع۱۹	چھٹکارا ہے بلکہ ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔

ہان" اشدار علی الکفار" وہ مجاہد ہین جنھون نے کھیت مین جم کر جدال و قتال کیا اور

یقاتلون فی سبیل اللہ فیقتلون — یعنی رضاے خدا کے لئے قتل کرتے ہین

ویقتلون ٥ — اور خود قتل ہوتے ہین

کا ثبوت دیا۔ حضرت عمرؓ کی شدت و صلابت جو مشرکین و کفار پر تھی وہ مخفی نہین ہے، عیان را چہ بیان، چنانچہ جب آنحضرت صلعم نے آپ سے فرمایا کہ مکہ جاؤ اور کفار قریش سے کہو کہ ہم صرف عمرہ ادا کرنے کی غرض سے آرہے ہین تو اُن حضرت نے وہان جانے سے جی چرایا اور عرض کیا کفار و مشرکین ہمین زندہ نہ چھوڑینگے اور مکہ مین کوئی ہمارا حامی و معین نہین ہے جو اُن کے ہاتھ سے ہمین بچاے۔ یہ حال کتب سیر و تواریخ مین درج ہے۔ اسجگہہ تاریخ الامۃ حصہ اوّل سیرۃ الرسول مصنفہ مولوی حافظ محمود اسلم صاحب مطبوعہ مطبع علی گڈھ کے صفحہ ۱۲۹ کی عبارت نقل کی جاتی ہے اور وہ یہ ہے:—

"رسول اللہ صلعم نے حضرت عمرؓ کو منتخب فرمایا کہ قریش کے پاس بھیجین۔ انھون نے کہا یا رسول اللہ قریش کے ساتھ جسقدر سختی اور عداوت کا اظہار مین نے کیا ہے اس سے وہ واقف ہین اس لئے انکی طرف سے مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے۔ علاوہ برین میرے قبیلے بنی عدی کا بھی کوئی شخص مکہ مین موجود نہین ہے جو مجھے پناہ دے۔ میری راے یہ ہے کہ حضرت عثمان بھیجے جائین کیونکہ وہ خاندان بنی امیہ کے ایک باعزت رکن ہین"

احد مین آپکی صلابت خود آپ کے اس قول سے ثابت ہے کہ مین پہاڑ پر مثل بز کوہی اُچکتا تھا (دیکھو تفسیر درّ منثور) خیبر مین علمبردار بنکر تین دن متواتر گئے مگر کفار کے اوچھے حملے کی بھی تاب نہ لاسکے اور ہر روز ٹھنڈے ٹھنڈے پلٹ کر آتے رہے اور خداے پاک کے اس حکم

ومن یولھم یومئذ دبرہ الا متحرفا — اور جو اسدن جو پیٹھ دکھائے گا سواے اسکے کہ لڑائی

لقتال او متحیزا الی فئة فقد باء	کیلئے کترا کے جاتا ہو یا دوسرے گروہ کے پاس جگہ پکڑنا
بغضب من اللہ وماوٰىہ جھنم و	مقصود ہو وہ یقیناً غضب الٰہی میں گرفتار ہو گا۔
بئس المصیر (پ۔ س انفال ع ۱)	اور اُسکا ٹھکانا جہنم ہے؛

کی بھی کچھ پرواہ نہ کی۔ آپ کی شدت وصلابت اور ہمت وشجاعت پر مداح مہر و ماہ فلک اسلام شبلی صاحب نے خوب روشنی ڈالی ہے کہ

"قلعہ قموص جو کہ مرحب کا تخت گاہ تھا اس مہم پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر و عمر کو بھیجا لیکن دونوں ناکام واپس آئے۔ طبری نے روایت کی ہے کہ جب خیبری قلعہ سے نکلے تو حضرت عمرؓ کے قدم نہ جم سکے اور آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر شکایت کی کہ فوج نے نامردی کی لیکن فوج نے خود اُنکی نسبت بھی شکایت کی" (دیکھو سیرۃ النبی جلد اول صفحہ ۳۵۰)

خندق میں عمرو بن عبدود کا نعرہ "ھل من مبارز" سنکر یہ "اشداء علی الکفار" اور دیگر صحاب ایسے خائف ولرزاں ہوئے کہ گویا روح تن سے مفارقت کر گئی جس کی شہادت خود خدائے عزوجل دیتا ہے:۔

اشحة علیکم فاذا جاء	تمنے اپنی جان چرائی (اور چل دیئے) اور جب (ا بڑا
الخوف رایتھم ینظرون الیک	کوئی خوف کا (موقع) آپڑا تو تم دیکھتے ہو کہ (یہ) پس سے
تدور اعینھم کالذی یغشی	تمہاری طرف دیکھتے ہیں (اور) ان کی آنکھیں اسطرح
علیہ من الموت ج فاذا	گھومتی ہیں جیسے کسی شخص پر موت کی بیہوشی چھا جائے
ذھب الخوف سلقوکم	پھر جب خوف کا (موقع) جاتا رہا اور اہل ایمان کی فتح
بالسنة حداد اشحة	ہوئی تو مال (غنیمت) پر گرتے پڑتے فوراً تم پر اپنی تیز
علی الخیر ط اولئك	زبانوں سے طعنہ کرنے لگے یہ لوگ (شروع سے)

لم یومنوا فاحبط اللہ اعمالھم وکان	ایمان بھی نہین لائے تو خدا نے بھی انکا کیا کرایا
ذلک علی اللہ یسیرا	سب کارت کر دیا اور یہ تو خدا کے واسطے ایک (نہایت)
(پ ۲۱ ؛ س احزاب ع ۲)	آسان بات تھی"

یہی نہین بلکہ انکی شجاعت کا حال بیان کر کے دوسرون کو بھی ڈرایا۔ یہ حالات انشاءاللہ اسی جلد مین ملاحظہ سے گذرینگے۔

آپ ایسے "اشداء علی الکفار" تھے کہ جناب شبلی صاحب الفاروق مین تحریر فرماتے ہین کہ

"خلافت کے زمانہ مین وہ کافرون کے ساتھ جس رحمدلی اور لطف سے برتاؤ کرتے تھے آج مسلمان سے مسلمان نہین کرتے" (دیکھو الفاروق حصہ دوم صفحہ ۲۳۵)

روایت دربارہ مودت کفار اور رسولخدا صلعم سے سفارش

اس موقع پر ہم ازالۃ الخفاء سے ایک اور روایت نقل کرتے ہین جس سے کفار قریش کے ساتھ حضرت اول و ثانی کے خلوص کا بخوبی انکشاف ہوتا ہے اور وہ یہ ہے :۔

اخرج النسائی والحاکم واللفظ	یعنی امام نسائی اور حاکم نے جناب امیر سے روایت کی
للنسائی عن علی قال جاء النبی اناس	ہے چند لوگ قریش سے خدمت رسول صلعم مین حاضر
من قریش فقالوا یا محمد انا جیرانک	ہوے اور عرض کیا کہ یا حضرت ہم آپکے ہمسایہ اور
وحلفاءک وان اناسا من عبیدنا	پڑوسی ہین ہمارے غلامون سے کچھ لوگ بخوف کاروبار
قد اتوک لیس لھم رغبۃ فی الدین	زراعت بھاگ کر آپکی خدمت مین آگئے ہین حالانکہ انکو
ولا رغبۃ للفقہ انما فروا من	چندان اور دین سے رغبت ہے نہ فقہ کے طالب ہین
ضیاعنا واموالنا فارددھم الینا	فقط جان بچاکر آپکے پاس آئے ہین آپ ان کو ہمارے (ظیر)
فقال لابی بکر ما تقول فقال	پھیر دین آنحضرت نے ابوبکر سے فرمایا کہ تم کیا کہتے ہو
صدقوا انھم جیرانک وحلفاءک	انھون نے کہا کہ یہ لوگ سچ کہتے ہین کہ آپکے حلفاء اور

فتغیر وجہ النبیؐ ثم قال لعمرما	جیران سے ہین اسپر رنگ چہرہ مبارک تغیر ہو گیا پھر
تقول قال صدقوا انھم جیرانك	عمر کی طرف متوجہ ہوئے کہ تمہاری کیا رائے ہے۔ آپنے
وحلفاءك فتغیر وجہ النبیؐ فقال	انکی رائے کی تائید کی اور فرمایا کہ یہ لوگ سچ کہتے
یامعشر قریش واللہ لیبعثن اللہ	ہین آپ کے حلفاء و جیران سے ہین پھر رنگ چہرہ آنحضرتؐ
علیکم رجلا منکم قد امتحن اللہ	متغیر ہو گیا اور فرمایا کہ اے گروہ قریش قسم بخدا پروردگار عالم
قلبہ للایمان ولیضربنکم علی الدین	تم مین سے اُس شخص کو تم پر بھیجیگا جس کے قلب کا ایمان
اوبضرب بعضکم قال ابوبکر انا ھو یا	کے ساتھ امتحان کیا گیا ہے اور وہ شخص تم لوگون کو یا تم مین
رسول اللہ قال لا قال عمر انا ھو یا	سے بعض کو دین پر ماریگا۔ ابوبکر نے کہا یا رسول اللہ کیا
رسول اللہ قال لا ولکن ذلك الذی	وہ شخص میں ہون حضرت نے فرمایا نہیں تب عمر نے کہا
یخصف النعل وقد کان اعطی علیاً	یا رسول اللہ کیا وہ مین ہون فرمایا نہیں بلکہ وہ شخص
نعلہ یخصفھا۔	وہ ہے جو نعل کی مرمت کر رہا ہے قبل اسکے آنحضرتؐ نے
(ازالۃ الخفا مقصد دوم صفحہ (٢٥٦) مطبوعہ مطبع صدیقی بریلی	حضرت علی کو نعلین مبارک مرمت کیلئے عطا فرمائی تھی

ان روایتون کے ملاحظہ سے ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ مابین ان حضرات اور کفار ومشرکین کے کیسا ربط ضبط اور میل جول تھا۔ حالانکہ حق سبحانہ تبارک وتعالی باپ بھائی سے بھی اگر ان کا میلان طبع جانب کفر ہو محبت ومودت کرنے کو منع فرماتا ہے:۔ کفار سے دوستی نہ کرو

یاایھا الذین امنوا لاتتخذوا اباءکم و	اے ایماندارو! اگر تمھارے (ماں) باپ اور تمھارے
اخوانکم اولیاء ان استحبوا الکفر علی الایمان	(بہن) بھائی ایمان کے مقابلہ مین کفر کو ترجیح دیتے ہون
من یتولھم منکم فاولئك ھم الظالمون	تو تم اُن کو (اپنا) خیرخواہ نہ سمجھو۔ اور تم مین جو شخص
پ ۱۰ س توبہ ع ۳	اُنسے الفت رکھے گا تو یہی لوگ ظالم ہین۔

حضرت عمرؓ اہلبیت نبوی پر اشد تھے

غرض ان واقعات اور حالات کے لحاظ سے جو علماء کرام اور فضلاء عظام نے اُن کے فضائل و مناقب مین لکھے ہین آپکا "اشداء علی الکفار" ہونا تو محض بے اصل ہے۔ ہان "اشداء علی آل و اصحاب" ضرور تھے۔ لاریب جناب خلیفۂ ثانی اس شدت و صلابت مین لاثانی تھے کہ ؎

"نہ خوف از خدا و نہ بیم از رسول"

کہ بنت رسول اللہ کا گھر جلانے کو آگ و لکڑی لیکر گئے۔ جیسا کہ شبلی صاحب الفاروق حصۂ اوّل صفحہ ۵۶ مین تحریر فرماتے ہین:۔

"ابن ابی شیبہ نے مصنف مین۔ اور علامہ طبری نے تاریخ کبیر مین روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر نے حضرت فاطمہ کے گھر کے دروازہ پر کھڑے ہو کر کہا۔ یا بنت رسول اللہ خدا کی قسم آپ مجھ کو سب سے زیادہ محبوب ہین تاہم اگر آپکے ہان لوگ اس طرح مجمع کرتے رہین تو مین انکی وجہ سے گھر مین آگ لگا دون گا"

اور حسب روایت نظام ان معصومہ کو وہ صدمہ پہونچایا کہ حضرت محسنؑ شکم مبارک مین شہید ہو گئے عامۃ الناس پر شدت و صلابت کا اندازہ اس سے بخوبی ہوتا ہے کہ جب حضرت ابو بکرؓ نے آپ کو خلیفہ کیا تو بقول جناب شبلی صاحب "جب اس بات کے چرچے ہوے کہ حضرت ابو بکر حضرت عمر کو خلیفہ کرنا چاہتے ہین تو بعضون کو تردد ہوا چنانچہ طلحہ نے حضرت ابو بکر سے جا کر کہا کہ آپ کے موجود ہوتے عمر کا ہم لوگون کے ساتھ کیا برتاؤ تھا اب وہ خود خلیفہ ہونگے تو خدا جانے کیا کرینگے اب آپ خدا کے ہان جا رہے ہین یہ سوچ لیجئے کہ خدا کو کیا جواب دیجئے گا" (دیکھو الفاروق حصۂ اول)

اور شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا مین تحریر فرماتے ہین کہ:۔

"بعض اشخاص نے خود حضرت ثانی سے کہا کہ رعایا تمھاری درشت مزاجی اور شدت زجر و توبیخ کی شاکی ہے"

کفار و مشرکین سے حضرت عثمان کے دوستانہ تعلقات

حضرت عثمان غنی رض کی شفقت و عنایت کفار و مشرکین پر جیسی کچھ تھی اسکا ذکر کیا جائے جسپر خود حضرت عمر کا وہ کلام شاہد ہے جو اوپر مذکور ہوا۔ اور کتب اہلسنت مین ہے کہ کچھ لوگ جو حضرت عثمان رض کے عزیز تھے۔ جاسوس بنکر آتے جاتے تھے۔ ان کو آپ اپنے گھر مین چھپا رکھتے تھے۔ چنانچہ آنحضرت صلعم کو معلوم ہوا کہ معاویہ بن مغیرہ آپکے گھر مین چھپا بیٹھا ہے۔ جناب رسول خدا صلعم نے حضرت عثمان کو حکم دیا کہ تین دن کے اندر اسکو مدینے سے نکال دو۔ مگر آپنے نہ نکالا۔ کسی اور صحابی نے اسکو قتل کر دیا۔

ان حضرات اور مشرکین و کفار کے باہمی تعلقات اور میل جول سے اہلسنت کسیطرح انکار کر ہی نہین سکتے۔ اسلئے کہ اسپر آیات الٰہی شاہد ہین۔

(۱) یا ایھا الذین امنوا لا تتخذوا	اے ایمان لانے والو اگر تم میری راہ مین جہاد
عدوی وعدوکم اولیاء تلقون	کرنے اور میری خوشنودی کی تمنا مین گھر سے نکلے ہو تو میرے
الیھم بالمودۃ وقد کفروا بما	اور اپنے دشمنون کو دوست بناؤ تم انکے پاس دوستی
جاءکم من الحق یخرجون	کا پیغام بھیجتے ہو اور جو (دین) حق تمھارے پاس آچکا
الرسول وایاکم ان تؤمنوا باللہ	ہے وہ اسکے قطعی منکر ہو چکے ہین کہ وہ لوگ رسول کو اور
ربکم ان کنتم خرجتم جھادا	تم کو اس بات پر گھر سے نکالتے ہین کہ تم اپنے پروردگار
فی سبیلی وابتغاء مرضاتی تسرون	پر ایمان لے آئے ہو (اور) تم ہو کہ ان کے پاس چھپ چھپکر
الیھم بالمودۃ وانا اعلم بما اخفیتم	دوستی کا پیغام بھیجتے ہو حالانکہ تم جو کچھ چھپا کر یا اعلان
وما اعلنتم ومن یفعلہ منکم فقد	سے کرتے ہو مین اس سے خوب واقف ہون اور تم مین سے
ضل سواء السبیل ○	جو شخص ایسا کرے گا۔ وہ سیدھی راہ سے یقیناً
(پ ۲۸ - س الممتحنہ ع)	بھٹک گیا۔

(۲) ولو کانوا یومنون با للہ — اور اگر (یہ لوگ) اللہ اور پیغمبر پر اور جو کچھ

والنبی وما انزل الیہ ما اتخذوھم — انپر نازل کیا گیا اُسپر ایمان رکھتے ہوتے تو ہرگز ان

اولیاء ولکن کثیرا منھم — (مشرکون) کو اپنا دوست نہ بناتے لیکن انمین سے

فاسقون ۔ — بہتیرے نافرمان ہین۔

سبحان اللہ! آپ تو "اشداء علی الکفار" کی فضیلت کا تاج ان کے سر پر رکھتے ہین - اور خداوند تعالی فرماتا ہے کہ یہ لوگ کفار کے دوست ہین - اور چھپ چھپ کر ان سے دوستانہ پیغام و سلام کرتے ہین -

اگرچہ آپ نے تو کوئی ایسی شہادت توریت وانجیل کی پیش نہین کی جس سے ظاہر ہوتا کہ خداوند پاک نے اصحاب ثلثہ کے صفات وحالات تمثیلا بیان فرمائے ہین -

لیکن ہم قرآن مجید کی شہادتون سے کئی مثالین پیش کرتے ہین - جن مین ان اصحاب کے نقص ایمان کی مثال اصحاب ناقص الایمان حضرت عیسی وموسی علیہما السلام سے خدا نے دی ہین -

پہلی مثال الم یان للذین امنوا ان — کیا ان لوگون کے لئے جو ایمان لائے ہین.

یخشع قلوبھم لذکر اللہ وما نزل — اسکا وقت نہین آیا ہے کہ ان کے دل یاد خدا کیلئے

من الحق ولا یکونوا کالذین — اور جو کچھ حق کی طرف سے نازل ہوا ہے اسکے لئے

اوتوا الکتب من قبل فطال علیھم الامد — پگھل جائین اور وہ ان لوگون کے مانند نہو جائین

فقست قلوبھم وکثیر منھم — جنکو پہلی کتاب (توریت وانجیل) دیگئی تھی پھر انپر

فاسقون ۔ — ایک زمانہ گذر گیا پھر ان کے دل سخت ہو گئے انمین سے

(پ س الحدید ع) — بہتیرے فاسق ہین۔

پہلی مثال اصحاب مہاجرین کے نقص ایمان کی اصحاب موسی سے

اس آیت مین صاف ارشاد فرمایا ہے کہ اصحاب رسول کے دل مثل عیسی وموسی خدا کی

یاد سے سخت ہو گئے ہین اور ان مین بہتیرے فاسق ہین ۔

اب ہم وہ اقوال اور تفاسیر بھی نقل کرتے ہین جو محدثین و مفسرین اہلسنت نے کی ہین انکے ملاحظہ سے روشن ہو گا کہ یہ آیت مخصوص اصحاب مہاجرین اولین کے بارے مین نازل ہوئی ہے ۔

تفاسیر اہلسنت کہ یہ آیہ کریمہ الم یان الخ مہاجرین کے حق مین ہو

پہلی

آوردہ اند کہ مومنان در مکہ با فقر و فاقہ تمام قواعد طاعت را تمہید کردند بعد ہجرت کہ مال بسیار بدست آمد و نعمت بر ایشان فراخ شد آثار فتور و قصور در اوراد و وظائف و عبادت ایشان ظاہر گشت نتیجہ سختی دل غفلت است و نشانہ نرمی دل توجہ طاعت ع

منقول ہے کہ مسلمان مکہ مین فقر و فاقہ کی حالت مین رہتے تھے اسلئے خدا کی عبادت خوب کیا کرتے تھے مگر ہجرت کے بعد جب بہت سامال اُنکے ہاتھ آیا اور دولت سے مالا مال ہو گئے تو اُن کی عبادات و اوراد و وظائف مین فتور و قصور پیدا ہو گیا سختی دلی کا نتیجہ غفلت ہے اور نرم دلی علامت طاعت ۔ ع

دلی کز نور معنے نیست روشن	جو دل کہ نور معرفت سے روشن نہو
مخوانش دل کہ آن سنگ است و آہن	وہ دل ہی نہین بلکہ لوہا اور پتھر ہے
دلے کز گرد غفلت زنگ دارد	جو دل کہ گرد غفلت سے زنگ آلودہ ہو جاتا ہے
ازان دل سنگ و آہن ننگ دارد	اِس سے پتھر اور لوہا بھی عار کرتا ہے

(جلد ثانی تفسیر حسینی صفحہ ۲۸)

دوسری

قال بعضھم نزل فی المنافقین الذین اظھروا الایمان وفی قلوبھم النفاق المباین للخشوع

بعضون کا بیان ہے کہ یہ آیت منافقون کے بارہ مین نازل ہوئی ہے جو بظاہر اپنا ایمان جتاتے تھے اور دل مین سخت نفاق رکھتے تھے جو خشوع کے مباین ہے ۔

تفسیر کبیر مطبوعہ مصر جلد ہشتم صفحہ ۱۳۱

تیسری عن الاعمش قال ان الصحابۃ لما قدموا المدینۃ اصابوا لینًا فی العیش و رفاھیۃ ففتروا عن بعض ما کانوا علیہ فعوتبوا بھذہ الایہ (تفسیر کبیر صفحہ ۱۳۲)

اعمش سے روایت ہے کہ جب اصحابؓ مدینہ میں آئے تو تعیش و آرام طلبی میں مشغول ہو کر اپنے اعمال میں کوتاہی کرنے لگے۔ لہذا اس آیت سے ان پر عتاب ہوا۔

اقوال شاہ ولی اللہ صاحب

(۱) عن ابن مسعود لما نزلت الم یان للذین امنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ الایۃ اقبل بعض علی بعض ای شئ احدثنا ای شی صنعنا۔

"ابن مسعود سے منقول ہے کہ جب آیت الم یان للذین الخ نازل ہوئی تو اصحاب کہنے لگے ہم نے کونسی بدعتیں کیں جو یہ عتاب نازل ہوا"۔

(۲) عن ابن عباس قال اللہ استبطاء قلوب المھاجرین عاتبھم علی راس ثلثۃ عشر سنۃ من نزول القران فنزل الم یان للذین امنو الایۃ

ابن عباس سے روایت ہے کہ پروردگار عالم نے مہاجرین کے امتحان کو تاخیر میں ڈالا۔ یہاں تک کہ نزول قرآن سے تیرہ برس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔

(۳) عن الاعمش قال لما قدم اصحاب النبی المدینۃ فاصابوا من لین العیش بعد ما کان بھم الجھد فکانھم فتروا عن بعض ما کانوا علیہ فعوتبوا و نزلت (الم یان للذین امنوا الایۃ ازالۃ الخفا

اعمش سے نقل ہے کہ جب اصحابؓ وارد مدینہ ہوئے تو عیش و راحت میں مبتلا ہوئے۔ اور تکالیف و شدائد بھول گئے یہاں تک کہ اس عیش کے سبب اعمال میں کوتاہی کرنے لگے تو آیت (الم یان للذین نازل ہوئی)

ان روایتون سے یہ تو بخوبی منکشف ہو گیا کہ آیہ مذکورہ خاص اصحاب ہی سے متعلق ہے مگر جنکے حق مین ہے ان کے اسماء مبارک مصلحتاً راز مین رکھے ہین لیکن جناب امام فخر الدین رازی کی تفسیر سے وہ راز فاش ہو گیا کہ جن اصحاب کے حق مین نازل ہوئی ہے اُن کے پیشوا حضرت ابو بکر ہین چنانچہ خود حضرت ابو بکر نے اِس آیت کو سنکر جو اپنی حالت معرفت الٰہی کی بیان فرمائی تھی وہی امام صاحب ممدوح نے نقل کر دی اور وہ یہ ہے :-

(۴)	عن ابی بکرؓ ان ھذہ الآیۃ	حضرت ابو بکر سے منقول ہے (کہ مجلس خلافت مین)
	قرأت بین یدیہ وعندہ قوم من اھل	اہل یمامہ حاضر تھے جب یہ آیت پڑھی گئی تو وہ لوگ
	الیمامہ فبکوا بکاءً اشدیداً فنظر الیھم	شدت سے روئے آپنے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا
	فقال ھکذا اکنا حتی قست القلوب	ایسے ہی پہلے ہم بھی تھے (کہ ذکر خدا سے دل ہل جاتے
	(جلد ہشتم صفحہ ۱۳۲)	تھے) مگر اب دل سخت ہو گئے۔

(۵) اس روایت کو علامہ جلال الدین سیوطی نے بھی تاریخ الخلفاء مین باین الفاظ تحریر کیا ہے :-

اخرج ابو نعیم فی الحلیۃ عن ابی صالح	جب حضرت ابو بکر کے زمانہ خلافت مین یمن کے
قال لما قدم اھل الیمامہ زمان ابی بکرؓ	لوگ آئے اور آیات قرآنی کی سماعت کی تو رونے
وسمعوا القرآن جعلوا یبکون فقال	لگے حضرت ابو بکر نے کہا پہلے ہم بھی ایسے ہی تھے
ابو بکر ھکذا کنا ثم قست القلوب	مگر اب تو دل سخت ہو گئے۔

واضح ہو کہ جو اصحاب خدائے پاک کی یاد سے غافل ہو گئے تھے اِن کی نسبت اللہ جل شانہ اپنے پیغمبر سے فرماتا ہے کہ یہ لوگ طالب دنیا ہین تم ان سے رو گردان رہو۔

فاعرض عن من تولی عن	پس جس نے ہماری یاد سے منہ پھیر لیا ہو اور سوائے
ذکرنا ولم یرد الا الحیوۃ الدنیا	زندگی دنیا کے اور کسی چیز کا خواستگار ہی نہین ہے

ذلك مبلغهم من العلم ان ربك — پس تم بھی ان سے منھ پھیر لو ان کے علم کی انتہا

هو اعلم بمن ضل عن سبیله واعلم — اتنی ہی ہے بیشک تمہارا پروردگار اس سے بھی خوب واقف ہے جو اسکی راہ سے

بمن اهتدیٰ - پ۲۷ - س النجم - ع۲ — بھٹک گیا ہے اور وہ اس سے بھی آگاہ ہے جسنے ہدایت پائی۔

یہ اسناد جو نقل کئے گئے وہ تو خدائے عزوجل کی یاد سے غافل ہونے کے بارے میں تھے۔ اب ہم وہ اقوال بھی پیش کرتے ہیں جنکے ملاحظہ سے منکشف ہوگا کہ اصحاب ممدوحین کا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وعظ و پند کی نسبت بھی یہی حال تھا یعنے تعلیم رسالت اور وعظ و نصیحت کا اثر ان حضرات کے دلوں پر اسی وقت تک رہتا تھا جب تک مجلس وعظ میں حاضر رہتے تھے مگر جب آپکے پاس سے اُٹھتے تو اپنے اپنے گھروں میں پہونچنے تک وہ ساری تعلیم اور وعظ و نصیحت بھول جاتے تھے۔ اور مومنین مخلصین سے پوچھتے پھرتے تھے کہ ابھی رسول اللہؐ نے وعظ میں کیا فرمایا تھا۔ جیسا کہ اس آیۂ کریمہ سے ثابت ہوتا ہے۔

دوسری مثال صحابہ وعظ و ہدایت سنکر بھول جاتے تھے

ومنهم من یستمع الیك حتیٰ — اور انہیں سے کوئی کوئی ایسا بھی ہے جو تمہاری باتیں

اذا خرجوا من عندك قالوا للذین — غور سے سنتا ہے یہانتک کہ جب تمہارے پاس سے اٹھکر

اوتوا العلم ماذا قال آنفا اولئك — چلے جاتے ہیں تو ان لوگوں سے جنکو علم دیا گیا ہے یہ کہتے ہیں

الذین طبع الله علی قلوبهم واتبعوا — کہ ابھی (رسول اللہؐ نے) کیا کہا تھا یہی وہ لوگ ہیں جنکے

اهواءهم والذین اهتدوا زادهم — دلوں پر خدا نے مہر لگا دی ہے اور وہ اپنی خواہشوں کے

هدی واٰتٰهم تقوٰهم — پیرو ہو گئے ہیں اور جو لوگ ہدایت یافتہ ہو گئے انکی ہدایت کو

(پ ۲۶ - س محمد - ع ۲) — اور زیادہ کردیگا اور انکو پرہیزگاری کی توفیق عطا فرمائیگا۔

اس آیت کی تفسیر "تفسیر قمی" میں جو تفاسیر امامیہ سے ہے یہ ہے کہ:-

"یہ آیت اصحاب رسولؐ سے جو منافق تھے انکے بارے میں نازل ہوئی ہے انکی حالت یہ تھی کہ

جب کوئی بات سنتے تھے تو اُسپر ایمان نہ لاتے اور نہ اُسے یاد رکھتے۔ اور جب آنحضرتؐ کے پاس سے نکلکر باہر جاتے تو مومنین سے دریافت کرتے کہ رسول اللہ نے ابھی کیا کہا تھا۔

اور تفسیر مجمع البیان مین جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ ہم جناب رسول اللہؐ کے پاس ہوتے تھے اور حضرت ہم کو وحی کی باتین سناتے تھے تو مین ان کو یاد رکھتا تھا ان لوگون کو کچھ بھی یاد نہ رہتا۔ اور جب آنحضرت کی خدمت سے اُٹھکر باہر آتے تو مجھ سے دریافت کیا کرتے کہ آنحضرتؐ نے ابھی کیا فرمایا تھا۔ اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنے اصحاب کو دعوت رسالت فرماتے پس جس شخص کی بہتری خدا کو منظور ہوتی وہ سنتا بھی اور سمجھتا بھی کہ حضرت کیا فرما رہے ہین اور جس کی بدنصیبی کے باعث خداے تعالیٰ کو اسکی خیر و خوبی منظر نہوتی تو اسکے دل پر چھاپہ لگا دیتا تھا کہ وہ کچھ بھی نہ سمجھتا تھا (مقبول ترجمہ صفحہ ۸۱۰)

یہ تفسیر تفاسیر امامیہ سے ہے شاید ہمارے بھائی اس تفسیر کو عداوت پر محمول کرین۔ لہذا ہم خالص مخاصین و معتقدین صحابہ ہی کے اقوال ان کے سامنے پیش کرتے ہین جسکے ملاحظہ سے روشن ہوگا کہ جو اصحاب جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ہدایت و تعلیم بھول جاتے تھے۔ تفسیر فتح المنان مین منافق کی قرائت اور حضرت ابوبکر و عمر کا غلط و بیند بھول جانے پر اعتراف کرنا

ازانجملہ حضرت ابوبکر ہین۔ جیسا کہ جناب مولوی ابو محمد عبد الحق صاحب اپنی تفسیر فتح المنان معروف بہ تفسیر حقانی مطبوعہ فاروق دہلوی صفحہ ۷۰ مین رقمطراز ہین :-

"نفاق کی چند قسمین ہین اول یہ کہ زبان سے اسلام اور ایمان ظاہر کرے مگر در پردہ صاف منکر ہو۔

دوم ~~دوم~~ صاف منکر تو نہو مگر یقین بھی نہو بلکہ متردد اور مذبذب ہو۔

سوم ~~سوم~~ یہ کہ دل مین تو ہو مگر کامل نہو یہ تینون خدا کے نزدیک سخت کافر ہین۔ اور صحابہؓ تو اپنی حالت قلبیہ مین ذرا بھی فرق آنے کو نفاق سمجھتے تھے۔ چنانچہ امام مسلم نے روایت کی ہے کہ

حنظلہ بن ربیع اسدی حضرت ابوبکر سے ملے حضرت ابوبکر نے پوچھا کیا حال ہے اس نے کہا مین تو منافق ہو گیا۔ حضرت ابوبکر نے کہا تو یہ کیا کہتا ہے اسنے عرض کیا کہ جب ہم نبی صلعم کے پاس سے گھر آتے ہین اور بیوی بچون مین مشغول ہوتے ہین تو وہ کیفیت جو وہان ہوتی ہے اُسکو بھول جاتے ہین۔ حضرت ابوبکر نے کہا میرا بھی یہی حال ہے

وصال السعدین وغیرہ سے تفسیر الٰہ کی تائید

دوسری وصال السعدین ترجمہ مرج البحرین مصنفہ جناب شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی صہ ۸

اس سے زیادہ نازک بات یہ ہے کہ حنظلہ جنکو حنظلۃ الغسیل کہتے ہین جو کاتبان وحی سے تھے ایکبار حضرت ابوبکر صدیق کے پاس آئے اور کچھ شکایت اپنے حال کی لائے آپ نے فرمایا نافق حنظلہ یعنے حنظلہ منافق ہوا مین تو اسکو مخلصون سے جانتا تھا مگر وہ منافق نکلا۔ دل اسکا ساتھ زبان کے اور ظاہر اسکا باطن کے ایک نہین ہے اور نہ حال اسکا ساتھ استقلال کے ہے اور کہا حاشا اللہ یہ کیا بات ہے جو تم نے کہی اس کہنے سے تمھارا مطلب کیا ہے حنظلہ نے عرض کیا کہ جسوقت مین روبرو آنحضرت صلعم کے ہوتا ہون اور جمال و کمال آپ کا دیکھتا ہون۔ اور آپ کی باتین سنتا ہون تو نور یقین کا ایسا جلوہ گر ہوتا ہے گو یا حقیقت معرفت کو چشم سے دیکھتا ہون اور دوزخ وبہشت کا علانیہ مشاہدہ کرتا ہون۔ اور جب آپ سے جدا ہوتا ہون اور اہل و عیال سے مخالطت کرتا ہون تو حال دوسرا ہوجاتا ہے اور بہت باتین جو یاد ہوتی ہین بھول جاتا ہون دیکھو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو سردار صدیقون کے ہین کیا فرماتے ہین اے بھائی تم سچ کہتے ہو۔ ہمارا بھی یہی حال ہے"

تیسری صحیح ترمذی جلد دوم صفحہ ۸۴

عن عثمان النهدی عن حنظلة الاسدی کان من کتاب النبی

عثمان نہدی سے روایت ہے کہ وہ حنظلہ اسدی سے روایت کرتا ہے جو کاتب وحی آنحضرت کا تھا

انہ مر بابی بکرؓ وھو یبکی فقال	ایک مرتبہ وہ روتا ہوا ابوبکر کے پاس سے گذرا۔ ابوبکر
مالک یا حنظلۃ قال نافق حنظلۃ	نے پوچھا حنظلہ کیون روتے ہو کیا ہوا ہے اُس نے
یا ابا بکرؓ نکون عند رسول اللہ	کہا اے ابوبکر حنظلہ تو منافق ہو گیا۔ جب ہم رسول خدا
یذکر بالنار والجنۃ	کے پاس ہوتے ہین اور آپ جنت و نار کو یاد دلاتے
کان رأی عین فاذا رجعنا غافسنا	ہین تو معلوم ہوتا ہے کہ گویا ہم اپنی آنکھون سے
الازواج والضیعۃ و نسینا	دیکھ رہے ہین مگر جب وہان سے اپنے اہل و
کثیرا قال فواللہ انا	عیال مین آتے ہین تو اکثر باتین بھول جاتے
کذلک۔	ہین۔ ابوبکر نے کہا بھائی کیا پوچھتے ہو بخدا مین
	بھی ایسا ہی ہو گیا ہون۔

بھائیو! ان آیتون و تفسیرون کو خوب بغور ملاحظہ فرماؤ کہ ان سے اصحاب مہاجرین کا مدینہ مین آکر دولت و مال پانا بوجہ تعیش ذکر خدا سے غافل اور سخت دل ہو جانا۔ رسول اللہ کی ہدایت و نصیحت بھول جانا اور فرد اصحاب مین سب سے اول سابق الاسلام، افضل الصحابہ، افضل المہاجرین۔ اور سب صدیقون کے سردار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ کا نام خصوصیت سے بتانا۔ اور خود حضرت صدیق کا وعظ و ہدایت بھول جانے اور آیات آلٰہی سے دل سخت ہو جانے کا اعتراف کرنا تمھارے ہی محدثین کرام اور مفسرین عظام کے اقوال سے ثابت ہوتا ہے یا اس مین کچھ فرق ہے خوب غور کر کے دیکھو کہین یہ دشمنون کے نفترے تو نہون۔

فارجع البصر ھل تری من فطور ثم ارجع	(ایکبار دیکھنے سے دکھائی دے) تو دوبارہ نظر کر اور پھر دیکھ)
البصر کرتین ینقلب الیک البصر خاسئا	کہ تجھ کو کہین بھی کوئی دراڑ دکھائی دیتی ہے پھر بار بار نظر کر نتیجہ
وھو حسیرۃ پ ۲۹ س الملک۔ ع	یہی ہوگا کہ تیری نظر کھسیانی ہو کر تھکی ماندی تیری طرف الٹی لوٹ آئیگی

غور کرنے کا مقام ہے کہ حضرت ابوبکر جن کو آپ سب صدیقون کا سردار بتاتے ہین جنکا سب سے پہلے ایمان لانا اور رسالت و نبوت کی تصدیق کرنا بڑے طمطراق سے بیان کرتے ہین۔ جن کو کل امت سے اعلےٰ و افضل اور ایمان و اسلام مین کامل اور یار غار محرم اسرار خفی و جلی و عالم رموز قرآنی اور واقف حقائق ربانی سمجھتے ہین جنکو یہ شرف حاصل ہو کہ ؎

در سفر ہم رکاب او بودند | در حضر ہم خطاب او بودند
ہمہ آثار وحی دیدہ ازو | ہمہ اسرار دین شنیدہ ازو

جنکے ایمان و معرفت کا یہ حال ہے تو کیا اسی ایمان پر بڑے شد و مد سے صحاب کی تعریفون کے پل باندھے جاتے ہین کہ انھون نے کفر و شرک مٹا کر توحید پھیلائی۔ انھین سے گمراہون نے ہدایت پائی۔ انھین کیواسطے سے ہم کو قرآن پہونچا۔ انھین کے ذریعہ سے رسول اللہ کے احکام ہم کو حاصل ہوئے۔ انھین کے وسیلہ سے وحی کا آنا۔ جبرئیل کا نازل ہونا۔ اور پیغمبر خدا کا ملکوتی صفات سے متصف ہونا ثابت ہوا۔ انھین نے معرفت آلہی کی راہین ہم کو بتائین یہ وہ مہر و ماہ فلک اسلام ہین کہ ؎

پایۂ دین بلند از ایشان شد | کار شرع ارجمند از ایشان شد

فَاعْتَبِرُوْا يَا اُولِي الْاَبْصَارِ ؎

وائے (اینی) اس بصارت پر کہ ہر ذرہ سے آہ | جلوہ گر ہے آفتاب اور تاب بینائی نہین

غرض ہمارے بھائی اپنی عقیدتمندی سے جیسا چاہین انکی شان بڑھائین اور کتنا ہی اُن کو آسمان پر چڑھائین مگر ان رواتیون اور تفسیرون سے کسی طرح انکار نہین کرسکتے اور ان سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ ان کو حسب آیۂ شریفہ

ولما یدخل الایمان فی قلوبکم | ایمان کی ہوا بھی نہین لگی۔ اور معرفت آلہی سے جو ایمان کی جان ہے کورے تھے۔

دنیا کی رغبت اور آل اولاد کی الفت کے آگے ان کے نزدیک خدا و رسول کی محبت و معرفت کوئی چیز ہی نہ تھی۔ حالانکہ یہی تعلقات خدا و رسول کی یاد سے غافل کرنے والے ہین۔ اور انھین کو خلاق عالم نے فتنہ فرمایا ہے۔ مال و اولاد فتنہ ہے

انما اموالکم واولادکم فتنۃ — تمھارے مال و تمھاری اولاد فتنہ ہین۔

اور جا بجا اپنے کلام پاک مین دنیا کی مذمت کی ہے اور ان مکروہات سے بچنے کی ہدایت فرمائی ہے؛

یا ایہا الذین امنوا لا تلہکم — اے ایمان لانے والو تمکو تمھارے مال۔ خدا کی یاد

اموالکم ولا اولادکم عن ذکر اللہ ومن — سے غافل نہ کرنے پائین اور نہ تمھاری اولاد اور

یفعل ذلک فاولئک ہم الخاسرون — جو ایسا کریگا وہی نقصان اٹھانے والے ہین۔

(سورۂ منافقون)

چنانچہ اصحاب کبار ان مکروہات سے اجتناب کرتے رہے۔ از انجملہ ایک حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ ہین جنکے بارہ مین شمس العلما شبلی نعمانی سیرۃ النبی صفحہ (۱۵۳) مین یہ تحریر فرماتے ہین۔

حضرت ابوذرؓ مال جمع کرنیوالے کو خارج از اسلام سمجھتے تھے

"حضرت ابوذر جن کا اسلام لانے والون مین چھٹا یا ساتوان نمبر تھا۔ ان کے اسلام لانے کا واقعہ یہ ہے کہ وہ پہلے ہی سے بت پرستی چھوڑ چکے تھے اور غیر متعین طریقہ سے جس طرح ان کے ذہن مین آتا تھا خدا کا نام لیتے تھے اور نماز پڑھتے تھے۔ اور جب آنحضرت کا حال سُنا تو اپنے بھائی کو بھیجا کہ صحیح خبر لائین وہ مکہ مین آئے اور آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہو کر قرآن مجید کی سورتین سنین۔ واپس جا کر ابوذر سے کہا کہ مین نے ایک شخص کو دیکھا جس کو لوگ مرتد کہتے ہین وہ مکارم اخلاق سکھاتا ہے۔ اور جو کلام سناتا ہے وہ شعر نہین کوئی اور چیز ہے۔ تمھارا طریقہ اس سے بہت ملتا جلتا ہے ابوذر کو اس سے تسکین نہین ہوئی۔ خود مکہ مین آئے زبان مبارک سے آپ کا ارشاد سنا اور اسلام قبول کیا۔ وہ تمام عمر دنیاوی تعلقات سے الگ رہے ان کا عقیدہ تھا کہ جو شخص زر و مال جمع کرتا ہے وہ مسلمان نہین۔ چنانچہ اسی بنا پر حضرت عثمان نے اپنے زمانہ مین ان کو مدینہ سے دور بھیجدیا تھا۔

اب حضرت ابوبکر اور حضرت ابوذر غفاریؓ کے ایمان کا تقابل کرو اور خود ہی انصاف کرو آیۂ کریمہ

ولکن اللہ حبب الیکم الایمان و	لیکن خدا نے تو تم کو ایمان کی محبت دیدی ہے
زینہ فی قلوبکم وکرہ الیکم الکفر	اور اسکو تمھارے دلون مین عمدہ کر دکھایا ہے اور کفر و
والفسوق والعصیان ط اولئک ھم	بدکاری اور نافرمانی سے تم کو بیزار کر دیا ہے یہی
الراشدون ط فضلا من اللہ ونعمۃ واللہ	لوگ خدا کے فضل و احسان سے راہ ہدایت پر ہین
علیم حکیم ہ (پ ۲۶ س حجرات ع)	اور خدا تو بڑا واقفکار و حکمت والا ہے۔

کا مصداق کون ہے۔ اور آیۂ شریفہ

افرأیت من اتخذ الٰھہ ھواہ و	بھلا تم نے اس شخص کو بھی دیکھا جس نے
اضلہ اللہ علی علم وختم علی سمعہ	اپنی نفسانی خواہش کو اپنا معبود بنا رکھا ہے اور اسکی
وقلبہ وجعل علی بصرہ غشاوۃ ط فمن	حالت سمجھ بوجھ کر خدا نے اسے گمراہی مین چھوڑ دیا ہو اور
یھدیہ من بعد اللہ ط افلا	اسکے کان اور دل پر علامت مقرر کر دی ہے اور اسکی
تذکرون ہ	آنکھون پر پردہ ڈال دیا ہے پھر خدا کے بعد اسکی ہدایت کون
(پ ۲۵ س الجاثیہ ع)	کر سکتا ہے کیا تم لوگ اتنا بھی غور نہین کر سکتے۔

کا اطلاق کس پر ہوتا ہے۔

قبلۂ دنیا و دین جناب امیر المومنین علیہ السلام ارشاد فرماتے ہین۔

اقوال جناب امیرؑ دنیا کی مذمت مین

الا یا ساکن القصر المعلّٰی	ستدفن عنقریب فی التراب
اے عمارت ہائے عالی قصر ہائے بلند کے رہنے والے	آگاہ ہو کہ تو عنقریب پیوند خاک ہو جائے گا
لنا ملک ینادی کل یوم	لدوا للموت وابنوا للخراب
خدا کا ایک فرشتہ ہے جو ہر روز جناب خدا وند عالم سے اہل زمین کو	ندا دیتا رہتا ہو کہ اے غافلو۔ تم مرنیکے لئے پیدا ہو ضنے کیلئے تعمیر کرو

الا انما الدنیا کمنزل راکب | اراح عشیا وھو فی الصبح راحل

دنیا مثل ایک پڑاؤ کے ہے کہ مسافر آکر اسمیں شب بھر رہا | اور صبح کو اسنے سفر کیا۔ پھر سفر بھی کیسا کہ جہاں سے کوئی نہ پھرا

مضی الدھر والایام والذنب حاصل | وانت بما تھوی من الحق غافل

افسوس زمانہ زندگی آخر ہوا اور تونے بجز گناہ کے کچھ توشہ آخرت حاصل نہ کیا | ابھی تک تیری غفلت کا یہ حال ہے کہ ہوا و ہوس نفسانی میں گرفتار ہے اور اپنے خالق سے بالکل غافل ہے

سرورک فی الدنیا غرور وحسرۃ | وعیشک فی الدنیا محال وباطل

نہیں جانتا کہ تیرا دنیا میں خوشی کرنا دنیا سے فریب کھانا ہے اور آخر کار سوا حسرت کے کچھ حاصل نہ ہوگا | اے طالب راحت تیرا ہمیشہ دنیا میں رہنے کا فکر کرنا امر محال اور خیال باطل ہے

تزود من الدنیا فانک راحل | وبادر فان الموت لاشک نازل

اے غافل خواب غفلت سے بیدار ہو اور کچھ توشہ زاد آخرت بہم پہنچالے اسلئے کہ عنقریب دنیا سے کوچ کرنے والا ہے | تحصیل زاد راہ میں جلدی کر کہ موت تیری کمینگاہ میں ہے اور ایک دن ضرور تجھ پر نازل ہوگی

اس مفہوم کو جناب مفتی محمد عباس صاحب اعلی اللہ مقامہ نے نظم فرمایا ہے جس کے بعض اشعار یہ ہیں ؎

اے مسافر زاد راہے ہم بگیر | خستہ حالی پارۂ مرہم بگیر

وا بکن از خواب نوشین چشمکے | خفتۂ بسیار بنشین اندکے

بگذر از دنیا تامل خوب نیست | خواب راحت بر سر پل خوب نیست

داعی حق چون رسد بودن کجا | مہلت گفتن کجا بشمردن کجا

این سفر شام و عراق و روم نیست | این سفر را منزلے معلوم نیست

این نہ شرق و غرب و شمال | این نہ راہ بر و بحر و جبال

غیر ازین راہے دگر داری بہ پیش | سنگلاخ پر خطر داری بہ پیش

کاروان بگذشت وکس برجا نماند | غلغل و شور جرس بر پا نماند

کس ز تنگی لحد آگاہ نیست | راہ تاریک و خضر ہمراہ نیست

رودم وصفا با نوافل میروی | وز جهان تنہا و غافل میروی
مثل مرقد خانۂ تاریک نیست | کاندر آنجا ہیچ کس نزدیک نیست
زود برگردند قوم و خویش تو | کس نخواہد ماند آنجا پیش تو
از برائے عشر سامان میکنی | خانہ را شبہا چراغان میکنی
می روی تنہا در ایوان لحد | کو چراغی در شبستان لحد
در مزارت قاقم و سنجاب نیست | خواب چون آید کہ فرش خواب نیست
مونست جز کار خوب و زشت نیست | بالشت در قبر تو جز خشت نیست
بارے از فکر مآل خود بنال | بیکسی بیکس بحال خود بنال

جناب امیرؑ کی معرفت

اب جناب امیر المومنین امام المتقین امام المشارق والمغارب صاحب المفاخر والمناقب حجۃ اللہ ولی اللہ ید اللہ عین اللہ لسان اللہ وجہ اللہ اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب علیہ السلام کی معرفت اور یقین کا بھی کچھ حال سن لیجیے۔ جو راس الرأس جمیع اہل مناصب و مناقب مخزن کل مکارم و محامد اور معدن جملہ فضائل و فواضل ہیں جنکو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خلعت انا مدینۃ العلم و علی بابھا اور خدائے ذو الجلال والاکرام نے تاج اوتوا العلم عطا فرمایا اور حسب آیۂ کریمہ

فمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام | جسکی نسبت اللہ یہ چاہتا ہے کہ اُسے ہدایت کرے تو اُس کا سینہ کھول دیتا ہے۔

اپنے فضل و کرم سے آیۂ وافی ہدایہ

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ | کیا وہ شخص جسکے سینہ کو اللہ نے اسلام کیلئے کھولدیا ہو وہ پروردگار کی طرف سے نور ہدایت پر ہے (یا کوئی اور)

فویل للقسیۃ قلوبھم من ذکر اللہ ۔ اولئک فی ضلال مبین

پس افسوس ان لوگون پر ہے جن کے دل یادخدا سے سخت ہوگئے ہین۔ وہی تو کھلی گمراہی مین ہین۔ (رکوع ۳ س الزمر ع)

اپنے ولی کی شان مین نازل فرمائی جیسا کہ تفسیر کبیر وغیرہ مین ہے کہ اس آیت کا حصۂ اول جناب امیر المومنین علیہ السلام اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہما کی شان مین ہے

اول قیل نزلت الایۃ فی حمزۃ وعلی رضی اللہ عنہما تفسیر کبیر

روایت ہے کہ یہ آیت حضرت علیؓ اور حمزہ کے حق مین نازل ہوئی ہے۔

دوم در اسباب نزول آوردہ کہ این آیت در شان علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ وحمزہ است سبحانہ تعالیٰ دل ایشان را بہ نور معرفت روشن گردانید (تفسیر حسینی جلد ۲ صفحہ ۲۰۶)

شان نزول اس آیت کا یہ بیان کیا ہے کہ یہ آیت علیؓ اور حمزہؓ کی شان مین ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل نور معرفت سے منور کردیے ہین

اور بنا بر قول باری تعالیٰ

یھدی اللہ لنورہ من یشاء

یعنی خدا جسکو چاہتا ہے اپنے نور کیطرف راہ دکھاتا ہے اوران کے دل کی آنکھین کھول دیتا ہے الہامات ربانی اسکے گوش جان مین پہونچتے ہین۔ وہ ہر چیز کو نور خدا سے دیکھتا ہے اور جبکہ چراغ ایمان دل مین روشن ہوجاتا ہے تو اسکا نور تمام روزنون سے ساطع ہوتا ہے اور کبھی زائل نہین ہوتا۔ چنانچہ اپنی ہدایت کا اظہار ان پاک الفاظ مین فرماتا ہے۔ یہدی اللہ لنورہ

قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین ٭ یھدی بہ اللہ من اتبع رضوانہ سبل السلام ویخرجھم من

بیشک تمھارے پاس خدا کی طرف سے نور اور ایسی واضح کتاب آئی ہے جس کے ذریعہ سے خدا ہدایت کرتا ہو ان کی جو خدا کی رضامندی کے پیرو ہین

الظلمات الی النور باذنہ ویھدیھم الی صراط مستقیم — سلامتی کی راہون کی جانب اور انھین اپنے حکم سے جہالت کی تاریکی سے نکالکر ایمان اور علم کی روشنی مین لاتا ہو اور سیدھی راہ دکھاتا ہو

کتاب نازل من القرآن فی علی تصنیف ابو نعیم اصفہانی مین حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ آیہ شریفہ

یوم لا یخزی اللہ النبی	اسدن اللہ اپنے نبیؐ. اور ان لوگون کو جو انکے
والذین اٰمنوا معہ نورھم یسعٰی	ساتھ ایمان لائے ہین رسوا نہ کریگا (بلکہ) انکا نور ان کے آگے
بین ایدیھم وبایمانھم یقولون ربنا	اور انکے داہنی طرف پھیلا ہوا ہوگا اور یہ لوگ دعا کرتے ہونگے
اتمم لنا نورنا واغفر لنا انک علی	پروردگار ہمارا نور ہمارے لئے پورا کر اور ہمین بخشدے
کل شئی قدیر	بیشک تو ہر شے پر قادر ہے۔

سے جناب امیر علیہ السلام مراد ہین۔

تفسیر سیوطی مین ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آیہ کریمہ افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام تلاوت فرمائی۔ پھر ارشاد فرمایا کہ

نور جسوقت دل مین اترآتا ہے تو اسکے لئے دل مین جگہ ہوجاتی ہے اور دل کا کنول کھل جاتا ہے لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کی کوئی علامت بھی ہے جس سے پہچان لیا جائے کہ اسکے دل مین نور آگیا ہے۔ فرمایا کہ ہان اس فریب دینے والے مقام سے برداشتہ رہنا اور ہمیشہ رہنے والے گھر کی طرف رہنا اور موت کے آنے سے پہلے اسکے لئے مستعد رہنا۔

جناب امیر دنیا سے کراہت فرماتے ۴۰

جو کچھ آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا وصی رسول ہمیشہ اسپر عمل فرماتے رہے۔ اپنے نفس کو اس کی خواہشات اور لذات دنیا سے باز رکھا۔ کبھی دنیا طلب اور اقبال وجاہ والون کے شعار واطوار کو جن پر آیہ شریفہ

فاما من طغیٰ واثر الحیوۃ الدنیا فان — توجس نے سرکشی اور دنیا کی زندگی کو آخرت پر

الجحیم ھی الماوی (پ۔ س والنازعات ع) — مقدم رکھا تو اس کا ٹھکانا دوزخ ہے

کا اطلاق ہوتا ہے۔ اپنا نصب العین قرار نہ دیا مولوی روم فرماتے ہین ؎

از علی آموز اخلاص عمل — شیر حق را دان منزہ از دغل

بلکہ اپنے نفس کو مار کر ہر امر مین خدائے عزوجل کے تابع فرمان رہے اور آیۂ کریمہ

واما من خاف مقام ربہ ونھی — اور جو اپنے پروردگار کی حضور مین

النفس عن الھوی فان الجنۃ ھی — (جوآبھی کیلئے) کھڑے ہونے سے ڈرا اور اپنے نفس کو

الماوی — خواہشون سے رُکتا رہا تو اسکا ٹھکانا بس بہشت ہے۔

کے مصداق ہوئے

جس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے جناب امیر علیہ السلام کا سینہ کشادہ کر دیا تھا اسی طرح آپ کے گوش مبارک کو بھی یہ قوت عطا فرمائی تھی کہ جو کچھ آپ وعظ وہدایت کی باتین جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کرتے تھے اُن کو کبھی بھولتے نہ تھے مفسرین کرام کا بیان ہے کہ آیۂ کریمہ" — آیۂ کریمہ وتعیہا اذن واعیہ

وتعیھا اذن واعیۃ پ۲۹۔ س الحاقۃ — اور اسے یاد رکھنے والے کان (سنکر) یاد رکھین

جناب امیر المومنین علیہ السلام کی شان مین نازل ہوئی ہے۔ جیسا کہ تفسیر درمنثور مین ہے جس کا حاصل مطلب یہ ہے :۔

سعید بن منصور۔ ابن جریر۔ ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے مکحول سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیتہ نازل ہوئی تو جناب رسول خدا نے فرمایا کہ مین نے خدا سے عرض کیا تھا کہ اسے کان علی کے بنا دے کہ وہ یاد رکھے۔ اسوجہ سے حضرت علیؑ فرماتے تھے کہ جو بات مین نے رسول اللہ سے سنی وہ کبھی نہین

بھولا۔ اور ابن جریر ابن ابی حاتم واحدی۔ ابن مردویہ ابن عساکر ابن بخاری نے بریدہ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول اللہؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ مجھے خدا نے حکم دیا ہے کہ مین تم کو اپنے سے قریب کرون اور تم کو تعلیم دون اور تم یاد رکھو اسپر یہ آیت "وتعیہا اذن واعیۃ" نازل ہوئی اور ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء مین حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ یا علیؑ خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ مین تم کو قریب کرون اور تعلیم دون تاکہ تم یاد رکھو اسی پر یہ آیت مندرجہ بالا نازل ہوئی۔ اسوقت رسولؐ اللہ نے فرمایا۔ یا علیؑ تو میرے علم کا یاد رکھنے والا کان ہے"۔

اس بیان کے ثبوت مین ہم اُن تفسیرون کی نقول بھی ہدیۂ ناظرین کرتے ہین اور وہ یہ ہین

پہلی	واخرج ابن جریر وابن ابی حاتم	ابن جریر وغیرہ نے بریدہ سے روایت
	والواحدی وابن مردویہ وابن عساکر و	کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
	ابن البخاری عن بریدۃ قال قال رسول	نے علیؑ سے فرمایا کہ اے علیؑ خدا نے مجھے حکم دیا
	اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی ان اللہ امرنی	ہے کہ مین تمکو اپنے سے قریب کرون اور دور نہ کرون
	ان ادنیک ولا اقصیک وان اعلمک وان تعی وحق لک	تم کو تعلیم دون تم کو اور تم یاد رکھو اور تمھارے لئے
	ان تعی فنزلت ھذہ الآیۃ وتعیہا اذن واعیۃ (تفسیر درمنثور مطبوعہ مصر جلد ۶ صفحہ ۲۶۰)	سزاوار ہے کہ تم یاد رکھو (پس یہ آیت نازل ہوئی)
دوسری	عن مکحول عن علی	مکحول جناب امیرؑ سے روایت کرتے ہین کہ
	قال رسول اللہ صلعم۔ سالت	جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے
	اللہ ان یجعل اذنک واعیۃ	خدائے پاک سے یہ امر طلب کیا ہے کہ وہ سننے والا
	یا علی ففعل فکان	کان تمھارے کان کو بنا دے۔ پس خدا نے ایسا ہی
	یقول ما سمعت من رسول اللہ	کر دیا۔ جناب امیرؑ فرمایا کرتے تھے کہ اُس روز سے

صلی اللہ علیہ وسلم کلاما الا وعیتہ وحفظتہ ولم انسہ (اخرجہ الدیلمی)

کوئی کلام میں نے حضرت صلعم سے ایسا نہیں سنا کہ مجھے یاد نہ رہا ہو۔

سوانح عمری حضرت علی کرم اللہ وجہہ مولفہ مولوی عبد اللہ فرنگی محلی لاہور (صفحہ ۱۰۶)

تیسری: عن بریدۃ الاسلمی رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لعلی ان اللہ امرنی ان اعلمک فتعی وحق علی اللہ ان تعی فنزلت وتعیہا اذن واعیۃ اخرجہ الثعلبی فی تفسیرہ والامام الواحدی فی اسباب النزول والحافظ ابو نعیم فی ما نزل من القرآن فی علی وابن جریر وابن ابی حاتم والدیلمی فی فردوس الاخبار (ایضا صفحہ)

بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جناب امیر سے فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں تمہیں تعلیم کروں پس تم یاد رکھو اور خدا پر حق ہے اس کا کہ تم یاد رکھو پس یہ آیت نازل ہوئی جس کا ترجمہ ہے کہ یاد رکھے اسکو سننے والا کان۔

چوتھی: درحدیث آمدہ کہ حضرت پیغمبر علی را گفت من از خدائے درخواستم کہ گرداند اذن واعیہ گوش ترا اے علی۔ پس علی گفت بعد از ان ہیچ چیز فراموش نکردم (نظم)

گرچہ ناصح را بود صد داعیہ ۔ پند را اذنی بباید واعیہ

گر نبودی گوشہائے غیب گیر ۔ وحی ناوردے ز گردون یک بشیر

(تفسیر حسینی جلد ثانی صفحہ ۴۲۲)

حدیث میں وارد ہے کہ جناب رسولخدا صلعم نے خاص طور پر جناب علی مرتضیٰ سے ارشاد فرمایا کہ میں نے خداوند عالم کے حضور میں درخواست کی ہے کہ وہ تمہارے کان کو گوش شنوا قرار دے جناب علی مرتضیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کے اس ارشاد مبارک کے بعد میں نے کوئی بات سنی ہوئی فراموش نہیں کی

اقوال درباره معرفت جناب امیرؑ

جناب مولائے کونین کے علم و معرفت اور یقین کے کل علمائے محدثین اہلسنت کبیر و صغیر معترف ہین چنانچہ چند اقوال اُن کے نقل کیے جاتے ہین۔

پہلا قول — کتاب وصال السعدین و دیگر کتب اہلسنت مین ہے :-

"غور کرنا چاہیئے کہ حضرت علیؑ مرتضی شاہ اولیا و امام اصفیا ارشاد فرماتے ہین :-

لوکشف الغطاء ماازددت یقینا — یقینا اگر پردہ کھولا جائے تو میرا یقین زیادہ نہو

مطلب یہ ہے کہ پردہ ہو یا نہو میرا یقین یکسان ہے اگر پردہ درمیان ہو تو مین اُس پردہ مین ایسا دیکھتا ہون گویا پردہ نہین ہے"

دوسرا قول — "بخاری شریف مین حضرت ابوجحیفہ اور سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کا مشہور واقعہ مندرج ہے کہ جب حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے اسرار معانی قرآنیہ کو سنا تو متعجب ہو کر دریافت فرمایا کہ کیا آپ کے پاس کوئی اور کتاب ہے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ نہین یہی کتاب اللہ ہے اور اس کا فہم (اسرار حق صفحہ ۴۴)"

تیسرا قول — عن ابن عباس قد سأل الناس فقالوا	ابن عباس رضی اللہ عنہ سے لوگون نے
ای رجل کان علیا قال کان ملاء جوفہ	پوچھا حضرت علی کیسے آدمی تھے؟ کہا اُن کا
حکما و علما و باسا و نجدۃ مع قرابتہ من رسول اللہ	شکم علم و حکمت اور شجاعت اور بزرگی سے
صلعم اخرجہ احمد فی المناقب	بھرا ہوا تھا اور آنحضرت صلعم کے ساتھ
(دیکھو سوانحعمری حضرت علی کرم اللہ وجہہ مولفہ مولوی سعید احمد صاحب ... لاہور)	قرابت قریبہ رکھتے تھے۔

چوتھا قول — جناب امیر علیہ السلام کی معرفت الٰہی اور یقین کی نسبت عبد الحمید ابن ابی الحدید معتزلی کی یہ رائے ہے مین اس شخص کی شان مین کیا کہون کہ تمام فضیلتین اسی سے منسوب اور جمیع کمالات اسی تک منتہی ہوتے ہین وہ تمام مناصب کا راس رئیس اور تمام مکارم و محامد کا سرچشمہ اور جملہ فضائل کا معدن ہے

کوئی اس سے میدان سبقت مین آگے نہ نکل سکا۔ جس نے کسی فضیلت مین کچھ حصہ لیا ہے وہ اسی کی وجہ سے اور جو جس کمال سے بہرہ ور ہوا وہ اسی کے سبب سے یہ تو ظاہر ہے کہ دنیا مین اور تمام علوم سے اشکل خداشناسی اور معرفت آلہی کا علم ہے۔ مگر جس نے خدا کو پہچانا وہ بربنا حدیث نبوی صلعم

لا یعرف اللہ الا انا وعلیؑ۔ ولا — یعنی خدا کو بجز میرے اور علی کے کسی اور نے
یعرفنی الا اللہ وعلی۔ ولا یعرف علیا — نہین پہچانا۔ اور مجھے سوائے خدا اور علی کے کسی نے نہین
الا اللہ وانا — پہچانا اور علی کو بجز میرے اور خدا کے کسی نے نہ پہچانا۔

اسی کے سبب سے اسی کے کمال سے معرفت خدا کے احوال مستنبط کئے گئے خداشناسی کی راہین اسی کے بیان سے روشن ہوئین تمام دنیا مین نور معرفت اسی کی تعلیم سے پھیلا۔ اسلامی دنیا مین صحابہ کبار سے لیکر تابعین اور تبع کی جماعت مین کسی کے ارشاد اور تعلیم کیلئے اہل اسلام اتنے زیر بار احسان نہین ہین جتنے کہ حضرت علی کے ہین اسلام مین تمام علوم کی تعلیم انھین سے ہوئی اور اہل اسلام نے جو کچھ حاصل کیا وہ انھین کی تعلیم صحبت اور خدمت سے۔

جناب امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کی تحصیل جناب سرور کائنات خلاصۂ موجودات حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اور تربیت پر موقوف تھی صحابہ کبار مین ہونیکی حیثیت سے علاوہ اہلبیت ابن عم اور خویش رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونے کی شرافتون نے جناب علی مرتضیٰ کے تعلقات کو آنحضرت صلعم کی ذات ہما اون سے ایسا وابستہ کر رکھا تھا کہ وہ دوسرون کے لئے قطعی ناممکن تھا ان تعلقات سے قطع نظر کر کے امیرالمومنین علیہ السلام کی خاص تحقیق طلب طبیعت بھی اسلام کی پاک بشارتون اور بانی اسلام کی مقدس تعلیمون پر ہمیشہ ایسی ہی رغبت و خواہش اور شوق سے توجہ فرماتی رہی جو عموماً اہل اسلام سے قطعی دشوار ثابت ہوتا ہے۔

(۱) از رسالہ اقوال علیؑ مترجمہ ... سر کشن پرشاد مہاراجہ بہادر یمین السلطنت پیشکار و سابق وزیر اعظم دکن

جناب امیر مدینۃ العلم کے باب ہیں

ہر چند کہ جس کی شان میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُہَا — مین شہر علم ہون اور علیؑ اُس کا دروازہ ہین

ارشاد فرمائین۔ اسکا باب علم اتنا وسیع ہے کہ جسکا احصا نہین ہوسکتا مگر کتاب ینابیع المودۃ شیخ سلیمان بلخی قندوزی کی دو چار عبارتین نقل کیجاتی ہین۔ اور وہ یہ ہین :—

پہلی

اخرج ابن المغازلی بسندہ عن ابی الصباح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما صرت بین یدی ربی کلمنی وناجانی فما علمت شیئاً الا علمتہ علیاً فہو باب علمی

ابن مغازلی نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب شب معراج خداے پاک نے مجھ سے کلام کیا تو جو کچھ خدا نے مجھے تعلیم کیا تھا وہ سب مین نے علیؑ کو تعلیم کردیا وہ میرے علم کے باب ہین۔

(ہدالسارق حصہ سوم صفحہ ۲۹)

دوسری

اخرج ابن المغازلی وموفق الخوارزمی بسندہما عن علقمۃ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال کنت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسئل عن علم علیؑ فقال قسمت الحکمۃ عشرۃ اجزاء فاعطی علیؑ تسعۃ اجزاء والناس جزأً واحداً وہو اعلم بالعشر الباقی (ایضاً ۲۹)

ابن مغازلی وموفق خوارزمی نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا حکمت کی تقسیم دس حصون پر ہے جس مین سے نُو حصہ علیؑ کے ہین اور باقی ایک حصہ مین سب شریک ہین۔ مگر علیؑ اُسمین بھی سب سے اعلم ہین۔

تیسری

موفق بن احمد بسندہ عن سلیمان الاعمش عن ابیہ عن علی قال واللہ ما نزلت آیۃ الا وقد علمت فیما

موفق بن احمد نے بسند اپنے سلیمان اعمش سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت علیؑ نے قسم خدا کی جو آیہ نازل ہوا اُسکو مین جانتا ہون

نزلت واین نزلت وعلی من انزلت و
ان ربی وھب لی لسانا طلقا وقلبا عقولا
(ایضا)

کس بارے مین کہان کسپر نازل ہوا خدا نے مجھکو
لسان گویا اور قلب عقول عنایت کیا ہے ۔

چوتھی

موفق بن احمد بسندہ عن ابی
الطفیل قال قال علی بن ابی طالب
رضی اللہ عنہ سلونی عن کتاب اللہ
فانہ لیس من آیۃ الا وقد عرفت بلیل
نزلت ام بنہار ام فی سھل ام فی
جبل (ایضا)

موفق بن احمد روایت کرتے ہین کہ حضرت علیؑ
نے فرمایا سوال کرو مجھ سے کتاب اللہ سے کہ اسکی
کوئی آیت ایسی نہین ہے کہ جسکو مین نہ جانتا ہون
کہ دن کو نازل ہوئی یا رات کو پہاڑ پر نازل
ہوئی یا زمین ہموار پر

پانچوین

وفی الدر المنظوم اعلم ان
جمیع اسرار الکتب السماویۃ فی القرآن و
جمیع ما فی القرآن فی الفاتحۃ وجمیع ما فی الفاتحۃ فی
البسملۃ وجمیع ما فی البسملۃ فی باء البسملۃ
وجمیع ما فی باء البسملۃ فی النقطۃ التی ھی
تحت الباء قال الامام علی کرم اللہ وجھہ
انا النقطۃ التی تحت الباء وقال یضا
العلم نقطۃ کثرھا الجاھلون والالف وحدۃ
عرفھا الراسخون ۔ (ایضا ص[illegible])

در منظوم مین ہے جان تو کہ جتنے اسرار کتب
سماویہ مین تھے وہ سب قرآن مین ہین اور جو قرآن
مین ہے وہ سب سورہ فاتحہ مین ہے اور جو کچھ سورہ فاتحہ
مین ہے وہ سب بسم اللہ مین ہے اور جو کچھ بسم اللہ مین ہے
وہ سب بسم اللہ کی بے مین ہے اور جو کچھ بائے بسم اللہ مین ہے وہ اس نقطہ مین ہے جو
بار کے نیچے ہے ۔ فرمایا حضرت علیؑ نے کہ مین وہی
نقطہ ہون جو کہ بار کے نیچے ہے ۔ اور یہ بھی فرمایا
کہ علم ایک نقطہ ہے جس کو بڑھا دیا جاہلون نے اور
الف وحدت ہے جسکو پہچانا راسخون نے

چھٹی

موفق بن احمد بسندہ عن سلمان
رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال

موفق بن احمد نے روایت کی ہے
کہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اعلم امتی علی محمد بن علی الحکیم
الترمذی فی شرح الرسالۃ الموسومۃ
بالفتح المبین قال ابن عباس
رضی اللہ عنہما وھو امام المفسرین العلم
عشرۃ اجزاء لعلی تسعۃ اجزاء وللناس
العشر الباقی وھو اعلمھم بہ وقال
ایضا شرح لنا علی رضی اللہ عنہ نقطۃ
الباء من بسم اللہ الرحمن الرحیم
لیلۃ فانفلق عمود الصبح وھو
بعد لم یفرغ فرأیت نفسی فی جنبہ
کالفوارۃ فی جنب البحر المثعنجر وقال
علی کرم اللہ وجھہ لو ثنیت لی
الوسادۃ وجلست علیھا لحکمت لاھل
التوراۃ بتوراتھم ولاھل الانجیل
بانجیلھم ولاھل القرآن بقرآنھم
ولھذا کانت الصحابۃ رضی اللہ عنھم
یرجعون الیہ فی احکام الکتاب و
یاخذون عنہ الفتاوی کما قال عمرؓ بن
الخطاب فی عدۃ مواطن. لولا علی لھلک عمر"
(ایضا ص۲۹)

تمامی امت سے اعلم علی ہیں۔ محمد بن حکیم ترمذی
نے شرح رسالہ فتح مبین میں روایت کی ہے
ابن عباس سے کہ علم کے دس حصوں سے
نو حصہ علی کو ملا ہے اور ایک حصہ میں سب شریک
ہیں۔ مگر اُس میں بھی وہ سب سے زیادہ عالم ہیں
نیز کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے ایک شب نقطۂ
بائے بسم اللہ کی شرح بیان کرنی شروع کی طلوع
صبح تک۔ حالانکہ ابھی آپ کا بیان تمام نہیں
ہوا تھا میں نے اپنے نفس کو اُن کے مقابلے میں
ایک فوارہ پایا۔ بمقابلہ سمندر کے اور حضرت علی
فرماتے تھے کہ اگر فرش میرے لئے بچھایا جائے
اور اس پر میں بیٹھوں تو اہل تورات کے لئے مطابق
تورات اور اہل انجیل کیلئے مطابق انجیل اور
اہل قرآن کے لئے مطابق قرآن فیصلہ کروں اسلئے
تمامی اصحاب حضرت کی طرف رجوع کرتے تھے
احکام کتاب میں اور آپ سے فتوے حاصل کرتے
جیسا کہ عمر بن الخطاب نے چند موقع پر کہا۔
"لولا علی لھلک عمر" یعنی اگر علی نہوتے
تو عمر ہلاکت میں پڑتا۔

اللہ جل شانہ مومنین کے خوف کا ذکر کئی جگہ اپنے کلام پاک میں اسطرح فرماتا ہے

(۱) انما المؤمنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم واذا تلیت علیھم ایاتہ زادتھم ایمانا وعلی ربھم یتوکلون ۝ (پ ۹ ؛ س انفال ؛ ع ۱)

سچے ایماندار تو بس وہی لوگ ہیں کہ جب اُنکے سامنے خدا کا ذکر کیا جاتا ہے تو اُنکے دل ہل جاتے ہیں اور جب اُنکے سامنے اُسکی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو اُنکے ایمان کو اور بھی زیادہ کر دیتی ہیں اور وہ لوگ بس اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

(۲) تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربھم ثم تلین جلودھم وقلوبھم الی ذکر اللہ ذلک ھدی اللہ یھدی بہ من یشاء ومن یضلل اللہ فمالہ من ھاد۔ (پ ۲۳ ۔ س زمر ع ۲)

جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں اُنکے رونگٹے قرآن سنکر کھڑے ہو جاتے ہیں پھر اُنکے جسم اور اُنکے دل نرم ہو جاتے ہیں اور خدا کی یاد کیطرف مائل ہو جاتے ہیں۔ یہ تو خدا کی ہدایت ہے جسکے ذریعے سے جسکو وہ چاہتا ہے ہدایت فرماتا ہے اور جس کو خدا تعالیٰ توفیق ہدایت سلب کرے تو اسکا رہبر کوئی نہیں ہوتا

یہ شان مخصوص اہلبیت اطہار علیہم السلام ہی کی ہے۔ چنانچہ روایت ہے کہ

نماز میں جناب امیرؑ کی محویت

جناب امیر المومنین علیہ السلام تن تنہا ایک باغ میں جاکر مشغول عبادت ہوے اور ذکر خدا کے ساتھ اسقدر گریان و نالان ہوے کہ روتے روتے بیہوش ہو کر گر پڑے۔ اور ہاتھ پانوں سرد ہو کر مثل چوب خشک کے اینٹھ گئے۔ ابو درداء نے اتفاقاً آواز سن لی اور حضرت کے پاس پہونچے یہ حال دیکھکر بہت پریشان ہوے اور ڈر کر دولتسرا ے جناب سیدہ علیہا السلام پر حاضر ہوے اور حضرت کی حالت بیان کرکے آپکے انتقال کی خبر دی۔ جناب سیدہ علیہا السلام نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہے بلکہ ذکر خدا کے وقت اکثر یہ حالت ہو جاتی ہے"۔

غرض ؎

وہ زور وہ شوکت وہ سخاوت وہ شجاعت
وہ خلق وہ اعجاز وہ ہمت وہ کرامت

وہ خوف الٰہی وہ عبادت وہ عدالت وہ شکر وہ تسبیح وہ فاقہ وہ قناعت

الطاف یتیمون پہ ترحم غربا پر

تھا خاتمہ ان سب کا شہ عقدہ کشا پر

آپ وہ ولی خدا ہین کہ بسبب کثرت عبادت و خضوع و خشوع آیہ کریمہ

والذین یبیتون لربھم سجدًا یعنے اور وہ لوگ کہ اپنے ربکے واسطے راتین سجدے او

وقیامًا سورہ فرقان قیام مین کاٹ دیتے ہین۔

آپ کی شان مین نازل ہوئی۔ یہی حالات سب اہلبیت رسالت کے تھے چنانچہ جناب امام حسن علیہ السلام جب نماز کیلئے مسجد تشریف لیجاتے تو در مسجد پر مثل گنہگار کھڑے ہو کر عرض کرتے تھے۔

الٰھی عبدك ببابك فقیرك ببابك خداوندا تیرا بندہ تیرا فقیر تیرے دروازہ پر حاضر ہے

جب وضو فرماتے تھے تو خوف خدا سے رنگ چہرہ مبارک کا زرد پڑجاتا تھا۔ جناب سید الساجدین علیہ السلام کا لقب کثرت عبادت سے عابد بلکہ سجاد ہوا۔ مرقوم ہے کہ شیطان نے بطور آزمائش آپکی نماز باطل کرنے کی غرض سے سانپ بنکر پردہ شب مین بحالت قیام آپکے پاؤن کا انگوٹھا منھ مین لیکر دبایا اور کاٹنا شروع کیا مگر آپ ایسے محو تھے کہ مطلق خبر نہوئی ہاتف غیبی نے آواز دی انت زین العابدین تو عباد کی زینت ہے بضعۃ الرسول جناب فاطمۃ الزہرا کی یہ کیفیت ہوتی تھی کہ جسوقت وہ معصومہ محراب عبادت مین کھڑی ہوتی تھین تو بند بند کانپتا تھا۔ غرض علم و حکمت اور حقیقت و معرفت آل رسول صلعم ہی پر ختم تھی۔ ان خاصان خدا سے معرفت الٰہی کا انکشاف عہد طفولیت ہی سے ہوتا تھا۔ چنانچہ علامہ جلیل القدر ابن حجر کتاب صواعق محرقہ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۲۴ مین جناب امام حسن عسکری علیہ السلام کے بچپنے کا ایک ایسا واقعہ تحریر فرماتے ہین جس سے ان جناب کے بہت سے صفات پر روشنی پڑتی ہے اور وہ یہ ہے:-

ومناقبہ رضی اللہ عنہ کثیرۃ یعنی جناب حسن عسکری ؑ کے فضائل و مناقب بہت

ففی درر الاصداف وقع للبهلول
معه اتفاق رآه وهو صبی یبکی
والصبیان یلعبون فظن انه
یتحسر علی ما بایدیهم فقال
اشتری لك ما تلعب به فقال
یا قلیل العقل ما للعب خلقنا
فقال له فلما ذا خلقنا قال
للعلم والعبادة فقال له
من این لك ذلك فقال من
قوله تعالی
افحسبتم انما خلقناکم
عبثا وانکم الینا لا ترجعون
ثم سأله ان یعظه
فوعظه بابیات ثم خر
الحسن رضی الله عنه
مغشیا علیه فلما افاق
قال له ما نزل
بك وانت صغیر

کثرت سے ہیں۔ کتاب درر الاصداف میں ہے کہ ایک دفعہ بہلول
کا گذر حضرت امام حسن عسکری کے پاس ہوا۔ آپ اسوقت بالکل
بچے تھے اور رو رہے تھے اور آپکے ساتھی دوسرے لڑکے
کھیل میں مشغول تھے بہلول کو خیال ہوا کہ دوسرے بچوں کے کھلونے
دیکھکر آپ رو رہے ہیں۔ بس آپکی خدمت میں عرض کی کہ فرمایئے تو
میں آپ کیلئے بھی کھلونے خرید لاؤں اسپر حضرت نے فرمایا اے کم عقل
شخص تو نہیں جانتا کہ ہم لوگ کھیلنے کیلئے نہیں پیدا ہوئے ہیں
بہلول نے یہ سنکر دریافت کیا تو پھر کس لیے پیدا ہوئے ہیں آپ نے فرمایا کہ
علم حاصل کرنے اور عبادت خدا بجا لانے کیلئے ہم لوگوں کی خلقت ہوئی ہے
بہلول نے کہا یہ آپکو کیونکر معلوم ہوا اور کس دلیل سے آپ یہ فرماتے ہیں جوابدیا
کہ خداوند عالم کے اس قول پر افحسبتم انما خلقناکم عبثا
کیا تم لوگ یہ گمان کرتے ہو کہ ہم نے تم کو بیکار پیدا کیا
ہے اور یہ کہ تم ہماری درگاہ میں لوٹکر نہیں حاضر ہوگے
اسطرح اب بہلول نے یہ سمجھکر کہ یہ کوئی معمولی بچہ نہیں بلکہ
ہادی خلق ہے لہذا کچھ علوم و ارشاد کا استفادہ کرنا چاہیئے حضرت
کی خدمت میں عرض کی کہ کچھ وعظ فرمایئے حضرت نے اس خواہش کو
پورا کیا اور چند اشعار وعظ و پند بھرے ہوئے بیان فرمائے جسکے بعد
خود غش کھا کر زمین پر گر پڑے جب افاقہ ہوا تو بہلول نے
عرض کیا کہ وعظ فرماتے مجھے آپ کو کیا ہو گیا تھا جو غش کھا کر
گر گئے خوف خدا کا اثر تو ہو نہیں سکتا اسلئے کہ ابھی آپ بالکل

لاذنب لك فقال اليك عنى	بچے ہین گناہ کا نام تک نہین جانتے حضرت نے فرمایا بہلول
یا بهلول انی رأیت والدتی	تم میرے دل کا حال کیا جانو۔ مین نے اپنی والدہ ماجدہ کو دیکھا
توقد النار بالحطب	ہے کہ چولھا جلاتین تو بڑی بڑی لکڑیون سے ہین لیکن وہ بڑی
الکبار فلاتتقد الابالصغار	لکڑیان بغیر چھوٹی لکڑیون کے روشن نہین ہوتین اسلیے مین ڈرتا ہون
وانی اخشی ان اکون من صغار	کہ جہنم کے بڑے ایندھن کو روشن کرنیکے لئے جو چھوٹی چیزین
حطب جهنم	ایندھن بنینگی انمین میرا شمار نہو

حضرت کی عہد طفولیت کا ایک دوسرا دلچسپ واقعہ یہ ملتا ہے جو کتاب خرائج مین مذکور ہے۔

روی عن محمد بن عبدالله	یعنی محمد بن عبداللہ روایت کرتے ہین کہ ابو محمد حضرت
وقع ابو محمد علیه السلام وهو	امام حسن عسکری علیہ السلام جب بچہ تھے تو دفعۃً کنوئین مین گر گئے
صغیر فی بئر الماء وابو الحسن	آپکے پدر عالیقدر امام علی نقی علیہ السلام اسوقت نماز
علیه السلام فی الصلوة والنسوان	مین مشغول تھے خواتین چیخنے لگین لیکن حضرت نے نماز
یصرخن فلما سلم قال لا باس	قطع نہین کی جب سلام سے فارغ ہو گئے تو خواتین سے
فرادہ وقد ارتفع الماء الی	فرمایا ڈرو نہین کوئی خوف کی بات نہین ہے۔ اسکے بعد لوگون
راس البئر وابو محمد علیه السلام	نے حضرت امام حسن عسکری ؑ کی طرف کنوئین مین نظر کی تو دیکھا کہ
علی راس الماء یلعب بالماء	قدرت خدا سے کنوئین کا پانی سر تک بلند ہو گیا اور حضرت پانی مین کھیل رہے ہین

بھائیو دیکھو ع

"جہاز رحمت عاصی کے لنگر ایسے ہوتے ہین

معرفت الٰہی اسکا نام ہے طاعت و عبادت یہ ہے خالق ذوالجلال سے خائف ہونیکے معنی یہ ہین خضوع و خشوع اسکو کہتے ہین جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے بڑھکر خدا کی معرفت کسکو ہوسکتی ہے

اسیر فرماتے تھے کہ

ماعرفتك حق معرفتك ـ اے خدا جو حق تجھے پہچاننے کا ہے ویسا مین نے نہین پہچانا

علاوہ اداے فرائض نبوت و رسالت عبادت مین اسقدر شقت فرماتے تھے کہ رات رات بھر نماز پڑھتے تھے حتی کہ قیام وقعود سے پاؤن ورم کر گئے۔ اپنے حبیب کی یہ مشقت دیکھکر خداے پاک نے ارشاد فرمایا

طٰهٰ ما انزلنا علیك القرآن لتشقی ـ اے رسول ہمنے تمپر قرآن اسلیے نازل نہین کیا کہ تم دردسر تکلیف اٹھاؤ

اللھم صل علی محمد وآل محمد

غرض اسلامی دنیا پر جو درجہ اور مرتبہ آل رسول کا ہے وہ کسی اور کا نہین ہے اور یہ خدا کی دین ہے" واللہ یختص برحمتہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم اب اپنے اصحاب ممدوحین کے حالات پر بھی نظر کرو جنکے عشق مین تم نے خدا و رسول کی شہادتون کو بھی بالائے طاق رکھدیا ہے۔ ذرا ان کے اعمال کو وصی رسول کے ایمان وعقائد اور حقیقت ومعرفت سے تقابل کرو جنکی نماز کا بمصداق شعر ؎

اگر بود پیش تو تن در نماز ـ بل بود اندیشہاے دراز
وگر بود پیش تو سر در سجود ـ تو خود نیک دانی کہ در چہ بود

یہ حال تھا کہ نیت کے ساتھ ہی دل مین تو خیر ملک ومال کی تدبیرین سوچتے تھے زبان پر تو الحمد للہ ہے اور دل مین جزیہ کی آمدنی کا حساب۔ جناب شمس العلما شبلی نعمانی نے الفاروق مین حضرت عمرؓ کے زہد وتقوے اور نماز روزے کے جو صفات تحریر فرمائے ہین ان کو ملاحظہ کرو جس سے جناب خلافت مآب کے خضوع وخشوع اور معرفت الٰہی پر خوب روشنی پڑتی ہے اسکی نقل یہ ہے:۔

کوئی ضروری کام آپڑتا اور وقت کی تاخیر کا خوف ہوتا تو حضرت عمر پہلے اس کو انجام دیتے۔

ایک دفعہ اقامت ہو چکی تھی اور صفین درست ہو چکی تھین کہ ایک شخص صف سے نکلکر ان کی طرف بڑھا وہ اسکی طرف متوجہ ہوئے اور دیر تک اس سے باتین کرتے رہے۔ فرمایا کرتے تھے کہ کھانے سے فارغ ہوکر

تب نماز پڑھو بعض اوقات جہاد وغیرہ کے اہتمام میں اسقدر مصروف رہتے کہ نماز میں بھی وہی خیال بندھا رہتا تھا۔ خود ان کا بیان ہے کہ مین نماز پڑھتا ہوتا ہون اور فوجین تیار کرتا ہون۔ ایک روایت ہے کہ مین نے نماز مین بحرین کے جزیہ کا حساب کیا۔ بعض اوقات جمعہ کا خطبہ پڑھتے پڑھتے کسی سے مخاطب ہوجاتے۔ (دیکھو حصہ دوم ص۲۲۳)

ایک دفعہ رمضان مین بدلی کی وجہ سے آفتاب کے ڈوب جانے کا دھوکا ہوا حضرت عمر نے روزہ کھول لیا۔ تھوڑی دیر کے بعد آفتاب نمود ہوگیا۔ لوگ متردد ہوے حضرت عمر نے فرمایا معاملہ چندان اہم نہین ہم اپنی طرف سے کوشش کر چکے ص۲۹۷

کبھی موقع ملتا تو زندہ دلی کے اشغال سے جی بہلاتے تھے۔ ایکدفعہ حضرت عبداللہ بن عباس سے رات بھر اشعار پڑھوایا کئے۔ ایکدفعہ رات کو گشت کر رہے تھے ایک طرف سے گانے کی آواز آئی اُدھر متوجہ ہوے اور دیر تک کھڑے سنتے رہے۔ ایک دفعہ سفر حج مین حضرت عثمان رض وغیرہ ساتھ تھے عبداللہ بن زبیر اپنے ہمجولیون کے ساتھ چہل کرتے اور حنظل کے دانے اُچھالتے چلتے تھے حضرت عمر رض صرف اسقدر فرماتے تھے دیکھو اونٹ بھڑکنے نہ پائین۔ لوگون نے رباح سے حدی گانے کی فرمائش کی وہ حضرت عمر کے خیال سے رکے لیکن جب حضرت عمر نے کچھ ناراضی نہ ظاہر کی تو رباح نے گانا شروع کیا حضرت عمر بھی سنتے رہے۔ ایک دفعہ سفر حج مین ایک سوار گاتا جاتا تھا۔ لوگون نے حضرت عمر سے کہا کہ آپ اسکو منع نہین کرتے فرمایا کہ گانا شتر سوار دن کا زادراہ ہے۔

خوات بن جبیر کا بیان ہے کہ ایک دفعہ سفر مین مین حضرت عمر کے ساتھ تھا لوگون نے مجھ سے فرمائش کی کہ ضرار کے اشعار گاؤ۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ یہ خود اپنے اشعار گائین چنانچہ مین نے گانا شروع کیا اور ساری رات گاتا رہا ص۳۳۳ (جب زخمی ہوے) تو لوگون کو خیال تھا کہ زخم چندان کاری نہین ہے غالباً شفا ہوجائے۔ چنانچہ طبیب بلایا گیا اسنے نبیذ (مسکرات سے ہے) اور دودھ پلایا (حصہ اول،

عبادت مین جناب امیرؑ اور حضرت عمرؓ کا تقابل

بھائیو! تعصب کو چھوڑو اور جو کچھ تمھاری ہی کتابون سے ہم نے تمھارے اصحاب ممدوحین اور جناب امیر علیہ السلام کے ایمان و عمل صالح کے حالات تمھارے سامنے پیش کئے ہین اور آیات آلٰہی، اور تمھارے ہی مفسرین کرام کی تفاسیر نقل کی ہین ان کو چشم انصاف سے دیکھو اور برائے خدا انصاف کرو کہ آیۂ وافی ہدایہ

انما یومن بایٰتنا الذین	ہماری آیتون پر تو بس وہی لوگ ایمان لاتے ہین
اذا ذکروا بہا خروا سجدًا و سبحوا	جب انکو وہ (آیتین) یاد دلائی جاتی ہین (تو) سجدے مین
بحمد ربہم وہم لا یستکبرون ○	گر پڑتے ہین اور اپنے پروردگار کی (حمد و ثنا) کے ساتھ
تتجافی جنوبہم عن المضاجع	تقدیس و تسبیح کرنے لگتے ہین اور وہ کسیطرح تکبر نہین کرتے
یدعون ربہم خوفًا و طمعًا	(رات کے وقت) ان کے پہلو بسترون سے آشنا نہین ہوتے اور
و مما رزقنٰہم ینفقون ○	(عذاب) خوف کے اور (رحمت کی) امید سے اپنے پروردگار سے دعائین
(پ ۲۱ - س سجدہ)	مانگتے اور جو کچھ ہم نے انکو دیا ہے تو اسمین سے راہِ خدا مین
ع ۲	خرچ کرتے ہین۔

کس عابد و زاہد کے حال پر شہادت دیتی ہے اور آیۂ کریمہ

ولا تطع من اغفلنا قلبہ	اور ایسے شخص کا کہا ہرگز نہ ماننا جسکے دل کو ہم نے
عن ذکرنا واتبع ہواہ وکان	اپنی یاد سے غافل کردیا ہے اور وہ اپنی خواہشون کے پیچھے
امرہ فرطًا (پ ۱۵ - س کہف ع ۴)	پڑا ہے اور اسکی دنیاداری حد سے زیادہ بڑھ گئی ہے۔

کن کے حسب حال ہے۔ وہ کون عاشق رب العلا ہے جسکے نور معرفت کی تصدیق آیۂ وافی ہدایہ

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام	کیا وہ شخص جسکے سینہ کو اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا ہو
فہو علی نور من ربہ۔	اور وہ اپنے پروردگار کیطرف کے نور (ہدایت) پر ہے۔

سے ہوتی ہے۔ اور وہ کون ہے جنکے وعظ و ہدایت بھولجانے۔ ذکر خدا سے دل سخت ہوجانے پر نص جلی

فویل للقاسیة قلوبھم من ذکر الله	پس افسوس ان لوگون پر ہے جنکے دل یاد خدا کرنے
اولئك فی ضلال مبین ۵	سے سخت ہوگئے ہین وہی تو کھلی گمراہی مین ہین

شاہد ہے۔ وہ کون خدا کا ولی ہے جو آیہ کریمہ

افمن یرد الله ان یھدیہ یشرح	جسکی نسبت اللہ یہ چاہتا ہے کہ اُسے ہدایت کرے، تو
صدرہ للاسلام	اُسکا سینہ کھولدیتا ہے۔ اسلام کیلئے

کا مصداق ہے۔ اور وہ لوگ کون ہین جنپر آیہ شریفہ

ومن یرد ان یضلہ یجعل	اور جسکی نسبت یہ چاہتا ہے کہ اُسے توفیق ہدایت
صدرہ ضیقا حرجا کانما یصعد فی	کرے تو اُسکے سینہ کو تنگ ٹھس کردیتا ہے گویا کہ وہ آسمان
السماء۔	پر چڑھا چلا جاتا ہے۔

صادق آتی ہے۔ کیا خدائے پاک کے کلام پر ایمان لانے کے یہی معنی ہین کہ وہ تو یہ فرمائے۔

ھل یستوی الذین یعلمون	کیا برابر ہین وہ لوگ جو جانتے ہین۔ اور
والذین لایعلمون	جو لوگ کہ نہین جانتے۔

اور تم لاعلم کو عالم پر افضل ٹھہراؤ۔ المختصر ان تمام روایتون۔ آیتون اور تفسیرون سے ثابت ہے کہ وہ سب روایتین جو حضرت ابوبکر رضؓ کے صدق ایمان اور عالم قرآن و حدیث ہونیکے بارے مین بڑے طمطراق سے مشہور کی جاتی ہین وہ محض بے اصل ہین اسلئے کہ حضرت کا ذکر خدا سے سخت دل ہونا۔ اور خضوع و خشوع نہونا بخوبی ظاہر ہے اور خضوع و خشوع تجلی الٰہی سے ہوتا ہے اور تجلی اکمل الایمان ہونے پر منحصر ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جسقدر انسان کی معرفت اور علم مین زیادتی ہوگی اسیقدر اُسکا ایمان کامل اور یقین محکم ہوگا۔ جناب امیر المومنین و امام المتقین ارشاد فرماتے ہین:۔

سبحانك عجباً من عرفك كيف — اے خدا تو پاک ہے اور اس سے مین تعجب کرتا ہون

لا يخافك — کہ جسنے تجھکو پہچانا اور تجھسے نہین ڈرتا۔

پس جن تفسیرون اور روایتون سے خود حضرت ابوبکر کا اپنے نقص ایمان پر اعتراف کرنا روشن ہو تو ان شہادتون کی تکذیب نہ صرف اپنے ہی مفسرین و مجتہدین کی تکذیب ہے بلکہ خود حضرت صدیق کی صدیقیت پر داغ لگانا ہے۔

حواریان حضرت عیسیٰ و اصحاب نبیؐ

تیسری مثال ان اصحاب کی مثال حواریان حضرت عیسیٰ علی نبینا علیہ السلام سے خوب ملتی ہے کہ جب ان جناب کو سولی پر لیگئے تو آپ کے پیرو بھاگ گئے ان کا نشہ دینی جاتا رہا اور اپنے مقتدا کو موت کے پنجہ مین گرفتار چھوڑ کر چلدیئے۔ یہی حال ہو بہو اصحاب خاص کا تھا کہ جب غزوۂ احد مین جناب سرور کائنات فخر موجودات مشرکین و کفار کے حربون سے مجروح ہوکر ایک غار مین گر گئے تو یہ رفقا اور جان نثار اپنے ایمان کو خیرباد کرکے اپنے پیغمبر کو دشمنون کے پنجہ مین چھوڑ کر ہوا ہو گئے۔ چنانچہ ان کے فرار پر علمار مورخین اہلسنت کے اقوال تیسری آیت کے جواب مین نقل کی جائین گی۔ اس جگہ صرف شمس العلما شبلی نعمانی کا بیان نقل کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے:۔

حضرت امیر حمزہؓ اور حضرت علیؑ اور ابو دجانہ دشمن کی فوج مین گھس گئے ان کی صفین الٹ دین فتح کے بعد لوگ غنیمت پر ٹوٹ پڑے خالد نے بڑے زور وشور سے حملہ کیا کفار نے رسول اللہ صلعم پر پتھرون اور تیرون کی بوچھار کی یہان تک کہ دندان مبارک شہید ہوئے اور پیشانی مبارک پر زخم آیا رخسارون مین مغفر کی کڑیان چبھ گئین آپ ایک گڑھے مین گر گئے جب آنحضرت کی شہادت کی خبر مشہور ہوئی تو کچھ لوگ ایسے سراسیمہ ہوئے کہ انھون نے مدینے کے ادھر دم نہین لیا کچھ لوگ تو جان پر کھیل کر لڑتے رہے کہ رسول اللہ کے بعد جینا بیکار ہے بعضون نے سپر ڈال دی کہ اب لڑنے سے کیا فائدہ۔

حضرت عمر اس تیسرے گروہ مین تھے علامہ طبری نے بسند متصل روایت کی ہے کہ اس موقع پر۔

جب انس بن نضر نے حضرت عمر و طلحہ اور چند مہاجرین و انصار کو دیکھا کہ مایوس ہو کر بیٹھ رہے تو پوچھا کہ بیٹھے کیا کرتے ہو ان لوگون نے کہا کہ رسول اللہ نے شہادت پائی۔ انس بولے کہ رسول اللہ کے بعد زندہ رہ کر کیا کروگے تم بھی انھین کی طرح لڑکر مرجاؤ۔ یہ کہکر کفار پر حملہ آور ہوے اور شہادت حاصل کی۔ قاضی ابو یوسف نے خود حضرت عمر کی زبانی نقل کیا ہے کہ انس بن نضر میرے پاس سے گذرے، اور مجھ سے پوچھا کہ رسول اللہ پر کیا گذری، مین نے کہا میرا خیال ہے کہ آپ شہید ہوے۔ انس نے کہا رسول اللہ شہید ہوے تو ہوے خدا تو زندہ ہے"

(الفاروق حصہ اول صفحہ ۱۳۵)

جناب شبلی صاحب نے جس صفائی سے اسناد کے ساتھ حضرت عمرؓ کا فرار قلمبند کیا ہے اُسکو ملاحظہ کرو اور یہ بھی جان لو کہ مجاہد کا بجز صبر و شہادت دوسرا فرض ہی نہین ہے۔ فرار تو فرار خدائے پاک نے تو کفار سے مقابلہ کے وقت پیٹھ پھیرنے کی بھی ممانعت کی ہے اور اُس کی سزا "ماواہ جھنم وبئس المصیر" قرار دی ہے۔

یہ امر بھی قابل غور ہے کہ باوجودیکہ حضرت عمرؓ اپنے نزدیک یہ سمجھ چکے تھے کہ رسول اللہؐ نے شہادت پائی مگر حیف ہے کہ اسپر بھی جس شمع کے پروانہ تھے اُسکے گل ہوجانے کا اور جس چاند کے چکور تھے اُسکے غروب ہوجانے کا اُنکو ذرا بھی غم نہ ہوا۔ اور نہ حضرت انس کے غیرت آمیز کلام سے رگِ فاروقی کچھ جوش مین آئی۔ حضرت انس نے تو جنکی تعریف ہم نے جہاد اور ایمان کے بارے مین اپنے سنی بھائیون سے کبھی نہ سُنی اپنی جان اپنے محبوب پر نثار کر کے اپنے پروردگار سے

وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ	اور راہ خدا مین اپنے مالون اور اپنی جانون سے
اولئک ھم الصادقون ۰	جہاد کیا ایسے ہی لوگ تو سچے ہین۔

کی سند حاصل کی۔ مگر حضرت عمرو دیگر مہاجرین وانصار جو ہمیشہ لن ترانیاں کیا کرتے تھے۔ اور رات دن جہاد کے لئے اپنے سر کٹانے اور جان نثاری اس شدومد سے جتایا کرتے تھے ؎

بگفتند با سید المرسلین | قدم پیش بگذار و ما را ببین
کہ با دشمن دین چہا می کنیم | چہ سان در رہیت جان فدا میکنیم
بود تا بہ تن جان و در کف توان | بباریم شمشیر بر دشمنان
کہ با جان و دل با ہمین عہد دست | بدست تو روز یکہ دادیم ہست
سر و مال و فرزند و خویش و تبار | ہمان روز کردیم بر تو نثار

مگر جب سر فدا کرنے اور جان نثار کرنے کا وقت آیا تو پھر ؎

دگر کس نہ بذران دلیران بجا | رسولؐ خدا ماند و شیر خدا ع
نہ کس از مہاجر نہ انصار ماند | علیؑ ماند و با تیغ خونخوار ماند
چہ بکر و چہ عمر و چہ زید و ولید | شدند آن زمان از نظر ناپدید
یکے زد بعرض و دگر زد بہ طول | نہ خوف از خدا و نہ بیم از رسولؐ

اپنے محبوب کو دشمنوں کی تلواروں میں تنہا چھوڑ کر ایک ٹیلے پر بیٹھے بیٹھے تماشا دیکھا کئے اب کوئی نظر انصاف سے ان حضرات کے اقوال وافعال پر نظر کرے کہ کہتے کیا تھے۔ اور کرتے کیا تھے کون جہاد میں ثابت قدم رہا۔ اور فراری کون ہوا۔ اور وقت امتحان حسب آیہ کریمہ

ولنبلونکم حتی نعلم المجاھدین منکم والصابرین ونبلوا اخبارکم ۃ | اور ہم تم لوگوں کو ضرور آزمائیںگے تاکہ تم لوگوں میں جو جہاد کرنیوالے اور ثابت قدم رہنے والے ہیں ان کو دیکھ لیں۔ اور تمھارے حالات جانچ لیں

کون پورا نکلا۔

جناب شاہ صاحب نے تحفہ مین ان حضرات کے جہاد کی بہت کچھ ثنا ر وصفت کی ہے لہذا جناب میرن صاحب قبلہ اعلے اللہ مقامہ نے اصحاب ممدوحین کی یہی گفتار و رفتار حرکات و سکنات اور اقوال و افعال کتب اہلسنت مین ملاحظہ فرما کر جناب شاہ صاحب کو یہ جواب دیا ہے کہ

"سیرت شیخین دلالت بر خبث سیرت ایشان دارد کہ در وقت کتمان از حضرت نبوی درخواست اظہار دعوت می نمودند و در فکر اضرار آنحضرت برمی آمدند و بروقت از نصرت دست میکشیدند فاعتبروا یا اولی الابصار"

اب چشم انصاف سے اس جواب کو جناب شبلی صاحب کی تحریر کے ساتھ ملاحظہ فرمائین کہ جناب اعلے اللہ مقامہ نے جو جواب دیا وہ من کل الوجوہ اصحاب کے حسب حال ہے یا نہین اور جناب شمس العلماء نے جس صراحت اور وضاحت سے باظہار نام حضرت عمر و دیگر مہاجرین و انصار کا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو تنہا چھوڑ کر میدان جنگ سے ایک ٹیلہ پر بیٹھے بیٹھے تماشہ دیکھنے کی جو حالت تحریر فرمائی ہے اس سے ہمارے سنی بھائیون کا بڑے طمطراق سے یہ فرمانا کہ

"ہرگاہیکہ آنجناب بہ ہجرت و جہاد مامور شد اصحاب وے در مقابلہ کفار چہ رنجہا کہ نہ کشیدند و چہ غمہا کہ نہ چشیدند"

باطل ثابت ہوا کہ نہین باینہمہ ان حالات پر وہ تمام آیات فضیلت جو خاص مجاہدین کی شان مین نازل ہوئی ہین ان حضرات کے حق مین بتانا خدا پر بہتان ہے یا نہین۔ عزیزو اجاؤ حق سے نہ پھرو خدا عز و جل کے اس کلام کو

لو انزلنا ھذا القرآن علی جبل لرأیتہ خاشعا متصدعا من خشیۃ اللہ	اگر یہ قرآن پہاڑ پر نازل ہوتا تو وہ ہیبت خدا سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا۔

بازیچہ طفلان نہ بناؤ ے

حافظا مے خور و رندی کن و خوش باش ولے
دام تزویر مکن چون دگران قرآن را

قولہ تعالیٰ :-

ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا	اور باطل کو حق کے پیرایہ میں مت ظاہر کرو اور
الحق وانتم تعلمون ۝	حق کو جان بوجھکر چھپاؤ ۔

چوتھی مثال — حضرت عمر کا یہود کے جلسون مین شریک ہونا اور آنحضرت کا برہم ہونا

[چوتھی مثال] کتب اہلسنت کے دیکھنے سے منکشف ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کا رجحان طبع اہل یہود کی طرف بہت تھا ۔ آپ یہود کی محفلون اور جلسون مین ہمیشہ شریک ہوا کرتے تھے ۔ اور یہودی بھی آپ کو اسوجہ سے عزیز رکھتے تھے ۔ توریت کی تلاوت بہت ذوق وشوق سے فرماتے تھے ۔ ایکدن اسکو لیکر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین آئے اور پڑھ کر سنانے لگے جو جو آپ پڑھتے تھے آنحضرت صلعم کا چہرہ مبارک غضب سے سُرخ ہوتا جاتا تھا ۔

جناب شاہ ولی اللہ صاحب نے ازالۃ الخفا مین متعدد روایتین لکھی ہین از انجملہ دو ایک اسجگہ نقل کی جاتی ہین ملاحظہ فرمائین وہ یہ ہین :-

قال نطلقت انا فانتسخت کتابا من اھل	حضرت عمر کہتے ہین کہ مین کتاب یہود لکھوا کر
الکتاب ثم جئت بہ فی ادیم فقال لی رسول اللہ	حضرت کے پاس لایا آپ نے پوچھا اے عمر یہ کیا ہے مین نے کہا
صلے اللہ علیہ وسلم ما ھذا فی یدك یا عمر قلت	یہ کتاب ہے جسے مین نے لکھوایا ہے کہ میرا علم بڑھے حضرت
یا رسول اللہ کتاب نسختہ لنزداد بہ علما الی علمنا	اس کلام کو سنکر اسقدر غصہ ہوئے کہ دونون رخسار مبارک آپکے
فغضب رسول اللہ حتی احمرت وجنتاہ ثم نودی	سُرخ ہوگئے اور ندا دلیئی الصلاۃ جامعۃ کی کہ سب جمع ہون
بالصلوۃ جامعۃ فقالت الانصار اغضب	جب انصار نے یہ سنا تو کہا حضرت کو غصہ آیا ہے تب ہتھیار
نبیکم السلاح السلاح فجاؤا حتی احدقوا	لگا کر چلے جب وہ آئے تو سب نے گرد منبر حلقہ باندھ لیا حضرت
بمنبر رسول اللہ فقال یا ایھا الناس انی اعطیت	نے فرمایا ایہا الناس مجھکو جوامع کلم وخواتیم کلم
جوامع الکلم وخواتیمہ واختصر لی الکلام اختصارا	عطا کیا گیا ہے اور اختصار کیا گیا ہے میرے کلام کا

لقد اتیتکم بها بیضاء نقیة فلا تتھوکوا	اور مین دین پاک صاف لایا ہون کہ تم لوگ حیران
ولا یغرنکم المتھوکون قال عمر	و گمراہ نہ ہو اور ایسے لوگ تم کو گمراہ نہ کرین جو خود
فقمت وقلت رضیت باللہ ربا	متحیر ہین عمر نے کھڑے ہو کر کہا کہ مین راضی ہوا
وبالاسلام دینا وبک رسولا ثم نزل	خدا کے رب ہونے اور اسلام کے دین ہونے اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔	آپ کی رسالت پر اسکے بعد حضرت منبر پر سے
(صفحہ ۱۹)	اُتر آئے۔

اور یہ حدیث بھی مشکوٰۃ شریف کی ہے جسپر اہلسنت کے مذہب کا دار و مدار ہے اور وہ یہ ہے:۔

عن جابر ان عمر بن الخطاب اتی	جابر سے مروی ہے کہ حضرت عمر ایک نسخہ
رسول اللہ م بنسخة من التورات فقال	توریت لیکر حضرت رسول اللہ کی خدمت مین آئے
یارسول اللہ ھذہ نسخة من التورات	اور کہا کہ یا حضرت یہ نسخہ توریت کا ہے پس حضرت
فسکت فجعل یقرأ و وجه رسول اللہ	خاموش رہے اور عمر نے اوسکو پڑھنا شروع کیا
یتغیر فقال ابوبکر ثکلتك الثواکل	اور رسول اللہ کا چہرہ مبارک متغیر ہوتا جاتا تھا حضرت
ماتری ما بوجه رسول اللہ فنظر	ابوبکر نے کہا تو مرجا کہ تیری مان بہنین تیرے غم مین
عمر الی وجه رسول اللہ م فقال اعوذ	رونے کو بیٹھین تو نہین دیکھتا کہ چہرۂ رسولؐ کی
باللہ من غضب اللہ وغضب رسول	کیا حالت ہے عمر نے رسول اللہ کے چہرہ کی طرف دیکھکر
اللہ م رضینا باللہ ربا وبالاسلام	کہا کہ مین غضب خدا اور ناراضی رسولؐ سے پناہ مانگتا ہون
دینا وبمحمد نبیا۔ فقال	اور مین راضی ہوا خدا سے اور دین اسلام سے اور نبوت محمدؐ سے
رسول اللہ والذی نفس محمد	یہ سنکر فرمایا آنحضرت نے قسم بخدا جسکے قبضۂ قدرت مین
بیدہ لو بدا لکم موسیٰ	محمدؐ کی جان ہے اگر موسیٰ علیہ السلام ظاہر ہون

واتبعتموہ وترکتمونی لضللتم عن — اور تم اُن کی اطاعت کرو اور مجھے چھوڑ دو تو گمراہی

سواء السبیل — مجمع البحرین فی ادلۃ المذہبین صـ ۳۷۸ — اختیار کرو گے سیدھے راستے سے۔

غرض ان روایتون سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عمر کو مذہب یہود کی جانب دل سے رغبت تھی حالانکہ خدائے پاک اہل اسلام کو ان سے میل جول کو بھی منع فرماتا ہے بلکہ میل جول کرنے والون کو بھی انھین مین سے بتاتا ہے۔

یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا الیہود — اے مسلمانو یہود اور نصارا کو دوست نہ بناؤ

والنصاری اولیاء بعضہم اولیاء بعض ومن — یہ ایک دوسرے کے دوست ہین اور تم مین سے جو

یتولہم منکم فانہ منہم ان اللہ لا یہدی — کوئی انکو دوست بنائیگا تو بیشک وہ بھی انھین مین کا ایک ہے

القوم الظلمین ۝ — خدا ایسے ظالم لوگون کو راہ راست نہین دکھایا کرتا۔

لیکن ان حضرات نے احکام خدا اور رسول پر یہ عمل کیا کہ بعد رحلت سرور کائنات سرداران یہود کو داخل دربار اور مقرب بارگاہ کیا اور کتاب خدا کی ترتیب و جمع اُنکے حوالے کی جیسا کہ زید بن ثابت کے بارے مین حضرات ثلثہ کے طرز عمل سے ظاہر ہے۔

اور شاہ ولی اللہ صاحب موصوف فرماتے ہین:۔

"فاش شدن اخبار بنی اسرائیل در روایت آن از اہل کتاب و آن اول بیگانہ است کہ با علوم دینیہ مختلط شد"

شمس العلماء شبلی نعمانی بھی ان روایتون کی تصدیق کرتے ہین کہ

مسند دارمی مین روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمر توریت کا نسخہ آنحضرتؐ کے پاس لیگئے اور اسکو پڑھنا شروع کیا وہ پڑھتے جاتے تھے اور حضرت کا چہرہ متغیر ہوتا جاتا تھا۔ یہ امر صحیح روایتون سے ثابت ہو کہ یہودیون کے ہان جس دن توریت کا درس ہوتا تھا حضرت عمر اکثر شریک ہوتے تھے

ان کا خود بیان ہے کہ یہودیون کے درس کے دن اُن کے وہان جایا کرتا تھا۔ یہودی کہا کرتے تھے کہ تمھارے ہم مذہبون مین ہم تم کو سب سے زیادہ دوست رکھتے ہین کیونکہ تم ہمارے پاس آتے جاتے ہو

(دیکھو الفاروق حصہ دوم صفحہ ۲۱۹)

شل بنی اسرائیل صحابہ کا آنحضرت سے سوالات کرنا

پانچوین مثال — اہل یہود حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بیڈھنگے سوالات کیا کرتے تھے۔ جو اکثر کفر کی حد تک پہونچتے تھے اور یہ سوالات وہی لوگ کرتے تھے جو ناقص الایمان تھے یہی صورت اُن اصحاب رسول صلعم کی تھی جن کا ایمان ناقص تھا۔ وہ بھی آنحضرت صلعم سے فضول سوالات کرتے تھے۔ چنانچہ اللہ جل شانہ خود اصحاب کو مخاطب کرکے ارشاد فرماتا ہے:-

ام تریدون ان تسئلوا رسولکم	(مسلمانو) کیا تم یہ چاہتے ہو کہ جس طرح پہلے زمانہ مین
کما سئل موسیٰ من قبل ط و	موسیٰ سے (بیہودہ درخواستین) اور سوالات کئے گئے تھے
من یتبدل الکفر بالایمان فقد ضل	(ویسے ہی) تم بھی اپنے رسول سے (بیہودہ درخواستین اور)
سواء السبیل	سوالات کرو اور جو ایمان کے بدلے کفر اختیار کرے
(پ ۱ س بقر ع ۱۳)	تو وہ سیدھے راستے سے بھٹک گیا۔

جناب شمس العلماء مولوی نذیر احمد صاحب اپنے ترجمۂ قرآن مجید مین یہ تحریر فرماتے ہین:-

یہودی حضرت موسیٰ سے بیہودہ درخواستین بھی کیا کرتے تھے۔ کبھی کہتے تھے کہ ہمین خدا کو لا دکھاؤ کبھی کہتے تھے کہ ہم من وسلویٰ نہین کھاتے۔ کبھی کہتے کہ دوسری قومین بتون کو پوجتی ہین ہمارے لئے بھی ایک بت بنا دو۔ اسی طرح بعض باتین مسلمانون سے بھی منقول ہین مثلاً ذات انواط ایک درخت تھا جس مین مشرکین چلے باندھا کرتے تھے بعض مسلمانون نے آنحضرت صلعم سے درخواست کی کہ ایسا ہی کوئی تھان ہم مسلمانون کا بنا دیجئے (صفحہ ۲۲)

مثل امم انبیاء سابقہ اصحاب کی سرتابی

چھٹی مثال — امم سابقہ نے اپنے اپنے پیغمبرون حضرت عیسیٰ، حضرت ذکریا، حضرت یحییٰ علیہم السلام سے تکبر اور

انحراف اسوجہ سے کیا کہ جو احکام انبیا علیہم السلام منجانب خداوند متعال ابلاغ فرماتے تھے وہ ان کی خواہشات کے خلاف ہوتی تھی اسپر استون نے اپنے پیغمبرون کو ایذائین اور تکلیفین دین کسی کی تکذیب کی اور کسی کو قتل کیا۔ جیسا کہ پروردگار عالم ارشاد فرماتا ہے۔

افکلما جاءکم رسول بما لا تھوی انفسکم — تو کیا تم بحد شوخ ہوگئے ہو کہ جب جب تمہارے پاس
استکبرتم ففریقا کذبتم وفریقا تقتلون — کوئی رسول تمہاری خواہشون کے خلاف کوئی حکم لیکر آیا
(پ ۱ س بقرہ ع ۱۱) — تم اکڑ بیٹھے پھر بعض کو تم نے جھٹلایا اور بعض کو لگے قتل کرنے

صاحب تفسیر حسینی اس آیت کی یہ تفسیر کرتے ہین :-

آیا ہرگاہ کہ بیاید نزد ما آمد بشما فرستادہ بآنچہ — یعنی جب ہمارا بھیجا ہوا پیغمبر تمہارے پاس ایسی
دوست ندارد نفسہائے شما آن را یعنی او بر وفق ہوا — ہدایتون کے ساتھ پہونچا جسکو تمہارے دل قبول نہین
و مدعا شما نباشد تعظم کردید و گردن ننہادید — کرتے تو تم نے تکبر کیا اور ان کی عظمت نہین کی کسی کو
پس گروہے را از ایشان بدروغ داشتید چون محمدؐ و — جھٹلایا ۔ مثل محمد اور عیسیٰ کے اور کسیکو زکریا و یحیٰی کی طرح
عیسیٰ و گروہے را کشتید چون زکریا و یحییٰ" — قتل کیا

(قرآن مجید مع تفسیر حسینی مطبوعہ مطبع رحمانی صہ ۱۶)

یہی حالت ان اصحاب رسول مقبول صلعم کی تھی جو منافق تھے کہ جب آنحضرت ان کی مرضی اور خواہش کے خلاف ارشاد فرماتے تو اصحاب فوراً بگڑ جاتے تھے۔ اور طرح طرح کی بدگمانیان خدا و رسول کی طرف کرنے لگتے تھے۔ حضرت صلعم کے سامنے تو آپ کے حکم پر رضامندی کا اظہار کرتے تھے مگر جب اپنے گروہ مین جاکر بیٹھتے تو حضرت کے خلاف شورے و مشورے اور سرگوشیان کرتے تھے۔ اُن کی سازشون اور نفاق و شقاق سے خداوند تعالیٰ اپنے حبیب صلعم کو وحی سے آگاہ فرمادیا کرتا تھا۔

ویقولون طاعۃ — اور (انکی حالت یہ ہے کہ) وہ منہ سے تو اطاعت کا اقرار

فاذا برزوا من عندك بيت طائفة	کرتے ہیں اور جب تمہارے پاس سے باہر چلے جاتے ہیں
منهم غير الذى تقول والله يكتب	تو جو کچھ تم کہدیتے ہو اُسکے برخلاف اُنمین سے ایک گروہ
ما يبيتون فاعرض عنهم وتوكل	راتون کو مشورہ کرتا ہے اور جو کچھ کہ وہ راتون کو مشورہ کرتے
على الله وكفى بالله وكيلا	ہین ہکو اللہ لکھتا جاتا ہے تو (اب) تم اُنسے روگردانی کرو
(پ ۵ س نسار ع ۱۱)	اور اللہ پر بھروسہ کھو اور کارساز ہونے کیلئے اللہ کافی ہے

چند اصحاب کا رسول کو ہلاک کرنے پر آمادہ ہونا

صاحب تفسیر حسینی نے آیہ شریفہ" افکلما جاء کم رسول "کی جو تفسیر لکھی ہے اسمین جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت صرف یہ لکھا ہے کہ "پس گروہے از ایشان بدروغ داشتند چون محمدؐ" حالانکہ اصحاب رسولؐ نے صرف آنحضرت صلعم کی تکذیب ہی نہین بلکہ آپ کو ہلاک کرنے پر مستعد وآمادہ ہوگئے تھے۔ جیسا کہ کتب اہلسنت مین ہے کہ جب آنحضرت صلعم نے غزوۂ تبوک سے مراجعت فرمائی تو بارہ اصحاب شب کے وقت اثنار راہ مین بمقام عقبہ ڈھاٹے باندھکر ایک گھاٹی کے دامن مین چھپ کر کھڑے ہوگئے دشمنون کی اس سازش اور ارادے سے اللہ جل شانہ نے آنحضرت صلعم کو وحی سے آگاہ فرمایا جب سواری مبارک دامن کوہ پر پہونچی تو یہ لوگ آپ کو نظر آئے۔

حضرت حذیفہ ہمراہ رکاب سعادت انتساب تھے آپنے اُن سے فرمایا کہ اِن لوگون کو یہان سے نکالدو۔ اور شناخت کرلو کہ یہ کون کون ہین۔ حضرت حذیفہ اُن لوگون کی طرف چلے۔ وہ لوگ گھاٹی سے نکلے حضرت حذیفہ نے اُن کے منہ پر چابک مارے اور وہ سب کے سب فرار ہوگئے۔ اسطرح سے اللہ جل شانہ نے آپ کو دشمنون کے ہاتھ سے بچایا اور اُن کی سازش کے بارے مین یہ آیت نازل ہوئی۔

يحذر المنافقون ان تنزل عليهم سورة	منافقین اس بات سے ڈرتے ہین کہ کہین ایسا نہو (ان مسلمانون
تنبئهم بما فى قلوبهم قل استهزؤا ان الله	پر) (رسول کی معرفت) کوئی سورہ نازل ہوجائے جو ان کو
مخرج ما تحذرون ۝ (پ ۱۰ س توبہ ع ۸)	جو کچھ ان منافقین کے دل مین ہے بتادے (اے رسول) تم کہدو (اچھا) تم مسخرہ پن کئے جاؤ جس سے تم ڈرتے ہو خدا اسے ضرور ظاہر کردیگا

تفاسیر وغیرہ امر مذکورہ بالا کے ثبوت مین

اس واقعہ کا حال کتب سیر و حدیث و تفاسیر اہلسنت مین مثل روضتہ الاحباب حبیب السیر معارج النبوۃ شواہد النبوۃ تفسیر جلالین تفسیر معالم التنزیل و تفسیر کبیر وغیرہ مین بہ توضیح و تصریح درج ہے۔ ہم نے یہ حال تفصیل سے آیات محکمات جلد سوم احوال غدیر خم مین لکھا ہے اور ان اصحاب کے نام بھی بتا دیے ہین جو اس واقعہ مین شریک تھے۔ اس جگہ ہم اپنے بھائیون کے اطمینان خاطر کے لئے آیہ کریمہ مندرجہ بالا کی تفسیر جلالین اور تفسیر کبیر سے نقل کرتے ہین چنانچہ تفسیر جلالین مین ہے۔

وهمّوا بما لم ينالوا من الفتك	وہ کیا چیز تھی جسکا منافقین نے قصد کیا تھا اور وہ
بالنبی صلعم ليلة العقبة عند	پورا نہ ہوا اور نہ انکی مراد حاصل ہوئی وہ قصد نبی صلعم کے قتل
عوده من تبوك وهم بضعة	کر ڈالنے کا تھا مقام عقبہ پر رات کیوقت جبکہ نبی صلعم تبوک
عشر رجلا فصرف عمار بن ياسر	سے واپس تشریف لا رہے تھے اور وہ لوگ جنھون نے ایسا بد ارادہ
وجوه الرواحل لما غشوه فردوا	کیا تھا دس سے زیادہ تھے جن کے سوارین کے منھ پر حضرت عمار یاسر
صفحہ ۱۵۸	نے چابک مارے اور وہ لوگ حضرت کو غافل نہ پا کر لوٹ گئے۔

امام فخر الدین رازی تحریر فرماتے ہین :۔

وقال الاصمر ان عند رجوع	ہم کہتے ہین کہ جب سولخدا تبوک سے واپس آ رہے تھے
الرسول عليه الصلوة والسلام من	تو عقبہ پر بارہ آدمی کھڑے ہوئے تھے کہ حضرت کو روک کر ایذا دیتا
تبوك وقف على العقبة اثنا عشر رجلا	پہونچاوین۔ جبرئیل نے اس حال سے آنحضرت صلعم کو خبر دی کہ
ليفتكوا به فاخبره جبرئيل وكانوا	وہ لوگ آپ چھپ کر کھڑے ہین کہ دکھائی نہین دیتے آپ
متلثمين فی ليلة مظلمة وامره ان يرسل	انکے پاس ایسے لوگون کو بھیجین جو ان کی سوارین کے منھ پر
اليهم من يضرب وجوه رواحلهم فامر	ماریں حضرت نے حذیفہ کو حکم دیا وہ گئے اور ان کو مارا
حذيفة بذلك فضربها حتى نحاهم	یہان تک کہ وہ لوگ بھاگ گئے۔ جب حذیفہ واپس آئے

ثم قال من عرفت من القوم فقال فلم
اعرف منهم احدا فذکر النبی صلی اللہ
علیہ وسلم اسماءھم وعدھم لہ و
قال ان جبرئیل اخبرنی بذلک
فقال حذیفۃ الا تبعث الیھم لیقتلوا
فقال اکرہ ان تقول العرب قاتل
محمد باصحابہ حتی اذا ظفر صار
یقتلھم — تفسیر کبیر جلد چہارم (صفحہ ۲۹۱)

تو حضرت نے فرمایا کہ تم نے پہچانا وہ کون کون لوگ تھے
حذیفہ نے عرض کیا کہ میں نے انمیں سے کسی کو نہیں پہچانا
پس حضرت نے اُن کی تعداد اور ایک ایک کا نام بتایا
اور فرمایا کہ جبرئیل نے یہ نام مجھے بتائے ہیں حذیفہ نے
کہا کہ آپ لوگوں کو کیوں نہیں بھیجتے کہ انکو قتل کردیں
حضرت نے فرمایا کہ مجھے اچھا معلوم نہیں ہوتا کہ عرب کہینگے
کہ محمد نے اپنے اصحاب کو لیکر جنگ کی اور جب ظفر پائی
تو خود اُن کو قتل کرنے لگے۔

جناب امام صاحب ممدوح نے اس تفسیر کی جو توضیح کی ہے وہ بھی ملاحظہ فرمائیے جس کی نقل یہ ہے

قال الحسن اجتمع اثنا عشر رجلا
من المنافقین علی امر من النفاق فاخبر
جبرئیل الرسول علیہ الصلوٰۃ والسلام
باسمائھم فقال علیہ الصلوٰۃ والسلام ان اناسا
اجتمعوا علی کیت وکیت فلیقوموا و
لیعترفوا ولیستغفروا ربھم حتی اشفع لھم فلم
یقوموا فقال علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد ذلک
قم یا فلان ویا فلان حتی اتی علیھم ثم
قالوا نعترف ونستغفر فقال الآن انا کنت
فی اول الامر اطیب نفسا بالشفاعۃ

جس کا بیان یہ ہے کہ وقت مراجعت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم بارہ اشخاص اصحاب منافقین سے جمع
ہوے اور خندق کھودی جبرئیل نے آنحضرت صلعم کو
اس حال سے مطلع کیا اور ان لوگوں کے نام بتائے۔
آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ اس فعل کیلیے جمع
ہوئے تھے وہ توبہ و استغفار کریں تاکہ میں انکی شفاعت
کروں لیکن کوئی سامنے نہ آیا۔ تب آنحضرت نے ہر ایک کا
نام لیکر ارشاد فرمایا کہ فلاں فلاں شخص اُٹھے تب وہ
اشخاص سامنے آئے اور اعتراف کرکے استغفار چاہا حضرت نے
ارشاد فرمایا اب کیا کہتے ہو اس سے پہلے میں بخوشی شفاعت کرتا

واللہ کان اسرع فی الاجابۃ اخرجوا عنی	اور خداوند عالم جلد قبول فرماتا ہے پھر فرمایا کہ میرے پاس
اخرجوا عنی فلم یزل یقول حتی خرجوا	سے نکل جاؤ نکل جاؤ حضرت کے بار بار فرمانے سے
بالکلیۃ۔ (صفحہ ایضا)	وہ لوگ چلے گئے۔

ان تفسیروں سے ثابت ہوا کہ اصحاب اقدام قتل رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مجرم ہیں اور یہ اصحاب اُن اصحاب سے تھے۔ جو سفر وحضر اور خلوت وجلوت میں حاضر رہتے تھے۔

مثل بنی اسرائیل اصحاب کی جہاد کے بارے میں نزول آیت کی تمنا

ساتوین مثال۔ **بعد حضرت موسی علی نبینا وعلیہ السلام بنی اسرائیل نے اپنے نبی حضرت شمویل علیہ السلام سے جہاد کی تمنا اور خواہش ظاہر کی۔ اور جب اُنکی خواہش کے بموجب اُن پر جہاد واجب کیا گیا تو بجز معدودے چند سبھوں نے لڑنے سے منھ پھیر لیا۔ جیسا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔**

الم تر الی الملا من بنی اسرائیل	(اے رسول) کیا تم نے موسی کے بعد بنی اسرائیل کے
من بعد موسی اذ قالوا لنبی لھم ابعث	سرداروں کی حالت پر نظر نہیں کی جب انھوں نے اپنے
لنا ملکا نقاتل فی سبیل اللہ قال	نبی (شمویل) سے کہا کہ ہمارے واسطے ایک بادشاہ مقرر کیجئے
ھل عسیتم ان کتب علیکم القتال	تاکہ ہم راہ خدا میں جہاد کریں (پیغمبر نے) فرمایا کہیں ایسا
الا تقاتلوا قالوا ومالنا الا نقاتل	تو نہو کہ جب تم پر جہاد واجب کیا جائے تو تم نہ لڑو کہنے لگے
فی سبیل اللہ وقد اخرجنا من دیارنا	ہم اپنے گھروں اور اپنے بال بچوں سے نکالے جا چکے تو (پھر)
وابناءنا فلما کتب علیھم القتال	ہمیں کونسا عذر باقی ہے کہ ہم خدا کی راہ میں جہاد نہ کریں
تولوا الا قلیلا منھم واللہ علیم	پھر جب ان پر جہاد واجب کیا گیا تو ان میں سے چند آدمیوں کے سوا
بالظلمین ۰	سب کے سب لڑنے سے منھ پھیرا اور خدا تو ظالموں کو خوب
پ ۲ ۔ س بقرہ ع	جانتا ہے۔

یہی حالت بعینہ جناب رسول مقبول کی اصحاب کی تھی کہ جہاد کے بارے میں نزول آیات کی تمنا کرتے تھے

مگر جب آیتین نازل ہوئین اور جہاد واجب کیا گیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ آیتین اُن کو سنائین تو ان کو سنکر پیغمبر خدا کو اس طرح دیکھتے تھے جیسے کہ وہ دیکھتا ہے جس پر غشی موت کی طاری ہوتی ہو اللہ جل شانہ ان لوگون کی اس حالت سے اپنے حبیب صلعم کو اس طرح آگاہ فرماتا ہے۔

ویقول الذین امنوا لولا نزلت	اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہین کہتے ہین کہ (جہاد
سورۃ فاذا انزلت سورۃ محکمۃ و	کے بارے مین) کوئی سورت کیون نہین نازل کیگئی پھر جب
ذکر فیہا القتال رأیت الذین فی قلوبہم	صاف صاف سورت آ گئی اور اسمین لڑائی کا ذکر کیا گیا تو
مرض ینظرون الیک نظر المغشی	تم نے ان لوگون کو جنکے دلون مین روگ ہے دیکھ لیا کہ وہ تمہاری
علیہ من الموت فاولی لھم	طرف اس نظر سے دیکھتے تھے جس طرح وہ دیکھتا ہو جسپر موت کی غشی
(پ ۲۶ - س - محمد - ع ۲)	طاری ہو انہین کے لیئے خرابی ہے۔

چنانچہ جنگ بدر جس کو دیگر غزوات پر خاص امتیازات حاصل ہین کہ خداوند کریم نے خاص سورہ انفال مین اس غزوہ کے حالات مفصل بیان فرمائے ہین۔ اور باوجودیکہ یہ پہلا غزوہ تھا۔ مگر بہت سے اصحاب نے شرکت سے اس طرح جی چرایا گویا وہ موت کے منہ مین جا رہے ہین جیسا کہ خدائے عزوجل فرماتا ہے۔

وان فریقا من المومنین لکارھون ؔ	درانحالیکہ مسلمانون کا ایک گروہ اس کو پسند نہین
یجادلونک فی الحق بعد ما تبین	کرتا تھا یہ لوگ حق کے ظاہر ہونیکے بعد تجھ سے جھگڑا کرتے
کانما یساقون الی الموت وھم ینظرون	تھے گویا کہ وہ لوگ موت کی طرف ہنکائے جا رہے ہین
(پ ۹ - س انفال ع)	اور موت کو آنکھون سے دیکھ رہے ہین۔

جناب شبلی صاحب نعمانی نے اس غزوہ کا حال سیرۃ النبی مین مفصل لکھا ہے جسکے بعض جملے یہ ہین

یہ بھی مسلم ہے کہ صحابہ مین کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو شرکت سے ہچکچاتے تھے جیسا کہ قرآن مجید مین مذکور ہے۔ ڈر کے مارے بہت صحابہ کا دل بیٹھا جاتا ہے اور ان کو نظر آتا ہو کہ کوئی موت کے منہ مین لئے جاتا ہو۔ ۲۵۱ و ۲۵۳

ہمنے آیات بینات کی دوسری آیت کی بحث مین اصحاب کا جہاد سے جی چرانا اور معرکہ سے فرار کرنا اسی جلد مین آگے بیان کیاہے جس طرح غزوہ بدر پر جانے سے جی چرا گئے اسی طرح غزوہ تبوک پر بھی جانے سے حیلے حوالہ کر کے بیٹھ رہے تھے جس پر اللہ جل شانہ نے اُن پر سخت عتاب فرمایا۔

یا ایھا الذین امنوا مالکم	مسلمانو! تم کو کیا ہو گیا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا
اذا قیل لکم انفروا فی سبیل اللہ	ہے کہ راہ خدا مین (لڑنے کیلئے) نکلو تو تم زمین ڈھیر ہوئے جاتے ہو
اثاقلتم الی الارض ، ارضیتم	کیا آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی پر قناعت کر بیٹھے ہو اگر
بالحیوۃ الدنیا من الاخرۃ فما متاع	یہ بات ہی تو (یہ تمھاری سخت غلط فہمی ہو کیونکہ) آخرت کے
الحیوۃ الدنیا فی الاخرۃ الا قلیل ؁	(فائدون کے) مقابلہ مین دنیا کی زندگی کے فائدے محض بے حقیقت
الا تنفروا یعذبکم عذابا الیما ویستبدل	ہین اگر تم (بلائے جانے پر بھی راہ خدا مین لڑنے کیلئے) نہ نکلوگے
قوما غیرکم ولا تضروہ شیئا ، واللہ	تو تم کو بڑی دردناک (سزا) دیگا اور تمھارے بدلے دوسرے لوگ (رسول کی مدد کو)
علی کل شئ قدیر ؁	لا موجود کریگا اور تم اسکا کچھ بھی نہین بگاڑ سکوگے اور اللہ ہر چیز
پ سورۂ توبہ ع	پر قادر ہے۔

صاحب تفسیر حسینی نے جو تفسیر اس آیت کی کی ہے اسکو ملاحظہ فرمائین۔

نقل است کہ در سال نہم از ہجرت کہ حضرت	رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے
رسالت پناہ عازم غزوۂ تبوک شدہ ہوا در غایت	نوین سال غزوہ تبوک کا عزم فرمایا۔ اس وقت
حرارت بود اہل مدینہ بسبب خشک سالی مقل	شدت کی گرمی تھی اہل مدینہ خشک سالی کیوجہ
الحال بگذار رسیدہ چون فرمان رسید کہ اصحاب	سے تنگ حال تھے جب یہ حکم ہوا کہ اصحاب جو جہاد
کہ جہاد بر سیان اجتہاد بستہ عنان عزیمت بدان	کے لئے مستعد ہین اس طرف چلین اُنھون نے
صوب معطوف سازند ایشان بسبب بعد مسافت و	بسبب فاصلہ دور و دراز ، اور

کثرت دشمنان قلت زاد راہ اور موسم گرما اس سفر	کثرت اعدا وقلت زاد و گرمی ہوا کراہت طبعی
سے تساہل اور کراہت کی اسپر آیت "یا ایہا	در رفتن بکاسل می ورزیدند آیت آمد یا ایہا الذین
الذین امنوا الخ" نازل ہوئی	امنوا مالکم الخ" (جلد اول صفحہ ۲۵۵)

آیات بینات میں اس آیت کا جو شان نزول تحریر فرمایا ہے اُس کی بھی نقل کیجاتی ہے اور وہ یہ ہے،

جب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طائف اور حنین سے مراجعت فرمائی اور تھوڑے دن مدینہ میں قیام فرما کر قصد جہاد روم کا کیا تو بعض لوگوں پر بہایت گران گذرا اس لئے کہ گرمی کے دن تھے۔ اور سفر دور و دراز تھا خرموں کے پکنے کے فصل تھی اور روم کا خوف بھی غالب تھا۔ تب اللہ جل شانہ نے واسطے ترغیب جہاد کے ان آیتوں کو نازل کیا۔ (آیات بینات صفحہ ۳۴)

اِس عبارت میں "ترغیب" کا لفظ صحاب کی عیب پوشی کی خاطر لکھا ہے حالانکہ اللہ جل شانہ نے تو ان آیتوں میں بہت تہدید اور تخویف کی ہے (اسی طرح دیگر آیات میں بھی ہے)

قل ان کان اٰباءکم وابناءکم	(اے رسول، تم کہدو کہ اگر تمھارے باپ (دادا) اور
واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم	تمھارے بیٹے (پوتے) اور تمھارے بھائی بند اور بیبیاں اور تمھارا
واموال اقترفتموھا وتجارۃ تخشون	کنبہ (قبیلہ) اور وہ مال جو تم نے جمع کرلیا ہے اور وہ تجارت
کسادھا ومساکن ترضونھا احب الیکم	جسکی کساد بازاری سے تم ڈرتے تھے اور وہ مکانات جو تم کو
من اللہ ورسولہ وجھاد فی سبیلہ	پسند آگئے ہیں یہ سب چیزیں) اللہ سے اور اسکے رسول سے اور راہ خدا
فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ واللہ	میں جہاد کرنے سے تم کو زیادہ پیاری ہیں تو (جس حالت میں ہو)
لا یھدی القوم الفاسقین ۝	رہو یہاں تک کہ اللہ اپنے امر کو ظاہر کرے اور اللہ نافرمان
(پ۱۰ س توبہ ع۳)	لوگوں کی راہبری نہیں فرماتا۔

آٹھویں مثال حب بنی اسرائیل کی درخواست کی بنا پر جو ایک بادشاہ مقرر کرنے کی بابت حضرت شمویل نے

اصحاب کی قلت جنگی اساس کی سرداری سے

دعا کی تو خدا نے ایک برتن روغن سے بھرا ہوا اور ایک عصا نازل فرمایا اور وحی بھیجی کہ ان لوگون مین سے جسکے آنے پر روغن جوش کھانے لگے اور عصا اُسکے قد کے برابر ہو جائے اُسی کو بنی اسرائیل کا بادشاہ مقرر کرو۔ یہ سنکر بہت سے لوگ بن ٹھنکر آئے مگر کچھ نہ ہوا۔ جب طالوت آئے تو روغن بھی جوش کھانے لگا اور عصا بھی اُنکے قد کے برابر ہو گیا۔ یہ دیکھکر حضرت شمویل نے اُن کو بادشاہ بنایا بنی اسرائیل قدیم عادت کے موافق لگے اعتراض کرنے اور اپنے نبی سے بحث کرنے لگے کیونکہ اُنکی خواہش یہ تھی کہ جسکے پاس خزانہ مال اور تزک احتشام ہو اُسی کو بادشاہ ہونا چاہیئے۔ اور حضرت شمویل کا جواب شرع کے قاعدے پر مبنی تھا کہ سلطنت کا کام ظاہری تزک سے نہین چلتا اسکےلئے علم اور حکمت کے خزانہ کی ضرورت ہے اور اسی کا لحاظ خداوند عالم نے بھی ہمیشہ ہر نبی یا خلیفہ کے مقرر کرنے مین رکھا ہے۔ (دیکھو تفسیر حسینی وغیرہ)

اِس قصہ کا بھی ذکر قرآن مجید مین ہے :-

وقال لهم نبيهم ان الله
قد بعث لكم طالوت ملكا قالوا انى يكون
له الملك علينا ونحن احق بالملك منه
ولم يوت سعة من المال قال ان الله
اصطفاه عليكم وزاده بسطة فى العلم
والجسم والله يوتى ملكه
من يشاء والله واسع عليم
(پ ۲ س بقر ع ۳)

اور اُن کے نبی نے اُنسے کہا کہ بیشک خدا نے (تمہاری
درخواست کے مطابق) طالوت کو تمہارا بادشاہ مقرر کیا (تب)
کہنے لگے اسکی حکومت ہمپر کیونکر ہو سکتی ہے حالانکہ سلطنت کے
حقدار اُس سے زیادہ تو ہم مین کیونکہ اسے تو مال (کے اعتبار)
سے بھی فارغ البالی (تک) نصیب نہین (نبی نے) کہا خدا نے
(تو) اسے تم پر فضیلت (دی ہوا) اور (مال مین نہی مگر) علم اور جسم
کا پھیلاؤ اسی کا خدا نے زیادہ فرمایا ہے اور خدا اپنا ملک
جسے چاہے دے۔ اور خدا بڑی گنجائش والا اور واقف کار ہے

یہ مثال اصحاب ثلثہ اور دیگر اصحاب منافقین پر پوری صادق آتی ہے کہ جب جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی رحلت سے دو چار دن قبل جنگ روم کے لئے لشکر تیار کیا تو امیر لشکر اسامہ بن زید کو

مقرر فرمایا اور علم فوج جس کو آپنے باوجود تکلیف مرض خود دست مبارک سے تیار کیا تھا اُسامہ کو عطا فرمایا۔ اور روانگی کا حکم دیا۔ اور حسب روایات مندرجہ کتب اہلسنت اکابر مہاجرین و انصار سے یعنی حضرت ابو بکرؓ حضرت عمر بن خطابؓ حضرت عثمان رضؓ بن عفان سعد بن ابی وقاص ابو عبیدہ جراح سعید بن زید اور سلمہ بن اسلم وغیرہ وغیرہ کو اُسامہ کے ساتھ جانے کا حکم دیا اور اُسامہ حضرت سے رخصت ہو کر روانہ ہو گئے اور ایک موضع مین مقام کیا کہ کل لوگ وہان جمع ہو جائین تو آگے بڑھین مگر یہ حضرات باوجود حکم مکرر در مکرر اُسامہ کے ہمراہ نہ گئے اور رسول خدا صلعم کے اس حکم پر طعن کی کہ ایک غلام کو ہم پر سردار کیا۔

اصحاب کی یہ باتین حضرت کے سمع اقدس تک پہونچین تو باوجود شدت مرض آپ مسجد مین تشریف لائے اور بالائے منبر بعد حمد و ثنا رحق تعالیٰ ارشاد فرمایا کہ اے گروہ مہاجرین و انصار یہ کیا باتین ہین جو تم مین سے بعضون نے اُسامہ کی سرداری کے باب مین میری نسبت کین اور اسیطرح اُسکے باپ کی امارت کے بارے مین بھی تم لوگ طعن و طنز کر چکے ہو حالانکہ وہ سزاوار امارت تھا اور اسی طرح اسامہ بھی ہے۔ اور اُسامہ بن زید کو مین تم سب لوگون سے زیادہ دوست رکھتا ہون۔ اگرچہ یہ بیان ہمارا مطابق کتب اہلسنت ہے مگر اصل عبارت بھی روضۃ الاحباب جلد اول (صفحہ ۱۴۱۵) سے اس جگہ نقل کرتے ہین۔ اور وہ یہ ہے۔

روز دوشنبہ بست و ششم ماہ صفر سنہ مذکور حضرت امر فرمود مردم را ساختن لشکر کنند جہت حرب روم و روز دیگر اُسامہ بن زید حارثہ را طلبید و فرمود ترا امیر این لشکر میگردانم۔ و در روز چہار شنبہ بست و نہم ماہ مذکور آنحضرتؐ را شدت مرض طاری شد و روز دیگر باوجود حرارت مرض بدست مبارک لوائے برائے وے عقد فرمود و گفت اغز بسم اللہ فی سبیل اللہ فقاتل من کفر اللہ۔

پس اُسامہ لوا را گرفت و بیرون رفت و بریدہ بن الحصیب را داد تا در آن لشکر صاحب لوا او

باشد و در جرف منزل ساخت تا لشکر جمع شوند و اعیان مہاجرین و انصار مثل ابوبکر صدیق، و
عمر فاروق و عثمان ذی النورین و سعد بن ابی وقاص و ابوعبیدہ بن الجراح و سعید
بن زید و قتادہ بن نعمان و سلمہ بن اسلم بن حریش مامور گشتند تا آنکہ دران لشکر ہمراہ اسامہ
باشند الصورت بر بعضے مردم دشوار نمود بر سبیل طعن گفتند این غلام را پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
بر مہاجرین اولین امیر میگرداند مقالہ این جمع بسمع شریف حضرت رسید بسیار بغضب رفت و باوجود حمی
و صداع از خانہ بیرون آمد و سر مبارک اعصابہ بربستہ بود بر منبر برآمد و حمد و ثنائے حق تعالی تبقدیم
رسانید بعد ازان فرمود اے گروہ مردم این چہ مقالہ است کہ از بعضے از شما مین رسید در باب امیر
گردانیدن من اسامہ را اگر امروز طعن در امارت وے می نمایند پس البتہ طعن کردہ آید در امارت پدرش
ازین قبل یعنے در غزوہ موتہ بخدا سوگند او سزاوار امارت بود و پسر وے نیز بعد از وے سزاوار
امارتست و زید از احب مردم بود بمن و اسامہ از جملہ دوست ترین مردم ست بمن بعد از وے

(اسی طرح یہ حال "مدارج النبوۃ" و "معارج النبوۃ" وغیرہ کتب مین ہے)

الحاصل یہ وہ مثالین ہین جو بہت واضح ہین اور جن کی تطبیق و تصدیق آیات قرآنی سے بھی جو ہم اوپر نقل کر آئے ہین بخوبی ہوتی ہے۔ اگر تعصب چھوڑ کر سرکشان بنی اسرائیل کے ایمان و اعمال سے ان حضرات کے ایمان و اعمال کا تقابل کرو تو دونون کو ایک ہی قالب مین ڈھلا ہوا پاؤ گے۔
آخر ان حضرات کے ایمان کا یہ رنگ دیکھکر جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ

لتتبعن سنن من قبلکم شبرا — یعنی تم ضرور پیروی کروگے طریقون کی ان لوگون کی جو تم سے
بشبر و ذراعا بذراع حتی لو دخلوا جحر — پہلے تھے بالشت بالشت بھر اور ہاتھ ہاتھ بھر یہانتک کہ اگر وہ
ضب تبعتموھم قیل یا رسول اللہ الیھود — کسی سمار کے سوراخ مین داخل ہوئے ہونگے تو تم بھی انکی پیروی کروگے کسی نے عرض
والنصاری قال فمن متفق علیہ — کیا یا رسول اللہ کیا پہلے لوگون سے یہود و نصاریٰ مراد ہیں؟ فرمایا اگر وہ نہیں تو اور کون مراد ہو سکتا ہے
مشکوۃ المصابیح ص۴۵۸

بھائیو! اگر کتب سماوی اور کلام آلہی کی ایسی ایسی جلی شہادتوں کے بعد بھی اچھے اور بُرے مومن ومنافق مین امتیاز نہ کرو۔ اور اپنے ہی مفسرین عظام ومحدثین کرام کی ایسی ایسی صاف صریح تفاسیر و اقوال پر قائل نہو تو ہم بجز اس دعا کے کہ خدا انھین توفیق ہدایت دے اور کسطرح سے سمجھائین ؎

یارب وہ سمجھتے ہین نہ سمجھینگے مری بات
دے اور دل انکو جو نہ دے مجھکو زبان اور

بیشک جو فرقہ شیعہ ہو یا سنی حق کھل جانیکے بعد بھی تعصب ورا پنی ہوا وہوس کو دخل دے کر سخن حق تسلیم کرنے سے منھ پھیرے اور آیات آلہی واحادیث نبوی کو پہیلی سمجھے تو ضرور خدا اُس سے سمجھے گا اور جن امور مین باہم اختلاف ہے انکا خود فیصلہ فرمائے گا۔

قال الله یحکم بینہم یوم القیمۃ	پس خدا ان چیزون کا قیامت کے دن فیصلہ
فیما کانوا فیہ یختلفون	کریگا جنمین انکو اختلاف ہے۔

فائدہ

دوسری شہادت انجیل کی

ذکر انجیل میں صحابہ کی فضیلت کی مثال

متی کی انجیل باب ۱۳ کے درس ۳۱ و ۳۲ مین لکھا ہے کہ آسمان کی بادشاہت رائی کے دانے کی مانند ہے جسے ایک شخص نے لیکر اپنے کھیت مین بویا اور وہ سب بیجون سے چھوٹا ہے۔ پھر جب اُگتا ہے تو سب ترکاریون سے بڑا ہوتا ہے اور ایسا درخت ہوتا ہے کہ ہوا کے پرندے اسکی ڈالیون پر بسیرا کرتے ہین اس پیشین گوئی کو اس آیت سے ملانا چاہیئے جو ابھی مذکور ہوئی کہ

مثلهم في الانجيل كزرع	یعنی خداوند تعالی فرماتا ہے کہ پیغمبر کے یارونکی
اخرج شطأه فآزره فاستغلظ	مثال انجیل مین اسطرح لکھی ہے جسطرح ایک چھوٹا سا دانہ کہ
فاستوى على سوقه يعجب	اسمین اول پتی نکلتی ہو پھر وہ بڑھتا جاتا ہے یہانتک کہ
الزراع۔	بڑا درخت ہوجاتا ہے اور دیکھنے والے کو تعجب آتا ہے۔

پس اس آیت کے مضمون کی اُس عبارت سے انجیل کی جو ہم نے اوپر بیان کی ہے کیسی تصدیق ہوتی ہے اور اس سے بشہادت قرآن و بشہادت انجیل صحابہ کی فضیلت بخوبی ثابت ہوتی ہے اور درحقیقت یہ مثال بالکل صحابہ کے حال کے مطابق ہے اسلیئے کہ وہ اول تھوڑے تھے پھر آہستہ آہستہ بڑھ گئے اور ایک بڑا لشکر ان کا ہو گیا جسکی جماعت اور کثرت کو دیکھکر کفار تعجب کرتے تھے اور انکی قوت کو دیکھ دیکھ کر جلے مرتے تھے۔

پس جو کوئی ان کی بزرگی کا قائل اور اُن کی فضیلت کا معتقد نہو وہ درحقیقت قرآن اور انجیل اور تمام کتب سماوی کا منکر ہے۔

اقول

کفار اصحاب مومنین سے جیلتے تھے

اسلام لانیوالون کی کثرت اور ان کا بڑا لشکر ہو جانے سے **اصحاب ثلثہ** کی فضلیت کو کیا علاقہ اگر وہ جماعت جو اول اول تھوڑی تھی رفتہ رفتہ بڑھ گئی تو اس سے انکی فضیلت کیونکر ثابت ہو سکتی ہے حالانکہ بنص قرآن

منکم من یرید الدنیا ومنکم من یرید الاخرۃ۔ تم مین سے بعض دنیا چاہتے ہین اور بعض آخرت کے طالب ہین۔

اور بمصداق شعر

ولیکن نہ جملہ زراہ یقین — گئے بہر دنیا کئے بہر دین

ان کثرت والون مین مومن بھی تھے اور منافق بھی بلکہ اس جماعت اور اس لشکر مین تھوڑے ایسے تھے جو بہ نیت جہاد گھرون سے نکلے اور اپنے ایمان کا ثبوت دیا اور جماعت کی جماعت اور فوج کی فوج ایسی تھی کہ جہاد کا نام سنتے ہی ان پر موت کی غشی طاری ہوتی تھی جس کا اظہار خدائے پاک نے آیہ متذکرہ بالا ویقول الذین امنوا لولا نزلت سورۃ الخ مین فرمایا ہے۔

ہان غنیمت لوٹنے کے لئے مجاہدین کے گروہ مین شریک ہو جاتے تھے۔ اور ایسی طماع اور حریص تھے کہ بقول **شبلی** صاحب

"کفار کے ایمان لانے پر رنج ہوتا تھا کہ ان کا مال ہاتھ سے نکل گیا"

پس ایسی جماعت والون کے حق مین خداے پاک نے

وانہ لحب الخیر لشدید — اور آدمی مال کی محبت پر بہت مضبوط ہے

ارشاد فرمایا ہے۔

اللہ جل شانہٗ آیہ کریمہ محمد رسول اللہ والذین معہٗ مین اُن اصحاب رسول کے حالات و صفات بیان فرماتا ہے جو صدق دل سے ایمان لائے تھے جنھون نے بعد قبول کرنے ایمان کے کبھی شبہ نہین کیا جنھون نے ہر امر مین خدا و رسول کی اطاعت و پیروی کی جب میدان کارزار مین گئے تو محض خدا کے لئے مشرکین و کفار پر وہ شدت و صلابت کی کہ یا تو خود مقتل مین شہید ہو گئے یا فتح کے ساتھ پھرے وہی مجاہدین تھے جن کی ثنا و صفت اللہ جل شانہٗ اس طرح کرتا ہے۔

ان اللہ اشتری من المومنین	بیشک اللہ نے مومنون سے انکی جانین اور انکے مال اس
انفسہم واموالہم بان لہم	وعدے پر خرید لئے کہ ان کے بدلے ان کو جنت دیگا
الجنۃ یقاتلون فی سبیل اللہ	یہ لوگ جان و مال کی پروا نہ کر کے اللہ کے رستے مین
فیقتلون ویقتلون وعدًا	لڑتے ہین اور لڑتے ہین تو دشمنون کو مارتے اور آپ بھی
علیہ حقا فی التوراۃ والانجیل	مارے جاتے ہین یہ خدا کا پکا وعدہ ہے جس کا پورا کرنا
والقرآن ومن اوفی بعہدہٖ من	اُسنے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے اور یہ وعدہ توراۃ اور
اللہ فاستبشروا ببیعکم	انجیل اور قرآن سب مین لکھا ہوا موجود ہے اور خدا سے
الذی بایعتم بہٖ وذلک ہو	بڑھکر اپنے قول کا پورا اور کون ہو سکتا ہے تو مسلمانو
الفوز العظیم	اپنے اس سودے کی جو تم نے خدا کے ساتھ کیا ہے خوشیان
(پ ۱۱ سورہ توبہ)	مناؤ اور یہ معاملہ جو تم نے خدا کے ساتھ کیا ہے یہی
ع ۱۳	تمھاری بڑی کامیابی ہے۔

انھین غازیون کی شجاعت و صلابت کی دہشت سے کفار و مشرکین کے دم نکلتے تھے انھین کو دیکھکر جلتے تھے جو ان کے خون کے پیاسے تھے۔ کیا کسی کی سمجھ مین یہ بات آسکتی ہے کہ مشرکین و کفار اُن سے ڈرتے ہون جنکی پست ہمتی اور بزدلی کا ثبوت اُس روایت سے بخوبی ہوتا ہے جو صلح حدیبیہ کے بارے مین

جناب شمس العلماء شبلی نعمانی نے تحریر فرمائی ہے۔

یعنی ایک شخص کا نام عروہ تھا وہ کفار و مشرکین کی طرف سے معاہدہ حدیبیہ کے بارے مین سفیر مقرر ہوا تھا اسنے اثناء گفتگو مین جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اصحاب رسولؐ کی شجاعت و ہمت پر ایک سخت طعن کی تھی اس کو جناب شبلی صاحب ان الفاظ مین تحریر فرماتے ہین:-

"محمدؐ فرض کرو کہ تم نے قریش کا استیصال کر دیا تو کیا اس کی اور بھی کوئی مثال ایسی ہے کہ کسی نے اپنے قوم کو خود برباد کر دیا ہو۔

اس کے سوا اگر لڑائی کا رخ بدلا تو تمھارے ساتھ جو یہ بھیڑ ہے گرد کی طرح اڑ جائے گی۔

حضرت ابوبکر رضؓ کو اس بدگمانی پر اسقدر غصہ آیا کہ گالی دے کر کہا کہ" کیا ہم محمدؐ کو چھوڑ کر بھاگ جائینگے"

(دیکھو سیرۃ النبی جلد اول صفحہ ۴۳۱)

شاید حضرت صدیق اکبر رضؓ کو احد سے فرار ہونا یاد نہین رہا جس کا خود ان الفاظ مین اعتراف کیا ہے:-

لما صرف الناس یوم	یعنی اُحد کے دن سب لوگ جناب رسول اللہؐ
احد عن رسول اللہ ص کنت اول من	کو چھوڑ کر چلدئے تھے مگر ہم ان اشخاص مین تھے
جاء النبی ص	جو پلٹ کر پہلے آئے تھے

(دیکھو تاریخ خمیس جلد اول صفحہ ۴۳۱)

ان حضرات کے "اشداء علی الکفار" کے مصداق ہونے اور اُن پر "امنوا و عملوا الصلحت" کے منطبق ہونے سے آیات محکمات کی ایک جلد تو پوری ہو چکی۔ اب یہ دوسری شروع ہوئی ہے

اس مین بھی بہت کچھ احوال پیش کیے جائینگے۔

غرض جو کوئی اصحاب منافقین کے نفاق کا فراروین کے فرار کا سچے اسلام لانے والون اور پکے ایماندارون کے جماعت کی جماعت اور گروہ کے گروہ کا ایمان سے پھر جانے کا اقرار نہ کرے وہ صدہا آیات قرآنی مثل آیہ کریمہ

ان الذین امنوا ثم کفروا	جو لوگ ایمان لائے پھر کافر ہوے پھر
ثم امنوا ثم کفروا ثم ازدادوا	ایمان لائے پھر کافر ہوے اور کفر مین ترقی کرنے لگے
کفرا لم یکن الله لیغفر لهم ولا لیهدیهم	الله اُن کو نہ بخشے گا اور نہ اور اُن کو ہدایت کی
سبیلاً	راہ ملے گی۔

اور توریت و انجیل کی شہادتون کا جو اُن کے نقص ایمان پر شاہد ہین معتقد نہو وہ درحقیقت قرآن شریف اور تمام کتب سماوی کا منکر ہے۔

قال

قوله

آیۂ کریمہ محمد رسول اللہ الخ سے کون لوگ مراد ہیں

اے صاحبو! اگر صحابۂ رسول کے ایمان و اسلام کے تم قائل نہین ہو تو مہربانی کرکے ذرا ارشاد فرماؤ کہ "والذین معہ" سے کیا مراد ہے یعنی وہ کون لوگ حضرت کے ساتھ تھے جن کی صفت اللہ جل شانہ اس آیت مین فرماتا ہے "اشداء علی الکفار" کا مصداق بتلاؤ کہ وہ کون حضرات تھے جو کفار پر سختیاں کرتے تھے۔ اگر صحابہ کبار سوائے چار چھ کے سب کے سب منافق اور کافر تھے (ونعوذ باللہ من ذلک) تو وہ کون لوگ تھے جنکے سبب سے اسلام ایک دانہ سے بڑا درخت ہوگیا اور وہ کتنے شخص تھے جنکو کفار دیکھکر غیظ مین آتے تھے کیا کسی کے قیاس مین آسکتا ہے کہ چار چھ شخصوں کو دیکھکر کفار جلتے ہون اور معدودے چند کے ایمان لانے پر تعجب کرتے ہون اگر ہزارون آدمی مسلمان نہین ہوگئے تھے اور وہ سب کے سب ایمان مین کامل نہ تھے تو اللہ جل شانہ "فاستغلظ فاستوی علی سوقہ" کیون فرماتا اور اگر ہزارون شخص اسلام نہین لائے تھے تو انکو دیکھکر کفار کو غصہ آتا۔ پس جب تک کوئی صحابہ کی فضیلت اور اُنکی کثرت کو تصدیق نکرلے وہ ان آیتون کو بھی تصدیق نہین کرسکتا۔

اے یارو! خدا کی قسم سچ جاننا اور یقین کرکے ماننا کہ ہم کو نہایت ہی تعجب آتا ہے کہ جو لوگ ایسی آیتون کو تصدیق کرتے ہین اور جو مثال انجیل مین مذکور ہے اُسکو پیغمبر خدا کی نبوت کی نسبت پیشین گوئی پر محمول کرتے ہین اور پھر صحابۂ کرام کی فضیلت اور کثرت سے انکار کرتے ہین اور ایسی آیتون اور پیشینگوئیون کو صرف چار چھ شخصون پر ختم کرتے ہین اور صحابہ سے عداوت رکھکر "لیغیظ بھم الکفار" کی تہدید سے ذرا بھی نہین ڈرتے۔

اقول

اصحاب مومنین مراد ہین

امامیہ اصحاب مومنین کے ایمان و اسلام کو تہ دل سے قبول کرتے ہین اوران کی منزلت و فضیلت کے معتقد ہین۔ جیساکہ جابجا اپنا یہ اعتقاد ظاہر کرچکے ہین

سلام اُنپہ جواس کے اصحاب ہین — وہ اصحاب یسے کیسے کہ احباب ہین
خدا اُن سے راضی رسولؐ اُنسے خوش — علیؑ اُنسے راضی بتولؑ اُنسے خوش

کل آیات جو صحابہ کے فضائل مین ہین اُن کے حق مین تسلیم کرتے ہین بلا شبہہ وہ اُن جمیع صفات مذکورۂ قرآنیہ سے متصف تھے ایمان مین کامل تھے کثرت سجود سے پیشانیون پر نشان تھے کفار و مشرکین پرایسے شدید تھے جن کی شہادت خود کفار دے چکے ہین۔ مجاہد ایسے تھے کہ معرکۂ جہاد سے قدم سرکانا اور منھ پھیرنا جانتے ہی نہ تھے۔ ازانجملہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی شدت وصلابت کا حال مورخین نے یہ لکھا ہے کہ

جب غزوہ موتہ مین حضرت زید شہید ہوگئے تو اسکے بعد جعفرؓ بن ابی طالبؑ نے علم اپنے ہاتھ مین لیا وہ بھی زخمون سے چور ہوکر گر پڑے۔ اِن کے جسم پر تقریبًا سو زخم تھے اور سب سامنے کے حصہ پر تھے پشت کی طرف ایک بھی نہ تھا۔ دیکھو تاریخ الامۃ مطبوعہ ملیہ علیگڈھ صفحہ ۱۳۰

اس روایت کی جناب شمس العلما شبلی نعمانی بھی ان الفاظ مین تصدیق فرماتے ہین۔

"غرض یہ مختصر گروہ آگے بڑھا اور ایک لاکھ فوج پر حملہ آور ہوا۔ حضرت زید برچھیان کھاکر شہید ہوے اُن کے بعد حضرت جعفرؓ نے علم ہاتھ مین لیا گھوڑے سے اُترکر پہلے خود اپنے گھوڑے کے پاؤن پر تلوار ماری کہ کم اسکے کونچین کٹ گئین پھر اس بے جگری سے لڑے کہ تلوارونسے چور چور ہوکر گر پڑے حضرت عبداللہ بن عمر کا بیان ہے کہ مین نے انکی لاش دیکھی تھی تلوار اور برچھیون کے نوّے زخم تھے۔ لیکن سب کے سب سامنے

کیجانب تھے پشت نے یہ داغ نہین اُٹھایا۔ (دیکھو سیرۃ النبی جلد اول ص۳۱۱)

سبحان اللہ آیہ وافی ہدایہ "محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار الی آخرہ" کی تفسیر کیا خوب آیات آلہی کے مطابق کی ہے۔ کہ جو مجاہد اس شوق سے خالصًا لوجہ اللہ کفار کا مقابلہ کرین کہ نوشے زخم سے ایک بھی پشت پر نہ لین اور اپنے پروردگار کے اس حکم

یاایھا الذین امنوا اذا لقیتم الذین	اے ایماندارو! جب تم کفار سے میدان جنگ
کفروا زحفًا فلا تولوھم الادبار ؕ	مین مقابل ہو تو (خبردار) اُن کی طرف پیٹھ
(پ۹ س انفال ع۲)	نہ پھیرنا۔

پر پورا عمل کرین۔ وہ تو آیہ مذکورہ بالا کی فضیلت سے خارج کر دیے جائین۔ اور جو مہاجرین و انصار نہ صرف پشت پھیر کر۔ بلکہ فرار ہو کر

ومن یولھم یومئذٍ دبرہ	اُس شخص کے سوا جو لڑائی کے واسطے کترائے یاکسی
الا متحرفًا لقتال او متحیزًا الی	جماعت کے پاس جا کر موقع پائے اور جو شخص بھی اسدن
فئۃ فقد باء بغضبٍ من اللہ و	ان کفار کیطرف اپنی پیٹھ پھیریگا وہ یقینی خدا کے غضب مین
ماواہ جھنم وبئس المصیر ؕ	آگیا اور اُسکا ٹھکانا جہنم ہی ہے۔ اور وہ (کیا)
(ایضًا)	برا ٹھکانا۔

کے مصداق ہون وہ "اشداء علی الکفار رحماء بینھم" اور سبھی کچھ ٹھہرائے جائین۔ عاشقان صحابہ جوش محبت مین آیہ شریفہ

ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا	اور باطل کو حق کے پیرائے مین مت ظاہر کرو۔ اور حق کو
الحق وانتم تعلمون (سورہ بقر ع۵)	جان بوجھ کر نہ چھپاؤ۔

کو پس پشت ڈالکر خدا کی آیتون کو جو اُس نے اپنے خالص مخلص مجاہدین کی تعریف مین نازل فرمائی ہین

اپنے اصحاب ممدوحین کی شان مین بتائین اور اس طریق سے اپنے مذہب کا رنگ جمائین

فَاعْتَبِرُوا يَا اُولِی الْاَبْصَارِ

غرض فوج اور لشکر خدا کے سردار جناب امیر المؤمنین امام المتقین قاتل المشرکین یعسوب الدین کرار غیر فرار اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب علیہ السلام تھے جنکی ہمت و شجاعت کا مخالفین و معاندین بھی لوہا مانے ہوئے ہین یہ خلق خدا پر جلی ہے کہ ؎

علی کی تیغ چلی بار ہا اعدا کے لشکر مین
جمل مین بدر مین صفین مین خندق مین خیبر مین

دم پیکار تیغ شاہِ مردان پیر جاتی تھی
زرہ مین چار آئنہ مین دستانہ مین بکتر مین

کفار و مشرکین اسد اللہ ہی کی شدت و صلابت سے مثل مار سیاہ زہر کھاتے رہے جس نے لوجہ اللہ بڑے بڑے ہیل تنون سرکشون اور آتش مزاجون کو ذوالفقار کے پانی سے ٹھنڈا کیا ہے ؎

کیون عمر کو تھا اپنے تن و توش پہ کیا ناز
مرحب کے یہ دعوے تھا کہ مجھ سا نہین جانباز

تھا ناریون مین عنتر مردود بھی ممتاز
تینون تھے شقی بندۂ حرص و ہوس و آز

ایک ایک کا سر تن سے اُتارا ہے علیؑ نے

تڑپے بھی نہین یون انھین مارا ہے علیؑ نے

اُسی شیر خدا سیف اللہ ہی کی ہیبت اور دہشت سے سیاہ رو جلے مرتے تھے جس کی شجاعت کے ڈنکے آجتک بج رہے ہین ؎

رعب ان کے ہین ساکن افلاک ابتک
ڈر سے ہل جاتے ہین اکثر طبق خاک ابتک

خوف سے کانپتے ہین دشمن ناپاک ابتک
اُٹھگئے آپ مگر خلق مین ہے دھاک ابتک

پہلوان اپنے مقامون پہ اکڑ لیتے ہین

جب سنا نام علیؑ کان پکڑ لیتے ہین

ضرغام الٰہی نے اپنے مالک کے اِس حکم

وجاھدوا فی اللہ حق جہادہ (سورۂ حج) خدا کی راہ مین ایسا جہاد کرو جو حق جہاد کرنیکا ہے۔

پر عمل کرکے دین خدا کے پھیلانے مین جو سختیان کفار و مشرکین پر کین اور اعلاء کلمۃ اللہ مین جو کڑیان جھیلین وہ مثلِ آفتابِ جہانتاب روشن ہین۔ اللہ اکبر ؎

خدا کے گھر کو کیا تیرگیِ کفر سے پاک
حسام خوف سے تھے مشرکون کے دل صد چاک

علیؑ کے زور کا غل تھا زمین سے تا افلاک
اذان جو دی تو ہوے شاد سیدِ لولاکؐ

حرم مین جس طرف آواز اُن کی جاتی تھی
صدائے کلمۂ طیب اُدھر سے آتی تھی

شجاعت شہِ مردان نہان جہا مین نہین
بہادر ایسا تہِ آسمان جہان مین نہین

علیؑ سا کوئی رفیع المکان جہا مین نہین
قوی کوئی۔ کوئی ایسا جوان جہا مین نہین

جلو مین نصرت و اقبال ساتھ چلتے تھے
علیؑ کی تیغ سے اعدا کے دم نکلتے تھے

حیدرِ کرار غیر فرار اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب علیہ السلام ایسے اشداء علی الکفار ہین جنکی بہادری و دلیری پر ملائکہ مقربین نے تحسین و آفرین کی ہے ؎

امینِ سرِّ الٰہی، معینِ ختمِ رسل
شگفتہ گلشنِ عدل و نہیب و داد کا گل

شجاع وہ کہ ہوئی غزوون کا جنکے دہر مین غل
کہ جنسے کفر کے جلتے چراغ کردیے گل

دمِ نبرد عبر کے دلیر اڑ نہ سکے
وہ گاڑے دین کے جھنڈے کہ پھر اکھڑ نہ سکے

مدارج النبوۃ مین شیخ عبدالحق محدث دہلوی تحریر فرماتے ہین۔

ہر گاہیکہ شیر بیشۂ ہیجا علی مرتضے بدفع مشرکان مشغول گشت رسول اللہ فرمودا ے علی می شنوی

مح خود را کہ ملک رضوان بر آسمان میگوید

"لافتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار"

شاہ ذوالفقار حیدر کرار قاتل المشرکین یعسوب الدین علی مرتضے علیہ السلام جو وقت معرکہ کارزار مین لشکر خدا کی صف بندی فرماتے تھے۔ اس صف کی نسبت خداوند تعالی یہ شہادت دیتا ہے:۔

حیدر صفدر کی شجاعت پر آیت کا نزول

إن الله يحب الذين — بیشک اللہ تو انھین لوگون کو دوست رکھتا ہے جو

يقاتلون في سبيله صفا كانهم — اسکی راہ مین اسطرح صف باندھ کر لڑتے ہین گویا وہ

بنيان مرصوص۔ — سیسہ پلائی ہوئی دیوارین ہین۔

ضحاک نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جس جماعت کی تعریف مین یہ آیت نازل ہوئی ہے وہ علیؑ بن ابیطالب حمزہ عبیدہ اور مقداد ابن اسود ہین۔ (دیکھو تفسیر عمدۃ البیان مولفہ مولوی اعجاز علی صاحب)

شیر خدا غزوۂ خندق مین جب عمرو ابن عبدود کے مقابل ہوئے تو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

"برز الایمان کلہ الی الکفر کلہ" — پورا ایمان پورے کفر کے مقابلہ کو نکلا ہے۔ (ارجح المطالب)

جب حیدر کرار نے اس دشمن خدا کو قتل کر دیا تو یہ مژدہ سنکر آپ نے اسلام کی فتح پر سجدہ شکر کیا اور ولی خدا کی منزلت و عظمت مین یہ ارشاد فرمایا

لمبارزة علي بن ابي طالب — علیؑ نے خندق کے دن جو جنگ کی وہ

يوم الخندق افضل من اعمال امتي — افضل ہے تمام امت کے ان اعمال سے جو

الى يوم القيمة (روضۃ الاحباب ارجح النبوۃ) — تا روز حشر کرینگے۔

اور دوسری روایت مین یہ الفاظ ہین:۔

قتل علی لعمرو بن عبد ود — یعنی علی کا عمرو بن عبد ود کو قتل کرنا جن و

افضل من عبادة الثقلین (ارجح المطالب) — انس کی عبادت سے افضل ہے

اس حدیث کو میر انیس علی اللہ مقام نے اس حسن سے نظم کیا ہے ؎

خندق کی وغا عمرو سیہ کار کی وہ دھوم — تھراتا تھا تلوار سے جسکی عرب و روم
رد کر کے جو حربون کو بڑھا خاصۂ قیوم — جھپٹا اسد آہو پہ ہوا سب کو یہ معلوم
اک وار مین نہ گرز نہ مغفر تھا نہ سر تھا
خندق کے اُدھر لاشں سر بخش ادھر تھا

جسوقت ظفریاب ہوئے حیدر کرّار — اک ہاتھ مین عمرو کا تھا اک مین تلوار
فرمایا محمدؐ نے بہ اعلان و بتکرار — افضل ہے دو عالم کی عبادت سے یہ اک وار
فتح کا تھا یاؤن پہ خالق کے ولی کے
جبریل امین چومتے تھے ہاتھ علیؑ کے

جس جماعت کے سپہ سالار شیر بیشۂ ہیجا علیؑ مرتضیٰ تھے اسی جماعت سے کفار ڈرتے تھے نہ کہ اُس جماعت سے جسکے سپہ سالار حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ تھے جو بقول شبلی صاحب

"جب خیبری قلعے سے نکلے تو حضرت عمر کے پاؤن نہ جم سکے اور آنحضرت صلعم کیخدمت مین حاضر ہو کر شکایت کی کہ فوج نے نامردی کی لیکن فوج نے خود ان کی نسبت یہی شکایت کی"

صحابہ منافقین کے بارے مین روایت

جس جماعت نے آئینہ اسلام کو جلا دی اسی سے کفار ڈرتے تھے نہ کہ اس جماعت سے جس سے آئینہ اسلام کو زنگ لگا۔ اس جماعت کو دیکھکر کیا تعجب کرتے جو ان کے ہم رنگ تھے۔ چنانچہ جماعت منافقین کے ایمان و اسلام کا زنگ اس روایت سے بخوبی روشن ہوتا ہے۔

قال عبداللہ بن الزبیر ذھبت مع ابی الی یرموک — عبد اللہ بن زبیر کہتے ہین کہ ہم جنگ یرموک مین

وانا صبی لا اقاتل فلما قتل الناس — اپنے باپ کے ساتھ جب لڑائی شروع ہوئی تو کچھ لوگ ان

بصرت الی ناس لا یقاتلون فرکبت — کو ٹیلہ پر دیکھا کہ وہ لوگ جنگ نہین کرتے۔ وہان جو

ذھبت الیھم واذا ابوسفیان بن — ہم پہونچے تو دیکھا کہ ابوسفیان ہین اور کچھ اور لوگ

حرب ومشیختہ من قریش من مھاجرۃ — بزرگان قریش سے ہین چونکہ ہم کمسن تھے اسلئے

الفتح فرأونی حدثا فلم یتقونی — کسی نے ہماری پروانہ کی اور بے پردہ باتین کرنیلگے

فجعلوا واللہ اذا جالت المسلمون و — دیکھا کہ جب روم والے سلمانون پر حملہ کرتے تھے تو

رکبتھم الروم یقولون ایہ بنی اصفر — وہ خوش ہوتے تھے اور اُنکی تعریف کرتے۔ اور جب

فاذا جالت الروم ورکبتھم المسلمون — سلمان اُنپر حملہ کرتے اور رومیون کی شکست ہوتی

قالوا ایہ بنی اصفر فلما ھزم اللہ — تو کہتے تھے ہاے ہاے روم والے۔ جب لڑائی فتح

الروم اخبرت ابی فضحک فقال — ہوئی اور اس خبر کو ہم نے ریز سے کہا تو ہنسے اور کہا

قاتلھم اللہ ابو الاضغنا لنحن خیر — خدا غارت کرے کینہ ان کے دل سے نہین جاتے

لھم من الروم ازکلام شبان سنہ — حالانکہ ہم انکے لئے روم والون سے بہتر ہین۔

افسوس کہ یہی ابوسفیان صاحب دربار خلافت مین معزز و ممتاز کیے گئے۔ اور شیر مہام خلافت ہوے اور اُن کے فرزند ارجمند امیر معاویہ صاحب عہدہ ہاے جلیلہ سے سرفراز ہوئے۔ عہد سے کیسے حضرت عثمان رض نے تو پوری سلطنت ہی ان کے ہاتھ مین دیدی۔

حضرت حذیفہ علما کے بیان پر آیت کا نزول

شیعون کا مخصوص چار چھ اصحاب کو اچھا سمجھنا اسلئے اہلسنت کو خوش نہین آتا کہ وہ خدا و رسول کے نزدیک دیگر اصحاب مین ممتاز تھے۔ ایمان مین ایسے کامل تھے کہ تا دفات کسی موقع محل پر بھی ان کے ایمان مین لغزش نہین ہوئی۔ گو دشمنون نے بہت کچھ بہکایا مگر اپنے ایمان سے نہ پھرے اور نہ کبھی اسلام اور ہادی سلام کی رسالت اور نبوت مین شبہہ کیا اور نہ کبھی اپنے پیغمبر سے مخالفت و حجت کی ان کے صدق ایمان پر

خود کلام الٰہی شاہد ہے۔

ودّ کثیرا من اھل الکتاب[٥١]	اہل کتاب مین سے بہت سون کی خواہش ہے کہ
لو یردونکم من بعد ایمانکم کفارًا	ایمان لانیکے بعد تم کو مرتد بنا کر کافر کرلین (صرف)
حسدًا من عند انفسھم من بعد	حسد کی وجہ سے جو انکے دلون مین بعد ہے اس بات کی کہ
ما تبین لھم الحق فاعفوا حتی	حق ان پر کھل چکا ہے پس تم معاف کرو اور در گذر و
یاتی اللہ بامرہٖ ان اللہ علی کل	یہان تک کہ خدا اپنے امر کو خود ظاہر کرے بیشک
شی قدیر۔	اللہ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔

مفسرین کا بیان ہے کہ جنگ احد کے بعد یہودیون نے حضرت عمار اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما سے کہا کہ اگر تمھارے پیغمبر برحق ہوتے تو یہ شکست نہوتی اب بھی ہمارا کہا مانو ہمارے دین مین چلے آؤ حضرت عمار نے جواب دیا کہ مین عہد کر چکا ہون کہ زندگی بھر کفر اختیار نہ کرون گا اور حذیفہ نے کہا مین خدا کو رب اور اسلام کو دین اور قرآن کو کتاب اور کعبہ کو قبلہ اور مومنین کو برادر پسندیدہ قرار دیچکا ہون یہ خبر حضرت رسول اللہ صلعم کو ملی تو آپ نے حضرت عمار و حذیفہ کی تعریف کی اسپر یہ آیت نازل ہوئی۔ چنانچہ تفسیر حسینی نے اس آیت کو حضرت حذیفہ اور حضرت عمار رضی اللہ عنہما کی شان مین بتایا ہے۔

دوست میدارند بسیارے از اہل توریت چون فنحاص بن عازورا کہ دانشمند ایشان بود امثال او از احبار آنکہ بازگردانند مرشمارا مراد حذیفہ یمان و عمار یاسر ست کہ فنحاص بن عاز ورد یاران او مر ایشان را دعوت بہ یہودیت میکردند۔ حق سبحانہ نسر مود کہ یہود می خواہند کہ بگردانند شمارا۔ (مجلد اول صفحہ ۱۸)

---

٥١ دیکھو تفسیر کبیر جلد اول صفحہ ۶۶۶۔

آیہ کریمہ محمد رسول اللہ کا اطلاق اصحاب ثلاثہ پر نہین ہوتا

پس شیعون کا چار چھ کو زیادہ اچھا سمجھنا قابل اعتراض نہین ہے۔ ہان اہلسنت کا باوجود اس دعوے کے کہ "جمیع صحابہ عدول اند" ہزارون اور لاکھون اصحاب مین صرف دس ہی اصحاب کو کامل الایمان سمجھنا اور عشرہ مبشرہ کی سند دینا اور آیہ کریمہ محمد رسول اللہ کو مخصوص اصحاب کی شان مین بتانا البتہ موجب تعجب و باعث حیرت ہے۔ چنانچہ جو تقسیم اس آیت کی علماء اہلسنت نے کی ہے وہ البتہ قابل مضحکہ ہے۔ جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا مین فرماتے ہین۔

عن ابن عباس "محمد رسول اللہ والذین معہ ابوبکر اشداء علی الکفار عمر رحماء بینھم عثمان تراھم رکعا سجدا علی یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا طلحۃ والزبیر سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود عبد الرحمن بن عوف وسعد بن ابی وقاص وابو عبیدۃ بن الجراح (۲۳۸) مقصد اول

ان الفاظ مین ہر ایک اصحاب کی فضیلت خاص کی طرف اشارہ ہے یعنی والذین معہ ابوبکر صدیق کی تعریف مین ہے جو آنحضرت کے ساتھ سفر مین رہتے تھے اور اشداء علی الکفار فاروق کی صفت مین ہے اور جو مشرکین اور منافقین پر شدت سے سخت تھے اور رحماء بینھم سے عثمان کی مدح ہے اور تراھم رکعا سجدا علی مرتضیٰ کی شان مین ہے اور یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا طلحہ و زبیر کی شان مین ہے اور سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود سے عبد الرحمن سعد اور ابو عبیدہ مراد ہین۔

اس تفسیر سے جناب شاہ صاحب کے تبحر علم و فضل کی شان خوب ظاہر ہوتی ہے جس پر ایک طفل مکتب بھی معترض ہو سکتا ہے کہ اللہ جل شانہ تو صاف الفاظ مین فرماتا ہے کہ محمد تو خدا کے رسول ہین اور کچھ لوگ جو ان کی صحبت مین ہین ایسے ہین جو کفار پر سخت ہین ایک دوسرے پر رحیم و مہربان ہین۔ ایسے راکعین اور ساجدین ہین کہ ان کے چہرون سے سجدون کے آثار نمایان ہین وہ خدا کے فضل کے

خواستگار رہتے ہین۔ یہی وہ لوگ ہین جنکی تعریف توریت و انجیل مین ہے۔ اس تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمام صفات اُن اصحاب مین ہونے چاہئیں جنکا ذکر اس آیت مین ہے۔ مگر یہ تفسیر سراسر آیات آلہی کے خلاف ہے باوجودیکہ خود اللہ جل شانہ نے "وعد اللہ الذین اٰمنوا وعملوا الصلحٰت" فرماکر مومنین کی تصریح کردی۔ پھر بھی اس سے اعراض کر کے اصحاب کی خاطر یہ تفسیر کی گئی۔ یہی نہین بلکہ جو ان اصحاب کا مخالف ہو اُسکو کافر بتایا ہے۔ جیساکہ تفسیر حسینی مین ہے جسکی نقل یہ ہے:۔

امام قشیری رحمہ اللہ فرمودہ کہ این آیت درشان اصحاب است۔ پس ہر کہ برایشان خشم گیرد وایشان را دشمن دارد داخل کفار خواہد بود۔ ودر تفسیر عجایب آوردہ کہ مراد از عمل صالح (وعد اللہ الذین اٰمنوا وعملوا الصلحٰت) اینجا دوستی صحابہ است (جلد دوم صفحہ ۳۳۸)

قطع نظر اسکے یہ تقسیم صحابہ ثلثہ کے اعمال وافعال سے بھی مطابقت نہین رکھتی۔ کیونکہ ان کے حالات اسکے برعکس ہین۔ جیساکہ حضرت ابوبکر کو محض غار مین حضرت صلعم کے ہمراہ ہونے پر والذین معہ بنایا ہے حالانکہ نہ تو اس آیت مین معیت غار کا کچھ ذکر ہے اور نہ وہ معیت قابل تحسین و آفرین ثابت ہوئی، بلکہ جو رفاقت یار غار نے کی تھی وہ باعث افشا راز ہوئی کہ جب دشمن حضرت صلعم کا پتہ لگاتے ہوے درغار تک آگئے۔ اور ان کے سردار نے کہا کہ محمدؐ اسی جگہ ہین یہان سے آگے کہین گئے۔ تو یہ سخن سنکر حضرت ابوبکرؓ چلا چلا کر فرمانے لگے یارسول اللہ دشمن سر پر آگئے۔ اگر ہم کو دیکھ لینگے تو مار ڈالینگے کبھی زور زور سے رونے لگتے۔ جسکو علماء اہلسنت سانپ کے کاٹنے کا سبب بتاتے ہین۔

ہر چند آنحضرت صلعم تسلی فرماتے ہین مگر آپکا اضطراب کسیطرح دور نہین ہوتا یہ حال ساتوین آیت کے جواب مین ہم لکھین گے جو قابل ملاحظہ ہوگا۔ انشاء اللہ

حضرت عمر کے اشداء علی الکفار ہونے کا کچھ ذکر اوپر ہوچکا ہے باقی آگے آئیگا۔ اب ہے حضرت عثمان رضؓ آپ کے حالات اور اصحاب رسول ہے سے تعلقات اور مودت ومحبت رحماء بینھم کے سراسر

خلاف ہین - آپکی بدسلوکیان اصحاب کبار پراظہر من الشمس ہین کہ حضرت ابوذر غفاریؓ کو جلاء وطن کرادیا۔ اورحضرت عمار یاسر کواسقدر مارا کہ وہ غریب عارضہ فتق مین مبتلا ہوگئے۔ حضرت ابن مسعود بھی انھین کی زدوکوب سے ہلاک ہوے۔

حالانکہ جمہور علماءاہلسنت کے نزدیک بھی یہ لوگ عاشقان خدا ورسولؐ سے تھے۔ اِن بدسلوکیون کے مستحق صرف اس بنا پر ٹھہرائے گئے کہ انھون نے اپنے رسول کی وصیت کے موافق حدیث ثقلین پر عمل کیا تھا۔ اسیطرح حضرت طلحہ وزبیر وغیرہ وہ ذات بابرکات ہین جنکی دشمنی اور عداوت پرحوان کو وصی رسولؐ سے تھی کتب سیر وتواریخ اہلسنت شاہد ہین کہ جنگ صفین وجمل انھین حضرات کی سازشون کے نتائج تھے۔ اور خدائے عزوجل فرماتا ہے۔

والفتنۃ اکبر من القتل فساد برپا کرنا خون ریزی سے بڑھ کر ہے

افسوس کہ علمائے اہلسنت اِن کو صرف اسوجہ سے کہ انھون نے وصی رسولؐ سے عداوت و بغاوت کی خدا کی طرف سے یبتغون فضلا من اللہ رضوانا کا پروانہ دیتے ہین۔

الحاصل کیا کسی کے خیال وقیاس مین آسکتا ہے۔ کہ کفار ومشرکین حضرت ابوبکر کو ابن الدغنہ کی سفارش پر اور حضرت عمرؓ کو ان کے مامون ابوجہل کی حمایت پر امن دین اور پھر انھین کی شدت و صلابت سے جلتے بھی ہون۔ اور اصحاب منافقین کے اسلام لانے پر تعجب وحیرت کرتے ہون۔

اصحاب کثیر بعد اسلام مرتد ہوگئے

بھائیو! خیال کرو کہ جو لوگ آنحضرت کے ساتھ تھے اگر حسب اعتقاد تمھارے سب کے سب اسلام مین سچے اور ایمان مین پکے تھے تو اللہ جل شانہ

وان تتولوا کما تولیتم من قبل اور اگر تم روگردان ہو جیسے کہ پہلے روگردان

یعذبکم عذابا الیما (سورہ فتح) ہوے تھے تو تم کو خدا عذاب کریگا عذاب دردناک

کن لوگون کی نسبت فرماتا ہے۔ اگر ہزارون اور لاکھون آدمی جو اسلام لاچکے تھے کلھم اجمعین تا دم مرگ اپنے

ایمان پر قائم رہے تھے تو اللہ جل شانہ کا یہ ارشاد

لاتعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم ہ ‏ بہانہ مت کرو تم بعد لانے ایمان کے پھر کافر ہوگئے

کن سچے اسلام اور پکے ایمان والوں سے ہے۔ اور بروز حساب کن لوگوں سے یہ فرمائے گا:۔

یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ ‏ جس دن کچھ چہرے نورانی ہوں گے اور کچھ

فاما الذین اسودت وجوھھم اکفرتم ‏ منہ کالے۔ پھر جن لوگوں کے منہ کالے ہوں گے

بعد ایمانکم فذوقوا العذاب بما کنتم ‏ (انسے کہا جائیگا) کہ تم ایمان لانیکے بعد منکر ہوگئے تھے

تکفرون ہ (پ۴ ۔ س آل عمران ع۱۱) ‏ اب جیسا انکار کرتے تھے (ویسا) بدلے عذاب بھی چکھو

پس جب تک کوئی جماعت کی جماعت۔ جوق کی جوق۔ فوج کی فوج اور گروہ کے گروہ کے ایمان سے پھر جانے پر یقین نہ لائے اور منافقین و مرتدین کی کثرت اور انکی نفاق وشقاق کی تصدیق نہ کرے وہ ان صدہا آیتوں کی جو ان کے کفر وارتداد پر شاہد ہیں۔ عموماً اور سورہ منافقون کی خصوصاً ہرگز ہرگز تصدیق نہیں کرسکتا۔

اب صاحبان بصیرت غور فرمائیں کہ اللہ جل شانہ جن اصحاب رسولؐ کے نقص ایمان اور حرص و ہوا کا ذکر کتب سماوی میں بطور پیشینگوئی کے کرے جنکی حب دنیا پر

بل توثرون الحیوۃ الدنیا ‏ لیکن تم دنیا کی زندگانی کو مقدم رکھتے ہو

ارشاد فرمائے۔ جن کے حق میں

اولئک الذین طبع اللہ علی ‏ یہی وہ لوگ ہیں جنکے دلوں پر خدانے مہر لگادی

قلوبھم واتبعوا اھوائھم ‏ ہے اور یہی اپنی خواہشوں کے پیرو ہوگئے ہیں۔

فرمائے۔ جنکے خوف اور دہشت پر جو وقت جنگ انپر طاری ہوتی تھی۔ آیہ کریمہ

فاذا جاء الخوف رایتم ینظرون ‏ اور جبکہ کوئی (موقع) خوف کا آپڑا (اے رسولؐ) تو تم دیکھتے ہو کہ

الیك تدروا عینهم کالذی یغشی — تمھاری طرف دیکھتے ہین اور اُن کی آنکھین اس طرح

علیہ من الموت — گھومتی ہین کہ جیسے کسی شخص پر موت کی بیہوشی چھا جائے

شاہد ہو۔ جو اصحاب اپنے پیغمبر کو تلوارون مین چھوڑ کر فرار ہوجائین اور خود پیغمبر خدا صلعم ان لوگون کو باین القاب۔ یا اصحاب بیعۃ الرضوان۔ یا اصحاب بدر فرما کر پکارین اور اصحاب منھ پھیر کر بھی نہ دیکھین، جس کی تصدیق آیہ شریفہ

اذ تصعدون ولا تلوون علی — اسوقت کو یاد کرو جب تم (جمجواس) بھاگے

احد والرسول یدعوکم فی — جاتے تھے اور باوجودیکہ رسول تمھارے پیچھے کھڑے تمکو

اخراکم ہ سورہ آل عمران — بلا رہے تھے لیکن تم مڑ کر کسی کو نہین دیکھتے تھے

سے ہوتی ہو۔ اور کفار و مشرکین سے ربط وضبط رکھنے پر آیہ کریمہ

تسرون الیهم بالمودة — تم ان کو خفیہ دوست رکھتے ہو۔

آیہ محمد رسول اللہ پر مفسرین کی تفاسیر پر تنقید

گواہ ہو۔ افسوس کہ علماء اہلسنت ایسے آیات جلی سے اعراض کرکے آیہ کریمہ "محمد رسول اللہ" کا مصداق انھین لوگون کو ٹھہرائین، اور جو لوگ

جاهدوا باموالهم وانفسهم فی — خدا کی راہ مین اپنے جانون اور اموال سے

سبیل الله — جہاد کرو۔

کے صفات سے گرے ہون وہی غازی اور مجاہد کہلائے جائین۔ اور انھین کو خدائے پاک کی طرف سے لقد رضی الله عنهم سنائین۔

خدا کی قسم سچ جاننا اور یقین کرنا ہم کو سخت تعجب آتا ہے اور نہایت ہی حیرت ہوتی ہے کہ جو محدثین و مفسرین ان آیات پاک کی جو ان باپ کی تعظیم و تکریم کی نسبت ہین تصدیق کرتے ہین اور پھر بھی اپنے کو اپنے باپ کے قتل کرنیکے قصد پر اشداء علی الکفار اور عالم قرآن ٹھہراتے ہین۔

افسوس ہے کہ جو مفسرین آیۂ شریفہ "الم یان للذین اٰمنوا" الخ کی یہ تفسیر کرین :-

عن ابی بکر ان ھذہ الایۃ قرءت	ابوبکرؓ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت اہل یمامہ کے
بین یدیہ وعندہ قوم من اھل الیمامۃ	سامنے پڑھی گئی تو وہ لوگ بہت روئے ابوبکر نے انکا رونا
فبکوا بکاءً شدیداً فنظر الیھم	دیکھکر فرمایا کہ ایسے ہی ہم تھے کہ ذکر خدا سے دل پگھل جاتا تھا
فقال ھکذا کنا حتی قست القلوب	لیکن رفتہ رفتہ قساوت آگئی۔

اور باوجود اسکے کہ خود حضرت ابوبکرؓ کا قول نقل کرین کہ وہ حنظلہ سے فرماتے ہین۔

"اے بھائی تم سچ کہتے ہو ہمارا بھی یہی حال ہے"

اسی طرح حضرت عمرؓ خود اپنی زبان سے صلح حدیبیہ کے باب مین یہ فرمائین کہ :-

"رسالت مین جیسا شبہہ مجھے آج ہوا ایسا کبھی نہین ہوا"

اور سورہ انا فتحنا لک فتحا مبینا سنکر بقول جناب شبلی صاحب پیغمبر خدا صلعم سے طنزاً کہین کہ "کیا یہی فتح ہے"، اسپر بھی آیہ وافی ہدایہ

کیف یھدی اللہ قوما کفروا بعد	خدا ایسے لوگون کو ہدایت کیونکر کرے جو ایمان
ایمانھم وشھدوا ان الرسول حق و	لانے کے بعد کافر ہوگئے حالانکہ وہ گواہی دے چکے
جاءھم البینات واللہ لا یھدی	تھے کہ رسول برحق ہین اور اُن کے پاس کھلی
القوم الظالمین ۰	نشانیاں آچکی تھین اور اللہ ظالم لوگون کو
(پ۳ - س اٰل عمران ع۹)	توفیق ہدایت نہین دیتا۔

کو پس پشت ڈال کر انھین کا کلمہ پڑھے جاتے ہین۔ اُن کے حقیقی حالات سے چشم پوشی کرکے یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ وہ اپنے پیغمبر کے قدم بقدم چلتے تھے۔ حرص و ہوا کو کسی کام مین دخل نہ دیتے تھے: شب و روز خدا اور اسکے رسول کی رضا کے طالب رہتے تھے۔ ایمان مین کامل اور اُنکے معرفت الٰہی سے

روشن ومنور تھے۔ علم قرآن وحدیث سے اُنکے سینہ معمور تھے۔ انھون نے بت خانون کو مسمار کرکے بت پرستون کو خداپرست بنا دیا تھا۔ انکی رائے بموجب وحی خدا نازل ہوا کرتی تھی۔ انھین کے اسلام لانے سے اسلام کو عزت اور قوت ہوئی غرض ے

این سبزہ واین چشمہ واین لالہ واین گل　　آن شرح ندارد کہ بگفتار در آید

خدا ان کو توفیق ہدایت دے جو آل رسولؐ سے منحرف ہوکر۔ اور مخالفین آل نبیؐ سے مودت اور عقیدت رکھکر

یاایھا الذین امنوا لا تتولوا قوما　　اے ایمان والو نہ دوستی کرو اُن لوگون سے جنپر
غضب اللہ علیھم　　خدا نے غضب کیا ہے

کی تہدید اور تخویف سے ذرا بھی نہین ڈرتے اور جو مثالین کتب سماوی مین بطور پیشینگوئی کے اور قرآن مجید کی آیتین وصی رسول کے فضائل اور اکمل الایمان ہونے پر شاہد ہین ان کو تسلیم کرنے کے بعد بھی نفس رسولؐ کی سابق الاسلامی وافضلیت سے انکار اور اعراض کرکے اپنے آپ کو صریح منکر کتب سماوی اور کلام الٰہی کا ٹھہراتے ہین۔ کاش اب بھی سوچین اور سمجھین۔ اور امامیہ اثنا عشریہ کو اپنے مذہب کی دعوت دینے کے بجائے بفحوائے آیہ شریفہ

اگر اہل سنت ہوش چاہتے ہین تو مذہب امامیہ اختیار کرین

(یاقوم مالی ادعوکم الی النجاۃ و　　اے میری قوم تجھے کیا ہوا ہے کہ مین تو تم کو نجات
تدعوننی الی النار　　کیطرف بلاتا ہون اور تم مجھے دوزخ کیطرف بلاتے ہو۔

امامیہ کی ہدایت اور نصیحت قبول کرین۔ اور اس جماعت سے جسپر

ویفسدون فی الارض اولئک　　اور دنیا مین فتنہ وفساد پھیلاتے ہین اور آخر کار
ھم الخاسرون ۰　　وہی نامراد اور ناکام رہینگے۔

کا اطلاق ہوتا ہے جس جماعت کی بدولت اوراق مصحف ایمان پارہ پارہ ہوے۔ اور اہلبیت نبویؐ کا

یہ شعر ہوا ؎

آل نبی کو قتل کیا گھر جلا دیا — مٹی مین خاندان رسالت ملا دیا

نکل کر زمرہ مومنین مین جو بفضلہ صراط مستقیم پر ہین جنکو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اولئک ھم المھتدون سے ممتاز فرمایا ہے۔ شامل ہوجائین اور دامن شاہ ولایت مظہر العجائب امام المشارق والمغارب علی بن ابی طالب علیہ السلام کا پکڑین جو امام منصوص من اللہ اور مفترض الطاعۃ ہین۔ جیسا کہ آپ ہی کے پیشوایان کبار سے امام شافعیؒ عقیدۃً ارشاد فرماتے ہین ؎

ینابیع المودۃ صفحہ ۸۶

علی حبہ جنۃ — قسیم النار والجنۃ — وصی المصطفیٰ حقا — امام الانس والجنۃ

علی کی محبت سپر ہے — دوزخ اور بہشت کے قاسم ہین — ازروئے حق محمد مصطفےٰ صلعم کے وصی — اور جن و انس کے امام ہین

اللھم صل علی محمد و آل محمد

اللہ اللہ جناب امیر المومنینؑ کی مودت اور ولایت کا مسئلہ کیسا مہتم بالشان ہے کہ بغیر اس کے ایمان ہی کامل نہین ہوتا۔ اللہ جل شانہ اپنے کلام پاک مین ارشاد فرماتا ہے۔

بروز حشر جناب امیر کی ولایت کا سوال کیا جائے گا

وقفوھم انھم مسئولون ۝ — (اہل محشر کی نسبت حکم ہوگا کہ) انھین ٹھہراؤ تو ان سے کچھ پوچھنا ہے۔

(پ ۲۳ - س والصفت - ع ۲)

ابن حجر مکی صواعق محرقہ مین اس آیت کے تحت مین یہ لکھتے ہین کہ

دیلمی نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ اہل محشر سے علی بن ابیطالب کی ولایت کا سوال کیا جائے گا۔

اور امام واحدی وغیرہ بھی تفسیر مین اس آیہ کریمہ کی یہی روایت کرتے ہین :-

عن ابی سعید و ابن عباس رضی اللہ عنہما فی قولہ تعالیٰ وقفوھم — ابو سعید اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیہ کریمہ کے متعلق کہ کھڑا کرو ان کو

انھم مسئولون یوم القیمۃ عن ولایۃ علیؑ — بتحقیق انسے پوچھنا ہے قیامت کے دن علی کی ولایت سے

(اخرجہ الامام الواحدی فی تفسیرہ وابوبکر بن مردویہ والدیلمی فردوس الاخبار) — (از سوانح عمری امیرالمومنین مولفہ مولوی عبید اللہ صاحب امرتسری صفحہ ۵۰)

بغیر مودت جناب امیرؑ جنت حرام ہے

اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہین کہ تمام اعمال حسنہ بغیر مودت علیؑ ابن ابیطالب بیکار اور اکارت ہین۔

عن علی قال قال رسول اللہ صلعم لوان عبداً اعبد اللہ عزوجل مثل ما قام نوح وکان لہ مثل احد ذھبا فانفقہ فی سبیل اللہ ومد فی عمرہ حتی یحج الف حج علی قدمیہ ثم قتل بین الصفا والمروۃ مظلوما ثم لم یوالک یا علی لم یشم رائحۃ الجنۃ ولم یدخلھا۔

(اخرجہ الدیلمی ایضاً صفحہ ۵۱)

جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے۔ اگر کوئی خدا کا بندہ خدائے عزوجل کی اتنی عبادت کرے کہ جسقدر نوح علیہ السلام نے اپنی قوم مین قیام فرما کر کی ہے اور احد کے پہاڑ کے برابر سونا خدا کی راہ مین خرچ کرے پھر اسکی عمر اسقدر دراز ہو کہ پیادہ ایک ہزار حج کرے اور پھر صفا و مروہ کے درمیان مظلوم مارا جائے لیکن اے علیؑ تجھے دوست نہ رکھتا ہو تو وہ جنت کی بو نہین سونگھ سکیگا اور نہ اُس مین داخل ہو سکیگا۔

اِس حدیث کے مفہوم کو جناب میر انیس اعلی اللہ مقامہ نے کیا خوب نظم کیا ہے ؎

بندہ ہزار سال عبادت اگر کرے — اور زر بقدر کوہِ احد راہِ حق مین دے
حج بھی پیادہ پا جو ہزار اسنے ہون کئے — بیجرم گر شہید بھی ہو تیغ ظلم سے

حبِ علیؑ کی مے نہین جس دل کے جام مین
بوئے جنان نہ پہونچے گی اُسکے مشام مین

هذا بیان للناس و هدًی و موعظة للمتقین

یہ کل آدمیوں اور پرہیزگاروں کیلئے ہدایت و نصیحت ہے۔

المختصر ولی خدا اور وصی رسول اللہ کی مودت اور عقیدت میں صلاح کونین اور فلاح دارین ہے اور جنت آلِ رسول ہی کی اطاعت اور مودت کا صلہ ہے

ہ غلامانِ علی و احمد و زہرا کا حصہ ہے ارم میں خلد میں تسنیم میں طوبیٰ میں کوثر میں

قال اللہ تبارک و تعالیٰ

ان اصحٰب الجنة الیوم فی شغل فاکهون هم و ازواجهم فی ظلال علی الارائك متکئون لهم فیها فاکهة ولهم ما یدعون سلام قولا من رب رحیم (سورہ یٰسین)

بہشت کے رہنے والے آج (روزِ قیامت) ایک ایک مشغلہ میں جی بہلا رہے ہیں وہ اپنی بیبیوں کے ساتھ ٹھنڈی چھاؤں میں تکیئے لگائے تختوں پر (چین سے) بیٹھے ہوئے ہیں بہشت میں اُنکے لیے (تازہ) میوے تیار ہیں اور جو وہ چاہیں اُنکے لئے موجود ہے۔ مہربان پروردگار کیطرف سے سلام کا پیغام آئیگا۔

اللّٰهم صلّ علیٰ محمد خاتم النبیین و آله الطاهرین الذین اذهب الله عنهم الرجس و طهّرهم تطهیرا

شیعیانِ جنابِ امیر علیہ السلام کی فضیلت میں بہت حدیثیں کتب اہلسنت میں موجود ہیں از انجملہ یہ ہیں:۔

حدیث شیعیانِ علی کی فضیلت میں

عن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا علی انت غدًا فی الاخرة اقرب الخلق منی و انت علی الحوض خلیفتی وان شیعتك علی منابر من نور مبیضة وجوههم حولی اشفع لهم و یکونون فی الجنة جیرانی

اخرجه ابن المغازلی فی المناقب و الخوارزمی عن علی و الملاقی وسیلة المتعبدین الی متابعة سید المرسلین و محمد بن یوسف الکنجی الشافعی فی کفایة الطالب ابراهیم بن عبد الله الوصابی الیمنی الشافعی فی الاکتفاء فی فضائل الاربعة الخلفاء و ابن اسبوع الاندلسی فی الشفاء و ابو سعید عبد الملک بن محمد ابراهیم الخرکشی فی شرف النبوة۔ (ارجح المطالب ص۵۳۰)

جابر بن عبد اللہ رض سے روایت ہے کہ جناب سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جناب امیر علیہ السلام سے فرمایا کہ اے علی تم کل قیامت کو بہ نسبت تمام خلقت کے مجھ سے زیادہ قریب اور حوض (کوثر) پر میرے خلیفہ ہوگے اور تمھارے شیعہ نور کے منبروں پر نورانی چہروں سے میرے اردگرد ہونگے میں اُنکی شفاعت کرونگا وہ جنت میں میرے ہمسایہ ہونگے۔

اقوال حافظ ابن حجر و شاہ صاحب شبیان علی سے مراد اہلسنت ہیں

اس حدیث کے علاوہ اور بہت سی حدیثیں فضائل شیعہ گروہ کے بارے میں ہیں ان حدیثوں کو اکابر علمائے اہلسنت تسلیم کرتے ہیں مگر لطف یہ ہے کہ ان کو فرقۂ اہلسنت کے حق میں بتاتے ہیں چنانچہ ابن حجر صواعق محرقہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

وشیعۃ اھل البیت ھم اھل السنۃ	یعنی اہلسنت والجماعت ہی شیعہ اہلبیت ہیں کیونکہ
والجماعۃ لانھم الذین احبوھم	یہی لوگ خدا و رسولؐ کے حکم کے موافق اہلبیت سے
کما امرھم اللہ ورسولہ اما غیرھم	محبت رکھتے ہیں۔ اور اہلسنت کے سوا دوسرے لوگ
فاعداءھم فی الحقیقۃ	فی الحقیقت اہلبیت کے دشمن ہیں (ایضاً)

اسی طرح شاہ عبدالعزیز صاحب ایک رسالہ میں جو بجواب فرقہ امامیہ ہے یہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"ما ایم شیعہ اولی و احادیث کہ در فضل شیعہ وارد اند ما ایم نہ روافض" (ایضاً)

الحاصل خدا و رسولؐ تو سب طرح سے ہدایت اور نصیحت فرما چکے ہیں۔ مگر کون دیکھتا ہے اور کون سنتا ہے ؎

ہر گل تو زگلرخے یاد ہمی کند وے   گوش سخن شنو کجا دیدۂ اعتبار کو

قولہ تعالیٰ (۱)

ومن اظلم ممن ذکر بایات ربہ ثم	اور اس سے بڑھکر ظالم کون ہو کہ اسکو اسکے پروردگار
اعرض عنھا (پ ۲۱۔ س السجدہ)	کی آیتون کے ذریعہ سے نصیحت کیجائے اور وہ منھ پھیرے

فائدہ

قرآن مجید کی شہادتین صحابہ کی فضیلت مین

پہلی آیت

قولہ آیہ کریمہ کنتم خیر امۃ اصحاب کی فضیلت مین

کنتم خیر امۃ اُخرجت للناس	(یعنی) تم بہترین امت ہو جن لئے گئے ہو آدمیون
تامرون بالمعروف وتنھون عن	کے لئے حکم کرتے ہو نیک باتون کا اور روکتے ہو بری
المنکر وتومنون باللہ ولو اٰمن	باتون سے اور ایمان رکھتے ہو خدا پر۔ اور اگر ایمان
اھل الکتاب لکان خیرا لھم	لاتے اہل کتاب تو بہتر ہوتا ان کے حق مین بعضے
منھم المومنون واکثرھم الفاسقون ؁	انہین سے مومن ہین اور اکثر فاسق

اس آیت مین اللہ جل شانہ صحابہ کی فضیلتون کو اور ان کی بزرگیون کو خود اُن سے بیان فرماتا ہے اور اُن سے مخاطب ہو کر ارشاد کرتا ہے کہ تم بہترین امت سے ہو اور تم کو مین نے اور مخلوق سے منتخب کر لیا ہے تاکہ لوگون کو ہدایت کرو۔ چنانچہ تم جس کام کے لئے مقرر ہوئے ہو وہ کرتے ہو اور جو خدمت تمھارے سپرد ہوئی اسکو ادا کر رہے ہو۔ تا" تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر" کہ لوگون کو نیک کام سکھلاتے ہو۔ اور بری باتون سے بچاتے ہو۔ جو شخص ذرا غور دانصاف سے دیکھے تو یہی ایک آیت عقائد شیعیان عبد اللہ بن سبا کے بطلان پر کافی ہے کہ خداوند کریم کہ جبکہ اصحاب رسول کی نسبت فرمائے کہ وہ بہترین امت سے ہین۔ اور واسطے ہدایت بنی آدم کے پیدا کیے گئے ہین اور انکے افعالِ حسنہ کی تصدیق کرے کہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہین اور باوجود اسکے حضرات شیعہ ان کو

بدترین امت سے جانین اور انکی بزرگی اور فضیلت سے انکار کرین۔

ہم نہایت تعجب کرتے ہین کہ ایسی صریح آیتون اور ایسی صاف شہادتون پر بھی وے اپنے عقیدہ کے فساد پر خیال نہین کرتے اور ذرا بھی قرآن مجید کے لفظون کو نہین دیکھتے۔ اگر صحابۂ کبار بہترین امت سے نہین تھے تو خدا کا خطاب کنتم خیر امۃ (یعنی تم بہترین اُمت سے ہو) کس سے ہے؟ اور ان کے اعمال نیک نہ تھے تو اللہ جل شانہ کا ارشاد "تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر" (تم نیک کام اورون کو بتاتے ہو اور بُرے کامون سے منع کرتے ہو) کس کی طرف ہے اگر وے سچے دل سے ایمان نہین لائے تو خدا کی اِس تصدیق کے تومنون باللہ کہ تم خدا پر سچے دل سے ایمان رکھتے ہو۔ کیا معنی ہین۔

اقول

یہ آیت و نیز دیگر اصحاب مومنین کے شان میں ہیں

اللہ جل شانہ کا یہ ارشاد کہ تم بہتر امت سے ہو محض اصحاب مومنین مخلصین سے ہے اور یہ خطاب بھی تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر لوگون کو نیک کام سکھلاتے ہو اور بری باتون سے بچاتے ہو انھین سے ہے۔ بیشک وہ ایمان مین ایسے کامل تھے کہ خداے پاک نے نہ صرف اسی ایک آیت سے بلکہ متعدد آیات سے اِن کے امنوا و عملوا الصّٰلحت کی تصدیق کی ہے از انجملہ یہ ہین :-

والمؤمنون والمومنات بعضھم	ایمان والے مرد اور عورتین بعض ان مین
اولیاء بعض یامرون بالمعروف	بعض کے کارساز ہین سکھلاتے مین نیک بات
وینھون عن المنکر ویقیمون الصلوٰۃ	اور منع کرتے ہین بری بات سے اور قائم رکھتے ہین
ویوتون الزکوٰۃ ویطیعون اللہ ورسولہ	نماز اور دیتے ہین زکوٰۃ اور اللہ اور رسول کے
اولئک سیرحمھم اللہ ان اللہ عزیز حکیم	حکم پر چلتے ہین وہی لوگ حق پر ہین اور اللہ رحم
پارہ ۱۰ سورہ توبہ رکوع ۹	کریگا البتہ اللہ زبردست اور حکمت والا ہے۔

دوسری

یومنون باللہ والیوم الاخر ویامرون	اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھنے اور
بالمعروف وینھون عن المنکر ویسارعون	اچھے (کام کرنے) کو کہتے اور برے (کاموں) سے منع
فی الخیرات ط واولٰئک من الصلحین ۞	کرتے اور نیک کامون مین دوڑ پڑتے ہین اور یہی
(پارہ (۴) سورہ ال عمران ع ۱۲)	لوگ نیک بندون مین (داخل ہین)

تیسری

التائبون العابدون	توبہ کرنے والے بندگی کرنے والے شکر
الحامدون السائحون الراکعون	کرنے والے وبے تعلق رہنے والے۔ رکوع
الساجدون الامرون	کرنے والے سجدہ کرنے والے حکم کرنے والے

بالمعروف والناھون عن المنکر	نیک بات کے اور منع کرنیوالے بری بات کے
والحافظون لحدود اللہ وبشر المومنین	اور بنانے والے حدین اللہ کی اور
(پارہ ۱۱) سورہ توبہ ع ۱۴	خوشخبری سناتے والے مومنین کو۔

نیز مومن کے صفات کی تصریح اس آیہ وافی ہدایہ مین فرمادی ہے۔

لیس البران تولوا وجوھکم قبل	یہ کوئی نیکی نہین ہے کہ تم اپنے منھ شرق
المشرق والمغرب ولکن البر من امن	کی طرف کرو بلکہ حقیقی نیکی اُس کی ہے جو اللہ پر
باللہ والیوم الاخر والملٰئکۃ والکتاب والنبیین واتی المال	اور قیامت کے دن پر اور فرشتون۔ اور کتاب الٰہی
علی حبہ ذوی القربی والیتمٰی والمساکین وابن السبیل	پر ایمان لائے اور خدا کی محبت مین اپنا مال
والسائلین وفی الرقاب واقام الصلوٰۃ	رشتہ دارون کو یتیمون کو محتاجون کو اور
واتی الزکوٰۃ والموفون بعھدھم	مسافرون کو اور سوال کرنے والون کو۔ اور
اذا عاھدوا والصابرین فی الباساء	گردنین آزاد کرتے ہین وہ۔ اور نماز پڑھے
والضراء وحین الباس اولئک	اور زکوٰۃ دے اور جب معاہدہ کرلین تو اپنے عہد کو
الذین صدقوا واولئک ھم	پورا کرنے والے ہون۔ اور تنگدستی اور بیماری اور
المتقون ۝	لڑائی کی سختی کے وقت صبر کرنے والے یہی
(پارہ ۲) سورہ بقرہ ع ۶	لوگ ہین جو عملاً سچے اور یہی متقی ہین۔

پس جو اصحاب ناقص الایمان تھے وہ آیہ کریمہ کنتم خیر امۃ کے مصداق کیونکر ہوسکتے ہین جنکے نفاق وشقاق کے بارے مین متعدد آیات واحادیث کتب صحاح وغیرہ مین موجود ہین چنانچہ حدیث اصحابی جو اصح الکتب بعد کلام الباری۔ بخاری مین ہے۔ جسکے راوی حضرت عباس رضی اللہ عنہ ہین۔ تحفہ اثنا عشریہ سے نقل کی جاتی ہے۔ ملاحظہ فرمایئے :-

حدیث اصحابی کو اصحاب کو فرشتۂ عذاب جہنم کی طرف لے جائینگے

الا وانه يجاء برجال من امتي فيوخذ بهم ذات الشمال فاقول يارب اصحابي فيقال انك لاتدري ما احدثوا بعدك فاقول كما قال العبد الصالح وكنت عليهم شهيدا ما دمت فيهم فلما توفيتني كنت انت الرقيب عليهم وانت على كل شئ شهيد فيقال ان هؤلا لم يزالوا مرتدين على اعقابهم منذ فارقتهم (تحفہ ص۳۲۳)

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا آگاہ ہو بیشک میری امت سے کچھ لوگ لائے جائینگے۔ پھر ان کو جانب شمال پکڑ کر لیجائینگے تو میں کہونگا یہ تو میرے اصحاب ہیں پس خدا کی طرف سے خطاب ہوگا کہ اے رسول تم کو ان باتوں کی کیا خبر ہے جو تمھارے بعد ان لوگوں نے احداث کی ہیں۔ پس میں کہونگا جیسا عیسی نے کہا تھا کہ میں اپنی زندگی میں انپر داروغہ رہا اور بعد میرے تو ان کا نگران رہا اور تو ہر شی پر واقف ہے پس خدا کی طرف سے خطاب ہوگا۔ اے رسولؐ جب سے تم ان لوگوں سے جدا ہوے یہ برابر مرتد ہوتے رہے۔

یہ حدیث مخصوص اُن اصحاب سے متعلق ہے۔ جو رات دن جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں رہتے تھے بظاہر اپنا ایمان جتاتے تھے اور باطن میں نفاق رکھتے تھے۔ خدا ورسول کی مخالفت اور احکام رسالت ونبوت میں شبہات واعتراضات کیا کرتے تھے جیسا کہ علامہ عبد الکریم شہرستانی ملل ونحل میں تحریر فرماتے ہیں۔

رسول اللہ کے حرکات پر اصحاب معترض ہوتے تھے

فهذا ما كان فى زمانه عليه السلام وهو على شوكته وقوته وصحة بدنه والمنافقون يخادعون فيظهرون الاسلام ويبطنون النفاق وانما يظهر نفاقهم

جناب رسول خدا صلعم کے زمانہ میں حضرت کی شان وشوکت کی وجہ سے منافق لوگ بظاہر اسلام کا دعوے کرتے تھے چنانچہ ان کا نفاق انکے افعال سے ہر وقت ظاہر ہوتا تھا یعنی منافقین آنحضرتؐ کے

فی کل وقت بالاعتراض علی حرکاته	حرکات وسکنات پر معترض ہوا کرتے تھے اور
وسکناته فصارت الاعتراضات کالرود	یہ اعتراض مثل تخم روز بروز ترقی پذیر ہو کر
وظهر منها الشبهات کالزروع (ملل ونحل)	باعث اختلافات کثیرہ و مذاہب مختلفہ کے ہوئے۔

حدیث صحابی کی تائید

اور حدیث صحابی کی تائید ان احادیث نبوی سے بخوبی ہوتی ہے جبمین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان احداث اور بدعات سے جو آپ کے بعد صحابہ سے سرزد ہونے والی تھین پیشین گوئی فرمائی تھی اگرچہ بعض احادیث آیات محکمات جلد اول مین درج کی گئی ہین تاہم کچھ اس موقع پر بھی پیش کرتے ہین ملاحظہ فرمائین :۔

پہلی جناب سرور کائنات علیہ التحیۃ والثنا نے جو خطبہ بمقام غدیر خم زبان مبارک سے فرمایا تھا جس کو سید شہاب الدین احمد نے جو علماء اکابر اہلسنت سے ہین اپنی کتاب توضیح الدلائل علی ترجیح الفضائل مین لکھا ہے جس کے بعض جملہ یہ ہین :۔

فقال اتقوا الله ایها	اے لوگو خدا سے ڈرو جو حق ڈرنے کا ہے اور نہ مرو
الناس حق تقاته ولا تموتن الا	مگر یہ کہ حالت اسلام مین اور تم کو معلوم ہو کہ خدا تمام
وانتم مسلمون واعلموا ان	چیزون پر احاطہ کئے ہوئے ہے اور قریب ہے کہ میرے
الله بکل شیئ محیط وانه	بعد کچھ تو مین ہونگی جو جھوٹی باتین میری طرف
سیکون من بعدی اقوام	منسوب کرینگی اور لوگ ان کے جھوٹ کو قبول
یکذبون علی فیقبل	کرینگے۔ حالانکہ معاذ اللہ جو مین خدا کی طرف
منهم ومعاذ الله ان	سے سوائے امر حق کے کچھ اور زبان سے نکالون۔ اور
اقول علی الله الا الحق	سوائے امر راست کے اس کے حکم کے خلاف کچھ اور
او انطق بامره الا الصدق	کہون۔ اور سوائے اس حکم کے جو خدا نے مجھے دیا ہے

وما امركم الا ما امرني به و لا
ادعوكم الا الى الله وسيعلم الذين
ظلموا اى منقلب ينقلبون فقام
اليه عبادة بن الصّامت فقال و
متى ذاك يا رسول الله ومن هؤلاء
عرفناهم لنحذرهم قال اقوام
قد استعدوا الناس يومهم وسيظهرون
لكم اذا بلغت النفس منّى ههنا
واوماء صلى الله عليه و بارك وسلم
الى حلقه فقال عبادة اذا كان ذلك
فالى من يا رسول الله فقال صلى الله
عليه وبارك وسلم عليكم بالسمع والطاعة
للسابقين من عترتي والاخذين
من نبوتي فانّهم يصدونكم عن الغيّ
ويدعونكم الى الخير وهم اهل الحق
ومعادن الصّدق يحيون فيكم الكتاب
والسنة ويجنّبونكم الالحاد والبدعة
ويقمعون بالحق اهل الباطل لا يميلون مع الجاهل
ايها الناس ان الله خلقني وخلق اهل بيتي من طينة

مین تمھین کوئی اور حکم دون اور بجز خدا کی طرف کے اور
کسی چیز کی طرف مین تم کو نہین بلاتا اور جو لوگ ظالم
ہین وہ بہت جلد معلوم کرینگے کہ ان کی جاے بازگشت
کیا ہے۔ پس عبادہ ابن صامت نے کھڑے ہو کر پوچھا
یا رسول اللہ یہ کب ہوگا اور وہ کون لوگ ہین اُن کو
ہمین شناخت کرا دیجیے۔ تاکہ ہم اُس سے بچین۔
سرور عالم نے فرمایا کہ کچھ لوگ ہین جو ابتدا ہی سے میرے
دشمن ہین اور جب میری جان (حلق مبارک کیطرف اشارہ
کرکے) یہان تک پہونچے گی۔ اُسوقت ظاہر ہون گے
عبادہ نے کہا جب ایسا وقت آئے تو ہم کسکی طرف رجوع
کرین۔ حضرت نے فرمایا کہ تم اُنکی پیروی کرنا جو میری
عترت مین سب سے سبقت کرنیوالے ہین میری پیغمبری کا
علم لینے والے ہین اور وہی تم کو یقینا گمراہی سے باز رکھینگے
اور نیکی کی طرف دعوت کرینگے اور یہی اہل حق اور
معدن صدق ہین۔ کتاب و سنت کو تم لوگون مین زندہ
رکھینگے الحاد و بدعت سے تم کو بچائین گے اور حق کے
ذریعے اہل باطل کو پست کرینگے اور کسی جاہل
کیطرف میلان نہ کرینگے۔ اے لوگو خدا نے مجھکو اور
میرے اہلبیت کو ایک طینت سے خلق فرمایا۔ اور اُس سے

احادیث نسبت ارتداد صحابہ

لم يخلق منها غيرها كنا اول من ابتداء
من خلقه فلما خلقنا نور بنورنا
كل ظلمة واحيى بنا كل طينة
(۲۳۲ نذیر چھاپ لکھنؤ جزء ثانی نصف آخر)

اور کسی کو پیدا نہیں کیا۔ سب سے پہلے ہم وہ لوگ ہیں کہ
جب کے سبب سے خلقت واقع ہوئی۔ اور جب خدا
ہم کو پیدا کر چکا تو ہمارے نور سے ہر تاریکی کو روشن
کیا اور ہمارے سبب سے ہر طینت کو حیات بخشی۔

دوسری عن عبادة سيلي اموركم من بعدی
رجال يعرفونكم ما تنكرون و
ينكرون عليكم ما تعرفون فلا طاعة لمن
عصى الله وعند ابی بکر بن ابی شيبة من
طريق ازهر بن عبد الله عن عبادة رفعه
سيكون عليكم امراء يامرونكم بما لا تعرفون و
يفعلون ما تنكرون فليس لاولئك عليهم طاعة

بہت قریب ہے کہ ایسے لوگ بعد ہمارے خلیفہ ہوں
جو ان باتوں کو تسبیح بتائیں جس کو تم اچھا جانتے ہو
اور اچھا بتائیں بری بات کو۔ پس نہیں طاعت ہے
اسکی جو نافرمانی کرے خدا کی۔ اور عبادہ سے روایت ہے
کہ آنحضرت نے فرمایا قریب ہے تم پر ایسے امیر مقرر ہوں جو
اچھے کو برا۔ اور برے کو اچھا بتائیں۔ انکی طاعت تم پر
واجب نہیں ہے۔ (فتح الباری جلد ۹ ص ۵۲۳)

تیسری وعن اسامة بن زيد قال اشرف النبی
على اطم من اطام المدينة فقال هل
ترون ما ارى قالوا لا قال فانی لارى
الفتن تقع خلال بيوتكم كوقع المطر
صفحہ ۱۳۷ (ایضاً)

یعنی حضرت نے ایک قلعہ سے جو مدینہ میں تھا نیچے
دیکھا۔ اور فرمایا کہ تم بھی دیکھتے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں
کہا نہیں۔ حضرت نے فرمایا ہم دیکھ رہے ہیں کہ
فتنے لوگوں کے گھروں میں اس طرح گر رہے ہیں
جس طرح آب باران

چوتھی عن ابن عمر انه سمع النبی يقول لا ترجعوا
بعدی كفارا يضرب بعضكم رقاب
بعض (ایضاً صفحہ ۲۱۶)

ابن عمر راوی ہیں کہ میں نے حضرت سے یہ
فرماتے سنا کہ ہمارے بعد ایسا نہو کہ تم لوگ پھر کفر
کی طرف پھر جاؤ کہ بعض بعض کو قتل کریں۔

پانچوین

اذا فتحت علیکم فارس والروم
ای قوم انتم قیل نکون کما امر الله
قال او غیر ذلك تتنافسون ثم
تتحاسدون ثم تتدابرون ثم
تتباغضون ثم تنطلقون فی مساکن
المهاجرین فتجعلون بعضهم علی رقاب بعض

جب فارس و روم تم پر فتح ہوگا تو کونسی قوم ہو جاؤگے
کہا جیسا کہ خدا نے حکم دیا ہے اسکے مطابق عمل
کرینگے۔ حضرت نے فرمایا اُسکے خلاف عمل کروگے تنافس
پھر حسد کروگے پیچھے پھروگے پھر بغض کروگے۔ پھر
مہاجرین کے گھرون مین گھسکر ایک دوسرے کی
گردن پر سواری کروگے۔

(م۔ ۵۔ عن ابن عمر ص۲۹ (ایضا ص۲۲۵)

چھٹی

عن علی قال قال رسول الله صلی
الله علیه وسلم یا علی کیف انت اذا
زهد الناس فی الاخرة ورغبوا
فی الدنیا واکلوا التراث اکلا لما
واحبوا المال حبا جما واتخذوا
دین الله دخلا ومال الله دولا قلت
اترکهم وما اختاروا واختار الله ورسوله
والدار الاخرة واصبر علی مصائب الدنیا
وبلواها حتی الحق بك انشاء الله
قال صدقت اللهم افعل ذلك به
(الثقفی فی الاربعین)

جناب رسالتمآبؐ نے جناب امیرؑ سے پوچھا کہ
یا علیؑ تمہارا کیا حال ہوگا اُسوقت کہ لوگ آخرت سے
منہ موڑینگے اور دنیا کی طرف رخ کرین گے
میراث کو بالکل ہضم کر ڈالینگے اور مال سے پوری
محبت کرینگے دین خدا مین اپنا دخل دینگے اور
مال خدا کو اپنی دولت بنالینگے۔ جناب امیرؑ نے عرض کی
یا حضرت مین چھوڑ دونگا اُن لوگون کو جو کچھ وہ لوگ اختیار کرین گے
اور مین خدا و رسولؐ کو اختیار کرونگا اور دار آخرت
کو اور مصائب و بلائے دنیا پر صبر کرونگا یہانتک کہ آپ سے
ملحق ہون انشاء اللہ۔ حضرت نے فرمایا سچ کہا یا اللہ
ایسا ہی کرنا (اس روایت کو حافظ ثقفی نے
اربعین مین روایت کیا ہے)

(ص۹۹ جلد ۶ کنز العمال ایضا ص۲۲۵)

تاریخ اسلام اسپر شاہد ہے کہ بدعات و احداث جو اُنکے دلون مین نہان تھے وہ واقعہ غدیر خم کے وقت سے عیان ہونے لگے تھے اور جناب رسول اللہ صلعم کے احکام سے سرتابی اور نافرمانی کا ظہور وقت مرض الموت آنحضرت صلعم سے ہی ہونے لگا تھا۔ جیسا کہ لشکر اسامہ سے عدول حکمی کی وصیت مین مزاحم ہوئے حدیث ثقلین سے اعراض کر کے آل رسولؐ سے منحرف ہوگئے۔ رسول اللہ کی آنکھ بند ہوتے ہی جور و ستم کے دروازے کھل گئے بنت رسول اللہؐ کے حقوق ضبط کئے۔ خانۂ زہرا کے جلانیکا قصد کیا امور شریعت مین خلاف احکام خدا و رسول اپنے قیاس کو دخل دیکر حرام کو حلال اور حلال کو حرام کیا۔ مثل متعۃ النسا و متعۃ الحج وغیرہ وغیرہ قرآن جلا دیئے گئے۔ رسول اللہ صلعم کی حدیثین مٹائی اور جلائی گئین۔ ان کے مٹانے مین اسقدر جد و کد کی گئی کہ بذریعہ فرمان اشاعت بند کی گئی۔ اگر کسی بندۂ خدا نے حدیث بیان کی تو اُسکو درے لگائے گئے کسی کو قید کیا۔ سنت رسولؐ کی بجائے سیرت شیخین جاری ہوگئی۔ اگرچہ ہم اصحاب ثلاثہ کے حالات جو منافی ایمان ہین حسب اقوال علمائے اہلسنت بہت کچھ اس سے پہلے لکھ آئے ہین مگر اس جگہ بھی بعض وہ امور جو مخصوص شریعت سے متعلق ہین درج کرتے ہین جن سے ان کے

امر بالمعروف و نھی عن المنکر حکم کرتے ہین اچھی بات کا اور منع کرتے ہین بری بات سے

پر خوب روشنی پڑتی ہے۔

ذکر قتل مالک بن نویرہ بعہد خلافت اول

ذکر قتل مالک بن نویرہ

کتب سیر و حدیث اہل سنت مین ہے کہ

حضرت ابوبکر ؓ نے ایک لشکر بامارت خالد بن ولید۔ مالک بن نویرہ۔ اور اس کی قوم کے قتل کو بھیجا ان پر یہ الزام لگایا کہ مالک نے اپنی قوم کو زکوٰۃ دینے سے روکا۔ خالد مع لشکر جب وہان پہونچے تو مالک اور اس کی قوم کو پابند شریعت پایا مگر اسپر بھی خالد نے بہت بیدردی سے مالک اور انکی قوم والون کو قتل کرا دیا۔ اور ان کے سرون کا چولھا بنا کر کھانا پکوایا۔ اور خالد نے زوجۂ مالک سے

جو حسینہ و جمیلہ بھی عقد کر لیا اور بلا لحاظ عدت ہم بستر ہوے۔ باایں ہمہ حضرت ابوبکرؓ نے خالد پر حد جاری نہ کی بلکہ مالک کے بھائی کو بیت المال سے دیت دلوادی۔ حالانکہ بیت المال سے اس کو کچھ تعلق نہ تھا۔ اگرچہ صحابۂ کبار نے جن مین حضرت عمرؓ بھی تھے۔ ان دونون باتون پر حضرت ابوبکرؓ کو متوجہ کیا مگر کچھ حاصل نہ ہوا۔ حضرت عمرؓ نے خالد سے فرمایا اگر ہم خلیفہ ہوتے تو ضرور قصاص لیتے۔"

جناب شاہ صاحب نے۔ بعد تسلیم صحت واقعہ حضرت ابوبکر اور خالد کو بچانے مین جو سعی اور کوشش کی ہے وہ بھی ملاحظہ فرمائیے، اسکا اقتباس یہ ہے :۔

قول شاہ صاحب خالد کی تائید مین

بعد استماع خبر وحشت اثر وفات پیغمبر مالک بن نویرہ صدقاتیکہ از قوم خود گرفتہ بود برآنہا رد نمود۔ و گفت بارے از موت این شخص خلاص شدید۔ خالد حکم فرمود کہ او را بقتل رسانند چون این خبر بمدینہ منورہ رسید و ازین حرکت خالد ابو قتادہ انصاری برآشفتہ بدار الخلافہ آمد و خالد را تخطیہ نمود۔ و عمر بن خطاب اول وہلہ ہمین دانست کہ این قتل بیجا واقع شد چون ابوبکرؓ صدیق خالد را بحضور خود طلبیدہ۔ ماجرا من وعن ظاہر شد در ہیچ کتاب معتبر نیست کہ خالد ہمان شب باآن زن صحبت داشت و این زن را مالک از مدتے مطلقہ ساختہ محبوس داشتہ بود بنا بر رسم جاہلیت و برائے دفع ہمین رسم فاسد این آیہ نازل شدہ

پیغمبر صلعم کی وفات کی خبر سنکر مالک بن نویرہ نے جو صدقات اپنی قوم سے لئے تھے انکو واپس کر دیے اور کہا تم نے خلاصی پائی۔ اسپر خالد نے اسکے قتل کا حکم دیا جب یہ خبر مدینہ پہونچی تو خالد کے اس فعل پر ابو قتادہ انصاری بگڑے اور دار الخلافت مین آکر خالد کو خاطی بتایا اور عمر بن خطاب نے بھی پہلے مالک کے قتل کو بیجا سمجھا تھا مگر جب ابوبکر صدیقؓ نے خالد کو اپنے پاس بلاکر یہ حال دریافت کیا تو پوری حقیقت معلوم ہونے پر خالد کو بیخطا سمجھکر اس سے کچھ تعرض نہ کیا اور یہ بات کسی معتبر کتاب مین نہین ہے کہ اس شب خالد زوجہ مالک سے ہم بستر ہوا نیز ایک عرصے سے مالک اسکو طلاق دیچکا تھا اور بعد طلاق دے کے محبوس رکھا تھا اسی رسم بد کو دور کرنیکیلئے آیت نازل ہوئی

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ (وقتیکہ طلاق بدہید زنان را پس سند بعدت خود پس منع مکنید ایشان را) این عدت او منقضی شدہ بود و نکاح او حلال گشت بہمین جہت خالد انتظار عدت دیگر نہ کشید (تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۲۶۳)

(کہ جب تم اپنی عورتون کو طلاق دیکر اور اپنی عدت پوری ہو چکی) تھی اس لئے نکاح خالد نے کیا وہ حلال ہوا اور اُس نے دوسری عدت کا انتظار نہین کیا۔

سلمنا کہ مالک بن نویرہ مرتد نبود اما شبہہ ارتداد او بلا ریب در ذہن خالد جا گرفتہ بود جواب دیگر ابوبکر صدیق خلیفہ رسول ؐ بود نہ خلیفہ شیعہ و سنی او را بہ فرمائش و خواہش ایشان کار کردن نمی رسد بلکہ موافق سنت پیغمبر ابوبکر دیت مالک ہم از بیت المال دہانید اگر توقف ابوبکر در قصاص مالک قادح در خلافت او باشد توقف حضرت امیر در قصاص عثمان بطریق اولٰے قادح باشد استیفاء قصاص مالک بن نویرہ از خالد آن وقت بر ذمہ ابوبکر واجب می شد کہ ورثہ مالک طلب قصاص میکردند و ہرگز طلب ورثہ او ثابت نہ شدہ

(تحفہ اثنا عشریہ مطبوعہ لکھنو صفحہ ۲۶۳ تا ۲۶۴)

اور ہم نے مانا کہ مالک مرتد نہین ہوا تھا مگر خالد کو اُس کے مرتد ہونے کا شبہہ ضرور ہوا تھا دوسرا جواب یہ ہے کہ ابوبکر صدیق خلیفہ رسول تھے نہ خلیفہ شیعہ و سنی کہ حسب فرمائش اور خواہش اُنکے عمل کرتے بلکہ موافق سنت پیغمبر عمل کیا اسپر بھی ابوبکر نے دیت مالک کی بیت المال سے دلادی اگر مالک کے قصاص مین توقف کرنے سے خلافت ابوبکر پر کوئی الزام عائد ہوتا ہے تو اُنسے زیادہ حضرت امیرؑ مورد الزام ہوتے ہین جنھون نے عثمان کے قصاص مین توقف کیا تھا۔ اور خالد سے مالک کا قصاص لینا ابوبکر پر اُس وقت واجب تھا کہ اگر ورثہ مالک طالب قصاص ہوتے۔ حالانکہ اُس کے ورثا ہرگز طالب قصاص نہین ہوے

تردید قول

حضرت شاہ صاحب کا یہ کلام کتب اہل سنت مثل تاریخ خمیس و استیعاب و تاریخ طبری و تاریخ کامل

وفیات الاعیان وکنز العمال وروضۃ الاحباب وروضۃ الصفا وغیرہ وغیرہ کے بالکل خلاف ہے چنانچہ دو چار روایتیں نقل کی جاتی ہیں اور وہ یہ ہیں :۔

عن ابن ابی عون وغیرہ ان خالد بن الولید ادعی ان مالک بن نویرہ ارتد بکلام بلغہ عنہ فانکر مالک ذلک وقال انا علی الاسلام ما غیرت ولا بدلت وشہد لہ ابو قتادۃ وعبد اللہ بن عمر فقدمہ خالد وامر ضرار بن الازور الاسدی فضرب عنقہ وقبض خالد امرأتہ ام متمم فتزوجہا فبلغ عمر بن الخطاب قتلہ مالک بن نویرۃ وتزوجہ امرأتہ فقال لابی بکر انہ قد زنی فارجمہ فقال ابوبکر ما کنت لارجمہ تاول فاخطاء وقال انہ قد قتل مسلما فاقتلہ قال ما کنت لاقتلہ تاول فاخطاء قال فاعزلہ

یعنی خالد نے دعوے کیا کہ مالک بن نویرہ مرتد ہو گیا ہے اور یہ دعوے کسی ایسے کلام کی بنا پر تھا جو خالد کے کانوں تک پہونچا تھا پس مالک نے اسکا انکار کیا۔ اور کہا میں تو اسلام پر قائم ہوں میں نے اپنے مذہب میں کوئی تغیر و تبدل نہیں کیا ہے۔ ابو قتادہ وعبد اللہ بن عمر نے اسکے اسلام کی شہادت بھی دی۔ مگر خالد نے نہ مانا ضرار بن ازور اسدی کو حکم دیا۔ اسنے مالک کا سر قلم کر دیا اور خالد نے زوجۂ مالک ام متمم پر (اسی دن) قبضہ کر لیا۔ واقعات کی اطلاع ہوتے ہی عمر بن خطاب ابوبکر کے پاس آئے اور کہا کہ خالد نے زنا کا ارتکاب کیا ہے۔ لہذا اسکو سنگسار کرا دو۔ ابوبکر نے کہا میں ایسا نہیں کر سکتا (اسکا قصور ہی کیا ہے) اسنے ایک مسئلہ میں (مجتہدانہ) تاویل کی لیکن رائے خطا کر گئی تب عمر نے کہا کہ خیر اسنے ایک مسلمان کو تو قتل کیا ہے پس اسکو معمولی طریق سے قتل کر دو ابوبکر نے کہا میں یہ بھی نہ کرونگا کیونکہ اسنے تاویل کی اور خطا ہو گئی

قال فاعزلہ قال ماکنت لاشیم سیفا سلہ اللہ علیھم ابدًا

کنز العمال کتاب الامارۃ والخلافۃ

پھر کیوں قتل کروں۔ عمر نے کہا کہ اچھا یہی کرو کہ اُسکو معزول کردو۔ ابوبکر نے کہا کہ مین ہرگز اس تلوار کو میان مین نہ رکھوں گا جس کو خدا نے کفار پر کھینچ رکھا ہے۔

اور مشکوٰۃ شریف مین ہے:۔

قال لما توفی رسول اللہ ص و استخلف ابوبکر و کفر من کفر من العرب قال عمر بن الخطاب لابی بکر کیف تقاتل الناس وقد قال رسول اللہ امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ فمن قال لا الہ الا اللہ عصم منی مالہ ونفسہ الا بحقہ وحسابہ علی اللہ فقال ابوبکر لاقاتلن من فرق بین الصلوۃ والزکوۃ فان الزکوۃ حق المال واللہ لو منعونی عناقا کانوا یودونھا الی رسول اللہ لقاتلتھم علی منعھا

جناب رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد جب ابوبکر خلیفہ ہوے اور عرب مرتد ہوگئے تو عمر بن الخطاب نے ابوبکر سے کہا کیونکر ان لوگوں سے مقاتلہ کروگے حالانکہ رسول اللہ فرماتے تھے مین مامور ہوا ہوں کہ لوگوں سے مقاتلہ کروں یہانتک کہ وہ لوگ کلا الٰہ الا اللہ کہین پس جس نے یہ کلمہ کہا تو اُسکے نفس نے اور مال نے مجھ سے پناہ لی اسکا مستحق وہی ہے حساب اسکا اللہ پر ہے۔ ابوبکر نے کہا ضرور جہاد کرونگا اُس شخص سے جو زکوٰۃ اور صلوٰۃ کے درمیان فرق کریگا پس بتحقیق زکوٰۃ حق مال ہے واللہ اگر مجھے منع کرینگے اس سے جو رسول اللہ کو دیا کرتے تھے تو مین ان کو زکوٰۃ نہ دینے پر قتل کروں گا۔

(از تشئید المطاعن صفحہ ۲۸)

امام فخرالدین رازی نے تفسیر کبیر مین آیہ کریمہ "صل علیھم ان صلواتک سکن لھم" کی جو تفسیر کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صدیق کو اس زکوٰۃ کا استحقاق بھی نہ تھا ۔

احتج مانعوا الزکوٰۃ فی زمان	زمانہ ابوبکر مین اس آیت سے یہ دلیل
ابی بکر الصدیق بھذہ الآیۃ وقالوا	پیش کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ص کو
انہ تعالیٰ امر الرسول باخذ الصدقات	صدقات کے لئے یہ حکم دیا کہ اُن پر صلواۃ بھیجین
ثم امرہ ان یصلی علیھم وذکر ان	کہ صلواۃ موجب اُن کے نفوس سکون کا ہے پس گویا کہ
صلوتہ سکن لھم فکان وجوب الزکوٰۃ	زکوٰۃ کا وجوب سکون حاصل ہونے کی شرط پر
مشروطاً بحصول ذلک السکن ومعلوم	اور ظاہر ہے کہ سوائے رسول خدا کے ص اُن کا
ان غیر الرسول لا یقوم مقامہ فی حصول	قائم مقام اس سکون کو حاصل نہین کر سکتا
ذلک السکن فوجب ان لا یدفع الزکوٰۃ	پس واجب ہے کہ سوائے رسول ص کے کسی کو زکوٰۃ
الی احد غیر الرسول ـ	نہ دی جائے ۔

اب ان تمام روایتون کو جناب شاہ صاحب کے قول سے ملائیے اور ملاحظہ فرمائیے کہ ان روایتون سے کیا ظاہر ہوتا ہے ۔ اور جناب شاہ صاحب کیا فرماتے ہین ۔ اور حضرت شاہ صاحب کا یہ قول

عمر بن الخطاب در وھلہ اول	پہلے عمر نے یہی سمجھا تھا کہ قتل بیجا ہوا مگر بعد ازان
ہمین دانست کہ این قتل بیجا واقع شد دس بعد	قائل ہوگئے کہ جو کچھ صدیق نے کیا عین صواب
معترف گردید کہ ہر چہ صدیق بعمل آوردہ عین	اور حق تھا جس پر بڑی دلیل یہ ہے کہ
حق بود و دلیل واضح برین آنکہ عمر ابن الخطاب	باوصف اس کے عمر حد جاری کرنے اور قصاص
باوصف آن شدتیکہ در اجراے حدود و استیفاے	لینے مین بہت ہی سخت تھے لیکن اپنے
قصاص داشت در زمان خلافت خود ہرگز	زمانہ خلافت مین خالد سے نہ متعرض ہوے

تعرض احوال خالد نشد نہ حد و نہ قصاص گرفت — نہ معترض ہوے نہ حد جاری کی نہ قصاص لیا۔

ملل ونحل کی اس عبارت کے خلاف ہے۔

الخلاف السابع فی قتال مانعی الزکوۃ فقال قوم لا نقاتلھم قتال الکفرۃ وقال قوم بل نقاتلھم حتی قال ابوبکر لو منعونی عقالا مما اعطوا رسول اللہ لقاتلتھم علیہ ومضی بنفسہ الی قتالھم ووافقہ الصحابۃ باسرھم وقد ادی اجتھاد عمر فی ایام خلافتہ الی رد السبایا والاموال الیھم واطلاق المحبوسین منھم ..... انتھی۔

ساتوان اختلاف مانع الزکوۃ کی لڑائی مین ہے پس ایک قوم نے کہا کہ ہم ہرگز کافرون کی شل اُنسے جنگ نہ کرینگے۔ اور دوسرون نے کہا کہ ہم جنگ کرینگے یہان تک کہ حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ اگر وہ مجھ کو اُن زمیون سے کہ جو رسول اللہ کو انھون نے دی ہین منع کرینگے تو ضرور مین اس سے لڑائی کرونگا۔ اور لڑائی کا بنفس نفیس حکم دیا اور کل صحابہ نے اُن کی موافقت کی اور حضرت عمر کی خلافت کے زمانہ مین قیدی اور اموال اُن کے طرف لوٹائے گئے

اس سے ظاہر ہے کہ حضرت عمر اپنے عہد خلافت مین بھی اسبات پر قائم تھے کہ خالد نے مالک کو حالت اسلام مین قتل کیا۔ چنانچہ تاریخ خمیس و یار بکری جلد ۲ صفحہ ۲۳۸ و استیعاب ابن عبد البر و فیات الاعیان ابن خلکان۔ تاریخ کبیر طبری۔ مراۃ الزمان سبط ابن جوزی طبقات ابن سعد۔ کنز العمال جمع الجوامع اور کتب تواریخ و طبقات وغیرہ مین حضرت فاروق کا یہ قول خالد بن ولید کی نسبت ہے کہ

قتلت امرءً مسلما ثم نزوت علی امرأتہ واللہ لارجمنک باحجارک

اے خالد! تونے ایک مرد مسلمان کو قتل کیا اور پھر اسکی زوجہ سے مرتکب فعل حرام کا ہوا واللہ مین تجھ کو سنگسار کرونگا۔

حضرت عمر پر منجملہ دیگر مطاعن ایک طعن یہ بھی ہے کہ باوجود اس امر کے ثبوت کی کہ خالد نے مالک کو بےگناہ قتل کیا۔ مگر انھوں نے اپنے عہد خلافت میں خالد سے قصاص نہ لیا۔ شاہ صاحب موصوف کے اس قول کی بھی۔

قول شاہ صاحب کہ ورثار مالک بن نویرہ طالب قصاص نہ تھے

قصاص مالک از خالد آنوقت بر ذمہ ابوبکر واجب می شد کہ ورثار مالک طلب قصاص می کردند دہر گز طلب قصاص ورثار ثابت نہ شد۔

تردید، روضۃ الاحباب کی اس عبارت سے ہوتی ہے۔

تردید قول بالا

برادر مالک متمم بن نویرہ نیز بمدینہ آمد صورت واقعہ را بعرض صدیق رسانید وطلب خون برادر والتماس رد سبایائے خویش کرد عمر خطاب متمم را امداد واسعاد نمودہ با ابوبکر گفت کہ شمشیر خالد براہل اسلام کشیدہ شد صدیق فرمود تا دیت مالک را از بیت المال بدادند وسبایائے قوم مالک را تسلیم برادر وے کردند (جلد دوم صفحہ ۲۸)	مالک کا بھائی متمم بن نویرہ آیا اور سب واقعہ حضرت ابوبکر سے بیان کیا اور اپنے بھائی کا خون بہا طلب کیا اور مال غنیمت واپس مانگا حضرت عمر نے متمم کی درخواست کی حمایت اور اعانت کی اور حضرت ابوبکر سے فرمایا کہ خالد کی تلوار مسلمانوں پر چلی ہے صدیق نے فرمایا کہ بیت المال سے دیت دیدی جائے اور غنیمت جو مالک کے لوگوں سے لے لیگئی ہے واپس دیجائے۔

حضرت شاہ صاحب کا یہ فرمانا۔

"در ہیچ کتب معتبرہ نیست کہ خالد ہمان شب بآن زن صحبت داشت"

علامہ قوشجی کے اس قول کے برعکس ہے

حیث قتل مالک بن نویرہ وھو مسلم طمعا فی التزویج بامرأتہ لجمالھا ولذلک	یعنی جب مالک بن نویرہ کو قتل کیا حالانکہ وہ مسلمان تھا اور باعث اسکے قتل کا یہ تھا کہ اس کی زوجہ حسینہ وجمیلہ تھی حسے

تزوج بھا من لیلتہ وضاجعھا۔ جس سے مالک نے اسی شب عقد کیا اور ہم بستر ہوا۔

جناب شاہ صاحب کا حضرت ابوبکر کی جانبداری اور حمایت مین یہ ارشاد

اگر توقف ابوبکر در استیفا قصاص مالک بن نویرہ قادح در خلافت او باشد توقف حضرت امیر در استیفار قصاص عثمان بطریق اولی قادح باشد

اگر ابوبکر نے مالک بن نویرہ کے قصاص لینے مین توقف کیا اور انکی خلافت پر الزام ہو تو حضرت امیر کا توقف عثمان کے قصاص لینے مین بہایت درجہ قادح ہوگا

حضرت کی عقیدتمندی پر دلالت کرتا ہے اسلئے کہ وہ کون قاتل جناب امیر علیہ السلام کے سامنے پیش کیا گیا تھا۔ اور وہ کون سی شہادت ثبوت جرم کی پیش ہوئی تھی جس کے لیئے اور حکم قصاص صادر فرمانے مین ان جناب نے توقف فرمایا۔

اب ناظرین تمکین۔ مورخین۔ محدثین اہل سنت کی روایتون کو جو دربارۂ قتال اہل اسلام و قتل مالک بن نویرہ۔ ان لوگون نے بیان کی ہین ملاحظہ کرین کہ جناب شاہ صاحب خالد کے مالک کو بیگناہ قتل کرنے اور دیگر مقتولان اہل سلام کے سرون کا چولھا بنانے اسپر دیگ رکھ کر کھانا پکانے۔ انکے اہل وعیال کو مثل کفار اسیر کرنے۔ اور زوجۂ مالک سے زنا کرنے وغیرہ وغیرہ خطاؤن کی کس شد ومد سے پردہ پوشی کر کے حضرت ابوبکرؓ کی حمایت کرتے ہین۔ اور باوجودیکہ خالد کے قصاص اور حد پر صحابہ کا اجماع تھا۔ مگر حضرت صدیق نے کچھ التفات نہ فرمایا۔ بلکہ خالد کو سیف اللہ کا خطاب عطا کیا۔ تاریخ خمیس جلد ۲ صفحہ ۲۲۸ مین تو یہ بھی ہے کہ حضرت ابوبکر نے خالد کو اس مضمون کے خط بھی لکھے تھے۔

حضرت ابوبکر کا خط بنام خالد

(۱) فان اظفرہ اللہ علیھم انشاء اللہ تعالی وامکنہ منھم فلیقتلھم بالسلاح ولیحرقھم بالنار ص۲۰۵ ج خمیس

یعنی اگر خدا ان لوگون پر ایسی ظفر دے تو چاہیئے کہ سب کو قتل کر ڈالے کسی کو زندہ نہ چھوڑے اور آگ سے جلا ڈالے۔

(۲) ان اظفرک اللہ باھل الیمامۃ

اگر اہل یمامہ پر فتح پاؤ تو

فایاک والابقاء علیھم اجھز علی — کسی کو زندہ نہ چھوڑو اور بھاگے ہوئے کا تعاقب
جریحھم واطلب مدبرھم واحمل — کرو۔ زخمی کو ہلاک کرو قیدیون کو قتل کرو۔ اور
اسیرھم علی السیف وھول فیھم القتل — سب کو آگ سے جلا ڈالو خبردار میرے حکم کے
واحرقھم بالنار وایاک ان تخالف امری والسلام علیک (ص ۲۰۹ تاریخ خمیس) — خلاف نہ کرنا۔

آخر ایسا ہی ہوا کہ خالد نے سب کو آگ سے جلوا دیا۔ جیسا کہ تاریخ خمیس صفحہ ۲۲۱ مین ہے

وفی کتاب الزھری ثم لحقوا اصحاب — خالد نے حکم دیدیا تھا کہ جو شخص کھانا پکائے
طلیحۃ فقتلوا واسروا وصاح خالد — یا پانی گرم کرے تو اسکو چاہیئے کہ کسی آدمی کے
لا یطبخن رجل قدرا ولا یسخن — سر کا چولھا بنائے اور خالد نے بڑے حظیرے بنوائے
ماء الا اثفیتہ راس رجل وامر خالد — اس مین آگ روشن کی پھر سب قیدیون کو انمین
بالحظائر ان تبنی ثم اوقد فیھا النار ثم امر — ڈالدیا حامیہ بن سبیع بن خشخاش اسدی جس کو
بالاسری فالقیت فیھا والقی یومئذ — رسول اللہ نے اپنی قوم کے صدقہ کو وصول کرنے
حامیۃ بن سبیع بن الخشخاش الاسدی وھو — پر حاکم بنایا تھا وہ بھی اس حظیرہ مین ڈال دیا
الذی کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استعملہ علی صدقات قومہ (ص ۲۰۸ تاریخ خمیس جلد ۲) — گیا۔

فجارہ سلمی کو جلا دینا

حضرت ابوبکرؓ نے فجارہ سلمی کو بھی اسوجہ سے کہ اسنے آپ کی اطاعت نہین کی جلوا دیا۔ حالانکہ وہ بھی صحابی تھا کہ باواز بلند کلمہ شہادت پڑھتا ہوا جل گیا۔ جیسا کہ استیعاب جلد اول صفحہ ۲۲۲ مین ہے۔

ثم سار حتی لحق بالفجاءۃ السلمی واسمہ — یعنی جب فجارہ سلمی گرفتار کرکے لایا گیا تو
ایاس بن عبد اللہ بن عبد یالیل فاسرہ — ابوبکر نے حکم دیا کہ آگ روشن کی جائے آخر وہ
وانفذہ الی ابی بکر فلما قدم بہ الیہ اوقد لہ — اس مین زندہ ڈلوا دیا گیا۔ یہان تک کہ
نارا وامر بہ فقذف فیھا حتی احترق۔ — جل گیا۔

کسی کا مسئلہ پوچھنا

یہ روایت صحیح بخاری وغیرہ مین بھی ہے۔

حضرت خلیفہ صاحب موصوف کا مسائل فقہ مین یہ حال تھا کہ جب کوئی آپ سے مسئلہ پوچھتا تو آپ دوسرون سے دریافت کرتے تھے۔ جیسا کہ تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۶۶۶ مین ہے۔

قال میمون بن مہران جاء اعرابی	میمون بن مہران راوی ہے کہ ایک اعرابی
الی ابی بکر رضی اللہ عنہ فقال انی اصبت	ابوبکر کے پاس آیا اور کہا کہ مین نے فلان فلان
من الصید کذا وکذا فسئل ابوبکر رضی اللہ	جانورون کا شکار کیا آپ نے ابی بن کعب سے
عنہ ابی بن کعب فقال الاعرابی اتیتك	پوچھا اس اعرابی نے کہا کہ مین تو آپ سے دریافت
اسئلك وانت تسئل غیرك	کرتا ہون اور آپ دوسرون سے پوچھتے ہین۔

ایک ضعیفہ کا مسئلہ پوچھنا

ایک ضعیفہ نے جو کسی کی دادی تھی آپ کے پاس آکر کہا کہ میری میراث دلا دو مگر خلیفہ صاحب اس مسئلہ سے لاعلم تھے۔ چنانچہ تذکرۃ الحفاظ صفحہ (۲) مین ہے۔

ان الجدۃ جاءت الی ابی بکر تلتمس	کسی کی دادی ابوبکر کے پاس آئی اور درخواست
ان تورث فقال ما اجد لك فی کتاب	کی کہ میری میراث دلا دو۔ آپ نے فرمایا کتاب خدا
اللہ شیئا وما علمت ان رسول اللہ صلی	مین تو تیرے سوال کے بارے مین کوئی حکم
اللہ علیہ وسلم ذکر لك شیئا ۲۰-۲۰	نہین ہے اور نہ رسول اللہ نے کچھ فرمایا۔

یہ جواب سنکر وہ ضعیفہ دوسرون سے پوچھتی پھری آخر مغیرہ اور محمد بن سلمہ نے خلیفہ صاحب سے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے جدہ کو چھٹا حصہ دیا ہے اسپر اسکو چھٹا حصہ دلا دیا گیا یہ روایت وضاحت سے ازالۃ الخفا صفحہ ۲۱ - مقصد دوم مین بھی ہے اور وہ یہ ہے:-

عن الزہری قال جاءت الی ابی بکر	زہری کہتا ہے کہ ابوبکر کے پاس ایک دادی
جدۃ ام اب او ام ام فقالت	یا نانی نے آکر کہا کہ میرا پوتہ یا نواسہ مر گیا ہے

ان ابن ابنى او ابن ابنتى
توفى وبلغنى ان لى نصيبًا
فمالى۔ فقال ابوبكر ما سمعت
رسول الله صلّى الله عليه وسلم
قال فيها شيئًا وسائل
الناس فلمّا صلى الظهر فقال
ايكم سمع رسول الله صلى الله
عليه وسلم قال فى الجدة شيئًا
فقال المغيرة بن شعبة انا قال ماذا
قال اعطاها رسول الله صلى الله
عليه وسلم سدسا۔ قال ايعلم ذالك
احد غيرك فقال محمد بن مسلمة
صدق فاعطاها ابوبكر السدس فجاءت
الى عمر مثلها فقال ما ادرى ما سمعت
من رسول الله صلى الله عليه وسلم
فيها شيئا وسأسئل الناس فحدثوه
بحديث المغيرة بن شعبة ومحمد
بن مسلمة فقال عمر ايتكما
خلت به فلها السدس

اور مجھے خبر ملی ہے کہ اُسکے مال متروکہ مین میرا
حصہ ہے پس بتائیے میرا حصہ کس قدر ہے ابوبکر
نے کہا کہ مین نے نہین سنا کہ رسول اللہؐ صلعم نے
جدہ کے بارے مین کچھ کہا ہو۔ عنقریب مین لوگون
سے پوچھین گا۔ جب نماز ظہر پڑھ چکے تو لوگون
سے پوچھا کہ تم لوگون مین سے کسی نے سنا ہے کہ
رسول اللہؐ نے جدہ کے حصہ کے بارے مین کچھ
ارشاد فرمایا ہے۔ پس مغیرہ بن شعبہ نے کہا کہ مین نے
سنا ہے ابوبکر نے پوچھا وہ کیا ہے۔ مغیرہ نے
کہا کہ رسولِ خدا نے جدہ کو چھٹا حصہ دلوایا ہے
ابوبکر نے کہا سوا تمھارے کوئی دوسرا شخص بھی یہ جانتا
ہے۔ محمد بن سلمہ نے کہا کہ مغیرہ نے سچ کہا ہے۔
پس ابوبکر نے اس جدہ کو چھٹا حصہ دلوادیا پھر عمر
کے پاس اسی عورت کے مانند ایک عورت آئی عمر
نے کہا مین نہین جانتا مین نے رسول اللہؐ سے جدہ
کے بارہ مین کچھ نہین سنا عنقریب مین لوگون سے
پوچھونگا۔ تب عمر سے لوگون نے مغیرہ اور سلمہ کی
حدیث بیان کی پس عمر نے اس عورت سے کہا کہ
تم دونون سے جو تنہا ہوگی اسکے واسطے چھٹا حصہ ہے

فان جمعتما فهو بينكما   پس اگر دونون موجود ہون گی تو وہی چھٹا حصہ

(ازالۃ الخفاء ج۲ مقصد دوم)   تم دونون مین تقسیم ہوگا۔

(چہارم) حضرت ابوبکر نے ایک سارق کی نسبت حکم صادر فرمایا کہ اُسکے دہنے ہاتھ کی عوض بایان ہاتھ کاٹو امام فخر الدین رازی کا قول ہے کہ پہلے مرتبہ کے چوری مین بایان کاٹنا خلاف اجماع ہے

(پنجم) اللہ جل شانہ ایام حج مین زد و ضرب وگالی گلوج اور لڑنے جھگڑنے سے منع فرماتا ہے۔

الحج اشہر معلومات فمن   حج کے مہینہ سب کو معلوم ہین (شوال ذیقعدہ

فرض فیہن الحج فلا رفث ولا فسوق   ذی الحجہ) پس جو شخص ان مہینون مین اپنے اوپر لازم

ولا جدال فی الحج۔   کرے تو (احرام سے احرام) آخر تک نہ عورت کے پاس

(پ۲ سورۃ البقرۃ ع ۹)   جاے اور نہ کوئی گناہ کرے اور نہ جھگڑے۔

مگر صواعق محرقہ مین حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر نے زمانۂ حج مین احرام باندھنے کے بعد اپنے غلام کو مارا یہ حال تفسیر درمنثور مین بھی ہے جسکی نقل یہ ہے

واخرج الحاکم وصححہ عن اسماء بنت   حاکم نے اسماء بنت ابوبکر سے روایت کی ہے

ابی بکر قالت خرجنا مع رسول اللہ   اُنے بیان کیا کہ ہم سب رسول اللہ کے ہمراہ حج

صلی اللہ علیہ وسلم حجاجا وکانت   کرنے کی غرض سے گئے۔ اور میرے باپ کا غلام بھی

زاملتنا مع غلام ابی بکر فجلسنا   میرے ہم سفر تھا پس سب اطمینان سے بیٹھ گئے اور

ننتظر حتی تاتینا فاطلع   ادھر اُدھر دیکھتے تھے یہانتک کہ وہ ہمارے پاس

الغلام یمشی ما معہ بعیرہ فقال   آئے پس غلام پیدل آیا کہ اسکے ساتھ اُسکا اونٹ

ابوبکر این بعیرک۔   نہین تھا پس اس سے حضرت ابوبکر نے دریافت کیا

قال ضلنی اللیلۃ فقام   کہ اونٹ کیا ہوا۔ کہا آجکی شب کھو گیا یہ سنکر

ابو بکر یضربہ ویقول بعیر واحد — حضرت ابوبکر اس کو مارنے لگے اور کہتے جاتے تھے

اضللت وانت رجل فما یزید رسول اللہ — کہ ایک اونٹ تجھ سے کھو یا گیا حالانکہ تو مرد ہے

صلی اللہ علیہ وسلم علی ان تبسم وقال — پس رسول اللہ نے آواز سے کہا کہ اے لوگو ذرا دیکھو

انظروا الی ھذا المحرم ما یصنع (جلد اول صفحہ ۱۳۱) — اس احرام باندھنے والے کو کہ کیا کر رہا ہے۔

حضرت ابوبکر دشنام دہی کے عادی تھے

حضرت افضل الصحابہ حسب عادت زمانہ جاہلیت گالی دیا کرتے تھے۔ جیسا کہ تاریخ الخلفاء مین ہے

کان ابوبکر سبابا — یعنی ابوبکر بڑی گالیان دینے والے تھے۔

نیز مدارج رکن چہارم مطبوعہ بمبئی صفحہ ۱۴۹ مین ہے۔

صلح حدیبیہ کے وقت عروہ بن مسعود ثقفی نے جو زمرۂ کفار سے تھا۔ آنحضرت صلعم سے عرض کیا کہ یہ لوگ قابل بھروسہ نہین ہین اور نہ ذی عزت ہین۔ ان سے امید نہ رکھئے کہ یہ کسی مشکل کے وقت آپکے کام آئینگے۔ حضرت ابوبکر کو یہ کلمہ ناگوار گذرا۔ اور اسکے بتون کو گالیان دینے لگے۔

یہ روایت شمس العلماء شبلی نعمانی نے بھی سیرۃ النبی جلد اول صفحہ ۲۳۱ مین لکھی ہے جس کے آخر الفاظ یہ ہین ملاحظہ ہو۔

عروہ نے کہا محمد اگر لڑائی کا رخ بدلا تو تمھارے ساتھ جو یہ بھیڑ ہے گرد کی طرح اڑ جائے گی۔ حضرت ابوبکر کو اس پر اتنا غصہ آیا کہ گالی دیکر کہا کیا ہم بھاگ جائینگے۔

اور عروج الاسلام جلد ۲ ص ۳۹ مین ہے۔

حضرت عمر نے حضرت ابوبکر سے کہا کہ انصار مین سے کسی ایسے شخص کو امیر لشکر مقرر کیجیے جو اسامہ سے عمر مین بڑا ہو۔ یہ سنکر حضرت ابوبکر کہ بیٹھے ہوئے تھے اچھل پڑے اور حضرت عمر کی ڈاڑھی پکڑ کر کہا۔ کہ۔ تیری ماں تجھے روئے۔

حالانکہ اللہ جل شانہ اپنے رسول ص سے فرماتا ہے۔

ولا تسبوا الذین یدعون من — اور یہہ (مشرکین) جنکی اللہ کے سوا (خدا سمجھکر)

دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم — عبادت کرتے ہین انہین تم برا نہ کہو ورنہ

پ سورۃ انعام — یہہ لوگ بھی خدا کو بے سمجھے عداوت سے

رکوع ۱۲ — برا کہہ بیٹھین گے

حالات حضرت عمرؓ

حضرت عمر نے متعہ کو حرام کیا

حضرت عمر نے اپنے عہد خلافت مین بخلاف احکام خدا اور رسولؐ اپنی رائے اور قیاس کو دخل دے کر امور شریعت مین تغیر و تبدل کیا۔ از انجملہ متعۃ الحج و متعۃ النساء جو بعہد جناب رسول مقبول صلعم جاری تھے اُن کو محض اپنی رائے سے یہہ فرما کر۔

گو خدا اور رسول نے اجازت دی ہے مگر مین ان دونون کو منسوخ کرتا ہون

حرام ٹھہرا دیئے۔ حالانکہ متعۃ الحج حسب آیہ کریمہ۔

فمن تمتع بالعمرۃ الی الحج — جو شخص حج تمتع کا عمرہ کرے

اور متعۃ النساء بروے آیۂ شریفہ۔

فما استمتعتم بہ منھن فاتوھن — جن عورتون سے تم نے متعہ کیا تو اُنہین جو مہر

اجورھن فریضۃ پ۵ سورۃ النساء ع — معین کیا ہے دیدو۔

اقوال مفسرین اہلسنت

جائز تھے۔ اور تفاسیر اہلسنت مین مثل تفسیر کبیر۔ تفسیر در منثور۔ تفسیر کشاف تفسیر معالم التنزیل۔ تفسیر طبری۔ صحیح مسلم یعنی شرح بخاری۔ و دیگر کتب ازالۃ الخفاء وغیرہ مین بھی ہے کہ دونون متعہ آنحضرت صلعم کے زمانہ سے لیکر تا نصف عہد خلافت خلیفہ دوم جاری رہے۔ مگر پھر حضرت عمر نے دونون حرام ٹھہرا دیئے۔ اس بارہ مین کثرت سے روایتین۔ اور تفسیرین ہین۔

چنانچہ۔ از انجملہ دو چار اقوال اس جگہ نقل کئے جاتے ہین۔

(۱) علامہ ابن القیم زاد المعاد میں دربارۂ متعۃ الحج فرماتے ہیں۔

ويدل على ان ذلك راى محض لا ينسب	یعنی دلیل اسکی کہ یہہ محض رائے عمر تھی نہ یہہ کہ
الى انه مرفوع الى النبي صلى الله عليه وسلم ان	حضرت کی کوئی حدیث ہو جب عمر نے اسکی ممانعت
عمر بن الخطاب رضى الله عنه لما نهى عنها قال	کی تو ابو موسی اشعری نے کہا یا تم نے کہاں سے نئی
له ابو موسى الاشعري يا امير المؤمنين	بدعت نکالی ہے حج کے بارہ میں عمر نے کہا اگر کتاب
ما احدثت فى شان النسك فقال ان	چاہتے ہو تو والحج والعمرۃ ہے اگر سنت رسول
ناخذ بكتاب ربنا فان الله يقول و	چاہتے ہو حضرت اس وقت تک محل نہ ہوتے
اتموا الحج والعمرة وان ناخذ بسنة رسول	جبتک نحر نہ کر لیتے۔ پس ابو موسی و عمر کا اتفاق
الله فان رسول الله لم يحل حتى نحر	ہے کہ یہہ رائے عمر ہے جسکو انھوں نے احداث
فهذا اتفاق من ابى موسى وعمر على ان منع	کیا یا رسول اللہ کا حکم ایسا نہیں ہے۔ اگرچہ
الفسخ الى المتعة والاحرام بها ابتداء انما	استدلال میں کچھ ہی پیش کیا جائے یہی وجہ ہے
هو راى من عمر احدثه فى النسك وليس عن رسول الله صلعم	کہ ابو موسیٰ اسی مطابق فتویٰ دیتے تھے۔ زمانہ
وان استدل له بما استدل وابو موسى كان يفتى الناس	ابو بکر میں اور ابتدائے خلافت عمر میں جب
بالفسخ فى خلافة ابى بكر كلها وصدرا من خلافة	عمر نے اس پر اصرار کیا تو ابو موسیٰ نے بھی اُن کی
عمر حتى فاوض عمر فى نهيه عن ذلك واتفقا	رائے سے اتفاق کر لیا۔ جس سے معلوم ہوا یہہ
على انه راى احدثه عمر فى النسك ثم صح عنه الرجوع عنه	عمر کی نئی ایجاد تھی یعنی ذاتی رائے۔
(۲) وكان ابن عباس يذهب الى	حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ یہہ آیت
ان الاية محكمة وترخص فى نكاح المتعة روى عن	منسوخ نہیں ہے اور متعہ کی اجازت دیتے تھے
ابى نضرة قال سألت ابن عباس عن المتعة	ابو نضرہ نے ابن عباس سے متعہ کے بارہ میں

فقال اما تقرء فی سورة النساء فما استمتعتم بہ منھن الی اجل مسمی قیل لا اقرء ھکذا قال ابن عباس ھکذا انزل اللہ ثلث مرات

(در تفسیر معالم التنزیل صفحہ ۲۱۰)

پوچھا تو انھون نے کہا کیا تم سورۂ نساء مین "فما استمتعتم بہ منھن الی اجل مسمّٰی" نہین پڑہتے۔ اس نے کہا ہم اس طرح نہین پڑہتے اس پر ابن عباس نے تین مرتبہ فرمایا کہ اسی طرح خدا نے نازل کیا ہے۔

تیسری۔ امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر جلد سوم مطبوعہ مصر صفحہ ۲۸۷ مین تحریر فرماتے ہین۔

واما عمران بن الحصین فانہ قال نزلت اٰیة المتعة فی کتاب اللہ ولم ینزل بعدھا اٰیة تنسخھا وامرنا بھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتمتعنا بھا ومات ولم ینھنا عنہ ثم قال رجل برایہ ما شاء واما امیر المومنین علی ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ فالشیعة یروون عنہ اباحة المتعة وروی محمد بن جریر الطبری فی تفسیرہ عن علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ انہ قال لولا ان عمر نھی الناس عن المتعة ما زنی الا شقی

عمران بن حصین کہتے تھے کہ آیہ متعہ نازل ہوا۔ کتاب خدا مین اُس کے بعد کوئی آیہ ناسخ اُس کا نہین نازل ہوا رسول اللہ نے اُس کا حکم دیا اور آپ کے معیت مین ہم لوگون نے متعہ کیا اور حضرت نے وفات پائی۔ اور اُس سے منع نہ کیا۔ پھر ایک شخص نے اپنی رائے سے جو چاہا وہ کیا اور امیر المومنین علی ابن ابیطالب سے شیعہ روایت کرتے ہین حضرت جواز متعہ کا حکم دیتے تھے اور محمد بن جریر طبری امام اہلسنت نے اپنی تفسیر مین حضرت علی ابن ابیطالب سے روایت کی ہے کہ فرماتے تھے اگر عمر متعہ سے منع نہ کرتے تو بجز شقی کے کوئی زنا کا مرتکب ہوتا۔

(چوتھی) امام موصوف پھر فرماتے ہین

الحجة الثالثة ما روی ان عمر رضی اللہ عنہ

یعنی تیسری دلیل جواز متعہ کی یہہ ہے کہ حضرت عمر نے

قال على المنبر متعتان كانتا مشروعتين في عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وانا انهى عنهما متعة الحج ومتعة النكاح وهذا منه تنصيص على ان متعة النكاح كانت موجودة في عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وقوله وانا انهى عنهما يدل على ان رسول الله صلى الله عليه وسلم ما نسخه وانما عمر هو الذي نسخه واذا ثبت هذا فنقول هذا الكلام يدل على ان حل المتعة كان ثابتا في عهد الرسول صلى الله عليه وسلم وانه عليه السلام ما نسخه وانه ليس ناسخ الا نسخ عمر واذا ثبت هذا وجب ان لا يصير منسوخا لان ما كان ثابتا في زمن الرسول صلى الله عليه وسلم وما نسخه الرسول يمتنع ان يصير منسوخا بنسخ عمر وهذا هو الحجة التي احتج بها عمران بن الحصين حيث قال ان الله انزل في المتعة آية وما نسخها باية اخرى وامرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم بالمتعة وما نهانا عنها ثم قال رجل برايه ما شاء يريد ان عمر نهى عنها ايضا صفحه ۲۰۰

منبر پر کہا کہ دو متعہ عہد رسول اللہ میں بحکم شریعت جاری تھے اور ہم دونوں سے منع کرتے ہیں یعنی متعۃ الحج اور متعۃ النکاح اور یہ کلام حضرت عمر نص ہے اس پر کہ دونوں متعہ بحکم رسول جاری تھے اور عمر کا کہنا کہ ہم دونوں کو منع کرتے ہیں دلالت کرتا ہے اس پر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منسوخ نہیں کیا۔ بلکہ عمر نے منسوخ کیا تو جب یہ ثابت ہوا کہ وہ عہد رسول اللہ میں جاری تھا تو وہ عمر کے کہنے سے کیسے منسوخ ہو سکتا ہے۔ یہی وہ دلیل ہے جس سے عمران بن حصین نے استدلال کیا۔ اور کہا کہ خدا نے قرآن مجید کے ایک آیہ میں اسکو جائز کیا۔ اور دوسرا آیہ ناسخ نازل نہیں ہوا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اور منع نہیں کیا۔ اس کے بعد ایک شخص (عمر) نے اپنے دل سے جو چاہا کہا۔

قول امام فخر الدین رازی۔

(پانچویں) امام موصوف نے اسی پر قناعت نہیں کی بلکہ حرام ٹھہرانے والے کی نسبت کفر کا لفظ لکھا ہے۔

الحجة الثانية وروى عن عمر رضي الله عنه انه قال في خطبته متعتان كانتا على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم

یعنی جواز متعہ کی دوسری دلیل یہ ہے کہ عمر نے مجمع صحابہ میں منبر پر کہا کہ دو متعہ عہد رسول اللہ

انا انهیٰ عنهما واعاقب علیهما ذکر هذا الکلام فی مجمع الصحابة وما انکر علیه احد فالحال ههنا لا یخلو اما ان یقال انهم کانوا عالمین بحرمة المتعة فسکتوا او کانوا عالمین بانها مباحة ولکنهم سکتوا علی سبیل المداهنة او ما عرفوا اباحتها ولا حرمتها فسکتوا لکونهم متوقفین فی ذلك والاول هو المطلوب (والثانی) یوجب تکفیر عمر و تکفیر الصحابة لان من علم ان النبی صلی الله علیه وسلم حکم باباحة المتعة ثم قال انها محرمة محظورة من غیر نسخ لها فهو کافر بالله ومن صدقه علیه مع علمه بکونه مخطئا کافرا کان کافرا ایضا وهذا یقتضی تکفیر الامة وهو علی ضد قوله کنتم خیر امة تفسیر کبیر جلد سوم ص ۲۰۲

مین جاری تھے اور ہم دونون سے منع کرتے ہین اس کلام کو عمر نے مجمع صحابہ مین کہا تھا اور کسی نے انکار نہین کیا تو اب تین حال سے خالی نہین ایک یہہ کہ وہ سب جانتے تھے کہ متعہ حرام ہے اس وجہ سے سکوت کیا اور یہی مطلوب ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ جانتے تھے کہ یہہ جائز ہے اور مباح ہے مگر بسبیل سہل انکاری سکوت کیا تو عمر کا اور ان صحابہ کا کفر لازم آتا ہے جنھون نے سکوت کیا۔ کیون کہ جس کو معلوم ہوا کہ رسول اللہ نے اس کو مباح کیا۔ اور پھر وہ کہے کہ یہہ حرام ہے تو وہ کافر ہے اور جو اس کی تصدیق کرے باوصفیکہ جانتا ہو کہ وہ خاطی ہے تو وہ بھی کافر ہے۔ اس سے تمامی امت کی تکفیر لازم آتی ہے اور یہہ خلاف آیہ کنتم خیر امة کے ہے۔

ان اقوال کے ساتھ آیۂ کریمہ۔

یا ایها الذین آمنوا لا تحرموا طیبات ما احل الله لکم ولا تعتدوا ان الله لا یحب المعتدین

(پ ۷ - س مائدہ ع ۲)

اے ایمان والو جو پاک چیزین تمھارے لیے حلال کی گئی ہین اُن کو اپنے اوپر حرام نہ کرو اور حد سے زیادہ نہ بڑھو کیونکہ خدا حد سے زیادہ بڑھ جانے والون کو ہرگز دوست نہین رکھتا۔

غرض باوجودیکہ علمائے مفسرین حضرت عمر کا احکام خدا اور رسولؐ مین دخل دینے اور متعہ الحج و متعۃ النساء

حرام ٹھہرانے سے سفر ہین مگر پھر بھی صحابہ کی محبت مین اسقدر راسخ الاعتقاد ہین جو آیہ کریمہ۔

وماکان لمومن ولا مومنۃ اذا قضی	جب خدا اور اُس کا رسولؐ کسی امر کا فیصلہ کردین
اللہ ورسولہ امراان یکون لھم الخیرۃ	تو کسی مومن اور مومنہ کو اُس کے کسی معاملہ مین
من امرھم ومن یعص اللہ ورسولہ	کوئی اختیار نہین ہے۔ اور جو خدا اور اُس کے
فقد ضل ضلالا مبینا (پ ۲۲۔ س احزاب)	رسولؐ کی نافرمانی کرے وہ صریح گمراہ ہے۔

کے مصداق ہون ان کو "خیر امۃ" بتاکر اونکی بدعتون سے چشم پوشی کرتے ہین۔

معالم التنزیل صفحہ ۵۲ مین روایت ہے۔

عن ابن عمران النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا معشر من	ابن عمر راوی ہین۔ حضرت نے فرمایا اے وہ لوگ
امن بلسانہ ولم یفض الایمان الی قلبہ لا تفتنوا	جو زبان سے ایمان لائے ہین اور دل ایمان سے
المسلمین ولا تتبعوا عوراتھم فانہ من یتبع	خالی ہین مسلمانون کو فتنہ مین نہ ڈالو اور اُن کے
عورات المسلمین یتبع اللہ عورتہ فیفضحہ	راز فاش نہ کرو اگر کوئی ایسا کریگا تو خدا اُسکو رسوا
ولو فی جوف رحلہ	کریگا۔ اگرچہ وہ اپنے گھر مین ہو۔

تفسیر کبیر مین ہے کہ حضرت عمر نے افشاء راز کیا

لیکن حضرت عمر کا عمل اس حدیث کے خلاف تھا جیسا کہ تفسیر کبیر جلد پنجم صفحہ ۶۰۹ مین ہے۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما الشجرۃ بنو امیۃ	ابن عباسؓ راوی ہین کہ مراد شجرہ سے بنی امیہ ہین
یعنی الحکم بن ابی العاص قال و رای رسول اللہ	یعنی حکم بن ابی العاص اور ابن عباس کہتے ہین
صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام ان ولد مروان	کہ رسالتمآبؐ نے خواب مین دیکھا بنی مروان آپ کے
یتداولون منبرہ فقص رویاہ علی ابی بکر و عمر	منبر پر چڑھتے ہین۔ اس خواب کو آپ نے حضرت
وقد خلا فی بیتہ معھما فلما تفرقوا سمع	ابوبکر و عمر سے تخلیہ مین بیان کیا۔ پس جبکہ وہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحکم یخبر	لوگ متفرق ہوگئے تو رسول خداؐ نے حکم کو سنا کہ

حضرت ابوبکر و عمر کا تجسس و غیبت کرنا

بر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاشتد
ذلک علیہ واتہم عمر فی فشاء سرہ

خواب سو نخدا م کا بیان کر رہا ہے تو بہت غصہ
ہوئے اور عمر کو افشائے راز میں متہم کیا ۔

حضرت ابوبکر و عمر بدگمانی و تجسس اور غیبت کیا کرتے تھے ۔ حالانکہ خداوند متعال نے سخت ممانعت فرمائی ہے ۔

یا ایہا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرا من
الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا
یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان
یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ ط
واتقوا اللہ ان اللہ تواب رحیم ۔
پ ۲۶ س حجرات
ع ۲

اے ایماندارو بہت سے گمان برے بچو کیونکہ بعض
بدگمانی گناہ ہے اور آپس میں ایک دوسرے کے
حال کی ٹوہ میں نہ رہا کرو اور نہ تم میں سے ایک دوسرے
کی غیبت کرے، کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند
کریگا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے
تم تو اس سے (خود) نفرت کروگے اور خدا سے
ڈرو بیشک خدا بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے ۔

صاحب درّ منثور نے اس آیت کا شان نزول انہیں حضرات کے حق میں بتایا ہے وہ یہ ہے ۔

واخرج الحکیم الترمذی فی
نوادر الاصول عن یحیی ابن
ابی کثیر ان النبی اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کان فی سفر ومعہ
ابوبکر وعمر فارسلوا الی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یسئلوہ
لحما فقال اولیس قد ظللتم

حکیم ترمذی نوادر الاصول میں یحیی بن کثیر سے روایت
کرتے ہیں کہ رسول خدا صلعم ایک مرتبہ سفر میں تھے ۔
اور حضرت ابوبکر و عمر آپ کے ہمراہ تھے ان صاحبوں نے
کسی کو گوشت لانے کی غرض سے رسول اللہ صلعم کے
پاس بھیجا حضرت نے فرمایا کہ کیا تم لوگ گوشت سے
سیر نہیں ہوئے انہوں نے کہا کہ کہاں سے سیر ہوتے
پس قسم بخدا ہم نے کتنے ہی دنوں سے گوشت کھایا بھی نہیں

من اللحم شبعا قالوا من این فوالله
مالنا باللحم عهد منذ ایام
فقال من لحم صاحبکم الذی ذکرتم
قالوا یا نبی الله انما قلنا انہ لضعیف
ما یعیننا علی شئ قال ذلک فلا
تقولوا فرجع الیهم الرجل فاخبرهم
بالذی قال فجاء ابوبکر فقال یا
نبی الله طاء علی صماخی واستغفرلی
ففعل وجاء عمر فقال یا نبی الله
طاء علی صماخی واستغفرلی
ففعل جلد ۵
صفحہ ۹۵

حضرت نے فرمایا کیا تم نے فلاں شخص کی غیبت
کرکے اُس کا گوشت نہیں کھایا۔ اونھون نے کہا
یا رسول اللہ ہم نے تو اتنا ہی کہا کہ وہ ضعیف ہے
ہماری کچھ اعانت نہیں کرتا حضرت نے فرمایا یہی
بس نکمو پس وہ شخص واپس آیا اور جو کچھ حضرت نے
فرمایا اوسکی خبر دی راوی کہتا ہے پھر ابوبکر آئے
پس اونھون نے کہا اے نبی خدا میرے کانون کو
روندئے اور میرے لیے استغفار کیجیے حضرت نے
استغفار فرمایا اور عمر آئے اور اونھون نے کہا
اے نبی خدا میرے کان کو روندئے اور میرے
لیے استغفار کیجیے پس حضرت نے استغفار کیا اس
خیال سے تو بہ کرتا ہون۔ یہی عمر نے بھی کہا۔

عورات کے مہر کے بارہ مین آپ احکام آلٰہی کے خلاف حکم صادر فرماتے تھے جیسا کہ تفسیر مدارک مین بذیل آیۂ شریفہ (واتیتم احدیهن قنطارا) ہے:۔

قال عمر علی المنبر لا تغالوا
بصدقات النساء فقالت امرأة
انتبع قولک ام قول الله واتیتم
احدیهن قنطارا فقال عمر
کل احد اعلم من عمر تزوجوا

یعنی حضرت عمر نے منبر پر کہا کہ تم لوگ اپنی عورتون
کے مہر کو گران نہ کرو۔ پس ایک عورت نے کہا کہ ہم
تمھارے قول کی پیروی کرین یا خدا کے قول کی کہ
اُس نے فرمایا ہے اگرچہ تم اُن مین سے ایک کو بہت سا
مال دے چکے ہو۔ آپ نے فرمایا کہ ہر شخص عمر سے زیادہ

علی ماشئتم۔ — عالم ہے جسقدر مہر پر چاہو نکاح کرو۔

غیر کے گھر مین دیوار کود کر جانا

اللہ جل شانہ بغیر اذن صاحب خانہ اُن کے گھرون مین جانا یا گھرون مین دیوار پھاند کر جانا منع فرماتا ہے۔

ولیس البر بان تاتوا البیوت من	اور کوئی اچھی بات نہین ہے کہ گھرون مین پچھواڑے
ظھورھا ولکن البر من اتقیٰ واتوا	سے پھاند کر آؤ بلکہ نیکی اُس کی ہے جو پرہیزگاری
البیوت من ابوابھا واتقوا اللہ لعلکم	کرے۔ اور گھرون مین اُن کے دروازون کی طرف سے
تفلحون (پ ۲ س بقر ع ۹)	آئے اور خدا سے ڈرتے رہو تاکہ تم مراد کو پہنچو۔

مگر جناب خلافت مآب حضرت عمر اغیار کے گھرون مین دیوار پھاند کر گھس جاتے تھے جیسا کہ خود فرماتے ہین۔

وعن ثور الکندی ان عمر بن	ثور کندی راوی ہین کہ عمر نے کہا ہم مدینہ مین رات کو
الخطاب کان یعس بالمدینۃ من	گلی کوچہ مین چھپکر گشت لگایا کرتے تھے۔ ایک رات
اللیل فسمع صوت رجل فی بیت	ایک گھر مین پہونچے جہان سے گانے کی آواز آرہی تھی۔
یتغنی فتسور علیہ فوجد عندہ	ہم دیوار پھاند کر اُسکے مکان مین گئے دیکھا کہ اُس شخص کے
امرأۃ وعندہ خمر فقال یا	پاس ایک عورت ہے اور شراب بھی۔ ہم نے کہا اے
عدو اللہ اظننت ان اللہ یسترک و	دشمن خدا تو جانتا تھا کہ خدا تجھے چھپا ئیگا۔ حالانکہ
انت علی معصیتہ فقال وانت یا امیر	تو اُسکی معصیت پر ہے اس نے کہا اے امیر المومنین
المومنین لاتعجل علی ان اکن عصیت	آپ مجھپر جلدی نہ کیجئے کیونکہ اگر مین نے خدا کا ایک گناہ
اللہ واحدًا فقد عصیت فی ثلاث	کیا ہے تو تم نے تین گناہ کئے کیونکہ خدا فرماتا ہے کہ
قال ولاتجسسوا وقد تجسست و	کسی کا تجسس نہ کرو مگر تم نے تجسس کیا۔ دوسرے
قال واتوا البیوت من ابوابھا	اللہ فرماتا ہے کہ گھرون مین اُسکے دروازہ سے آیا کرو

وقد تسورت علی ودخلت علی بغیر	اور تم دیوار پھاند کر میرے گھر مین چلے آئے۔
اذن قال الله تعالی لا تدخلوا	تیرے خدا کا حکم ہے کہ کسی گھر مین داخل نہو جبتک کہ
بیوتاً غیر بیوتکم حتی تستانسوا وتسلموا	اجازت نہ لے لو اور صاحب خانہ کو سلام کر و تم بلا اجازت
علی اھلھا قال عمر فھل عندکم	میرے گھر مین داخل ہو گئے عمر نے کہا اگر ہم تم کو معاف
من خیر ان عفوت عنک قال نعم	کر دین تو کیا تم بھی ہم کو معاف کرو گے اُس نے کہا ہان
فعفا عنہ وخرج وترکہ	پس اوس نے بخش دیا اور عمر وہان سے چلے آئے
ازالۃ الخفا مقصد اول ص۲۲ از فتح الرحمن	اور اوسکو چھوڑ دیا۔

حضرت عمر کا تیمم سے نماز پڑھنے سے منع کرنا

قرآن مجید مین تیمم کے بارہ مین یہہ آیت ہے۔

وان کنتم مرضیٰ او علی سفر او جاء	اگر تم مریض ہو یا سفر مین ہو۔ یا آئے کوئی تم مین سے
احد منکم من الغایط او لامستم النساء فلم	جائے ضرور سے یا صحبت کرو عورتون سے۔ اور تم کو
تجدوا ماءً فتیمموا صعیداً طیباً	پانی نہ میسر ہو تو پاک مٹی پر تیمم کرو اور اپنے منہ اور
فامسحوا بوجوھکم وایدیکم ان الله کان	ہاتھون پر مٹی بھرا ہاتھ پھیر لو بیشک خدا معاف
عفواً غفوراً (پ۵۔ سورہ نساء۔ ع۶)	کرنیوالا ہے اور بخشش والا ہے۔

یہہ حکم سورہ مائدہ مین بھی ہے۔ بخلاف اسکے حضرت عمر تیمم سے نماز پڑھنے کو منع کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر ایک مہینہ تک بھی پانی نہ ملے تو تیمم سے نماز نہ پڑھو جیسا کہ بخاری۔ مسلم۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ نسائی۔ معانی الآثار طحاوی۔ استذکار شرح موطا۔ کنز العمال۔ اور ازالۃ الخفا۔ وغیرہ وغیرہ مین ہے۔ چنانچہ حدیث مسلم مع ترجمہ یہ ہے۔

ان رجلا اتی عمر فقال انی اجنبت	ایک شخص حضرت عمر کے پاس آیا اور کہا کہ مین جنب
فلم اجد ماء فقال لا تصل	ہون اور پانی نہین ملتا۔ آپنے فرمایا کہ نماز نہ پڑھ۔

فقال عمار اما تذکر یا امیر المومنین	عمار نے کہا ای امیر المومنین وہ وقت یاد کیجیے کہ مین
اذ انا وانت فی سریۃ فاجنبنا فلم نجد	اور آپ دونون ایک لڑائی مین تھے۔ اور ہم دونونکو
ماء فاما انت فلم تصل واما انا فتمعکت	غسل کی ضرورت پیش آئی اور پانی نملا اُس وقت
فی التراب وصلیت فقال النبی صلی	آپنے تو نماز نہ پڑھی۔ اور مین خاک مین لوٹا اور نماز
اللہ علیہ وسلم انما یکفیک ان	پڑھے۔ اس پر رسول اللہ صلعم نے فرمایا تم کو زمین پر
تضرب بیدیک الارض ثم تنفخ	دونون ہاتھ مار کر پھونکنا اور اپنے ہاتھون سے مسح
ثم تمسح وجہک وکفیک فقال عمر	منہ کا اور دونون پشت دست کا کرنا کافی تھا۔
اتق اللہ یا عمار فقال ان شئت	حضرت عمر نے فرمایا کہ عمار خدا سے ڈرو۔ عمار نے کہا
لم احدث بہ	اگر آپکی یہی مرضی ہے تو مین نہین بیان کرتا۔

شبلی صاحب کا قول۔

ہر چند کہ مولوی شبلی نعمانی صاحب نے حضرت عمر کی مسائل فقہ مین بہت کچھ صفت و ثنا کی ہے مگر بعض مسائل مین دیگر اصحاب کو صواب پر اور حضرت عمر کو خطا پر بتایا ہے۔ جیسا کہ الفاروق مین ہے۔

لیکن بہت سے ایسے مسائل بھی ہین۔ جن مین دیگر صحابہ نے اُن سے اختلاف کیا اُن مین سے بعض مسائل مین جن صحابہ نے اختلاف کیا وہی حق پر ہین۔ مثلاً تیمم۔ جنابت۔ منع تمتع حج طلقات ثلث وغیرہ مین حضرت عمر کے اجتہاد سے دیگر صحابہ کا اجتہاد زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ حصہ دوم صفحہ ۱۹۷)۔

تیمم کے بارہ مین ازالۃ الخفا مین بھی ہے کہ

حضرت عمر نے حکم دیا کہ جو جُنب ہو وہ تیمم کرکے نماز نہ پڑھے اگرچہ اس کو ایک مہینہ تک پانی نہ ملے۔

روایات مندرجہ الفاروق نسبت حضرت عمر

جناب شمس العلما شبلی نعمانی کا قول اس جگہ نقل کیا جاتا ہے جس کے ملاحظہ سے مسئلہ میراث کے بارہ مین آپ کے اجتہاد پر خوب روشنی پڑتی ہے۔

کلالہ کے مسئلہ کو جو ایک دقیق اور نہایت مختلف فیہ مسئلہ ہے اُنھون نے آنحضرت سے اسقدر بار بار دریافت

کیا کہ آپ دق آ گئے۔ اور فرمایا کہ سورۂ نساء کی آخر آیت تیرے لیے کافی ہو سکتی ہے۔

قسطلانی نے شرح بخاری مین متعدد حوالے سے نقل کیا ہے کہ دادا کی میراث کے متعلق حضرت عمر نے (تنو) مختلف رائین قائم کین بعض بعض مسائل کے متعلق ان کو مرتے دم تک کاوش رہی اور کوئی قطعی رائے نہ قائم کر سکے۔

مسند دارمی مین ہے کہ دادا کی میراث کے متعلق انھون نے ایک تحریر لکھی تھی لیکن مرنے کے قریب اُسکو منگا کر مٹا دیا اور کہا کہ آپ لوگ خود اسکا فیصلہ کیجیے گا۔ اسی کتاب مین یہہ روایت بھی ہے کہ جب حضرت عمر زخمی ہوئے تو صحابہ کو بلا کر کہا کہ مین نے دادا کی میراث کی نسبت رائے قائم کی تھی۔ اگر آپ لوگ چاہین تو اس کو قبول کرین۔ حضرت عثمان نے کہا کہ آپ کی رائے ہم لوگ قبول کرین تب بھی بہتر ہے۔ لیکن ابوبکر کی رائے مانین تو وہ بڑے صاحب رائے تھے۔ اکثر کہا کرتے تھے کاش رسول اللہ تین مسئلون کے متعلق کوئی تحریر قلم بند فرما جاتے۔ کلالہ۔ دادا کی میراث۔ ربا کے بعض اقسام مسائل فقہ کے متعلق انکو جو کد و کاوش تھی اُس کے اندازہ کرنے کے لیے ذیل کی مثال کافی ہوگی۔ ورثاء کے بیان مین خدا نے ایک قسم کے وارث کو کلالہ سے تعبیر کیا ہے لیکن چونکہ قرآن مجید مین اسکی تعریف مفصل مذکور نہین ہے اسلیے صحابہ مین اختلاف تھا کہ کلالہ مین کون کون ورثاء داخل ہین حضرت عمر نے خود آنحضرت سے چند بار دریافت کیا اُس پر بھی تسلی نہین ہوئی تو حضرت حفصہ کو ایک یادداشت لکھکر دی کہ رسول اللہ سے دریافت کرنا پھر اپنی خلافت کے زمانہ مین تمام صحابہ کو جمع کر کے اس مسئلہ کو پیش کیا۔ لیکن ان تمام باتون پر کافی تسلی نہین ہوئی اور فرمایا کرتے تھے کہ اگر رسول اللہ صلعم (۲) تین چیزون کی حقیقت بتا جاتے تو مجھکو دنیا و مافیہا سے زیادہ عزیز ہوتی۔ خلافت۔ کلالہ۔ ربا۔ چنانچہ ان تمام واقعات کو محدث عماد الدین بن کثیر نے صحیح حدیثون کے حوالے سے اپنی تفسیر قرآن مین نقل کیا ہے (الفاروق صفحہ ۱۸ حصۂ دوم۔

شمس العلماء نے اس کا ذکر نہ کیا کہ اُس یادداشت کے متعلق رسول خدا صلعم نے حضرت حفصہ سے کیا فرمایا تھا۔

لہذا ہم بغرض انکشاف کنز العمال کی عبارت نقل کرتے ہین اور وہ یہ ہے۔

عن سعید بن المسیب ان عمر سأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف یورث الکلالۃ قال اولیس قد بین اللہ ذلک ثم قرء وان کان رجل یورث کلالۃ او امرأۃ الی آخر الآیۃ فکان عمر لم یفہم فانزل اللہ یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ الی آخر الآیۃ فکان عمر لم یفہم فقال لحفصۃ اذا رأیت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طیب نفس فاسألیہ عنہا فسألتہ عنہا فقال ابوک ذکر لک ھذا ما اری اباک یعلمہا ابدا فکان یقول ما اری ان تعلمہا ابدا وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما قال ابن راھویہ ابن مردویہ وھو صحیح منہ جلد

یعنی سعید بن المسیب روایت کرتے ہین کہ عمر نے حضرت سے وراثت کلالہ کو دریافت کیا۔ فرمایا۔ کیا خدا نے اسکو نہین بیان کیا "ان کان رجل یورث کلالۃ" مگر عمر نہ سمجھے تو خدا نے دوسرا آیہ۔ یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ نازل کیا عمر جب بھی نہ سمجھے تو حفصہ سے کہا جسوقت رسول اللہ کا مزاج خوش پاؤ۔ تو اُس کو دریافت کرنا حفصہ نے اُسی طرح پوچھا حضرت نے فرمایا تمہارے باپ نے تمکو سکھایا ہے۔ ہم سمجھتے ہین کہ وہ کبھی اسکو نہ سمجھین گے عمر کہتے تھے جہانتک ہم جانتے ہین یہ مسئلہ ہمکو نہ معلوم ہوگا جیسا کہ رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے ابن راہویہ ابن مردویہ نے اسکی روایت کی ہے۔

رسول اللہ کی وفات سے انکار ہے

کتب اہلسنت مین ہے کہ حضرت عمرؓ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کی خبر سنتے ہی مسجد نبوی کے دروازہ پر آکھڑے ہوئے۔ اور تلوار غلاف سے نکالے ہوئے فرماتے تھے کہ رسول اللہ ہرگز فوت نہین ہوئے۔ بلکہ خدا نے ان کو آسمان پر بلالیا ہے۔ جو کوئی کہے گا کہ آپ نے وفات کی اسی تلوار سے اُس کی گردن کاٹونگا جب حضرت ابوبکر آئے تو انھون نے فرمایا۔ اے عمر تلوار غلاف مین

رکھو گیا تم نے یہہ آیت نہین پڑھی۔ " انک میت وانھم میتون" اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو اس آیت کا علم نہ تھا۔ اگر تھا تو آنحضرت کی موت کا چھپانا اغراض ذاتی پر دلالت کرتا ہے اور یہہ مومن کا شعار نہین۔

زن حاملہ کو سنگسار کرنا۔

ایک زن حاملہ کے سنگسار کا حکم دیا۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ حاملہ پر حد جاری نہین ہو سکتی۔ اس پر حضرت عمر نے فرمایا "لولا علیٌّ لھلک عمر" یہہ حال بہت سی کتابون مین ہے۔ یعنی شرح مواقف استیعاب ابن عبدالبر کنز العمال رجال مشکوٰۃ شیخ عبدالحق صاحب دہلوی۔ سراجی شرح فرائض سید شریف مسند امام احمد بن حنبل وغیرہ وغیرہ۔ جناب شاہ صاحب نے اس پر یہہ توجیہ کی ہے کہ۔

عمر را خبر نہ بود کہ این زن حاملہ است و حمل ہیچ چیزے نیست کہ بمجرد دیدن زن توان دریافت کہ حاملہ است

مگر بعد از تمام مدت حمل یا قریب بہ تمام و چون حضرت امیر کہ از سابق بحال آن زن و بحاملہ بودنش اطلاع داشت

واو را خبردار کرد (تحفہ صفحہ ۲۰۲)۔

یہی حکم ایک زن مجنونہ کے بارہ مین بھی دیا مگر جناب امیر علیہ السلام اس مین بھی مانع ہوئے۔ اور فرمایا کہ تین (۳) شخصون پر سزا جائز نہین۔ ایک سوتا ہوا جب تک کہ جاگے۔ دوسرا طفل جبتک بالغ ہو تیسرا دیوانہ جبتک کہ صحت پاوے۔

چنانچہ مجنون کے متعلق منجملہ کتب اہلسنت مذکورہ بالا صرف استیعاب ابن عبدالبر کی کے عبارت لکھی جاتی ہے جو ذکر اصحاب مین نہایت اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۴۷۴ مطبوعہ حیدرآباد دکن۔

قول حضرت عمر اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔

عن سعید ابن المسیب قال کان	سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ عمر ہمیشہ پناہ
عمر یتعوذ من معضلۃ لیس لھا ابوالحسن	مانگا کرتے تھے ان مشکلون سے جن مین جناب امیر
وقال فی المجنونۃ التی امر برجمھا	نہ ہون اور کہا تھا ایک مجنونہ کے بارے مین جس کے
وفی التی وضعت لستۃ اشھر	سنگسار کرنے کا حکم دیا تھا اور اوس عورت کے بارہ مین

فاراد عمر رضی الله عنہ رجمها فقال لہ علی کرم الله وجہہ ان الله يقول وحملہ وفصالہ ثلثون شهرا الحديث وقال لہ ان الله رفع القلم عن المجنون الحديث فكان يقول لولا علی لهلك عمر وقد روی مثل هذه القصة العثمان مع ابن عباس رضی الله عنهم وعن علی كرم الله وجہہ اخذها ابن عباس والله تعالى اعلم

کہ جس نے چھ مہینے کے حمل سے بچہ جنا تھا پس عمر نے چاہا تھا کہ اوسے سنگسار کرے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا تحقیق کہ خداوند عالم فرماتا ہے وحملہ الی آخر الآیۃ جس سے ثابت ہوا کہ حمل چھ مہینے کا ہوسکتا ہے اور فرمایا جناب امیرؑ نے فرمایا خدا نے مجنون سے قلم اُٹھا لیا ہے۔ عمر کہا کرتے تھے اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہوجاتے ایسا ہی قصہ عثمان کو بھی پیش آیا جسکو ابن عباس نے بتایا انھون نے اس کی تعلیم جناب امیرؑ سے حاصل کی تھی اور خداوند عالم خوب جاننے والا ہے۔

شاہ صاحب اس کے جواب مین بھی ارشاد فرماتے ہین۔

(کہ) عمر را از حال جنون او اطلاع نبود۔ نزد حضرت عمر آوردند۔ حضرت عمر حکم فرمود کہ اورا سنگسار کنند پس مردم اورا کشیدہ مے بردند۔ ناگاہ حضرت علیؑ در راہ در خوردو پرسید کہ این زن را کجا مے برید مردم عرض کردند کہ خلیفہ حکم برجم او فرمودہ ست۔ حضرت علیؑ آن زن را از دست مردم کشیدہ ہمراہ خود گرفت و نزد عمر آمد و فرمود کہ زن مجنونہ ہست من این را خوب می دانم پس حضرت عمر رجم اورا موقوف نمود (تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۳۰۲)۔

یعنی عمر کو اس کے جنون کا علم نہ تھا جب حضرت عمر کے پاس لائے تو انھون نے حکم دیا کہ اسکو سنگسار کرو۔ آدمی اسکو کھینچ کرے جارہے تھے کہ ناگاہ حضرت علیؑ راہ مین ملے پوچھا کہ اس عورت کو کہان لے جارہے ہو عرض کیا کہ خلیفہ نے اسکو سنگسار کرنے کا حکم دیا ہے حضرت علیؑ اس عورت کو ان سے لیکر اپنے ہمراہ عمر کے پاس لائے اور فرمایا کہ یہ عورت مجنونہ ہے مین اس کو خوب جانتا ہون اس پر حضرت عمر نے اسکو سنگسار کرنا موقوف کیا۔

خلاف عمل رسول خدا میخور کی سزا مین بیشی

(۳۳) عہد جناب رسول خدا صلعم مین شراب خوار کو چالیس درے لگائے جاتے تھے۔

یہی عمل عہد خلافت اول تک رہا مگر حضرت عمر نے حسب صلاح عبدالرحمن بن عوف اسی درے کر دیے جیسا کہ صحیح مسلم جلد (۲) صفحہ ۱۷ مین ہے۔

عن انس بن مالك ان النبی ص	انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول خدا کی خدمت
اتی برجل قد شرب الخمر فجلده	مین ایک شخص لایا گیا جس نے شراب پی تھی حضرت نے
بجریدتین نحو اربعین قال وفعله	دھوری لکڑیون سے چالیس تک مارا یہی معمول حضرت
ابوبکر رض فلما کان عمر	ابوبکر رض کا رہا لیکن حضرت عمر نے لوگون سے مشورہ
استشار الناس فقال عبدالرحمن	کیا اپنے زمانہ مین تو عبدالرحمن نے کہا سبک ترین
اخف الحدود ثمانین فامر به	حدود اسی کوڑے ہین پس یہی حکم عمر نے دیا۔
عمر رض	از مجمع البحرین صفحہ ۳۶۸

دیگر اصحاب بھی شراب پیا کرتے تھے۔ چنانچہ تفسیر معالم التنزیل صفحہ ۹۳ کہ آیہ کریمہ

یسئلونك عن الخمر والمیسر الایة نزلت	یعنی یہ آیہ بجواب سوال عمر و معاذ بن جبل نازل
فی عمر بن الخطاب و معاذ بن جبل۔	ہوا۔

ولید بن عقبہ بحالت نشہ مین نماز

ولید بن عقبہ ایک دن نشہ کی حالت مین نماز فجر بجائے دو رکعت چار رکعت پڑھا گئے۔ اور سرور مین آکر فرمایا کیا اور پڑھا دون جیسا کہ روضۃ الاحباب مین ہے۔

روزے ولید بن عقبہ بی عاقبتی نمودہ جرعہ چند شراب در جوف محراب کشیدہ وقت نماز بام داد از خانہ خود سرخوشان و دامن کشان بیرون آمد و در محراب طاعت با آن حالت باداے فریضہ قیام نمود و نماز صبح را چہار رکعت گزارد و روبمردم آورد و گفت آیا زیادہ کنم براے شما رکعات نماز را جلد (۲) صفحہ ۲۵۲۔

اور معالم التنزیل صفحہ ۹۴ مین ہے۔

روایات مہوشی نسبت حضرت عمر

ان عمر بن الخطاب کتب الی بعض	یعنی عمر نے اپنے بعض عمال کو لکھا مسلمانوں کو وہ شراب
عمالہ ان ارزق المسلمین من الطلاء	پلایا کرو جس کا دو ثلث جل گیا ہو۔ اور ایک ثلث باقی
ما ذھب ثلثاہ وبقی ثلثہ۔	رہے۔

شراب کا پینا تا دم مرگ نہ چھوٹا۔ چنانچہ ازالۃ الخفا میں ہے کہ وقت آخر اپنے غلام سے شراب منگا کر نوش فرمائی مقصد دوم ص ۳۱۵

قال یا یرفا ویحك اسقنی فجاء	یعنی اپنے غلام یرفا سے کہا وائے ہو تجھ پر مجھے پلا یرفا ایک
بقدح فیہ نبیذ حلو فشربہ فالصق رداءہ	قدح نبیذ شیرین لایا آپ نے وہ پی لی پھر اپنا شکم
ببطنہ قال فلما وقع الشراب فی بطنہ خرج من الطعنات	چادر سے باندھا۔ جب شراب پیٹ میں پڑی تو زخموں
قالوا الحمد للہ ھذا دم استکن فی جوفك فاخرجہ اللہ	سے بہہ گئی۔ لوگوں نے کہا یہ خون جما ہوا پیٹ میں
من جوفك قال ای یرفا ویحك اسقنی لبنا	بھرا تھا۔ خدا نے اسے نکال دیا اس کے بعد دودھ مانگا۔

جناب شمس العلما شبلی نعمانی نے بھی اس روایت کو لکھا ہے۔

ایک طبیب بلایا گیا اس نے نبیذ اور دودھ پلایا اور دونوں چیزیں زخم کی راہ سے باہر نکل گئیں۔

(الفاروق صفحہ ۱۱۱)

روزہ قبل از وقت افطار کرنا

حضرت عمر کے نماز روزہ کا یہ حال تھا کہ جب نماز کو کھڑے ہوتے تھے تو امور ملکی و مالی سوچا کرتے تھے روزہ قبل از وقت افطار کر لیتے تھے۔ چنانچہ اس بارہ میں آپ نے مختلف احکام بھی صادر کیے ہیں۔ جیسا کہ فتح الباری صفحہ (۲۸۹) میں ہے۔

واختلف عن عمر فروی ابن	یعنی عمر کا حکم اس بارہ میں مختلف ہے ابن ابی شیبہ
ابی شیبہ وغیرہ من طریق	وغیرہ تو یہ روایت کرتے ہیں کہ عمر صاحب ایسی
زید بن وھب عنہ ترك القضاء	حالت میں روزہ قضا نہ رکھتے تھے چنانچہ زید بن

ولفظ معمر عن الاعمش عن زيد فقال عمر لم نقض والله ما تجانفنا الاثم وروى مالك من وجه آخر عن عمر انه قال لما افطر ثم طلعت الشمس الخطب يسير وقد اجتهدنا۔ (فتح الباری)

راوی ہین عمر سے روزہ کی ترک قضا کے اور معمر نے عمش سے انہون نے زید سے روایت کی ہے کہ عمر نے کہا کہ واللہ ہم قضا نہ کرین گے اور ہم گناہ پر بھی مائل نہین ہوئے۔ مالک دوسرے طریق سے روایت کرتے ہین کہ عمر کے افطار کے بعد جب آفتاب نکل آیا تو عمر نے کہا کوئی اشکال نہین ہے۔ کیونکہ ہم نے کوشش کرلی تھی۔

اس روایت کو جناب شبلی صاحب نعمانی نے بھی لکھا ہے۔

ایک دفعہ بدلی کی وجہ سے آفتاب کے چھُپ جانے کا دھوکہ ہوا حضرت عمر نے روزہ کھول لیا تھوڑی دیر کے بعد آفتاب نمودار ہوا لوگ متردد ہوئے عمر نے کہا "الخطب یسیر و قد اجتہدنا" اپنی معاملہ چندان اہم نہین ہے۔ ہم اپنی طرف سے کوشش کر چکے تھے۔

حالانکہ بخاری مین یہہ روایت موجود ہے۔

عن هشام بن عروة عن فاطمة بنت المنذر عن اسماء بنت ابی بكر قالت افطرنا علی عهد النبی صلی الله عليه وسلم فی يوم غيم ثم طلعت الشمس قيل لهشام فامروا بالقضاء قال بدّ من قضاء وقال معمر سمعت هشاما يقول لاادری اقضوا ام لا۔

ہشام بن عروہ فاطمہ بنت المنذر سے روایت کرتے ہین اسماء بنت ابوبکر سے کہ ہم لوگون نے عہد نبی مین بدلی کے دن مین افطار کیا اس کے بعد آفتاب نکل آیا تو کسی نے ہشام سے کہا تو سب کو حکم قضا دیا گیا اور کہا کہ قضا ضروری ہے معمر روایت کرتے ہین ہشام سے مینے سنا کہتے تھے مگر نہ معلوم سب نے قضا کیا یا نہین۔

تفسیر دربارۂ افطار۔

قبل از وقت افطار کے بارہ مین تفسیر در منثور سیوطی جلد ا صفحہ ۲۰۰ مین ہے۔

اخرج الحاکم وصححه عن ابی امامة سمعت رسول الله
صلی الله علیه وسلم یقول بینا انا نائم اذ اتانی
رجلان فاخذا بضبعی فاتیانی جبلا وعرا فقالا
لی اصعد فقلت انی لا اطیقه فقالا انا سنسهله لك
فصعدت حتی اذا کنت فی سواء الجبل اذا انا
باصوات شدیدة فقلت ما هذه الاصوات
قالوا هذا عواء اهل النار ثم انطلقا بی فاذا
انا بقوم معلقین بعراقیبهم مشققة اشداقهم
وتسیل اشداقهم دما قلت من هولاء
قال هولاء الذین یفطرون قبل
تحلة صومهم

تفسیر درمنثور سیوطی
صفحہ ۲۰۰

یعنی حاکم نے بسند صحیح روایت کی ہے کہ حضرت نے
فرمایا ہم سوتے تھے دو فرشتے آئے اور ہمارا بازو
پکڑ کر پہاڑ پر لے گئے جو نہایت سخت ناہموار تھا
کہا کہ اس پر چڑھو میں نے کہا کہ مجھے اس پر چڑھنے
کی طاقت نہیں ہے اونھوں نے کہا کہ ہم اسکو
آپکے لیے سہل کیے دیتے ہیں جب ہم وہاں پہونچے
تو ہم نے سخت آوازیں سُنیں پوچھا یہ کیسی آوازیں
ہیں۔ کہا کہ یہ اہل جہنم کی آواز ہے۔ وہاں سے
آگے بڑھے تو دیکھا کہ ایک قوم معلق ہے اپنے
ایڑیوں پر اور رگ پٹھے۔ ان کے پھٹے ہوئے ہیں
اور خون اس سے جاری ہے پوچھا کہ یہ کون لوگ
ہیں۔ کہا یہ وہ لوگ ہیں جو قبل از وقت روزہ
افطار کرتے تھے۔

حضرت عمر نے حکم دیا کہ حج کے مہینہ میں عمرہ نہ کرو۔ جیسا کہ ازالة الخفا میں ہے صفحہ ۱۰۲۔

قال عمر افصلوا بین حجکم
وعمرتکم فان ذلك اتم لحج
احدکم واتم لعمرته ان یعتمر
فی غیر اشهر الحج۔

عمر نے کہا کہ اپنے حج اور اپنے عمرہ میں فصل کرو کہ یہ
زیادہ تمام ہے تم میں سے ایک کے حج کے لیے اور
زیادہ تمام اوسکے عمرے کے لیے یہ ہے۔ عمرہ غیر ایام
حج میں کرے۔

حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آخر حج میں بتاکید تمام حکم دیا تھا۔ عمرہ اور حج ایک ساتھ

مناسک حج سے ناواقفیت

بجالاؤ حضرت عمر مناسک حج سے واقف نہ تھے چنانچہ ازالۃ الخفا صفحہ ۱۰۲ میں ہے

سئل عمر عن العمرۃ وھو بمکۃ من ای موضع اعتمر فقال ایت علی ابن ابی طالب فسلہ فقال علی حیث ابدأت یعنی من میقات ارضہ قال فاتی عمر فاخبرہ فقال ما اجدلک الا ما قال علی ابن ابیطالب ص ازالۃ الخفا صفحہ ۱۰۲

عمر سے سوال کیا گیا اگر کوئی شخص مکہ میں ہو اور عمرہ کرنا چاہے تو کہاں سے شروع کرے۔ جواب دیا کہ علیؑ کے پاس جاؤ حضرت علیؑ نے فرمایا جہاں سے شروع کیا ہے یعنی جو میقات اسکے اصلی وطن کا ہے وہاں سے احرام باندھنا چاہیے اس نے عمر سے بیان کیا اُنھوں نے کہا ہم بھی تو وہی چاہتے ہیں۔ جو حضرت نے کہا۔

حضرت عمر کو یہہ مسئلہ حج معلوم نہ تھا کہ طواف خانہ کعبہ کے پہلے عطر لگانا جائز ہے۔ لہذا آپنے حرمت کا حکم دیا جیساکہ ازالۃ الخفا ص ۱۰۵ میں ہے۔

ان عمر خطب الناس بعرفۃ وعلمھم امر الحج فقال لھم فیما قال اذا جئتم منی فمن رمی الجمرۃ فقد حل لہ ما حرم علی الحاج الا النساء والطیب لا یمس احد نساء ولا طیبا حتی یطوف بالبیت مالک فی روایۃ اخری مثلہ الا انہ قال من رمی الجمرۃ وحلق او قصر ونحر ھدیا ان کان معہ فقد حل الحدیث قلت ترک الفقہاء قولہ والطیب لما صح عندھم من حدیث عائشۃ

عمر نے عرفہ میں بغرض تعلیم حج خطبہ دیا تو کہا کہ جو شخص رمی الجمرہ کرے اس پر سب چیزیں بجز عورت اور خوشبو لگانے کے حلال ہو جاتی ہیں۔ وہ نہ عورتوں کے پاس جائے نہ خوشبو لگائے جبتک طواف نہ کرے۔ مالک نے ایک دوسری روایت میں بھی مثل اسکے روایت کی ہے مگر تحقیق کہ اوسنے کہا ہے جو شخص رمی جمار کرے اور حلق یا تقصیر کرے اور قربانی نحر کرے اگر اوسکے ساتھ ہو پس وہ محل ہو جائیگا آخر حدیث تک شاہ صاحب کہتے ہیں کہ تمام فقہا نے اس حکم کو ترک کر دیا کیونکہ ان کے نزدیک حدیث عائشہ

صحابہ سے پوچھا کہ اگر خلیفہ کسی کو گناہ کرتے دیکھے تو کیا سزا دے سکتا ہے؟

وغيرها ان النبي صلعم تطيب قبل طواف الافاضة (ایضا ص مقصد دوم) وروى عن عمر كان يعس في المدينة ذات ليلة فراى رجلا وامرأة على فاحشة فلما اصبح قال للناس أرأيتم لو ان اماما راى رجلا وامرأة على فاحشة فاقام عليهما الحد ما كنتم فاعلين قالوا انما انت امام فقال علي رض ليس لك ذلك اذا يقام الحد عليك ان الله تعالى لم يأمن على هذا الامر اقل من اربعة شهداء ثم تركهم ما شاء الله ان يتركهم ثم سألهم فقال القوم مثل مقالتهم الاولى فقال علي مثل مقالته وهذا مشير الى ان عمر رض كان مترددا في هذه المسئلة

وغیرہ سے ثابت ہے کہ نبی صلعم نے قبل زیارت خوشبو لگائی تھی۔ عمر کا بیان ہے کہ ہم رات کے وقت مدینہ میں گشت لگایا کرتے تھے ایک رات ایک مرد و عورت کو فحش کرتے دیکھا صبح کو ہم نے اصحاب سے پوچھا کہ اگر امام کسی مرد عورت کو فحش کرتے دیکھے تو کیا ان پر حد جاری کر سکتا ہے اصحاب نے کہا کہ آپ امام ہیں جو چاہیں کر سکتے ہیں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا تم کو یہ حق نہیں دیا گیا۔ اگر ایسا کرو گے تو خود تم پر حد جاری کرنا واجب ہوگا۔ کیونکہ خدا نے چار گواہ سے کم کو زنا کے بارہ میں جائز نہیں رکھا۔ عمرؓ نے دوبارہ صحابہ سے یہی سوال کیا صحابہ نے پھر وہی جواب خوشامدانہ دیا اور حضرت علیؑ نے پھر وہی کہا جو پہلے کہا تھا کہ یہ منصب کسی کو نہیں ہے۔ یہ قصہ اس امر کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ عمر اس مسئلہ میں متردد تھے۔

مجلس شوریٰ مقرر کرنا۔

آپ کے امر بالمعروف ونہی عن المنکر پر انعقاد مجلس شوریٰ سے خوب روشنی پڑتی ہے جسکا وقت رحلت انتظام فرما گئے تھے۔ اس انتظام سے مقصد یہہ تھا کہ جناب امیر علیہ السلام کو خلافت نہ ملے۔ آپ نے اس مجلس کے رکنیت کے لیے چھ اشخاص تجویز کیے۔ اور خلافت کو ان کے درمیان بطریق شوریٰ قرار دیا۔ جیساکہ کتاب الامامۃ والسیاسۃ ودیگر کتب اہلسنت میں ہے۔

حضرت عمر نے ابو طلحہ انصاری کو طلب کر کے حکم دیا کہ انصار سے پچاس آدمیون کو اپنے ساتھ رکھکر ان چھ آدمیونکو یعنی علیؑ۔ عثمانؓ۔ طلحہؓ۔ و زبیرؓ۔ سعد ابی وقاص۔ اور عبد الرحمنؓ۔ کو لیجا کر ایک گھر مین جمع کرو اور تم باشمشیر برہنہ اس گھر کے دروازہ پر کھڑے رہو۔ وہ چھ اشخاص آپس مین مشورہ کر کے کسی ایک کو خلافت کیلئے منتخب کرین اگر پانچ شخص متفق ہون اور ایک مخالفت کرے تو اوسکو قتل کرو اگر چار متفق ہون اور عبد الرحمن انمین ہو تو انکے قول پر عمل کرو۔ اگر دوسرے تین شخص مخالفت کرین تو وہ تینون قتل کر ڈالے جائین۔ اور تین دن سے زیادہ مہلت نہ دو۔ اگر تین دن گزر جائین اور یہ لوگ کسی کا انتخاب نہ کرین تو سبھون کو قتل کر ڈالو۔

قصہ مختصر حضرت کے حکم کے بموجب اُنکی وفات کے بعد حضرت عائشہؓ کے دولت خانہ مین مجلس منعقد ہوئی۔ بالآخر حضرت عبد الرحمن کی خاص تدبیر و فکر سے تاج خلافت حضرت عثمانؓ کے فرق مبارک پر رکھا گیا۔ اس انتظام سے حضرت عمر مورد مطاعن چند ہوئے۔

اول۔ جن حضرات کا انتخاب کیا تھا۔ پہلے تو اُن کے صفات بیان کیے کہ۔

چھ اشخاص اس مجلس کے لیے تجویز کیے۔

رسول خدا ان لوگون سے راضی تھے۔ اور یہ لوگ خلافت کے اہل ہین مگر پھر خود ہی ہر ایک کے عیب بیان کیے یعنی کسی کو متعصب کہا کسی کو مفسد۔ کسی کو حریص۔ کسی کو شدید۔ کسی کو امت کا فرعون بتایا چنانچہ حضرت طلحہ سے فرمایا کہ رسول خدا تم سے آزردہ تھے۔ حضرت سعد سے کہا کہ تم متعصب اور متکبر ہو۔ حضرت زبیر سے فرمایا تم بدخصلت ہو اور مفسد ہو حضرت عبد الرحمن سے کہا تم ضعیف و عاجز ہو اور اپنی قوم کو دوست رکھتے ہو۔ حضرت عثمان سے ارشاد فرمایا کہ اگر تم خلیفہ ہوئے تو اپنے عزیزون کو مسلط کرو گے اور اُن کو بیت المال سے مالامال کر دو گے۔ جناب امیر علیہ السلام کی نسبت فرمایا کہ آپ کے مزاج مین مزاح ہے۔

ان باتون کی تصدیق شمس العلما شبلی نعمانی الفاروق مین باین الفاظ فرماتے ہین۔

حضرت عمر نے اور بزرگون کی نسبت جو خورده گیریان کین ہم نے اِن کو ادب سے نہین لکھا۔ لیکن اس مین جائے کلام نہین۔ چنانچہ طبری وغیرہ مین اُن کے ریمارک بتفصیل مذکور ہین۔ (حصہ اول صفحہ ۱۱)

مجلس شوریٰ پر تنقید۔

دوم۔ آپ نے چار صورتوں مین اس جماعت کے قتل کا حکم دیا۔ حالانکہ اختلاف رائے کوئی گناہ نہین ہے جسکے سبب سے وہ مستوجب قتل ہون۔ اور خدا اور رسول کا کونسا حکم باستثنا جناب امیر علیہ السلام ان پانچ اشخاص کے وجوب اطاعت پر دلالت کرتا ہے کہ ان کے قتل کا باعث ہو۔ حالانکہ یہ حکم قتل بہ نص قرآن حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔

سوم۔ جناب امیر علیہ السلام سے فرمایا۔

اگر آپکے مزاج مین مزاح نہوتی تو خلافت کے لیے آپ بہتر تھے۔ بخدا اگر آپکا ایمان تولین تو تمام اہل زمین کے ایمان سے آپکے ایمان کا پلّہ بھاری ہوگا۔

لیکن وہ تدبیرین کین کہ ان جناب کو خلافت نہ ملے۔

چہارم۔ آپ نے نفس رسول اللہ کے قتل کی تجویز کی جس کی مودت وعداوت جناب رسول اللہ کی مودت وعداوت ہے۔

پنجم۔ آپ نے اس عہد کو توڑا جس کو بروز غدیر قبول کیا تھا۔ اور جناب امیر علیہ السلام کو ان الفاظ مین مبارکباد دی تھی "بخ بخ یا علی اصبحت مولای ومولی کل مومن ومومنۃ" ای علی آپ کو کل مومنین ومومنات کی سرداری مبارک ہو" لیکن جو زبان سے کہا تھا اُس پر عمل نہ کیا۔ حالانکہ مومن کی شان بہ نص قرآن یہ ہے۔ والموفون بعھدھم اذا عاھدوا کہ وہ جب عہد کرتے ہین تو اُس کو پورا بھی کرتے ہین۔

ششم۔ جناب امیر علیہ السلام کے فضائل ومناقب آپ کو معلوم تھے۔ جس کے خود بھی معترف تھے۔ باایں ہمہ حکم دیا کہ عبدالرحمن کی اطاعت کرو۔ حالانکہ یہ جانتے تھے کہ وہ حضرت عثمان کے چچازاد بھائی اور داماد ہین۔ اور حضرت عثمان کی طرفداری کرین گے۔ ان کی اطاعت جناب امیر علیہ السلام پر اس حد تک قرار دی کہ اگر ان کی رائے کی مخالفت کرین تو قتل ہون۔

اس موقع پر وہ مکالمہ جو امیر معاویہ اور ابن حصین سے ہوا تھا جسکو علامہ شہاب الدین المعروف بہ

ابن عبدربہ اندلسی نے اپنی مشہور کتاب عقد الفرید مین لکھا ہے لائق غور ہے جسکا خلاصہ ترجمہ یہ ہے۔

زیاد نے ابن حصین کو معاویہ کے پاس بطور وفد روانہ کیا کہ وہ وہان چند روز رہے۔ ایک شب معویہ نے ان سے تنہائی مین بات چیت کرنی شروع کی۔ اور کہا ہم نے سنا ہے کہ تم عقیل و ذہین ہو۔ لہذا بتاؤ کہ امور مسلمین کو کس چیز نے اس قدر منتشر کیا۔ اور کیون ایسا اختلاف پیدا ہوا۔

ابن حصین۔ حضرت عثمانؓ کا اس طرح قتل ہونا۔

معویہ۔ اس سے تو کچھ بھی نہین ہوا۔

ابن حصین۔ تو حضرت علیؑ کا تم سے لڑنے کو آنا اور تم سے جنگ کرنا اس کا باعث ہوا۔

معویہ۔ اس سے بھی کچھ نہ ہوا۔

ابن حصین۔ طلحہ و زبیر۔ اور عائشہ کا حضرت علیؑ سے جنگ کرنا اسکا سبب ہوا۔

معویہ۔ اس سے بھی کچھ نہ ہوا۔

ابن حصین۔ اے امیر المومنین ان کے سوا اور کوئی سبب مجھے معلوم نہین ہوتا۔

معویہ۔ ہم بتاتے ہین کہ یہ سارا فساد اس شورے سے ہوا جس کو حضرت عمر نے قائم کیا۔ کیونکہ خدا نے آنحضرت کو حق کے ساتھ اس لیے مبعوث کیا تھا کہ اس دین کو وہ تمام ادیان پر غالب کرے اگرچہ مشرکون کو اس سے کراہیت ہو۔ چنانچہ حضرت نے اس کے مطابق عمل کیا۔ جب خدا نے آپ کو اُٹھا لیا تو حضرت نے ابو بکر کو نماز پڑھانے کے لیے مقدم کیا (جیسا کہ روایت اہلسنت مین ہے) لہذا مسلمان بھی اِن سے راضی ہوئے۔ اور اپنے امر دنیا کے لیے ان کو مقدم کیا۔ کیونکہ حضرت نے امر دین کے لیے انکو پسند کیا تھا۔

جب ابو بکر کا انتقال ہوا تو اُنھون نے عمر کو اپنا خلیفہ بنایا۔ اور وہ مطابق سیرت ابو بکر عمل کرتے رہے۔ مگر عمر نے مرتے وقت اس کو شوریٰ قرار دیا تو اب کوئی شخص ان مین ایسا نہ رہا جس کے قوم و قبیلہ نے

اس کی آرزو نہ کی ہو۔ پس ہر شخص نے اپنی گردنین بلند کی۔ اگر عمر بھی کسی کو مثل ابوبکر خلیفہ کر جاتے تو کبھی یہ اختلاف نہ پیدا ہوتا۔

شبلی صاحب اور حضرت عمر کے اخلاق کی تعریف۔

جناب شمس العلماء شبلی نعمانی الفاروق حصۂ دوم صفحہ ۱۷۱ مین آپ کے خلق کی یہ تعریف کرتے ہین۔

منصب امامت کے لحاظ سے حضرت عمر کا سب سے بڑا کارنامہ جو تھا یہ تھا کہ آنحضرت نے دنیا کو جس قسم کے برگزیدہ اور پاکیزہ اخلاق کی تعلیم دی تھی اور جو آپ کے بعثت کا اصلی مقصد تھا حضرت عمر کے فیض سے قوم مین وہ اخلاق محفوظ رہے۔ حضرت عمر خود اسلامی اخلاق کے مجسم تصویر تھے انکا خلوص حق پرستی۔ راست گوئی حفظ لسانی یہ اوصاف خودبخود لوگون کے دلون مین اثر کرتے جاتے تھے۔

حضرت عمر مغلوب الغضب تھے۔

شمس العلماء کی یہ مدح وثنا محض عقیدت مندانہ ہے۔ حالانکہ وہ بہت ہی مغلوب الغضب تھے جس کی شہرت تمام عرب مین تھی ان کے غیض وغضب سے صحابہ جو بڑے مرتبہ اور درجے والے تھے وہ بھی لاان تھے جیسا کہ اسی الفاروق مین ہے۔

ایک دفعہ بہت سے لوگ ابی کعب سے جو بڑے رتبہ کے صحابی تھے ملنے گئے۔ جب وہ مجلس سے اُٹھے تو ادب اور تعظیم کے لیے لوگ ان کے ساتھ ساتھ چلے اتفاق سے حضرت عمر اُدھر سے آنکلے یہ حالت دیکھ کر ابی کو ایک کوڑا لگایا ان کو نہایت تعجب ہوا اور کہا یہ آپ کیا کرتے ہین۔

احوال حضرت عثمانؓ

سرسری کر نظام کا جو صحابہ رسول اللہ پر کیے۔

حضرت عثمان کا جیسا عمل امر بالمعروف ونہی عن المنکر پر تھا وہ جمیع کتب حدیث وسیر اہلسنت مثل کتب صحاح۔ تاریخ طبری۔ تاریخ الخلفاء۔ استیعاب۔ کنز العمال۔ تاریخ اعثم کوفی۔ روضۃ الاحباب روضۃ الصفا حبیب السیر۔ مدارج النبوۃ وغیرہ وغیرہ مین مذکور ہے کہ۔

آپ نے مسند نشین خلافت ہوتے ہی حکم بن العاص جس کو رسول خدا صلعم نے بوجہ اوس کے کفر ونفاق کے

مدینہ سے خارج البلد کر دیا تھا اور تاحیات اپنے مدینہ مین آنے کی اجازت نہ دی اس کو اعزاز و اکرام سے مدینہ مین بُلا لیا اور اپنا رفیق بنایا۔ حارث کو بازار مدینہ کی چنگی یعنی عشرہ قیمت و فروخت شدہ لینے کا حکم دیا۔ بنی اُمیہ کو بیت المال سے مالامال کر دیا۔ مروان کو بصرہ کے پانچ شہر بخش دیئے۔ عبداللہ بن حارث کو تین لاکھ درہم دیئے۔ عہد رسول اللہ صلعم مین اذان ایک بار تھی آپ نے تین بار کر دی حضرت عبداللہ بن عمر نے ہمران بادشاہ اہواز کو قتل کرا دیا کہ وہ حضرت عمر کے قتل مین شریک تھا۔ حالانکہ یہ الزام اُس پر ثابت نہ تھا مگر حضرت عثمان نے عبداللہ سے قصاص لیا۔ اور عبداللہ بن عمر نے اسی الزام مین خفتہ نصرانی کو قتل کیا۔ ہرچند جناب امیر علیہ السلام و دیگر صحابہ کرام نے حضرت عثمان سے کہا کہ عبداللہ سے قصاص لیا جائے۔ مگر خلیفہ صاحب نے بجائے قصاص کے بیت المال سے دیت دلا دی۔

حضرت عثمان اپنی خلافت کے زمانہ مین ایک دن مسجد سے گھر جا رہے تھے کہ ابو سفیان آئے اور کہا دیا

یا بنی امیۃ تلقفوھا تلقف	یعنی اے بنی اُمیہ اس بادشاہت کو حاصل
الکرۃ فوالذی یحلف بہ ابوسفیان	کر کے مضبوط پکڑو قسم اُس کی نہ عذاب کوئی
ما من عذاب ولا حساب ولا جنۃ ولا نار	شے ہے۔ نہ حساب نہ بہشت نہ دوزخ اور
ولا بعث ولا قیامۃ	نہ حشر نہ قیامت۔

حضرت عثمان نے اُس پر حد شرع جاری کرنے کے عوض مسلمانون کے خزانہ سے اُنکو دو لاکھ دینار عطا کئے "

آپکی بدعت کے بارے مین علما کے اقوال۔

حضرت مولوی خواجہ حسن نظامی صاحب نے بھی اپنی تالیف و تصنیفات مین خلیفہ صاحب موصوف کے حالات بہت کچھ لکھے ہین ۔ از انجملہ یہ ہے ۔

رسول اللہ صلعم کا دستور تھا کہ جب حج کو جاتے تھے تو منی کے مقام پر نماز قصر کر دیتے چار رکعت مین دو رکعت پڑھتے ۔ حضرت عثمان حج کو گئے تو آپ نے منی مین اپنا خیمہ نصب کیا اور وہان اقامت اختیار کی ۔ اور

چار رکعت نماز پڑھی اس پر سب اصحاب بگڑ کر بولے یہہ کیا بدعت ہے۔ رسول اللہ نے تو یہان نماز دو رکعت پڑھی تم چار رکعت پڑھتے ہو۔ حضرت عبد الرحمن بن عوف تو اس قدر تیز ہوئے کہ بھرے مجمع مین کہا تیرا کیا اقرار تھا خلافت کے وقت۔ کیا تو بھول گیا۔ تو نے عہد کیا تھا کہ مین کتاب اللہ و سُنت رسُول پر عمل کرونگا آج سُنت پیغمبرؐ سے انحراف کرتا ہے۔ حضرت عثمان نے جواب دیا کہ خفا کیون ہوتے ہو حضرت صلعم مسافرت کے سبب نماز قصر کیا کرتے تھے۔ مین مقیم ہون مجکو نماز قصر جائز نہین۔

صحابہ کو اس جواب سے اطمینان نہوا اور چند روز کے اندر سارے ملکون مین دُھوم مچ گئی کہ امیر المومنین رسولؐ کی سُنت کے خلاف کام کر رہے ہین (از محرم نامہ)

تاریخ خمیس جلد (۲) صفحہ ۲۶۱ مین ہے۔

الحادی عشر نقلوا انہ قال لعبد الرحمن
بن عوف انہ منافق وذلك ان
الصحابۃ لما نقموا علی عثمان ما احدثہ
وعاتبوا عبد الرحمن فی تولیتہ ایاہ
فی اختیارہ فندم علی ذلك وقال
انی لا اعلم ما یکون وان الامر الیکم
فبلغ قولہ عثمان وقال ان عبد الرحمن
منافق وانہ لا یبالی ما قال فحلف
ابن عوف لا یکلمہ ما عاش و
مات علی ھجرتہ وقالوا فان کان
ابن عوف منافقا کما قال فما صحت

گیارہوین نقل کیا ہے ان لوگون نے کہ کہا عثمان
نے عبد الرحمن ابن عوف کو کہ وہ منافق ہے اور یہ اسطرح
پر ہے کہ جب صحابہ نے حضرت عثمان پر بوجہ اُن کی بدعتون
کے کثرت سے اعتراض کرنا شروع کیا اور عبد الرحمن پر
عتاب کیا تولیت عثمان پر تو عبد الرحمن بن عوف
بہت نادم ہوئے اور کہا کہ مجھے کیا خبر تھی کہ ایسے
اُمور اُن سے سرزد ہون گے اور امر تمہارے اختیار مین
ہے۔ عثمان نے جب یہ سنا تو کہا کہ عبد الرحمن منافق
ہے وہ پروا نہین کرتا کہ کیا کہتا ہے۔ عبد الرحمن کو
جب اسکی خبر معلوم ہوئی تو قسم کھائی کہ اب کبھی
عثمان سے بات چیت نہ کرون گا۔ آخر اسی حال مین

بیعتہ ولا اختیار لہ ان لم یکن	انھون نے وفات پائی۔ صحابہ نے کہا۔ اگر عبدالرحمن
منافقاً فقد فسق بھذا القول	منافق تھے تو پھر اُنکی بیعت بخلافت صحیح نہین۔
وخرج عن اھلیۃ الامارۃ	اور اُن کو حق تھا کہ عثمان کو خلیفہ بنائین اور اگر
ازود التحفہ	عثمان نے غلط کہا تو عثمان قابل خلافت
صفحہ ۱۲۵	نہ رہے۔

فتویٰ دربارہ جمع بین الاختین۔

حضرت عثمان نے جمع بین الاختین کے بارہ مین جو فتویٰ دیا تھا وہ بھی قابل ملاحظہ ہے۔ اس کی نقل ازالۃ الخفاء سے کی جاتی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔

ان رجلا سال عثمان بن عفان	ایک شخص نے عثمان سے سوال کیا کہ ایک شخص
عن الاختین من ملک الیمین	بذریعہ ملک یمین دو بہنون کا مالک ہے
ھل یجمع بینھما فقال عثمان احلتھما	تو کیا ایک وقت مین دونون کو عقد مین لا سکتا ہے۔
ایۃ او "ما ملکت ایمانکم"	عثمان نے جواب دیا کہ ایک آیت سے حلال ہے
وحرمتھما ایۃ اخری ای ان	ما ملکت ایمانکم اور دوسری آیت سے
یجمعوا بین الاختین فاما انا	حرام ہے ان تجمعوا بین الاختین مگر
لا احب ان اصنع ذلک فقال	ہم اسکو پسند نہین کرتے۔ سائل وہان سے نکلا
فخرج من عندہ فلقی رجلا من	اور ایک صحابی سے ملاقات ہوئی ان سے
اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ	دریافت کیا اور کہا کہ اگر ہم کو اس خلافت مین
وسلم فسالہ عن ذلک فقال	کوئی اختیار ہوتا تو ضرور ایسے شخص پر حد جاری
لو کان لی من الامر شئ ثم وجدت	کرتے۔ جو اس کام کو کرتا۔ ابن شہاب کہتے ہین
احدا فعل ذلک لجعلتہ	کہ جہانتک ہم جانتے ہین وہ صحابی جناب

نکالا قال ابن شہاب ارادہ علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ (جلد ۲ صفحہ ۲۳۰)

امیر علیہ السلام ہین ۔ (جلد ۲ صفحہ ۲۳۰) ۔

تیسری ۔ ان عثمان بن عفان اتی بامرأۃ قد ولدت فی ستۃ اشہر فامر بہا ان ترجم فقال لہ علی بن ابیطالب لیس ذلک علیہا ان اللہ تبارک وتعالیٰ یقول فی کتابہ وحملہ وفصالہ ثلثون شہرا وقال والوالدات یرضعن اولادھن حولین کاملین لمن اراد ان یتم الرضاعۃ فالحمل یکون ستۃ اشہر فلا رجم علیہا فبعث عثمان ف اثرھا فوجدھا قد رجمت

ازالۃ الخفا مقصد دوم صفحہ ۲۲ ایضا

حضرت عثمان کے پاس ایک عورت حاضر کی گئی جس کے چھ مہینہ مین بچہ پیدا ہوا تھا۔ پس حضرت عثمان نے اُس عورت کے لیے رجم کا حکم دیا۔ پس حضرت علی علیہ السلام نے عثمان سے کہا کہ یہ حکم اُس عورت پر جاری نہین ہو سکتا بہ تحقیق کہ اللہ جلشانہ اپنی کتاب مین ارشاد فرماتا ہے اور اُسکا زمانہ حمل اور زمانہ شیرخواری تیس مہینہ مین اور ارشاد فرمایا خدائے برتر نے مائین اپنے بچونکو پورے دو برس دودھ پلائین اُس شخص کے لیے جو زمانہ شیرخواری کو پورا کرے۔ پس زمانہ حمل چھ مہینہ ہوگا۔ پس اُس عورت پر سنگساری کا حکم نہین ہے تب عثمان نے کسی کو اُس عورت کے پیچھے بھیجا اُس شخص نے اُس عورت کو سنگسار کیا ہوا پایا۔

ملک پران اشخاص کو حاکم بنایا جن سے رسول اللہ ناراض تھے۔

حضرت عثمان نے اُن لوگون کو مختلف صوبون مین اعلیٰ حاکم بنایا جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رضامند و خوش نہ تھے۔ از انجملہ ولید بن عقبہ تھے جو کوفہ کے حاکم مقرر کیے گیے یہ حضرت عثمان کے مادری بھائی تھے جن کے فسق و فجور پر سورۂ حجرات مین آیۂ کریمہ یا ایھا الذین آمنوا ان جاءکم فاسق الخ

شاہد ہے۔ ایک دن آپ نے حالت نشہ مین نماز فجر مین بجائے دو رکعت کے چار رکعت پڑھا دی اور نمازیوں سے کہا۔ اگر کہو تو اور زیادہ کر دون انہین حضرت کو جناب رسول اللہ صلعم نے بنی المصطلق کے بعد زکواۃ وصول کرنے کو بھیجا تھا اُن سے اور اُن لوگون سے کدورت تھی آپ اثنا راہ سے واپس چلے آئے اور آنحضرت صلعم سے یہ کہدیا کہ وہ سب لوگ تو مرتد ہو گئے جب وہ لوگ یہ خبر سنکر آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کیا کہ ہم لوگون پر یہ افترا اور بُہتان ہے۔ آنحضرت نے اسکی تحقیقات پر خالد بن ولید کو مقرر فرمایا دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ مرتد ہونیکی شکایت غلط تھی۔ (دیکھو تفسیر کشاف جلد ۳ صہ ۱۲۱ مطبوعہ مصر

حضرت عثمان نے اپنے عہد حکومت مین سارے ملکون کے قرآن شریف جمع کر واکر جلوا دیئے۔ اور خود نیا قرآن ترتیب دیکر جاری کیا۔ جس مین آیات کی ترتیب بموجب تنزیل نہین ہے۔

حضرت ابن مسعود نے اپنا قرآن دینے سے انکار کیا تو اُن کو اپنے غلام سے اتنا پٹوایا کہ اُنکی پسلیان ٹوٹ گئین۔

اسی طرح اور اصحاب رسولؐ سے کسی کو جلاوطن کسی کو زدوکوب کرایا۔

توریت کا ترجمہ عربی مین کیا۔

شاہ صاحب نے حضرت عثمان کے عہد خلافت کی بہت تعریف کی ہے۔ اور ان باتون کو مفتریات شیعہ اور شیاطین کوفہ سے بتایا ہے۔ اور حضرت عثمان کی حمایت کرکے ان کے عمال کو لایق اور مستحسن ٹھراکر خوب اُن کی مدح وثنا کی ہے۔ اور اقربا کو مال دینے کے بارہ مین لکھا ہے کہ عثمان غنی تھے اپنے ذاتی مال سے اقربا کی امداد کی۔ اور اس امر مین عثمان نے آیہ کریمہ ذوی القربیٰ پر عمل کیا۔ آخر بعد قیل وقال بسیار یہ فرماکر ؎

چشم بداندیش برا گندہ باد　　عیب نماید ہنرشس در نظر

جناب خلیفہ صاحب موصوف کے کارنامہ کی خوب پردہ پوشی کی ہے۔ یہ سب حالات ہم نے آیات محکمات کی تیسری جلد مین لکھے ہین۔ اور شاہ صاحب کے اقوال نقل کرکے انہین کے علماء کرام

وفضلاء عظام اور محدثین و مفسرین کے اقوال حضرت کے کلام کے خلاف پیش کیے ہین ان کے ملاحظہ سے ان مطاعن کی صحت اور حضرت کی صدق بیانی منکشف ہو گی۔

حضرت عبداللہ بن زبیر سے امور خلاف شریعت ہوئے۔

اہلسنت کے نزدیک حضرت عبداللہ بن عمر کا بھی مرتبہ و درجہ حضرت عمر سے کم نہین ہے۔ چنانچہ جناب شمس العلماء شبلی نعمانی الندوہ مین حضرت عبداللہ بن عمر کے ایمان و عقاید کی توصیف و ثنا مین فرماتے ہین کہ۔

عام روایت تو یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر حضرت عمر سے پیشتر یہ شرف حاصل کر چکے تھے لیکن صحیح روایت یہ ہے کہ وہ بھی حضرت عمر کے ساتھ ایمان لائے تھے۔ بہرحال اُن کا بلوغ کا زمانہ کفر کی نجاست سے پاک رہا اور بالکل بچپن ہی کے زمانہ مین انکو گنجینہ مراد ملا۔ صحابہ مین رسول اللہ کے اقوال و اوامر کے بلاکم و کاست بجا لانے مین عبداللہ بن عمر سے زیادہ کوئی محتاط نہ تھا انہون نے اپنی تمام زندگی زہد اور اعراض عن الدنیا مین بسر کی۔

لیکن جب آپ کے 'امنوا وعملوا الصٰلحٰت' کے کارنامہ پر نظر کی جاتی ہے تو اس صفت و ثنا سے محض عقیدتمندی ظاہر ہوتی ہے اس لیے کہ آپ کے "امر بالمعروف و نہی المنکر" کا اندازہ تاریخ الخلفا سیوطی کی اس روایت سے بخوبی ہوتا ہے۔

واخرج عن النخعی ان رجلا قال لعمر الا تستخلف عبداللہ بن عمر فقال قاتلك اللہ واللہ ما اردت اللہ بھذا استخلف رجلا لم یحسن ان یطلق امرأتہ	یعنی کسی نے عمر سے کہا کہ اپنے فرزند عبداللہ کو خلیفہ کرو عمر نے کہا کہ خدا تجھے قتل کرے ہم کیونکر ایسے شخص کو خلیفہ کرین جو اپنی زوجہ کو صحیح طور سے طلاق دینا بھی نہ جانتا ہو۔

(ارجح المطالب ص۲۲)

یہ روایت صواعق محرقہ ابن حجر مکی ص۲۲ مین بھی ہے بلکہ اتنا زائد ہے۔

فی زمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ	کیونکہ اس نے عہد رسول اللہ صلعم مین اپنی زوجہ کو
وسلم طلقها فی الحیض فقال صلی اللہ	حالت حیض مین طلاق دی تھی جس پر آنحضرت صلعم نے
علیہ وسلم لعمر مرہ فلیراجعها	عمر سے کہا کہ اپنے پسر کو کہو کہ رجوع کرے۔

اسی طرح اعراض عن الدنیا پر تاریخ کامل کی یہ روایت شاہد ہے۔

فلما مات زیاد عزم معویۃ علی	یعنی زیاد کی موت کے بعد معویہ نے یزید کی بیعت
البیعۃ لابنہ یزید فارسل الی عبد اللہ	لینی چاہے تو عبد اللہ بن عمر کو ایک لاکھ درہم
بن عمر مائۃ الف درہم فقبلها فلما	بھیجے انھون نے قبول کر لیے اس کے بعد بیعت
ذکر البیعۃ لیزید قال ابن عمر ھذا اراد	یزید کا تذکرہ آگیا تو ابن عمر نے کہا اس لیے یہ روپیہ
ان دینی عندی اذن لرخیص وامتنع	بھیجا تھا کیا ہمارا دین سستا ہے اس کے بعد
صـ ۲۱۵ جلد ثالث طبع مصر	بیعت سے انکار کیا۔

غرض یہ تھی کہ اور روپیہ ملے چنانچہ وہی ہوا۔ پھر تو یزید کے ایسے طرفدار ہوئے کہ جو اسکی مخالفت کرتا اس سے لڑنے کو تیار ہو جاتے چنانچہ بعد شہادت جناب امام حسین علیہ السلام لوگون نے یزید کے افعال قبیحہ سے تنگ آکر اس کو خلافت سے معزول کرنا چاہا تو انھون نے مجمع عام مین جو تقریر کی وہ صحیح بخاری مین فتح الباری جلد آخر صـ ۵۵۵ سے اس جگہہ نقل کی جاتی ہے۔

عن نافع قال لما خلع اهل المدینۃ	یعنی جب اہل مدینہ نے یزید کو خلافت سے خلع
یزید بن معویۃ جمع ابن عمر حشمہ وولدہ	کیا تو ابن عمر نے اپنی اولاد اور حشم کو جمع کیا اور
فقال انی سمعت النبی صلی اللہ علیہ	کہا ہم نے رسول اللہ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے
وسلم یقول ینصب لکل غادر لواء	ہر غدر کرنے والے کے لیے بروز قیامت ایک جھنڈا
یوم القیمۃ وانا قد بایعنا ھذا الرجل	کھڑا کیا جائے گا فضیحت ہو اور ہم نے اس شخص کی

علی بیع اللہ ورسولہ وانی لا اعلم	بیعت کی ہے اور بیعت خدا ورسول کے لئے ا
غدر اعظم من ان یبایع رجل علی	جہان تک ہم جانتے ہین اس سے بڑھکر کوئی غدر
بیع اللہ ورسولہ ثم ینصب لہ القتال	نہین ہوسکتا کہ ایک آدمی سے بیعت کیجائے اور پر بیعت
وانی لا اعلم احدًا منکم خلعہ	خدا ورسول کے پھر اس سے قتال کیا جائے اور مین تم مین سے
ولا تابع فی ھذا الامر الا کانت	کسی کو ایسا نہین جانتا جس نے اُس کے شکست بیعت کی ہو یا بیعت
الفیصل بینی وبینہ	جو شخص اس سے قتال کرے اسکو خلع کریگا تو ہم مین ہمارا اور اُسکے جدائی ہو جائیگی۔

یہ کمال ایمان ہی کا پرتو ہے کہ یزید کو تو اپنا امام بنایا اور جس نے اسکو خلع کرنا چاہا اس سے آمادہ مخالفت ہوئے لیکن جناب امیر علیہ السلام سے بیعت گوارہ نہ کی جیساکہ تاریخ کامل مین ہے۔

وجاء ابن عمر فقالوا بایع قال	یعنی جب ابن عمر کو بیعت کیلیے لائے تو انھون نے کہا جبتک
لاحتی یبایع الناس قال ائتنی	سب لوگ بیعت نکرین ہم بیعت نہ کرین گے حضرت نے فرمایا
بکفیل قال لا اری کفیلا قال الاشتر	اچھا کوئی ضامن لاؤ کہا کوئی ہمارا کفیل نہین ہے مالک اشتر
دعنی اضرب عنقہ قال علی دعوہ	نے کہا اگر حکم ہو تو اسکی گردن اُڑا دون جناب امیر نے فرمایا
انا کفیلہ انک ما علمت سیئ الخلق	چھوڑ دو اسکے ہم ضامن ہین تم کو معلوم نہین ہے یہ
صغیرا وکبیرا۔	بچپن سے کبر سن تک ہر آئنہ بدخلق رہا۔

اہلسنت کے نزدیک حضرت طلحہ و زبیر بھی صحابہ کبار سے ہین اور فرد عشرہ مبشرہ مین شامل ہین۔ حضرت طلحہ کے کمال صلاحیت وسعادت پر یہ نکتہ کافی ہے کہ بعد وفات رسولؐ حضرت عائشہ رضؓ سے عقد کا قصد رکھتے تھے۔ جیساکہ دُر منثور (جلد ۵ صفحہ ۲۱۴) مین ہے۔

قال طلحہ بن عبید اللہ لو قبض النبی صلی اللہ علیہ وسلم	طلحہ نے کہا کہ اگر رسول قضا کر جائین گے
تزوجت عائشہ رضی اللہ عنہا فنزلت	تو عائشہ سے نکاح کرون گا اسپر یہ آیت نازل ہوی

وماکان لکم ان تؤذوا رسول اللہ و — تم کو یہ جائز نہین ہے کہ رسولؐ خدا کو اذیت دو۔ اور

لا ان تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدا ان — نہ یہ جائز ہے کہ تم اُس کے بعد کبھی انکی بیبیون سے نکاح

ذلکم کان عند اللہ عظیما (پ۲۲ سورہ احزاب ع۷) — کرو بیشک یہ خدا کے نزدیک بڑا (گناہ) ہے۔

اس آیہ کریمہ کی تفسیر درمنثور جلد پنجم ص۲۱۴ مین جو تفسیر لکھی ہے اُسکا حاصل یہ ہے۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ آیت حجاب نازل ہونے کے بعد حضرت طلحہ نے فرمایا کہ ابتو اندیشہ ہے کہ ہم لوگ اپنے چچازاد بہنون (پیغمبر کی بیبیون) سے بھی پردہ کے باہر سے بات کرین۔ اگر رسولؐ اللہ مرین تو مین عائشہ سے نکاح کرونگا۔ اسپر یہ آیت نازل ہوئی اور عام مسلمانون پر پیغمبرؐ کی بیبیان حرام ٹھرائی گئین۔

طلحہ و زبیر کا حضرت عائشہ کو جناب امیرؑ سے جنگ پر آمادہ کرنا

حضرت طلحہ و زبیر نے جناب امیر علیہ السلام کو باصرار خلافت قبول کرنے پر رضامند کیا مگر جب اُنکے مقاصد جناب امیر علیہ السلام سے حاصل نہ ہوئے تو نکث بیعت کر کے مدینہ پہونچے اور حضرت عائشہ رضی سے ملے۔ اور بحیلہ طلب خونبہائے عثمان وصیؑ رسول سے جنگ کرنے پر آمادہ کیا۔ آخر کار حضرت عائشہ تیار و آمادہ و مستعد ہوگئین۔ اور حضرت حفصہ بھی اونکے ساتھ ہوگئین۔ حضرت عائشہ پھر حضرت ام سلمہ رض سے ملین جو حج کے لیے مکہ معظمہ آئی ہوی تھین۔ اپنے ارادہ مین اُنکو بھی شریک کرنا چاہا۔ حضرت ام سلمہ رض نے اُن کی باتون کا یہ جواب دیا۔

حضرت ام سلمہ کا حضرت عائشہ کو اس قصد سے باز رہنے کی تفہیم

اے عائشہ مجھے تمھارے ارادہ سے بہت استعجاب ہوا کہ تم عثمان کا خونبہا وصی رسولؐ سے لینا چاہتی ہو۔ حالانکہ تم عثمان کو ہمیشہ بُرا بھلا کہتی رہین تم اپنے ارادہ سے باز آؤ اور اُس حدیث کو یاد کرو جو رسول اللہ صلعم نے ارشاد کی تھی کہ میری ازواج مین ایک زوجہ اہل بغی اور مفسدون کے ساتھ ہوکر جب چشمہ حواب پر پہونچے گی تو کتے بھونکین گے۔ تم کو لازم ہے کہ طلحہ و زبیر کے مکر و فریب مین نہ آؤ اور اپنے کو اس حدیث اور اس فعل قبیح سے بچاؤ۔

حضرت عایشہ نے اس نصیحت پر مطلق توجہ نہ کی اور اہل بنی کے ساتھ ملکر وصی رسولؐ سے لڑین۔ اس لڑائی کو جنگ جمل کہتے ہین۔

ہم اپنے بیان کی تائید مین روضتہ الاحباب کی کچھ عبارت نقل کرتے ہین اور وہ یہ ہے۔

اقتباس روضۃ الاحباب دربارۂ جنگ جمل۔

ارباب سیر و تواریخ آوردہ اند کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بجانب ام المومنین۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا رفت کہ وے نیز از مدینہ بعزم گزاردن حج بمکہ رفتہ بود۔ بعد از تقدیم مراسم تسلیم بادے گفت کہ اے دختر ابو امیہ بدرستیکہ تو اول ضعیفہ کہ مہاجرت در راہ خدا و رسول کردی۔ و بواسطۂ شرف فراش حضرت رسالت مآب صلعم عظیم الشان رفیع القدری و از میان امہات مومنین بخواص و ممتازی پوشیدہ نباشد۔ بر تو کہ جماعتی از غوغایان امیر المومنین عثمان بن عفان را بقتل آوردہ اند اکنون جمیع از ہوا داران و یاران آن خلیفہ مقتول و مظلوم در مدد آن در آمدہ اند کہ از قاتلان او انتقام کشند و ایشان را بہ قصاص رسانند ام سلمہ گفت کہ اے دختر ابو بکر تو بخون عثمان باز خواست لیکن بخدا سوگند

مورخین لکھتے ہین کہ عائشہ صدیقہ ام المومنین رضی اللہ عنہا ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر گئین کیونکہ وہ بھی مدینہ سے حج کے ارادہ سے مکہ گئین تھین۔ بعد مراسم تسلیم اُن سے کہا کہ اے دختر ابو امیہ یہ تحقیق کہ تم وہ پہلی ضعیفہ ہو جس نے خدا اور رسول کی راہ مین ہجرت کی ہے اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی ہونے کی وجہ سے ممتاز و معزز ہو اور تمام امہات المومنین مین خاص امتیاز رکھتی ہو تم پر یہ بات پوشیدہ نہ ہے کہ ایک گروہ نے امیر المومنین عثمان بن عفان کو قتل کیا ہے خلیفہ مقتول و مظلوم کے دوست اُن کے قاتلون سے انتقام و قصاص کے لیے تیار ہو گیے ہین ام سلمہ نے کہا اے دختر ابو بکر تم عثمان کا قصاص لینا چاہتی ہو قسم بخدا کہ تم عثمان پر نہایت درجہ غیظ و غضب کیا کرتی تھین اور سوائے

که تو از اشد مردمان بودی از روے قہر
وغضب نمیخواندی، مگر نعثل می گفتی لعن اللہ
نعثلا وقتل اللہ نعثلا اے عائشہ بترس از
خدائے در نفس خود در امرے کہ ترا
رسول اللہ صلعم ازان ترسانیدہ مباش
صاحبہ سگان حواب سوگند میدہم ترا
بخداوند تعالی کہ از پیغمبر نشنیدی کہ فرمود
سگان حواب بریکے ازواج من صیاح و
نباح کنند وآن زن کہ این واقعہ اورا
پیش آید درمیان اہل بغی فساد وعناد باشد
درآن زمان کہ آنحضرت این فرمود من
انائے در دست داشتم از غایت اضطراب
وقلق از دست من بیفتاد وآن سرور
رو بجانب من کرد موجب اضطراب
پرسید گفتم یارسول اللہ اضطراب وقلق من
از خوف است مبادا کہ آن زن من باشم
آن سرور بہ تبسم فرمود بجانب تو نگاہے
کردہ گفت من گمانے میبرم کہ آن زن تو
باشی اے حمیرہ۔ عائشہ ام سلمہ را

نعثل کہنے کے اور کسی نام سے اُنکو نہین پکارتی
تھین اور کہا کرتی تھین کہ خدا کی لعنت نعثل پر
اور اللہ اس نعثل کو ہلاک کرے اے عائشہ
خدا سے ڈرو اُس امر مین جس سے رسول اللہ صلعم
تمہین ڈرا گئے ہین اور صاحبہ سگان حواب کے
نہ ہو اے عائشہ مین تم کو خدا کی قسم دلا کر پوچھتی
ہون کہ جناب رسول خدا کو کیا تم نے یہ فرماتے
نہین سنا کہ میری ازواج مین ایک وجہ پر سگان
حواب بھونکین گے اور جس بی بی کو یہ واقعہ پیش
آتا ہے وہ باغیون اور مفسدون اور فتنہ پردازون
اور دشمنون کے گروہ کے ساتھ ہوگی جس وقت
آنحضرت صلعم نے یہ ارشاد فرمایا اسوقت میرے ہاتھ مین
ایک برتن تھا مین یہ سنکر اسقدر مضطرب وبیقرار
ہوئی کہ وہ میرے ہاتھ سے گر پڑا تو جناب رسول اللہ
نے یہ ملاحظہ فرما کر مجھ سے باعث اضطراب کا پوچھا
مین نے عرض کی مین اسوجہ سے مضطرب وپریشان
ہون۔ مبادا کہ وہ بی بی مین ہون آنحضرت صلعم
نے مسکرا کر تمہاری طرف نگاہ کرکے فرمایا
کہ میرا گمان ہے۔ اے حمیرہ کہ وہ بیوی تم ہوگی

در روایت این حدیث تصدیق نمود۔ — عائشہ نے ام سلمہ کے ان باتوں کی تصدیق کی۔

(جلد سوم صنہ ۲۰ و ۲۱) — (جلد سوم صنہ ۲۰ و ۲۱)

لشکر عائشہ کا چشمہ حواب پر پہونچنا۔

یہ واقعہ دیگر کتب سیر و تواریخ مثل انساب سمعانی۔ روضۃ المناظر۔ تاریخ طبری۔ تاریخ کامل وغیرہ مین اور کتاب الامامہ والسیاسۃ وغیرہ مین بہ تفصیل درج ہے اور یہ بھی کہ جب لشکر عائشہ رضؓ چشمہ حواب پہونچا تو کُتے بھونکنے لگے حضرت عائشہ نے پوچھا اس جگہ کا کیا نام ہے۔ لوگون نے کہا یہ آب حواب ہے حضرت ام المومنین نے حدیث رسُول کو یاد کر کے واپسی کا ارادہ کیا۔ مگر عبداللہ بن زبیر نے آکر حلف اُٹھایا کہ یہ آب حواب نہین ہے۔

جناب شاہ صاحب نے عبداللہ بن زبیر کو اس جھوٹی شہادت کے الزام سے بچا کر اہل لشکر کے سر تھوپا ہے۔ جیسا کہ تحفہ مین ہے۔

در روایات اہلسنت این قصہ چنان صحیح شدہ کہ حضرت عائشہ در باب مراجعت آمادگی کرد اہل عساکر قریب ہشتاد کس را از دہاقین گرد در نواح شاہد آوردند کہ این آب حواب نیست پس عائشہ پیشتر روانہ شد۔ (صنہ ۲۳۰)

لیکن روضۃ الاحباب مین ہے کہ یہ مکر و فریب عبداللہ بن زبیر کا تھا۔ اور اسلام مین یہ پہلی جھوٹی شہادت تھی۔

پس عائشہ در ہودج نشستہ وہودج را	ابن امیہ نے ایک اونٹ جو پیش کیا تھا اس پر
بر شتر عسکر کہ یعلی بن امیہ پیشکش کردہ بود	ہودج باندھا گیا حضرت عائشہ اُس مین سوار ہو کر
بستر بودند و پیش پیش لشکر میرفت تا رسیدند	لشکر کے آگے آگے چلین۔ جب علی الصباح ایک
قریب بطلوع صبح بر سر چشمہ آبی کہ از احواب	چشمہ پر جسکو حواب کہتے ہین پہونچین جب عائشہ کا
می گفتند چون شتر عائشہ در گذر آمد سگان آن	اونٹ اس مقام پر آیا تو اس موضع کے کُتے
موضع جمع گشتند۔ و مانند حباب بر سر آن	جمع ہو گئے اور حباب کی مانند جوش و خروش

بجوش خروش آمدند و نباح و صیاح در آن
صباح آغاز کردند۔ عائشہ شنید کہ شخصے
از دیگرے پرسید باآنکہ خود پرسید این چیست
مسئول ـ گفت این اب حواب ست
عائشہ گفت بازگردانید مرا۔ از وے پرسیدند
این برگشتن را چہ سبب ست مانع تو از
رفتن این راہ کیست در جواب سائل چنین
گفت کہ من شنیدہ ام از رسولؐ خدا کہ
میفرمودند گویا کہ می بینم زنے از زنان خود را کہ
سگان حواب برآن بانگ کنند۔ اے حمرہ ترسان
باش از خدا از آنکہ آن زن تو باشی من از رفتن
باین راہ ازین حدیث مسموع و تہدید و وعیدے
کہ از مضمون آن معلوم می شد باعث بر داعیہ
رجوع ست۔ پس در آن منزل فرود آمدند
چون آفتاب بر آمد عبداللہ بن زبیر پنجاہ
مرد را از سکان ان موضع آورد تا نزد عائشہ
گواہی دادند کہ این آب حواب نیست
ولشکر از آب حواب مانند آب در دل
شب بگذشت و گویند آن گواہی اول

مین آئے عایشہ نے یا کسی اور نے پوچھا کہ اس
مقام کا کیا نام ہے مسئول۔ نے کہا یہ آب
حواب ہے عایشہؓ نے کہا مجھے لوٹاؤ لوٹاؤ۔
لوگون نے پوچھا کیون لوٹتی ہو اور اس راہ سے
چلنے مین کون امر مانع ہے۔ عایشہ نے کہا کہ مین
رسولؐ خدا سے سُن چکی ہون وہ فرما گئے ہین
کہ مین اپنی ازواج سے ایک بیوی کو دیکھتا ہون
کہ اُسپر کُتّے بھونکتے ہین۔ (مجھ سے مخاطب ہوکر
فرمایا) اے حمرہ خدا سے ڈرو۔ کہین وہ بیوی
تو نہ ہو۔ بس اُس حدیث کو یاد کر کے مین ڈرتی
ہون۔ اسلیے واپس جانا چاہتی ہون۔
یہ فرماکر وہین ٹھر گئین۔ جب آفتاب
بلند ہوا تو عبداللہ بن زبیر اُس موضع
کے پچاس اشخاص لے کر آئے اُنہون نے
شہادت دی کہ یہہ مقام آب حواب
نہین ہے لشکر آب حواب سے
گذر گیا۔ کہتے ہین کہ یہ اسلام مین
پہلی شہادت مکر و فریب کی
ہوی۔

شہادت زورے بود کہ در اسلام وقوع پیوست۔ (جلد سوم ص۳۸)

المختصر بفحوائے مصرع قیاس کن زگلستان من بہار مرا

انہین چند باتون پر غور فرمائے پھر خود ہی انصاف کیجیے کیا خدائے پاک نے "کنتم خیر امۃ" انہین اصحاب کبار کو فرمایاہے۔ انہین کو اور لوگون کی ہدایت کے لیے منتخب کیا ہے۔ اور انہین کے "امر بالمعروف ونہی عن المنکر" کی تصدیق فرماتا ہے۔ قولہ تعالی

آیات الٰہی صحاب منافقین کے حق مین۔

ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا	اور باطل کو حق کے ساتھ مت ظاہر کرو اور
الحق وانتم تعلمون	تم جانتے ہو حق کو نہ چھپاؤ۔

واضح ہو کہ سبحانہ وتعالی نے اپنے کلام پاک مین اصحاب رسولؐ کی نسبت فرمایا ہے۔

منھم المؤمنون واکثرھم	ان مین بعض مومن ہین اور اکثر
الفاسقون	اون مین سے فاسق ہین۔

پس خدا کا یہ خطاب "کنتم خیر امۃ کہ تم بہترین امت سے ہو" مخصوص اصحاب مومنین سے ہے اور اصحاب منافقین کی نسبت یہ ارشاد فرمایا ہے۔

المنافقون والمنافقات بعضھم	منافق مرد اور منافق عورتین بعض اون مین سے
من بعض یامرون بالمنکر وینھون	بعض کو بُری باتین سکھلاتے ہین اور اچھی باتون
عن المعروف ویقبضون ایدیھم	سے منع کرتے ہین اپنے ہاتھ بند رکھتے ہین
نسوا اللہ فنسیھم ان المنافقین	اللہ کو بھول گیے اور اللہ اونکو بھول گیا بیشک
ھم الفاسقون وعد اللہ	منافق لوگ ہی تو نافرمان ہین اللہ نے
المنافقین والمنافقات والکفار	منافق مرد اور منافق عورتون اور کافرون
نار جھنم خالدین فیھا	سے آتش جہنم کا وعدہ کیا ہے وہ ہمیشہ

ھی حسبھم ولعنھم اللہ ولھم عذاب مقیم ۔ | اُس مین رہین گے وہی اُن کو کافی ہوگی اور اللہ نے اُن پر لعنت کی ہے اور اُنکے لیے پائدار عذاب ہے

اور خود اُن سے مخاطِب ہوکر ارشاد کرتا ہے ۔

فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم اولٰئک الذین لعنھم اللہ فاصمھم واعمیٰ ابصارھم | پس آیا تم سے امید ہے کہ اگر تم حاکم ہوجاؤ تو تم زمین مین فساد اور قطع رحم کروگے یہی تو وہ لوگ ہین جن پر اللہ نے لعنت کی اور انکو بہرا اور اندھا کردیا ہے ۔

ان آیتون مین اللہ جلشانہ اصحاب منافقین کی بُرائیون اور اُنکی خصلتون کا اظہار فرماتا ہے کہ منافق مرد اور منافق عورتین لوگون کو گمراہ کرتے ہین بری باتین سکھلاتے ہین ۔ اور اچھی باتون سے منع کرتے ہین ۔ اور خود اصحاب سے مخاطب ہوکر فرماتا ہے کہ تم زمین مین فساد اور قطع رحم کروگے ۔ پس جو شخص ذرا غور وانصاف سے دیکھے تو یہی ایک دو آیتین برادران اہلسنت کے بطلان عقاید پر کافی ہین کہ خداوند کریم جبکہ انکی نسبت فرمائے کہ وہ فاسق ہین اور ان کے سیأت کی تصدیق کرے کہ " یامرون بالمنکر وینھون عن المعروف حکم کرتے ہین بُری باتون کا اور منع کرتے ہین اچھی باتون سے اور اپنے عہد حکومت مین فتنہ وفساد اور لوگونکی حق تلفیان کرینگے جناب رسول خدا صلعم حوض کوثر پر انکو دیکھکر اصحابی اصحابی فرمائین اور خدائے پاک ارشاد کرے کہ یہ وہ اصحاب ہین جنھون نے تمھارے بعد دین مین حوادث کیئے اور باوجود اس کے کہ از ابتداء حضرت آدم تا ابندم ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء ومرسلین مین سے کسی نبی ورسولؑ کی اُمت سے اُن مظالم وجور کی نظیر نہین ملتی جو جناب رسول خدا صلعم کی آل پر ان اصحاب کے ہاتھ سے ہوئے پھر بھی انھین لوگون کو سب امت سے مرتبہ مین اعلیٰ وافضل اور ایمان واسلام مین کامل سمجھین اور خدائے پاک کی طرف سے انکو "خیر امۃ" بتائین ؎

پڑہین نانا کا کلمہ اور نواسہ پر چھُری پھیرین | جو ایمان ہو تو ایسا ہو جو امت ہو تو ایسی ہو

ہم تعجب کرتے ہین کہ ایسی صریح آیتون پر بھی وہ اپنے عقیدہ کے فساد پر کچھ خیال نہین کرتے۔ اور ذرا بھی قرآن مجید کے لفظون کو نہین دیکھتے۔

اگر اصحاب نے بعد رسولؐ فتنہ و فساد نہین کیے تو خدا کا خطاب فہل عسیتم ان تفسدوا فی الارض تم زمین مین فساد برپا کروگے کس کی طرف ہے۔ اگر سب کے اعمال نیک تھے تو اللہ جلشانہ کا ارشاد "یامرون بالمنکر وینھون عن المعروف حکم کرتے ہین بری بات کا اور منع کرتے ہین اچھی بات سے" کس سے ہے۔ اگر کُل اصحاب مرتے دم تک اپنے ایمان پر قائم رہے۔ تو خداے عزوجل کی اس شہادت کے کیا معنی ہین۔

یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ	جسدن کچھ چہرے نُورانی ہونگے اور کچھ منہ کالے
فاما الذین اسودت وجوھہم اکفرتم	پھر جن لوگون کے منہ کالے ہون گے
بعد ایمانکم فذوقوا العذاب	(ان سے کہا جائے گا) تم ایمان لانے
بما کنتم تکفرون	کے بعد منکر ہوگیے تھے تو اب جیسا انکار کیا
پ ۴ س العمران ع	کرتے تھے اسکے بدلے عذاب بھی چکھو۔ بیشک
ان الذین ارتدوا علی ادبارھم	جو لوگ کہ ہدایت صاف صاف معلوم ہونیکے بعد بھی
من بعد ما تبین لھم الھدی	اُلٹے پاؤن (کفر کی طرف) پھر گئے شیطان نے
الشیطن سول لھم واملی لھم	اُنھین دھوکے دیکر ڈھیل دے رکھی ہے اور اُنکی
ذلک بانھم قالوا للذین کرھوا	(تمناؤن) کی رسیان دراز کردی ہین یہ اسلیے کہ جو لوگ
ما نزل اللہ سنطیعکم فی بعض	خدا کی نازل کی ہوئی (کتاب) سے بیزار ہین
الامر واللہ یعلم اسرارھم	یہ اُن سے کہتے ہین کہ بعض کامون مین ہم تمھاری
فکیف اذا توفتھم الملئکۃ	بات مانین گے اور خدا انکے پوشیدہ مشورون سے

یضربون وجوھھم وادبارھم	واقف ہے جب فرشتے اُنکی جان نکالینگے تو ہوقت
ذلک بانھم اتبعوا ما اسخط	اُنکا حال کیا ہوگا کہ اُنکے چہرون پر اور پشت پر مارتے
اللہ وکرھوا رضوانہ فاحبط	جائین یہ اس سبب سے کہ جس چیز سے خدا ناخوش
اعمالھم	ہے اُسکی تو یہ لوگ پیروی کرتے ہین جس مین
(پ ۲۶ س محمد)	اُسکی خوشی ہے اُس سے بیزار ہین تو اُن کی کارستانیونکو
ع ۳	اکارت کیا۔

قولہٗ تعالیٰ

افلا یتدبرون القرآن ام علیٰ	پس کیا۔ وہ لوگ قرآن کی آیتون پر غور نہین کرتے
قلوب اقفالھا	یا یہ کہ اُن کے دلون پر قفل لگ گیا ہے۔

فائدہ

یہ آیتین تو ایسی صاف ہین کہ اُن مین کوئی تاویل کولی بناوٹ ہو ہی نہین سکتی سیدھے سیدھے لفظون مین اللہ جل شانہ صحابہ کے ایمان اور اعمال کو بیان کر رہا ہے۔ اور کمال عنایت سے ان سے مخاطب ہو کر خود اُنکی تعریفین کر رہا ہے۔ لیکن ہم کو سخت تعجب ہے کہ شیعیان پاک کے نزدیک اِس آیت کے الفاظ کیا مہمل ہین جن کے کچھ معنی نہون یا یہ کوئی لغز اور پہیلی ہے۔ جو اِس کا مطلب اُنکی سمجھ مین نہ آئے۔ یا کوئی دقیق معمہ ہے۔ کہ وہ اُن سے حل نہ ہو سکے یا ان کے عقیدہ مین یہ الفاظ قرآن کے نہین ہین اور جامع القرآن نے اپنے اور اپنے بھائیون کی بزرگی ظاہر کرنے کے لیے بڑھا دیئے ہین کہ اُس پر ایمان نہو آخر ان باتون مین سے اگر کوئی بات نہین ہے تو یہ کیا بات ہے کہ اس کا اقرار کرتے جاتے ہین کہ یہ آیتین خدا کی کتاب کی ہین۔ اسکو تصدیق کرتے ہین کہ صحابہ کی شان مین نازل ہوئی ہین اور پھر صحابہ کی فضیلت پر اعتماد رکھنے کا کیا ذکر۔ اُن کے ایمان اور اسلام کی بھی تصدیق نہین کرتے اور جن کو خداوند کریم خیر امۃ کہے اُن کو "شر امۃ" سمجھتے ہین۔ اور جنکی نسبت خدا یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر کہے اون کے حق مین "یامرون بالمنکر وینھون عن المعروف" کا اعتقاد رکھتے ہین۔

تو ر۔ ایسی صاف آیتون پر بھی شیعہ صحابہ کی فضیلت کا اقرار نہین کرتے

اقول

اہلسنت اصحاب مومنین و منافقین مین امتیاز نہین کرتے

بلاشبہہ یہ آیتین تو ایسی صاف ہین کہ اُن مین کوئی تاویل کوئی بناوٹ ہو ہی نہین سکتی صاف لفظون مین اللہ جل شانہ اصحاب رسول کی نسبت منھم المومنون واکثرھم الفاسقون فرماتا ہے۔ اور اصحاب مومنین کا ایمان اور اصحاب منافقین کا نفاق و شقاق ظاہر کرتا ہے اور سیدھے سیدھے لفظون مین فرماتا ہے کہ منافق مرد اور منافق عورتین سب کی ایک چال ہے منع کرتے ہین اچھی باتون سے اور سکھلاتے ہین بری باتین "

لیکن ہم کو سخت تعجب ہے کہ ہمارے سُنی بھائیون کے نزدیک اِن آیتون کے الفاظ کیا مُہمل ہین جس کے کچھ معنی نہون۔ یا یہ کوئی لغز اور پہیلی ہے۔ جو اس کا مطلب ان کی سمجھ مین نہ آئے۔ یا کوئی دقیق معمہ ہے کہ وہ اُن سے حل نہ ہو سکے۔ یا اُن کے عقیدہ مین یہ آیتین قرآن کی نہین ہین۔ اور بعد جلادینے قرآن کے سات نسخے جو جامع القرآن نے تمام ملک مین پھیلا دیئے تھے۔ اس مین شیعون نے اپنے آئمہ طاہرین علیہم السلام کے دشمنون کی مذمت اور منقصت ظاہر کرنے کے لیے بڑھا دی ہین کہ اس پر اُن کو ایمان نہو۔ آخر ان باتون مین سے اگر کوئی بات نہین ہے تو پھر کیا بات ہے کہ اس کا اقرار کرتے جاتے ہین کہ یہ آیتین خدا کی کتاب کی ہین اسکی بھی تصدیق کرتے ہین کہ صحابہ کی شان مین نازل ہوئی ہین۔ اسکے بھی مقر ہین کہ اللہ تعالی خود اصحاب مُنافقین سے خطاب کرکے فرماتا ہے۔

(۱) "فھل عسیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم" قریب ہے کہ تم زمین مین فساد کرو اور حقوق تلف کرو۔ اور

(۲) "لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم" بہانے مت کرو تم ابھی لانے ایمان کے پھر کافر ہوگئے۔

اسکو بھی تسلیم کرتے ہین کہ رسول اللہ نے خود اصحاب سے فرمادیا تھا کہ "تم لوگ گذشتہ اُمتون کی پوری چال اختیار کروگے۔ دنیا کے رغبت کروگے اور حرص وہوا کے پیچھے ایک دوسرے کو قتل کردگے۔

اُسکے بھی معترف ہین کہ "جب رسول اللہ نے شہداء احد کے جنازہ پر نماز پڑھی تو بقول شیخ عبدالحق محدث دہلوی مندرجہ مدارج النبوۃ حضرت صدیق نے عرض کیا":

یا رسول اللہ ایشان برادران مانند ہمچنان کہ ایشان ایمان آوردند ما نیز ایمان آوردیم ایشان را بر ما زیادتی چیست رسول اللہ فرمود ایشان با ایمان از دنیا رفتند ندانم کہ شما بعد از من چہ کارہا کنید وچہ فتنہا درمیان شما سر زنید۔

پھر بھی صحابہ کی برائیون کے اقرار کرنے کا کیا ذکر۔ انہین کا کلمہ پڑھے جاتے ہین۔ اور ان کو خدا کی طرف سے (خیر امتہ) بتاتے ہین جن کے افعال و اعمال کی نسبت اللہ جل شانہ۔

یامرون بالمنکر وینھون عن المعروف	حکم کرتے ہین بری باتون کا اور منع کرتے ہین اچھی باتون سے۔

فرمائے۔ اِن کے حق مین۔

یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر	حکم کرتے ہین اچھی باتون کا۔ اور منع کرتے ہین بری باتون سے۔

کا اعتقاد رکھتے ہین۔

قال

قول - برحمہ تفسیر امامیہ کنتم خیر امتہ سے مراد خاص مہاجرین ہین

اگرچہ یہ آیات قرآن مجید کی ایسی صاف وصریح ہین کہ تفسیرون کے دیکھنے کی حاجت نہین ہے لیکن - ہم - حضرات شیعہ کے اطمینان خاطر کے لیے انہین کی معتبر تفسیرون کی سند لاتے ہین -

اے بھائیو سنو - تفسیر مجمع البیان طبرسی مین جو تمہاری تفسیرون سے بہترین تفسیر ہے - اور ۱۲۷۵ھ مین بمقام طہران دار السلطنتہ ایران مین چھپی ہے اس کے صفحہ (۲۰۰) مین لکھا ہے - کہ پہلے خداوند تعالی نے امر ونہی کا ذکر کیا پیچھے ان لوگون کا بیان کیا جو کہ "امر بالمعروف ونہی عن المنکر" کرتے ہین - اور اسواسطے ان لوگون کی تعریف کی تاکہ اور لوگ اُن کی پیروی کرین - اور اسواسطے انہین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ بہترین امت سے ہو اسواسطے کسی کو شبہہ نہ آئے - یہ خطاب "کنتم خیر امتہ" کا کس سے ہے - اسی تفسیر مین فرماتا ہے کہ بعضون نے لکھا ہے کہ مُراد اس سے خاص مہاجرین ہین - اور بعض نے لکھا ہے کہ یہ خطاب صحابہ سے ہے لیکن اور اُمت بھی شامل ہے -

اے یارو - اس تفسیر کو دیکھو اور اپنے مفسر کی تصدیق پر غور کرو کہ وہ خود اقرار کرتا ہے کہ خدا نے ان آیتون مین صحابہ کا ذکر اس لیے کیا ہے کہ ان کی پیروی کرین تو کیا پیروی اسی کا نام ہے جو تم کرتے ہو اگر بیزاری - تمہارے اصطلاح مین معنے پیروی کے ہین تو بیشک تم خدا کے کلام کی تصدیق کرتے ہو ورنہ صریح تکذیب -

اقول

وہ اقوال اہلسنت کے ہین۔

تفسیر مجمع البیان کی جس عبارت کا ذکر آپ نے فرمایا ہے۔ وہ اقوال مفسرین اہلسنت کے ہین نہ کہ مفسرین امامیہ کے۔ اگرچہ مفسرین اہلسنت نے اس آیت کو اصحاب کی شان مین لکھا ہے مگر اصحاب ثلثہ کو "خیر امتہ" کا مصداق انھون نے بھی نہین بتایا اور جن اصحاب پر اس آیت کا اطلاق کیا ہے۔ اسمین بھی باہم مفسرین مین اختلاف ہے۔

چنانچہ بعض کہتے ہین کہ یہ آیت صرف مہاجرین کی شان مین ہے۔ بعض کہتے ہین کہ صرف ابن مسعود۔ اور حذیفہ۔ ابی بن کعب۔ و معاذ بن جبل کے حق مین ہے اور تفسیر بیضاوی مین ہے کہ خطاب تو کل امت سے ہے لیکن مراد بعض امت ہے۔ اسکی بعض فقرات کی نقل یہ ہے۔

یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر لا یصلح لہ کل احد اذ للمتصدی لہ شروط لا یشترک فیھا جمیع الامۃ کالعلم بالاحکام ومراتب الاحتساب وکیفیۃ اقامتھا والتمکن من القیام بھا خاطب الجمیع وطلب فعل بعضھم الی آخر ما قال۔

یعنی امت مین سے ہر شخص لیاقت اسکی نہین رکھتا ہے کہ "امر بالمعروف ونہی عن المنکر" کر سکے اسلیے کہ اس مین بہت شرطین ہین کہ کل امت مین نہین پائی گئین مثل علم باحکام کی اور علم بمراتب حساب کی اور کیفیت اقامت اور قوت و قدرت براقامت اور یہ باتین ہر شخص مین نہین پائی گئین۔ پس باری تعالی نے خطاب کل امت کی طرف کیا اور مراد اس سے بعض کو لیا۔

اگر صاحب مجمع البیان علیہ الرحمہ نے اصحاب کی نسبت "کنتم خیر امتہ" فرمایا ہے تو اس سے مراد اصحاب مومنین ہین جو لوگون کو اچھی باتین سکھاتے اور بری بات سے منع کرتے تھے۔ ازانجملہ ان مقدس نفوس مین

اقتباس محرم نامہ در بارہ فضیلت حضرت ابوذر غفاریؓ

ایک بزرگ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ تھے جن کی ہدایتون اور نصیحتون کا جناب مولوی خواجہ حسن نظامی صاحب محرم نامہ مین اس طرح ذکر کرتے ہین۔

ایک جہاد مین حضرت عثمان نے ابوذر غفاری کو فوج کا سردار اور امیر معاویہ کو آپکا تابع کیا تھا۔ حضرت ابوذر معاویہ کی امیری اور ملک شام کی گورنری کا ذرا بھی خیال نہ کرتے تھے۔ جہان کہین کوئی گناہ کرتے دیکھا اور یہ چیخے۔ کیا کرتا ہے۔ شرم نہین آتی۔ اسلام کے حکم کو بھول گیا توبہ کر اب ایسا نہ کیجیو۔ ہوتے ہوتے معاویہ عاجز آگئے اور حضرت عثمان کو انکی شکایت مین عرضی بھیجی حضرت عثمان نے ابوذر کو واپس بلانے کا حکم بھیجدیا۔ ابوذر سمجھتے تھے کہ اب بھی زمانہ رسول اللہ صلعم کا سا ہے۔ مین دین کی خاطر بگڑونگا تو میری دلداری کی جائیگی۔ مگر یہ نہ جانتے تھے کہ تمھارے ناز اٹھانے والے تو قبر مین چلے گئے۔ اب کس کے بل پر یہ مزاج کرتے ہو۔ مگر جب حضرت عثمان کے سامنے گئے تو الٹا شکوہ سنا کہ تم نے کیون معاویہ کے ساتھ ایسا سلوک کیا۔ ان کو تاب نہ رہی عرض کیا کہ رسولخدا صلعم سے مین نے سُنا ہے کہ ابوذر اکیلا رہیگا اور اکیلا ہی مرے گا۔

لہذا مجھے اجازت دیجیے کہ مین تنہا مقام مین جاکر رہون۔ حضرت عثمان نے کہا اچھا۔ جاؤ اجازت ہے یہ بیچارے معمولی بستی مین جاکر رہنے لگے اور وہین غربت کی حالت مین رحلت کی۔ اس واقعہ سے رسول اللہ صلعم کے مقبول صحابہ کو بہت صدمہ ہوا۔ وہ تو رسول اللہ صلعم کی محبت مین دیوانے تھے جس سے آنحضرت کو محبت کرتے دیکھا تھا اس کے قدمون کے نیچے آنکھین بچھاتے تھے۔ جب ابوذر کے ساتھ یہ سردمہری دیکھی تو حضرت عثمان سے بگڑ گئے۔

اب حضرت خلیفہ صاحب اور حضرت ابوذر کے ایمان کا تقابل کیجیے کہ

یامرون بالمعروف و حکم کرتے ہین نیک باتون کا اور

ینھون عن المنکر — منع کرتے ہین بُری بات سے

کا مصداق کون ہے۔ اور

یامرون بالمنکر وینھون — حکم کرتے ہین بُری بات کا اور منع کرتے ہین

عن المعروف۔ — اچھی بات سے

کس پر صادق آتا ہے۔

پھر خود ہی انصاف فرمایئے کہ خدائے پاک کے نزدیک "کنتم خیر امّۃ" کون ہے۔

پس خدائے پاک نے ان آیتون مین اصحاب مومنین کا ذکر اس لیے کیا کہ اور لوگ اُنکی پیروی کرین۔ چنانچہ انہین مومنین کی پیروی ان لوگون نے کی جنھون نے بوجہ اللہ سبط رسول الثقلین جناب امام حسین علیہ السلام کی نصرت وحمایت کی۔

اصحاب مومنین کی پیروی انصار سید الشہداء نے کی

اولٓئک ھم المؤمنون حقًّا لھم — یہی لوگ مومنین ہین حق کے راہ سے انہین کیلیے درجات

درجٰت عند ربھم ومغفرۃ ورزق کریم — ہین انکی پروردگار کے نزدیک اور مغفرت ہے اور رزق کریم ہے

(سورۂ انفال)

اولٓئک علیھم صلوٰت من ربھم — انہین لوگون پر انکے پروردگار کی طرف سے

ورحمۃ واولٓئک ھم المھتدون ۵ — عنایتین ہین اور رحمت اور یہی لوگ ہدایت یافتہ

(سورہ بقرہ) — ہین۔ سورہ بقرہ۔

الغرض۔ اللہ جلشانہ نے "کنتم خیر امّۃ" فرما کر اس گروہ مومنین کی تعریف کی ہے جس کے سردار امیر المومنین امام المتقین علی ابن ابیطالب علیہ السلام تھے۔ اور اسی جہت سے ان کی تعریف کی ہے کہ اور لوگ ان کی پیروی کرین۔ اور اسی لیے جناب رسول خدا صلعم نے قطعی یہ حکم دیا تھا۔

انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی

اگرچہ یہ حدیث بہت صاف اور صریح ہے جس مین کسی تاویل کی گنجائش نہین ہے۔ لیکن ہم اپنے بھائیون کی تسلی اور اطمینان کے لیے انہین کی معتبر کتابون کی سند پیش کرتے ہین کہ تحفۂ اثنا عشریہ تمہارے مذہب کی کتابون مین جو ہم مرتبہ بخاری ہے اس کے صفحہ ۱۳۹ پہ لکھا ہے۔

باید دانست کہ پیغمبر ما را حوالہ باین دو چیز عظیم القدر کتاب اللہ عترتی و اہلبیتی فرمودہ است پس مذہبیکہ مخالف این دو باشد عقیدۃً وعملاً باطل و نامعتبر است وہر کہ انکار این دو بزرگ نماید گمراہ و خارج از دین است (فخر المطابع)۔

اے یارو اس عبارت کو دیکھو۔ اور اپنے ہی پیر و مرشد کی تصدیق پر غور کرو کہ وہ کس شد و مد سے خود اقرار کرتے ہین کہ جو مذہب ان دو کے خلاف ہو وہ جھوٹا ہے تو کیا پیروی اسی کا نام ہے کہ تم آل رسول کو چھوڑ کر ان لوگون کی پیروی کرتے ہو اور انہین کو "خیر امتہ" بناتے ہو۔ جنھون نے خود آل رسولؐ کو چھوڑا اور پیغمبر خدا کے حکم کو جسکی شان مین آیہ کریمہ۔

مَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ

نازل ہوا۔ ہذیان کہکر اُڑا دیا۔ خود ہی غور کرو۔ کیا آل رسولؐ کی پیروی اسی کا نام ہے جو تم کرتے ہو کہ آل رسول کے مخالفین و معاندین کو نائب رسول بنا کر اپنا ہادی و مقتدا سمجھتے ہو جیسا کہ جناب شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا مین تحریر فرماتے ہین۔

کیا آل رسول کی پیروی اسی کا نام ہے؟

باید دانست کہ معاویہ بن ابو سفیان یکے از اصحاب آنحضرت بود و صاحب فضیلت جلیلہ و زمرہ صحابہ رضوان اللہ عنہم زنہار در حق او سوء ظن نہ کنی و در ورطہ سب او نہ افتی تا مرتکب حرام نہ شوی۔

اور صاحب صواعق محرقہ تو قتل کا فتویٰ دیتے ہین۔

ہر کس کہ شتم یکے ازین اصحاب کبار یعنی ابو بکر یا عمر یا عثمان یا معاویہ یا عمرو بن العاص کند و بگوید کہ ایشان بر ضلال و کفر بودند آنکس را باید کشت۔

اور یزید ابن معاویہ کی مغفرت اور فضیلت کے بارہ مین امام غزالی وغیرہ کے اقوال اوپر نقل ہو چکے ہین کہ ان حضرات کے نزدیک وہ خلیفہ برحق تھا۔ اور حسینؑ ابن علیؑ پر انکی اطاعت وبیعت واجب تھی۔ مگر انھون نے اُس سے بغاوت کی۔ یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ امام صاحب کوئی معمولی شخص نہین ہین ان کا درجہ حضرات اہلسنت کے یہان بہت بڑا ہوا ہے۔ آپ اس پایہ اور مرتبہ کے شخص ہین جنکا ثانی نہین ہے آپ کی عظمت ومنزلت کے لیے یہ نکتہ کافی ہے کہ اگر جناب رسول خدا صلعم کے بعد کوئی نبی ہوتا تو آپ ہی ہوتے جیسا کہ علامہ سیوطی کتاب التنبئہ فیمن یبعثہ اللہ علی راس کل مائۃ مین فرماتے ہین

قال بعض اکابر العلماء	یعنی بعض اکابر اہلسنّت نے فرمایا ہے جو علم ظاہر
الجامعین بین العلم الظاہر والباطن	وعلم باطن کے جامع ہین کہ جناب رسالتماب صلعم
لوکان بعد النبیّ نبی لکان الغزالی وانہ	کے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو وہ امام غزالی ہی ہوتے
یحصل ثبوت معجزاتہ ببعض مصنفاتہ	اور انکے معجزات کا ثبوت خود اُنکے تصنیفات سے
(الکلام المبین ۱۲) مطبوعہ ۱۳۴۳ھ صفحہ ۲۰۹ ترجمہ احقاق الحق	ظاہر ہے کسی دوسرے معجزے کی ضرورت نہین۔

بھائیو! اگر بیزاری تمھاری اصطلاح مین یعنی پیروی کے ہے تو بیشک تم خدا اور رسولؐ کے احکام کی تصدیق کرتے ہو ورنہ صریح تکذیب۔

قال

اس مقام پر جاہلون کو "کنتم" کے لفظ پر ایک شبہہ پیدا ہو سکتا ہے کہ خدا صحابہ سے فرماتا ہے کہ تم بہترین اُمت سے تھے۔ اس سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ وہ آخر تک ویسے ہی رہے ہون شاید بعد بدترین امت سے ہو گئے ہون۔ لیکن انہین کی طرف سے علامہ طبرسی نے اس کا بھی جواب دیدیا چنانچہ اسی تفسیر مین علامۂ موصوف لکھتے ہین کہ "کنتم خیر امۃ" اللہ جل شانہ نے واسطے تاکید کے فرمایا ہے کہ ضرور ایسا ہی ہوگا اور اُسکے وقوع مین کوئی شک نہ ہوگا۔ اور صحابہ جیسے بہترین ویسے ہی رہین گے اور اُسکی مثال یہ ہے کہ خدا اپنی نسبت فرماتا ہے:-

"وکان اللہ غفوراً رحیماً" تو کیا اس کے معنی یہ ہین کہ "خدا تھا بخشنے والا مہربان" اور اب نہین یا آئندہ نہ رہیگا۔

اقول

ابھی ہم ۔ ذکر ۔ کر آئے ہین کہ علامۂ طبرسی نے مفسرین اہلسنّت کے اقوال نقل کیے ہین اور اور یہ شبہات بھی انہین لوگون کے ہین چنانچہ تفسیر حسینی مین ہے ۔

قول آنست کہ بودند شما بہترین امتی در سابق علم یا در لوح محفوظ یا در کتب انبیا یا در روز میثاق کہ در جواب الست بر بکم مسارعت نمودید ۔

غرض مفسرین امامیہ سے کسی نے بھی اصحاب منافقین کو "کنتم خیر امۃ" نہین بتایا ۔ ہان ہوا خواہان صحابہ البتہ احکام خدا و احادیث بخاری شریف کو پس پشت ۔ ڈال کر "خیر امۃ" بتاتے ہین اور خدائے عزوجل پر تہمت رکھتے ہین ۔

قال

قوله
مفسرین امامیہ قرآن مجید کی تحریف کے مقر ہین۔

غرض کہ جب ان آیتون اور تفسیرون سے صحابہ کی فضیلت ثابت ہوگئی۔ اور کوئی موقع انکی بزرگی سے انکار کا نرہا تب بعض حضرات نے اپنا قدم دوسرے راہ پر اُٹھایا اور قرآن مجید کی تحریف کا اقرار کیا چنانچہ بعضون نے فرمایا ہے کہ بجائے "کنتم خیر امتہ" کے خیر ایمۃ" تھا اور یہ خطاب خدا نے امامون سے کیا تھا کہ "کنتم خیر آئمۃ" یعنی تم سب امامون سے بہتر ہو۔ مگر جامعان قرآن نے بجائے "آیمۃ" کے لفظ "اُمۃ" کا بنا دیا۔ اگرچہ اور علما شیعہ کو کسی قدر حیا نے منع کیا اور اُنھون نے اس جواب کو پسند نہین کیا مگر جاننے والے جانتے ہین کہ اثر اُس کا اب تک باقی ہے۔ چنانچہ جناب مولوی میرن صاحب قبلہ اپنے حدیقہ سلطانیہ کے باب سوم مین اِس کا ذکر کرتے ہین اور اپنے پدر بزرگوار کے صوارم کا حوالہ دیکر یون ارشاد فرماتے ہین کہ۔

(تغیر و نقصان در قرآن منحصر بر چہار چیز است یکے تبدیل لفظی بہ لفظ آخر مثلاً گفتہ شود بجائے "کنتم خیر امتہ خیر آئمۃ" بود۔ لیکن بعض آعدا اہلبیت آنرا تبدیل نمودند) اور آخر مین خود ہی فرماتے ہین کہ (وجہ اوّل بعید است) ہمارے نزدیک بجائے اِس کے کہ "خیر امتہ" کی تصدیق کرکے صحابہ کے "خیر امتہ" ہونے سے انکار کرین۔ شیعیان پاک کے حق مین یہی بہتر ہے کہ بجائے "خیر آئمۃ" کے "خیر امتہ" ہونے کا اقرار کرین۔ اور تحریف قرآنی کے عذر سے اپنے آپ کو صریح منکر آیات بینات کا نہ بنائین۔

اَقُوْلُ

اہل حق کی نظر مین تو ان آیتون اور تفسیرون کے کسی لفظ اور کسی حرف سے بھی اصحاب ممدوحین کی فضیلت ظاہر نہین ہوی۔ ہان اہلسنت البتہ خداے پاک کے کلام مین تحریفات معنوی کر کے ان آیات پاک کو جو مومنین کی شان مین ہین اپنے اصحاب سے منسوب کر کے اُن کو افضل ٹھراتے ہین۔ ہمارے نزدیک تو آپ اِن آیات پاک کو پیش کر کے افشاء مطاعن صحابہ کے باعث ہوئے۔

کنتم خیر امتہ اہلبیت نبی کے شان مین ہے

آئمۂ طاہرین علیہم السلام کی شان مین صرف "کنتم خیر امۃ" ہی نہین ہے۔ بلکہ ثلث حصہ قرآن اُنکے فضائل و مناقب مین ہے۔ اور "کنتم خیر امۃ" بھی حسب اقوال مفسرین اہلسنت انہین خاصان خدا کی شان مین ہے جیسا کہ تفسیر دُرِ منثور سیوطی صہ ۶۴ مین ہے۔

واخرج ابن ابی حاتم عن	یعنی ابن ابی حاتم نے ابی جعفر سے روایت کی ہے کہ
ابی جعفر کنتم خیر امۃ اخرجت	آیۂ شریفہ "کنتم خیر امۃ الخ" اہلبیت نبی کی شان مین
للناس قال اہلبیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم	نازل ہوا ہے۔

اگرچہ ان مفسر صاحب نے دوسرے قول مین اصحاب رسول کا بھی ذکر کیا ہے۔ مگر اصحاب ثلثہ کو "کنتم خیر امۃ" انہون نے بھی نہین بتایا۔ وہ قول یہ ہے صہ ۶۳ درمنثور طبع مصر

واخرج ابن جریر و ابن المنذر	یعنی ابن جریر و ابن منذر نے عکرمہ سے
عن عکرمہ فی الآیۃ قال نزلت فی	روایت کی ہے کہ یہ آیت ابن مسعود اور عمار
ابن مسعود و عمار بن یسار و سالم مولی	بن یسار اور سالم غلام ابوحذیفہ اور ابی بن کعب
ابی حذیفۃ و ابی بن کعب معاذ بن جبل	اور معاذ بن جبل کے حق مین ہے۔

یہ وہ اصحاب کبار ہین جو اہلسنت کے نزدیک غیر ممدوح اور ان کے خلفاء کے مورد ظلم و ستم

رہے ہین۔ آپ نے اس جگہ تحریف کا ذکر چھیڑ کر ہم کو اس کا موقع دیا کہ یہ راز فاش کیا جائے۔ اور چونکہ آپ نے صرف "کنتم خیر امۃ" ہی کی تحریف مین امامیہ کو متہم کرنا چاہا ہے لہذا۔

قول شاہ صاحب کہ شیعہ قرآن کو بیاض عثمانی کہتے ہین۔

ہم اس جگہ آپ کو چھوڑ کر افتخار المتکلمین خاتم المحدثین شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی کی طرف رجوع ہوتے ہین جو تحفہ مین شد و مد سے تحریر فرما گیے ہین کہ شیعہ تو قرآن کو بیاض عثمانی بتاتے ہین۔ اس قرآن کو لائق تمسک نہین جانتے۔ اسکو مثل توریت و انجیل کے سمجھتے ہین۔

چنانچہ حضرت مذکور نے کئی صفحہ اس رنگ مین رنگے ہین ہم بقدر ضرورت اس کا اقتباس ہدیۂ ناظرین کرتے ہین۔ اور وہ یہ ہے۔

اما کتاب اللہ پس نزد شیعہ از درجہ اعتبار ساقط شدہ و مثل توریت و انجیل قابل تمسک نماندہ زیرا کہ تحریف بسیار در وی راہ یافتہ و احکام بسیار از و منسوخ شدہ و آیات و سور بسیار کہ ناسخ احکام و مخصص عمومات بودند بدر رفتہ و آنچہ باقیست بعضی الفاظ او مبدل و بعضی زائد و بعضی ناقص۔ و نیز نزد ایشان ثابت و مقرر و مشہور است کہ بعضی سور تماما ساقط شدہ مثل سورۃ الولایۃ و بعضی سور باکثرہا مثل سورۃ الاحزاب فانہا کانت مثل سورۃ الانعام۔ پس ازین سورہ آنچہ در فضائل اہلبیت و احکام ہست

شیعہ کے نزدیک قرآن مجید قابل اعتبار نہین ہے اور توریت و انجیل کی طرح قابل عمل نہین رہا کیونکہ اس مین بہت تحریف کی گئی ہے اور اسکی بہت سی آیتین اور سورتین چوری گئین اور اس کے احکام منسوخ کر ڈالے گیے اور جو کچھ کہ باقی ہے اس مین بھی بعض الفاظ بدل ڈالے گیے اور بعض بڑھا دیئے گیے اور بعض کم کر دیئے گیے نیز ان کے نزدیک ثابت اور مشہور ہے کہ بعض سورتین کم کر دی گئین مثل سورۂ احزاب ان مین آئمہ کے فضائل اور امامت کے

ایشان بود ساقط کردند و لفظ "عن ولایة علی" بعد ازین آیت " وقفوهم انهم مسئولون" و بلکہ بنی امیہ بعد ازین آیہ خیر من الف شهر و بعلی بن ابی طالب بعد ازین لفظ وکفی الله المومنین القتال وال محمد ازین لفظ وسیعلم الذین ظلموا ال محمد ای منقلب ینقلبون ولفظ علی بعد از ولکل قوم هاد ذکر کل ذلک ابن شهر اشوب المازندرانی فی کتاب المثالب علی ما قیل کلمات بسیار و آیات بیشمار را شمرده اند پس حالا نزد ایشان درمیان قرآن مجید محفوظ و درمیان توریت و انجیل فرقے نماند ہ۔

جو احکام تھے وہ بھی نکال ڈالے گئے اور آیت "وقفوہم" اور لفظ "عن ولایۃ علی" اور کفی اللہ المومنین اور لکل "قوم ہاد" سے علیؑ کا نام نکال ڈالا اسی طرح بہت سے کلمات اور آیات مین تحریف کی گئی ہے پس ان کے نزدیک قرآن محفوظ اور توریت و انجیل برابر ہے۔

تحفہ

مطبوعہ دھلی

صفحہ ۲۰۳ - ۲۰۴

قرآن مجید بزعم ایشان قابل استدلال نیست زیراکہ اعتماد بر قرائیت او حاصل نمی شود الا وقتیکہ ماخوذ باشد بواسطہ امام معصوم و قرآنی کہ ماخوذ از ائمہ است درست ایشان موجود نیست - و این قرآن را آئمہ بزعم ایشان معتبر ندانستہ اند و قابل استدلال و تمسک نشمردہ چنانچہ از کلینی وغیرہ

ان کے زعم مین قرآن مجید قابل استدلال نہین ہے - کیونکہ - تاوقتیکہ قرآن مجید امام معصوم کے ذریعہ نہ لیا جائے قابل اعتماد نہین ہو سکتا اور جو قرآن کہ آئمہ سے ماخوذ ہے وہ انکے پاس موجود نہین ہے اور انکے زعم مین آئمہ نے اس قرآن کو معتبر اور قابل استدلال وتمسک نہین جانا - اور امامیہ کی ایک بڑی

کتب معتبرۂ ایشان منقول خواہد شد و این
مطلب بچند وجہ ثابت است اول آنکہ
جماعۂ کثیر از امامیہ از آئمہ خود روایت کردہ
اند کہ قرآن منزل را تحریف کلمات از مواضع
آن و اسقاط آیات بلکہ سور نیز بوقوع آمدہ
و ترتیب ہم متغیر شدہ۔ و حالا آنچہ موجود است
مصحف عثمان است کہ ہفت نسخہ آنرا نوشتہ
باکناف عالم شہرت داد و کسے را کہ قرآن
منزل برا صل ترتیب و وضع میخواند ضرب
شلاق نمود تا آنکہ طوعاً و کرہاً ہمہ آفاق برین
مصحف اجماع کردند پس این مصحف قابل
تمسک استدلال نباشد و نظم و الفاظ او و عام
خاص او محل اعتماد نباشد چہ جائز است کہ
این احکام کہ درین قرآن موجود اند ہمہ اینہا
یا اکثر اینہا منسوخ باشند یا آیاتے و سورے کہ
اسقاط کردہ اند۔

جماعت نے اپنے آئمہ سے روایتیں کی ہین کہ اس
قرآن مین سورتون اور کلمات کی تحریف ہوئی
ہے اور اسکی ترتیب مین بھی تغیر کیا گیا ہے اِس
زمانہ مین جو قرآن رائج ہے وہ مصحف عثمان
ہے۔ جس کے سات نسخے لکھوا کر اکناف عالم
مین پھیلا دیئے گئے بلکہ جو کوئی قرآن نازل شدہ
کو اسکی اصل ترتیب اور شکل پر تلاوت کرتا تھا
تو پیٹا جاتا تھا۔ آخر کار تمام جہان نے طوعاً
و کرہاً اسی مصحف پر اجماع کر لیا۔ پس یہ قرآن
قابل تمسک و استدلال نہین رہا اور نظم و
الفاظ اور عام خاص اس کا قابل اعتماد
نہین رہا کیونکہ ممکن ہے کہ اس قرآن
مین جو احکام موجود ہین وہ سب کے سب
یا اکثر اُن آیتون اور سورتون سے جو
نکال ڈالے گیے ہین منسوخ ہو چکے ہون۔
تحفہ اثنا عشریہ طبع دہلی (از صفحہ ۲۶۱)۔

حضرت شاہ صاحب کے کلام کی تردید

اگرچہ ہمارے بھائی حضرت مذکور کے اس ارشاد سے کہ

شیعہ قرآن کو بیاض عثمانی جانتے ہین۔

بہت خوش ہین لیکن یہ محض تہمت ہے۔ چنانچہ تحفہ اثنا عشریہ کے جوابات جو علماء کرام

وفضلاء امامیہ اعلی اللہ مقامھم نے دیئے ہین۔ اُن مین سے شاہ صاحب کے اس بیان کی تردید کی ہے۔ جیساکہ جناب ابوجعفر محمد بن علی ابن بابویہ رحمہ اللہ الملقب بہ شیخ صدوق کہ (جو اجل علماء شیعہ سے ہین") رسالہ اعتقادات کی اس تحریر سے ظاہر ہوتا ہے۔

اعتقادنا فی القرآن ان القرآن	یعنی قرآن مجید کے بارہ مین ہمارا اعتقاد یہ ہے
الذی انزل اللہ تعالی علی نبیہ صلی اللہ	کہ بیشک جو قرآن اللہ تعالی نے اپنے نبیؐ پر
علیہ وآلہ ھو ما بین الدفتین وھو ما فی	نازل فرمایا ہے اُسی قدر ہے جو درمیان دفتین
ایدی الناس لیس باکثر من ذلک ومبلغ	کے ہے اور وہ یہی ہے جو لوگون کے ہاتھ مین
سورۃ عند الناس مائۃ واربعۃ	ہے اس سے زیادہ نہین ہے اسکی سورتین
عشرۃ۔ سورۃ وعندنا والضحیٰ و	لوگون کے نزدیک ایکسو چودہ ہین اور ہمارے
الم نشرح۔ سورۃ واحدۃ ولایلاف	نزدیک والضحیٰ والم نشرح ایک سورۃ ہے اور
والم ترکیف۔ سورۃ واحدۃ ومن نسب	لایلاف والم ترکیف ایک سورۃ ہے جس نے
الینا انا نقول انہ اکثر من ذلک	ہماری طرف یہ نسبت کی کہ قرآن اس سے
فھو کاذب ؎	زیادہ تھا وہ جھوٹا ہے۔

جناب مولانا سید مرتضیٰ اعلی اللہ مقامہ جو اجل العلماء اور مجتہد مذہب شیعہ کے ہین ان کا قول تفسیر مجمع البیان مین یہ ہے۔

ان العلم بصحۃ القرآن کالعلم بالبلدان	یعنی علم قرآن کی صحت کا ایسا ہے جیساکہ
والحوادث الکبار والوقایع العظام الکتب	شہرون اور بڑے بڑے حادثات وواقعات
المشہورۃ واشعار العرب المسطورۃ فان	کا علم یا مشہور کتابون یا عرب کے لکھے ہوئے
العنایۃ اشتدت والدواعی توفرت علی نقلہ	اشعار کا یقین ہے۔ جب اسکی نقل کی ضرورتین

وحراسته وبلغت الى حد لم يبلغه	زیادہ ہوئیں تو نہایت توجہ سے کام لیا گیا اور
فیماذکرناه لان القرآن معجزة النبوة	حد سے زیادہ اسکی نگرانی کی گئی۔ کیونکہ قرآن مجید
ومأخذ العلوم الشرعية والاحكام	آنحضرت صلعم کی نبوت کا معجزہ اور جمیع علوم
الدينية وعلماء المسلمين قد بلغوا	شرعی اور احکام دین کا ماخذ ہے۔ علماء اسلام
فی حفظه وحمايته الغاية حتى عرفوا	نے اسکی حفاظت مین وہ کوشش کی کہ
كل شئ اختلف فيه من اعرابه وقرأته	جو کچھ اختلاف اسکے اعراب و قرأت و
وحروفه وآياته فكيف يجوز	حروف و آیات مین تھا اسکو ممیز کر دیا پس
ان يكون مغيرا ومنقوصا مع العناية	باوجود اتنی توجہ اور سخت نگرانی کے کیونکر
الصادقة والضبط الشديد ؎	ممکن ہے کہ قرآن مین تبدل و تغیر یا کمی ہو۔

مجمع البیان صفحہ ۱ طبع ایران

علامۂ طبرسی فاضل موصوف کے اس قول کو بھی تائیدًا اپنی تفسیر مجمع البیان مین درج فرماتے ہین جس کا ترجمہ یہ ہے۔

بہ تحقیق یہ قرآن عہد رسول صلعم مین مجموع مؤلف اسی طرح تھا جیسا کہ اب ہے اور استدلال کیا ہے کہ اس قرآن کا درس ہوتا تھا اور یہ حفظ کیا جاتا تھا۔ اور یہ قرآن سمع اقدس آنحضرت صلعم مین لایا جاتا تھا۔ اور ایک جماعت صحابہ نے مثل حضرت عبد اللہ بن مسعود و ابی کعب وغیرہ نے آنحضرت کے سامنے اس کے کئی ختم کیے۔ پس ان وجوہ سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ قرآن مجموع مرتب تھا نہ کہ منتشر اور پراگندہ۔ اور سید مرتضیٰ نے فرمایا کہ فرقۂ امامیہ اور حشویہ مین سے جس نے اس کے خلاف کیا ہے وہ قابل اعتبار نہین ہے اس لیے کہ ان کے اقوال ضعیف ہین۔ پس ایسے اقوال بمقابلہ اسکے جسکی صحت کا علم قطعی حاصل ہو چکا ہو قابل توجہ نہین ہین۔ ایضاً صفحہ ۳۔

قول مولوی ابومحمد عبدالحق صاحب

اب مین اقوال علمار کرام امامیہ سے قطع نظر کر کے شاہ صاحب کے قول کی تردید خود انہیں حضرت کے ایک شاگرد رشید و مرید سعید کی تفسیر سے کرتا ہون جو کہ پادریون۔ آریون دہریون۔ اور نیچریون کے شبہات کے جواب مین ہے۔ جس کے مصنف علامہ مولوی ابو محمد عبدالحق صاحب ہین جن کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ انہون نے اس زمانہ کے مفسرین اور حال کے فلاسفہ اور یورپ کی نئی روشنی کے مقابلہ مین نئے علم کلام کی بنیاد ڈالی ہے جو آیندہ نسلون کے لیے عرصہ دراز تک کارآمد ہوگی۔ یہ تفسیر جس کا نام فتح المنان المشہور بہ مقدمہ تفسیر حقانی ہے اور ۱۳۱۵ھ مین مطبع مجتبائی دہلی مین طبع ہوئی ہے۔ اسکی جلد اول صـ۳۲ مین تحریف قرآن کے بارہ مین جو عقیدہ علمار کرام امامیہ کا لکھا ہے اس کا اقتباس اس جگہ نقل کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے۔

پس انجیل اور توریت پر قیاس کر کے یہ گمان کرنا محض بیہودہ خیال ہے آجتک سلف سے لے کر خلف تک کوئی محقق شیعہ بلکہ کوئی اہل اسلام بھی یہ عقیدہ نہین رکھتا بلکہ علمائے شیعہ اس خیال کی براءت بڑے شدومد سے کرتے ہین۔ شیخ صدوق۔ ابوجعفرؒ محمدؒ بن علیؒ بابویہ اپنے رسالہ عقاید مین یہ لکھتے ہین کہ جو قرآن اللہ نے حضرت کو دیا تھا وہی ہے کہ جواب لوگون کے پاس موجود ہے نہ اس مین کچھ کم ہوا ہے نہ زیادہ۔ تفسیر مجمع البیان مین کہ جو شیعہ کے نزدیک معتبر تفسیر ہے سید مرتضی کہتے ہین کہ جو قرآن عہد پیغمبر علیہ السلام مین تھا وہی اب بھی ہے بلاتفاوت قاضی نور اللہ شوستری اپنی کتاب مصائب النواصب مین لکھتے ہین کہ یہ بات جو شیعہ کی طرف منسوب کی جاتی ہے کہ وہ قرآن مین تغیر و تبدل کے قائل ہین محض غلط ہے۔ محققین شیعہ مین سے کوئی بھی اس کا قائل نہین اور جو کوئی کہے تو اُسکا کیا اعتبار ہے۔ ملّا صادق کلینی مین لکھتے ہین کہ یہ قرآن اسی طرح امام مہدی تک سالم رہیگا۔ محمدؒ بن حسنؒ عاملی کہتے ہین کہ جو رہ ایات پر ذرا بھی نظر کرے گا یقینی طور پر جان جائے گا کہ قرآن مین بہ چند وجوہ کمی یا دتی

نا ممکن ہے۔

جناب مولوی صاحب ممدوح پادری صاحب سے مخاطب ہو کر یہ فرماتے ہین۔

پادری صاحب۔ فرمایئے کہ وہ کونسا بے حمیت شیعہ ہے جو اپنے اکابر علما کی نسبت یہ بدگمانیان جائز رکھکر برائے شگن کے لیے اپنی ناک کٹائے گا۔ اصحاب ثلثہ کی ضد مین اگر اپنے بزرگون کو برا کہکے قرآن کی تحریف کا قائل ہو جائیگا صہ"

بھائیو۔ اب نظر انصاف سے اپنے حضرت پیر و مرشد کا یہ قول۔

"اما کتاب اللہ نزد شیعہ از درجۂ اعتبار ساقط شدہ و مثل توریت و انجیل قابل تمسک نماندہ"

کو انہین کے مرید سعید کے اس قول

"انجیل اور توریت پر قیاس کر کے یہ گمان کرنا محض بیہودہ خیال ہے۔ آجتک سلف سے لیکر خلف تک۔ محققین شیعہ سے کوئی بھی یہ عقیدہ نہین رکھتا"

سے ملاؤ اور پھر باہم اپنی ہی پیر و مرید مین حق و باطل کا امتیاز کر لو۔

شاہ صاحب نے علمائے امامیہ پر یہ اتہام کیا ہے

حقیقت یہ ہے کہ قرآن مجید کی تحریف کا الزام مذہب امامیہ اثنا عشریہ کو بدنام کرنے کی غرض سے رکھا گیا ہے۔ ورنہ بفحوائے مصرع

اے باد صبا این ہمہ آوردۂ تست

خود علمائے اکابر اہلسنت والجماعت تحریف کے قائل ہین اور کتب صحاح سے لیکر آج کے زمانہ تک ان کی کتابین تحریف قرآن سے بھری ہوئی ہین۔ اور جناب شاہ صاحب نے بقول حافظؒ

اقوال علمائے اہلسنت دربارہ تحریف قرآن

مصلحت نیست کہ از پردہ برون افتد راز ورنہ در محفل رندان خبرے نیست کہ نیست

اسکی پردہ پوشی کی ہے۔ لہذا علماء اہل سُنّت کے چند اقوال نقل کیے جاتے ہین ملاحظہ ہون۔

پہلی روایت۔ واخرج البخاری فی تاریخہ عن حذیفہؓ بخاری نے اپنی تاریخ مین حذیفہ سے روایت کی ہے

قال قرأت سورة الاحزاب على النبى	انہون نے کہا کہ مین نے سورۂ احزاب کو رسول خدا صلعم
صلى الله عليه وسلم فنسيت منها	سے پڑہا تھا۔ لیکن اُسکی ستر آیتین بھول گیا ہوں
سبعين اٰية ما وجدتها	وہ مجھکو پھر نہ ملین۔ تفسیر درمنثور علامۂ سیوطی جلد پنجم ۱۸۱
دوسری۔ واخرج ابو عبيد فى الفضائل وابن الانبارى	ابو عبید نے فضائل مین اور ابن انباری اور
وابن مردويه عن عائشة قالت كانت	ابن مردویہ نے عائشہ سے روایت کی ہے وہ
سورة الاحزاب تقرأ فى زمان النبى	کہتی ہین کہ عہد رسول مین سورۂ احزاب کی
صلى الله عليه وسلم مائتى اٰية فلما	دو سو آیتین پڑہی جاتی تھین۔ لیکن جب
كتب عثمان المصاحف لم يقدر منها	عثمان نے قرآن جمع کیا تو اسی قدر آیتین ملین
الا على ما هو الاٰن	جتنی کہ اب موجود ہین۔ درمنثور جلد پنجم ۱۸۰
تیسری واخرج ابن الضريس عن عكرمة	ابن الضریس نے عکرمہ سے روایت کی ہے کہ
قال كانت سورة الاحزاب مثل سورة البقرة	سورۂ احزاب سورۂ بقرہ کی برابر یا اُس سے
او اطول وكان فيها اٰية الرجم درمنثور جلد پنجم ۱۸۰	بھی بڑا تھا۔ اور اُسی مین آیۂ رجم بھی تھی۔
چوتھی واخرج مالك والبخارى ومسلم	مالک و بخاری و مسلم و ابن ضریس نے ابن عباس
وابن الضريس عن ابن عباس ان	سے روایت کی ہے کہ ایکدن عمر صاحب خطبہ
عمر قام فحمد الله واثنى عليه ثم	کے لیے کھڑے ہوے۔ پس حمد و ثنائے آلہی کے
قال اما بعد ايها الناس ان الله بعث	بعد یہ کہا کہ ایہا الناس خدا نے (محمد صلعم) کو
محمدا بالحق وانزل عليه الكتاب	حق کے ساتھ بھیجا اور کتاب اِن پر نازل کی
فكان فيما انزل عليه اٰية	پس جو کچھ اُن پر نازل کیا اُس مین سے آیۂ رجم
الرجم فقراناها ووعيناها	بھی تھی جس کو ہم نے خود پڑہا اور یاد رکھا اور

الشیخ والشیخة اذا زنیا فارجموهما
البتة ورجم رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ورجمنا بعدہ فاخشی ان یطول
بالناس زمان فیقول قائل لا نجد
آیة الرجم فی کتاب اللہ فیضلوا
بترک فریضة انزلها اللہ

(درمنثور جلد پنجم صفحہ ۱۸۰)

وہ یہ تھی کہ الشیخ والشیخة اذا زنیا فارجموهما البتة اور رسول نے رجم کیا تھا اور اُن کے بعد ہم کرتے رہے لیکن اب مین ڈرتا ہون کہ لوگون پر زمانہ دراز گزر جائے اور کہنے والے کہنے لگین کہ ہم تو آیہ رجم قرآن مین پاتے ہی نہین۔ پس اس سبب سے ایک فریضہ کو چھوڑ کے جسکو خدا نے نازل کیا ہے ضلالت مین پڑ جائین۔

پانچوین

عن ابن عمر قال لا یقولن
احدکم قد اخذت القرآن
کلہ وما یدریہ ما کلہ قد ذھب
منہ قرآن کثیر ولکن لیقل قد
اخذت منہ ما ظھر

(اتقان جزو ثانی صفحہ ۵۲۴)

ابن عمر سے مروی ہے اُنہون نے کہا کہ تم مین سے کوئی یہ نہ کہے کہ مین نے پورا قرآن یاد کر لیا کیونکہ اُس کو کیا معلوم ہے کہ کل قرآن کتنا تھا قرآن کا زیادہ حصہ تو جاتا رہا۔ البتہ یہ کہنا چاہیے کہ مین نے اس قدر یاد کر لیا ہے جتنا ظاہر اور موجود ہے۔

چھٹی۔

عن ابی موسی الاشعری قال
نزلت سورة نحو براءة ثم رفعت وحفظ
منها ان اللہ سیوید ھذا الدین باقوام
لا خلاق لھم ولو ان لابن آدم وادیان
من مال لتمنی وادیا ثالثا ولا یملأ جوف

ابو موسیٰ اشعری سے مروی ہے اُنہون نے کہا کہ سورۂ برات کے مثل ایک سورہ نازل ہوا تھا۔ لیکن پھر اُٹھا لیا گیا اس مین سے فقط یہ آیت یاد رہ گئی ہے۔ "ان اللہ سیوید ھذا الدین

ابن آدم الا التراب ويتوب الله على من تاب

باقوا مرالخ۔ اتقان جزو ثانی صفحہ ۵۲۵

ساتوین — عن ابی موسی الاشعری قال كنا نقرء سورة نشبهها باحدى المسبحات فانسيناها غير اني حفظت منها يا ايها الذين امنوا لم تقولون ما لا تفعلون فتكتب شهادة في اعناقكم فتسألون عنها يوم القيمة
اتقان ص ۵۲۵

ابو موسی اشعری سے مروی ہے کہ ایک سورہ ہم پڑھا کرتے تھے جو مسبحات یعنی جن کی ابتدا تسبیح سے ہے انہین سے کسی ایک کے مشابہ تھا پھر ہم اسکو بھول گئے مجھکو اس کی ایک آیت یاد رہ گئی ہے۔ اور وہ یہ ہے یا ایہا الذین امنوا لم تقولون ما لا تفعلون

اٹھوین — قال عمر لعبد الرحمن بن عوف الم تجد فيما انزل علينا ان جاهدوا كما جاهدتم اول مرة فانا لا نجدها قال اسقطت فيما اسقط من القران
اتقان صفحہ ۵۲۵

یعنی عمر نے عبد الرحمن بن عوف سے کہا کیا تم بھی قرآن مین یہ آیت (جاهدوا كما جاهدتم اول مرة) نہین پاتے؟ مجھے تو ملتی نہین۔ اُنھون نے کہا جب قرآن کا اور حصہ غائب کیا گیا تو یہ آیت بھی غائب کر دی گئی۔

نوین — فی المستدرك عن حذيفة قال ما تقرأون ربعها يعنی براءة
(اتقان صفحہ ۵۲۶)

مستدرک مین حذیفہ سے مروی ہے وہ کہتے ہین کہ اب تم سورۂ برات کا چوتھائی حصہ بھی نہین پڑھتے۔

دسوین — واخرج عبد الرزاق عن الثوری قال بلغنا ان ناسا من اصحاب النبی صلعم كانوا يقرءون القران اصيبوا يوم مسيلمة فذهبت

عبد الرزاق ثوری سے روایت کرتے ہین کہ بہت سے اصحاب رسول صلعم سے قرآن پڑھا کرتے تھے۔ جو جنگ مسیلمہ مین مارے گئے تو بہت سے حروف قرآن

حروف من القرآن (حدسارق منٹ) جاتے رہے۔

محمد بن ابراہیم ثعلبی اپنی تفسیر مین فرماتے ہین۔

گیارہوین عن ابی وائل قال قرأت فی مصحف عبداللہ بن مسعود ان اللہ اصطفیٰ آدم ونوحا وآل ابراھیم وآل عمران وآل محمد علی العالمین — ابی وائل کا بیان ہے کہ ابن مسعود کے قرآن مین ان اللہ اصطفیٰ الخ کی آیت مین آل محمد کا بھی لفظ پڑھا تھا۔ اور اب نہین ہے۔

بارہوین۔ درمنثور سیوطی تفسیر سورہ مائدہ مین عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہین۔

کنا نقراء علی عھد رسول اللہ یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المؤمنین وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ الخ — ہم زمانہ رسول خدا صلعم مین اس آیہ کی اس طرح تلاوت کیا کرتے۔ ما انزل الخ"

تیرھوین۔ معالم التنزیل مین تفسیر سورہ توبہ تحت آیۂ یحذر المنفقون ان تنزل علیھم الخ" مین فرماتے ہین۔

قال ابن عباس انزل اللہ ذکر سبعین رجلا من المنافقین باسماءھم واسماء آبائھم ثم نسخ ذکر الاسماء رحمۃ منہ علی المومنین لئلا یعیر بعضھم بعضا لان اولادھم کانو مومنین۔ — ابن عباس فرماتے ہین کہ ستر منافقون کے نام معہ ولدیت نازل ہوے تھے یہ مسلمانون پر محض مہربانی کی وجہ سے وہ نام منسوخ ہوگئے کہ ایک دوسرے پر طعن نہ کر سکے۔ کیونکہ ان سب کی اولادین مسلمان ہوگئی ہین۔

جلد ۲ صہ ۹۵ طبع مصر

چودھوین۔ آیۂ کریمہ کفی اللہ المومنین القتال کے بعد بعلی بن ابیطالب تھا۔ چنانچہ عبداللہ ابن مسعود اس آیت کو بعلی بن ابی طالب کے ساتھ پڑھتے تھے۔ جیسا کہ تفسیر درمنثور جزو پنجم صہ ۱۹۳ مین ہے۔

واخرج ابن ابی حاتم وابن مردویہ   ابن ابی حاتم ابن مردویہ اور ابن عساکر

وابن عساکر عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ   ابن مسعود سے روایت کرتے ہین کہ وہ

انہ کان یقرأ ھذا الحرف وکفی اللہ المومنین   اِس آیت کو اس طرح پڑھتے تھے۔" و

القتال بعلی بن ابیطالبؑ   کفی اللہ المومنین القتال بعلی بن ابیطالبؑ

پندرھویں   حتی اذا نسخوا الصحف فی المصاحف   جب قرآن جمیع مصاحف سے نقل ہو چکا

رد عثمان الصحف الی حفصۃ وارسل   تو عثمان نے مصحف حفصہ کے پاس واپس

الی کل افق بمصحف مما نسخوا وامر بما سواہ   کردیا اور جمیع اطراف بلاد اسلام مین اپنے

بین القرآن فی کل صحیفۃ ومصحف ان یحرق   لکھے ہوئے قرآن کا ایک ایک نسخہ

(تفسیر اتقان جزو اول صـ۲۱) اصلاح نمبر۳ صـ۱۹   بھجوا دیا۔

یہ تو مسلمات سے ہے کہ حضرت عثمانؓ نے اس مصحف کو تغیر دیا۔ چنانچہ منجملہ ان امور کے جو باعث اونکے قتل کے ہوئے ایک یہ بھی تھا جیسا کہ اتقان سیوطی جلد۲ صـ۲۵ مین ہے۔

عن حمیدہ بنت ابی یونس   اُبی بن کعب 'آیہ ان اللہ وملٰئکتہ

قالت قرأ علی ابی وھو ابن ثمانین   یصلون علی النبی کو باضافہ

سنۃ فی مصحف عائشۃ ان اللہ   وعلی الذین یصلون الصفوف

وملٰئکتہ یصلون علی النبی یاایھا   الاول پڑھتے تھے۔ یہ واقعہ اِس سے

الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما   قبل کا ہے کہ عثمان نے مصحف کو تغیر

وعلی الذین یصلون الصفوف الاول   دیا۔

قالت قبل ان یغیر العثمان المصاحف

اور ازالۃ الخفا جلد۲ صفحہ ۱۴۱ مین ہے۔

قالوا انتقم علیك انك جعلت الحروف حرفا واحدًا — صحابہ نے کہا ہمکو اس وجہ سے تم پر غصہ ہے کہ تم نے قرآن کے حروف کو ایک حرف کردیا۔

تفسیر اتقان وغیرہ کتب مین مذکور ہے کہ

سولھوین۔ زید بن ثابت کہتے ہین کہ آیت "لقد جاءکم رسول من انفسکم" مین نے تمام جگہ تلاش کی کہین نہ ملی مگر ابی خدیجہ انصاری کے پاس لکھی ہوئی ملی۔ اور اسی طرح حضرت عایشہ سے منقول ہے کہ یہ آیت لکھی ہوئی ہمارے پلنگ کے تلے پڑی تھی جسکو بکری کھا گئی۔ (منقول از تفسیر حقانی صـ۲۳ مطبوعہ مجتبائی دہلی)۔

درگاہ باری مین قرآن مسجد اور آل رسول کی فریاد

سترھوین۔ اسی طرح جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تحریف قرآن کے بارہ مین جو پیشین گوئی فرمائی تھی وہ بھی کنز العمال جلد ششم صفحہ ۴۶ مین ملاحظہ فرمایئے جسکی نقل یہ ہے۔

یجئ یوم القیمۃ المصحف والمسجد	آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ قیامت کے روز مصحف
والعترۃ فیقول المصحف یارب	مسجد اور عترت اہلبیت رسول درگاہ احدیت
حرفونی ومزقونی ویقول المسجد	مین حاضر ہون گے مصحف عرض کرے گا خداوندا
یارب خربونی وعطلونی وضیعونی	لوگون نے مجھ مین تحریف کی اور پھاڑ ڈالا مسجد
وتقول العترۃ طردونا وقتلونا	کہے گی کہ مجھے خراب اور معطل کیا عترت
وشردونا واجثوا برکبتی للخصومۃ	کہے گی ہم کو قتل کیا گھرون سے نکالا اور متفرق
فیقول اللہ ذلك الیّ وانا اولی بذلك	کیا ہم اُسوقت دوزانو ہون گے جیسے کوئی
(دیلمی عن جابر حم طب ص عن ابی امامہ)	خصومت کے لیے دوزانو ہوتا ہے خداوند عالم
صلاح نمبر صفحہ ۲۳	فرمائے گا ہم زیادہ اولی ہین اس کے ساتھ۔

اقتباس تفسیر حقانی

اٹھارہوین۔ اگر ان روایتون سے جو ہم نے نقل کی ہین سیری نہو تو کتب صحاح وتفسیر کبیر ومسند امام احمد

اور فتح الباری وغیرہ وغیرہ مین ملاحظہ کرلین۔ اگر اس مین تکلیف ہو تو کم از کم تذکرۂ بالا کے تفسیر حقانی کے (صفحہ ۴۷) مین اس عبارت کو پڑھ لین۔

آنحضرت صلعم نے اپنی حیات مین تمام قرآن لکھوا کر ایک جلد مین جمع نہ کیا تھا بلکہ متفرق اجزا مین بطور سے تھا کہ کوئی سورۃ کاغذ پر اور کوئی رکوع اونٹ کی ہڈیون پر کوئی کھجور کے ٹھون پر لکھا ہوا تھا۔ اس لیے کہ زیادہ دارومدار حفظ پر تھا۔ گو لکھے پڑھے لوگ بالخصوص قرآن کے لکھنے والے صحابہ زیدبن ثابت انصاری وعبد اللہ بن مسعود وغیرہا بھی موجود تھے۔ آپ ہر آیت کو بترتیب لکھوا دیتے اور حفظ بھی کرا دیتے تھے۔ پس جس طرح آپ کی حیات مین قرآن مجید مرتب ہو چکا تھا اُسی طرح بے کم وکاست آپ کے بعد صحابہ کے نوک زبان تھا۔ آپ کے بعد تخمیناً اسی سال ملک یمامہ مین مسیلمہ کذاب مدعی نبوت سے صحابہ کی لڑائی ہوئی اُس مین بہت سے لوگ شہید ہوئے۔ (ستر) کے قریب حافظ قرآن بھی شہید ہوئے۔

حضرت عمر کی رائے سے سب صحابہ اس بات پر متفق ہوئے کہ تنہا حفظ پر مدار قرآن نہ رہنا چاہیے۔ بلکہ اُس کو ایک جگہ لکھوا کر جمع بھی کرا دینا چاہیے کیونکہ اگر اسی طرح دو ایک لڑائیون مین اور حُفاظ بھی شہید ہوگئے تو پھر قرآن کے کم ہو جانے کا خوف ہے۔

حضرت عثمان کی خلافت مین پھر اختلاف کی نوبت پہنچنے لگی تو حضرت عثمان نے حضرت حفصہ کے قرآن سے نقل کرکے شایع کیے اور باقی قرآن لوگون سے لیکر جلوا دیئے

زیدبن ثابت جو کاتب وحی تھے اس کام کے مہتمم قرار پائے۔ انھون نے حفاظ کو جمع کیا اور جن جن کے پاس جسقدر لکھا ہوا تھا وہ منگایا۔ اور سب سے بعد تحقیق وتنقیح ایک جلد مین نقل کرکے جمع کیا پھر وہ نسخہ ابوبکر کے پاس رہا۔ اُن کے بعد حضرت عمرؓ کے پاس۔ پھر حفصہ کے پاس پھر حضرت عثمان کی خلافت مین بوجہ اس بات کے کہ تنہا وہ ایک نسخہ کافی نہ تھا اور ہر شخص حافظ نہ تھا۔ لوگون کو بھولے بھٹکے مین دقت پیش آنے لگی۔ اور اختلاف کی نوبت پہونچنے لگی تو حذیفہ بن الیمان نے حضرت عثمان کو اُس سے نقل کرکے شُہرت دینے کی ترغیب دی۔

حضرت عثمان نے پھر زید بن ثابت کو فرمایا کہ اُن کی مدد کے لیے عبد اللہ بن زبیر و سعد بن عاص اور عبد اللہ بن حارث بن ہشام کو کہ جو قریش کے محاورات سے بڑے ماہر اور قرآن پر بڑے حاوی تھے متعین فرمایا۔ اور اُنھون نے اُس نسخہ سے جو حفصہ کے پاس تھا اُسی تحقیق اور مقابلہ حفاظ سے کہ جس طرح پہلے کی گئی تھی سات (۷) یا چھ (۶) نسخہ نقل کرا کے عراق اور شام و مصر وغیرہ دیار اسلام مین بھجوا دیئے اور اصل نسخہ حضرت حفصہ کو دیدیا۔ اور جن لوگون نے اپنے نسخون مین بطور تفسیر کے وہ جملہ جو آنحضرت سے سنتے تھے درج کر رکھے تھے اور جس کو بعض لوگ آیت منسوخ التلاوت سمجھتے تھے اُن کے مصحف منگا کر رفع اختلاف کی نیت سے جلوا دیئے کہ مبادا ان کو پچھلے قرآنون مین کوئی قرآن کی آیت نہ سمجھنے لگے۔ منجملہ اُن کے عبد اللہ بن مسعود کا مصحف بھی جلا دیا گیا۔ ابتک بلاکم و کاست اُنھین نسخون کے مطابق اہل اسلام مین قرآن ہے الحمد للہ علی ذلک

حضرت زید بن ثابت جو نہ صرف جامعان قرآن کے شرف سے مشرف تھے بلکہ کاتب وحی بھی تھے اِن کے بارہ مین کنز العمال مین یہ روایت ہے۔

عن زید بن ثابت ان عمر بن الخطاب	ایکدفعہ عمر بن خطاب زید بن ثابت کے پاس
استاذن علیہ یوما فاذن لہ و راسہ	آئے وہ اپنی کنیز سے اپنے سر مین کنگھی کرا رہے
فی ید جاریۃ ترجل فنزع راسہ فقال	تھے۔ عمر کو دیکھکر زید نے سر کھینچ لیا۔ زید نے
عمر دعہا ترجلك قال یا امیر المومنین	کہا اے امیر المومنین اگر آپ مجھے طلب
لو ارسلت الی جئتك فقال عمر	فرما لیتے تو مین خود حاضر ہو جاتا۔ عمر نے
لیس ھو بوحی حتی تزید فیہ	کہا یہ وحی نہین ہے کہ اس مین تم زیادتی
او تنقص انما ھو شئی فتراہ فان	یا کمی کرو۔ بلکہ یہ ایک رائے اور مشورہ
رایتہ وو افقتنی تبعتہ والا لم یکن	کی بات ہے۔ اگر موافقت کرو تو بہتر ہے

شی فابی زید فخرج عمر مغضبا — ورنہ کچھ نہین ۔ زید نے انکار کیا تو عمر خفا ہوکر

از حدالسارق ص۲۲ — چلے آئے ۔

اگرچہ ان روایتون سے اور مثل ان کے صدہا صحابہ کا قرآن مین تحریف اور قراۃ مین اختلاف کرنا بخوبی ثابت ہے ۔ مگر ہم اس موقع پر شاہ صاحب ہی کے کلام سے حضرت کے کلام متذکرہ بالا کی تردید کرتے ہین کہ خود وہ حضرت حضرت عبداللہ بن مسعود و ابی کعب کو تحریف قرآن مین متہم کرتے ہین ۔

قول شاہ صاحب کہ اگر عبداللہ بن مسعود کا قرآن دیا جاتا تو فتنہ عظیم دین مین برپا ہوتا

آنچہ در وجہ ناخوشی عبداللہ بن مسعود ذکر کردہ اند ۔ نیز غلط و افترا است در کتب صحیحہ ازان اثرے نیست صحیح این قدر ست کہ چون عثمان اختلاف مردم در قرات قرآن بحدے مشاہدہ نمود کہ اکثر عوام الفاظ غیر منزلہ میخواندند و باختلاف قراۃ بہانہ می جستند بشورۂ حذیفہ بن الیمان و دیگر اجلاء صحابہ کہ حضرت امیر ہم از انجملہ بود ۔ خواست تاہمہ طوائف عرب و عجم بریک مصحف جمع شوند و ازان تخلف نورزند و این عزم بفعل آورد ۔

عبداللہ بن مسعود کی ناراضی کا جو کچھ ذکر کیا ہے وہ محض غلط اور افترا ہے جس کی کچھ حقیقت مستند کتب مین نہین ہے صحیح اس قدر ہے کہ جب عثمان نے دیکھا کہ لوگ قرآن کی قرات مین بہت اختلاف کرنے لگے اور الفاظ غیر منزل پڑھنے لگے اور قراۃ کے بہانہ ڈھونڈنے لگے تو عثمان نے بشورۂ حذیفہ بن الیمان و دیگر صحابہ کبار جن مین حضرت علیؓ بھی تھے ارادہ کیا کہ سب گروہ عرب و عجم ایک قرآن پر اجتماع کرین اور پھر خلاف نکرین اس قصد پر انہون نے عمل کیا ۔

عبداللہ بن مسعود و ابی بن کعب کہ بعض قراۃ شاذہ در مصحفہائے خود نوشتہ بودند ۔ حالانکہ بعضے عبارات ادعیہ قنوت بودند

چنانچہ عبداللہ بن مسعود و ابی بن کعب نے بھی بعض قراأت اپنے مصحف مین لکھ لیے تھے حالانکہ ان مین بہت سی دعائین قنوت تھین

وبعضے عبارات تفاسیر کہ جناب پیغمبرؐ در وقت تلاوت قرآن بیان معانی آن می فرمودند از موقوف کردن مصاحف خود اباورزیدند و در ابقاء مصاحف ایشان فتنۂ عظیم در دین پیدا می شد کہ در نفس قرآن اختلاف واقع بود و رفتہ رفتہ منجر بقبائح بسیاری شد در گرفتن مصاحف غلامان عثمان البتہ با ابن مسعود خشونت نمودند و ضرب و صدمہ ہم باو رسید بے آنکہ عثمان ایشان را باین امر امر کردہ باشد۔ و ابی بن کعب مصحف خود را بے مزاحمت حوالہ نمود باوے پرخاشے بمیان نیامدہ وکدورتے نماندہ ومعہذا عثمان ہرچہ ممکن بود استرضاء ابن مسعود خواست وعذرہا کرد اگر ابن مسعود قبول نہ کند ملامت بر ابن مسعود خواہد بود نہ بر عثمان وچون ابن مسعود مریض شد عثمان بخانہ او آمد و استغفار ازو درخواست وعطاء او را نیز آورد و ابن مسعود گفت عطاء ترا نمی گیرم چون من محتاج بودم

اور بعض تفسیرون کی عبارتین جو جناب پیغمبرؐ خدا صلعم وقت تلاوت قرآن فرمایا کرتے تھے۔ ان لوگون نے قرآن کے دینے سے انکار کیا۔ چونکہ ان لوگون کے قرآن قائم رکھنے سے ایک فتنۂ عظیم دین مین پیدا ہوتا کیونکہ جب نفس قرآن ہی مین اختلاف ہوا تو رفتہ رفتہ اس مین بہت سی خرابیان پیدا ہوتین۔ لہذا غلامان عثمان نے ابن مسعود سے قرآن لینے مین خشونت کی اور انکو ضرب اور صدمہ بھی پہونچا مگر عثمان نے یہ حکم اپنے غلامون کو نہین دیا تھا اور ابی بن کعب نے چپکے سے اپنا قرآن دیدیا تھا لہذا ان سے کچھ تعرض نہین کیا گیا اور نہ کوئی کدورت رہی جہانتک ہوسکا عثمان نے ہرچند ابن مسعود سے معافی چاہی اور بہت کچھ عذر و معذرت کی اسپر بھی اگر ابن مسعود قبول نہ کرے تو قابل ملامت ابن مسعود ہے نہ کہ عثمان جب ابن مسعود بیمار ہوے عثمان ان کے گھر گیے اور خواستگار عفو ہوے اور نیز جو عطیہ ان کا مقرر تھا وہ بھی لائے مگر ابن مسعود نے نہ لیا

نہ رسانیدی و حالانکہ از جہان مستغنی شدم
و سفر آخرت می نمایم بہ من میدہی عثمانؓ گفت
کہ بدختران خود بدہ - ابن مسعود گفت دختران
خود را بخواندن سورۂ واقعہ
در ہر شب فرمودہ ام و از جناب پیغمبرؐ
شنیدہ ام کہ ہر کہ سورۂ واقعہ
ہر شب بخواند بفاقہ مبتلا نہ گردد عثمانؓ
برخاستہ نزد اُمّ حبیبہ زوجۂ مطہرہ رسولؐ
رفت و از و استدعا نمود کہ ابن مسعود را
از من راضی گردان اُمّ حبیبہ ابن مسعود را
مراتب بسیار گفتہ فرستاد باز عثمان نزد ابن مسعود
رفت و گفت کہ اے عبداللہ چرا تو ہم مثل یوسفؑ
پیغمبر بہ برادران خود نمی گوئی کہ لا تثریب
علیکم الیوم یغفر اللہ لکم و ھو
ارحم الراحمین ابن مسعود سکوت کرد و جواب
نداد پس از طرف عثمانؓ در استرضا و استعفا
قصورے واقع نہ شد و اقصی الغایۃ درین
مقدمہ کوشید و بری الذمہ شد (تحفہ صفحہ ۱۳۱ تا ۱۳۲
مطبوعہ دہلی بحث مطاعن عثمان)

اور کہا جب مجھے ضرورت تھی اُسوقت تو تم نے
بند کر دیا اب مین مُستغنی ہون اور سفر آخرت کر رہا
ہون مجھے دیتے ہو۔ عثمان نے کہا اچھا اپنی لڑکیونکو
دیدو۔ ابن مسعود نے کہا کہ مین نے اپنی لڑکیونکو
نصیحت کی ہے کہ ہر شب سورۂ واقعہ پڑھا کرین
کہ مین نے جناب رسولخدا صلعم سے سُنا ہے کہ جو
کوئی ہر شب سورۂ واقعہ پڑھا کرے وہ فاقہ
مین مبتلا نہوگا۔ پھر عثمان اُمّ حبیبہ زوجۂ رسول اللہ
کے پاس گئے اور درخواست کی کہ ابن مسعود کو
میری طرف سے راضی کرادو اُمّ حبیبہ نے
بہت کچھ کہلا بھیجا مگر ابن مسعود راضی نہوئے اس کے
بعد پھر عثمان ابن مسعود کے پاس گئے اور کہا اے
عبداللہ تم بھی مثل اپنے بھائیون کے یہ کیون نہین
کہتے کہ "آج کے دن تم پر سرزنش نہ تھی خدا تم کو
بخشے گا اور وہ بہتر رحم کرنیوالا ہے) ابن مسعود نے
سکوت کیا اور کچھ جواب نہ دیا غرض عثمان کی
طرف سے رضامندی اور عذر خواہی مین کوئی
کمی نہین ہوئی۔ اور وہ ہر طرح کی کوشش کرکے
بری الذمہ ہو چکے۔

روایات صحیح مسلم و دیگر محدثین شاہ صاحب کے کلام کی تردید ہیں

اگرچہ شاہ صاحب کے اس کلام سے ظاہر ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کے قرآن میں اس درجہ نقص تھا کہ اگر ان سے بجبر نہ لیا جاتا تو اس کے باقی رکھنے سے دین میں ایک فتنۂ عظیم برپا ہوتا لیکن اس بیان کی تصدیق دیگر محدثین و متکلمین کے اقوال سے نہیں ہوتی۔ بلکہ ان کے اقوال دیکھنے سے منکشف ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود قرآن کے بہت بڑے عالم تھے ازانجملہ یہ ہیں۔

پہلی	استقرؤا القرآن من اربعة	قرآن چار آدمیوں سے سیکھا کرو ان میں سے
پہلا ابن ام عبد	نفر فبدء بعبد اللہ بن مسعود	سب سے پہلے رسول اللہ نے ابن مسعود
	استیعاب (اصلاح ۳-۲۹-۶)	کا نام لیا۔
دوسری	عن ابی ظبیان قال قال لی عبد اللہ بن	عبداللہ بن عباس نے ابوظبیان سے
	عباس ای القرأتین تقرأ قلت القراءة الاولی	پوچھا کہ تم کس قراءت پر قرآن کو پڑھتے ہو۔
	قرأة ابن ام عبد فقال لی بل ھی الاخرة	کہا کہ پہلی قراءت پر جو ابن مسعود کی ہے ابن
	ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان	عباس نے کہا وہی آخری قراءت ہے کیونکہ
	یعرض القرآن علی جبرئیل فی کل عام	آنحضرت کا معمول تھا کہ ہر سال ایکبار قرآن کو
	مرة فلما کان العام الذی قبض فیه	جبرئیلؑ پر عرض کرتے تھے جب وہ سال آیا
	عرضه علیه مرتین فحضر ذلك عبد اللہ	جس میں حضرت نے انتقال فرمایا تو دو مرتبہ
	فعلم ما نسخ من ذلك وما بدل۔	عرض کیا۔ اسوقت ابن مسعود حاضر تھے انکو
	(استیعاب جلد اول صفحہ ۳۷۲) اصلاح ۳ صفحہ ۲۹	وہ سب معلوم ہوا جو کہ نسخ کیا گیا یا بدلا گیا۔
	عن مسروق قال کنا ناتی	مسروق سے روایت ہے کہ میں عبداللہ
	عبد اللہ بن عمر فنتحدث الیه	بن عمر کے پاس آتا اور ان سے حدیث پڑھا کرتا تھا

وقال ابن نمیر عندہ فذکرنا یوماً عبد اللہ بن مسعود
فقال لقد ذکرتم رجلاً لا ازال احبہ بعد شیٔ
سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول خذوا القرآن
من اربعۃ من ابن ام عبد فبدأ بہ ومعاذ بن جبل
وابی بن کعب وسالم مولی ابی حذیفۃ
رواہ الترمذی ومسلم جلد ۲ صفحہ ۲۲۲ مصر از مجمع البحرین

ایک دن مین نے عبد اللہ بن عمر سے ابن مسعود کا
ذکر کیا اُس وقت ابن نمیر تھا ابن عمر نے کہا
تم نے اُس شخص کا ذکر کیا جس کو مین ہمیشہ
دوست رکھتا تھا اور مین نے رسول خدا صلعم
سے سُنا ہے کہ قرآن چار شخصون سے سیکھو
یعنی عبد اللہ بن مسعود معاذ بن جبل ۔
ابی بن کعب اور سالم مولی ابی حذیفہ سے ۔

استیعاب مین ہے۔

قال لما امر عثمان فی المصاحف بما امر قام عبد اللہ بن مسعود
خطیبا فقال اتامرونی ان اقرأ
القرآن علی قرأۃ زید
بن ثابت والذی نفسی بیدہ لقد
اخذت من فی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سبعین سورۃ وان زید
ابن ثابت لہ ذوابۃ یلعب بہ الغلمان
واللہ ما نزل من القرآن شیٔ الا
وانا اعلم فی ای شیٔ نزل وما احد اعلم
بکتاب اللہ منی ولو اعلم احدا بتلقینہ
الابل اعلم بکتاب اللہ منی لاتیتہ

حضرت عثمانؓ نے جب قرآن کے بارہ مین
حکم دیا تو عبد اللہ بن مسعود نے خطبہ پڑھا اور
کہا یہ لوگ حکم دیتے ہین کہ ہم قراءت زید بن
ثابت پر قرآن کو پڑہین حالانکہ خود ہم نے
(۷۰) ستر سورتین رسول اللہ کے منہ سے یاد کی تھین
اور بخدا زید بن ثابت ایک لڑکا تھا جس کے
گیسؤن سے اطفال کھیلا کرتے تھے بخدا جو کچھ
قرآن مین نازل ہوا ہے اُس کا علم مجھ سے
بڑھکر کوئی نہین ہے۔ اگر مین جانتا کہ
دوسرا بھی مجھ سے زیادہ عالم ہے اور میرا
اونٹ وہان تک پہونچ سکتا تو مین اُسکے

ثم استحیی مما قال فقال و ما انا بخیرکم۔

استیعاب جلد اول صفحہ ۳۰۲ (اصلاح ۳۔ ۹ صفحہ ۳)

پاس جاتا اور علم قرآن اُس سے حاصل کر سکتا تھا تو ضرور جاتا۔ پھر شرمائے اپنی کہے پر کہ کہا کہ میں لوگوں کا بہتر نہیں ہوں۔

اور صحیح مسلم و شرح امام نووی میں ہے۔

(٥) عن عبد اللہ انہ قال ومن یغلل یات بما غل یوم القیمۃ ثم قال علی قراءۃ من تامرونی ان اقرأ فلقد قرأت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بضعاً وسبعین سورۃ ولقد علم اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی اعلمہم بکتاب اللہ ولو اعلم ان احداً اعلم بہ منی لرحلت الیہ قال شقیق فجلست فی حلق اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم فما سمعت احداً یرد ذلک علیہ ولا یعیبہ

(مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۴۲ ایضاً صفحہ ۳۰۲)

حضرت عبد اللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ (جب حضرت عثمان نے ابن مسعود سے صحیفہ طلب کیا تب) ابن مسعود نے اس آیہ کو پڑھا کہ جو شخص خیانت کرے وہ قیامت میں پابزنجیر آئیگا اور کہا کہ علم قرآن و حفظ منازل قرآن میں کون مجھ سے افضل ہے کہ میں اسکی تقلید قرارت کروں۔ یہ میں کہوں میں نے ستر سے زیادہ قرآن کی سورتیں خود رسول اللہ سے پڑھکر سیکھے ہیں اصحاب رسول جانتے ہیں کہ میں افضل قاری قرآن ہوں اگر کوئی مجھ سے زیادہ جانتا تو بیشک میں اسکی طرف رجوع کرتا۔ شقیق کہتے ہیں کہ اُس محفل میں میں بھی تھا لیکن اصحاب رسول میں سے کسی ایک نے بھی ابن مسعود کے کلام کی تردید نہ کی اور نہ اُن کی غیبت میں۔

حضرت عبد اللہ ابن مسعود وہ شخص ہیں جنھوں نے سب سے پہلے کفار مکہ کو قرآن سنایا۔

جیسا کہ تاریخ طبری حصہ اول جلد ۳ صفحہ ۱۱۸۶ طبع جرمن مین ہے۔

حدثنا یحیی بن عروة ابن الزبیر	یحیی بن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے
عن ابیه قال کان اول من جهر بالقرآن	ہین کہ سب سے پہلے جس نے باآواز بلند قرآن
بعد رسول الله صلعم بمکة	سنایا وہ عبد اللہ بن مسعود ہین بعد رسول اللہ کے
عبد الله بن مسعود قال اجتمع یوما	ایک روز صحابہ رسول جمع ہوئے اور یہ مشورہ
اصحاب رسول الله صلعم	ہوا کہ قسم بخدا ابھی تک قریش نے یہ قرآن باآواز
فقالوا والله ما سمعت قریش هذا القرآن	بلند نہین سنا ہے پس کون شخص ہے جو انہین
یجهر لها به قط فمن رجل یسمعهموه	سنائے عبد اللہ بن مسعود نے کہا ہم ایسا کرین گے
فقال عبد الله بن مسعود انا قالوا انا	صحابہ نے کہا نہین کوئی ایسا شخص ہو جسکی
نخشاهم علیك انما نرید رجلا له عشیرة	عشیرہ ہو کہ وقت پر حمایت کر سکے عبد اللہ بن مسعود
یمنعونه من القوم ان ارادوه فقال	نے کہا تم ہمکو چھوڑ دو خدا ہماری حفاظت کریگا۔
دعونی فان الله سیمنعنی قال فغدا	دوسرے روز قریش جب اپنے مقام پر خانہ کعبہ کے
ابن مسعود حتی اتی المقام فی الضحی وقریش	پاس جمع ہوئے تو ابن مسعود نے مقام ابراہیمؑ
فی اندیتها حتی قام عند المقام ثم قال	کے پاس جاکر باآواز بلند سورہ رحمان پڑھنا
بسم الله الرحمن الرحیم رافعا بها صوته	شروع کیا قریش پوچھنے لگے کہ ابن ام عبد کیا
الرحمن علم القرآن خلق الانسان علمه البیان	کہتے ہین کسی نے کہا محمدؐ کا قرآن پڑھتے ہین
قال ثم استقبلها یقرأها فیها قال فتاملوا وجعلوا	اس پر اُنھون نے اُٹھکر اُن کے منھ پر مارنا
یقولون ما یقول ابن ام عبد ثم قالوا انه لیتلو	شروع کیا اور وہ قرآن پڑھتے رہے ابن مسعود کو
بعض ما جاء به محمد فقاموا الیه فجعلوا یضربون	جس قدر پڑھنا تھا پڑھکر اصحاب کے پاس آئے

وجهه وبه نقرء حتے بلغ منہا ما شاء الله ان
يبلغ ثم انصرف الی اصحابه وقد اثروا بوجهه فقالوا
هذا الذی خشينا عليك قال ما كان اعداء
الله اهون علی منهم الان لئن شئتم
لاغازينهم غدا بمثلها قالوا لا حسبك
فقد اسمعتهم ما يكرهون۔ صفحہ ۲۹۵

اور اُن کی مار کا اثر اِن کے چہرے پر تھا جس پر
اصحاب نے کہا اسی کا ہم کو خوف تھا ابن مسعود
نے کہا یہ لوگ ایسے ذلیل تو کبھی ہم کو معلوم نہیں ہوئے
تھے جیسا کہ آج کے دن معلوم ہوئے۔ پھر کہا اگر
کہو تو کل پھر اسی طرح انکو قرآن سُنا آئیں۔
سب نے کہا۔ بس یہی کافی ہے۔

(اصلاح ۳-۳۹۔)

حضرت عثمان کا حضرت عبداللہ بن مسعود کو اپنے غلاموں سے پٹوانا وغیرہ وغیرہ

افسوس۔ جن۔ عبداللہ ابن مسعود کا یہ مرتبہ اور درجہ ہو کہ وہ رسول اللہ کے اصحاب خاص اور مقربان آل رسولؐ سے ہوں۔ جیسا کہ صحیح مسلم جلد ۲ صہ ۳۴۳ مین ہے۔

عن ابی موسی قال قدمت انا
واخی من اليمن فمكثنا حينا وما نرے
ابن مسعود وامه الا من اهل بيت رسول الله
صلے الله عليه وسلم من كثرة دخولهم ولزومهم له۔
(صحیح مسلم رواہ الترمذی) مجمع البحرین (۴۰۰)

ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ مین معہ اپنے بھائی
کے سفر یمن سے آئے ہم لوگ خرم شادان تھے
مین ابن مسعود اور انکی مان کو اہلبیت ہی سے جانا
بسبب کثرت آمد و رفت اہلبیت رسالت کے
اُن کے یہان۔

اِن کے ساتھ حضرت عثمانؓ نے یہ سلوک کیا کہ انکا قرآن جلوا دیا وظیفہ بند کر دیا۔ غلامون کے ہاتھ سے اس قدر پٹوایا کہ پسلی کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ قید کیے گیے یہانتک کہ قید خانہ ہی مین انتقال کر گیے۔

جیسا کہ تاریخ خمیس سے ظاہر ہوتا ہے۔

ان ابن مسعود لما عزله عثمان عن الكوفة
وولی الوليد بن عقبة ورای صنيع الوليد

حضرت عثمان نے ابن مسعود کو معزول کر کے
ولید بن عقبہ کو مقرر کیا۔ اس نے طرح طرح کے

فی جورہ وظلمہ فعاب ذلک وجمع الناس بمسجد
الکوفۃ وذکر لھم احداث عثمان ثم قال ایھا
الناس لتامرن بالمعروف ولتنھون عن المنکر
او لیسلطن اللہ علیکم شرارکم ثم یدعوا
اخیارکم فلا یستجاب لکم وبلغ خبر نفیا بی ذر
الی الربذۃ فقال فی خطبتہ بمحفل من
اھل الکوفۃ ھل سمعتم قول اللہ تعالی۔
ثم انتم ھؤلاء تقتلون انفسکم وتخرجون فریقا منکم
من دیارھم، عرض بذلک لعثمان فکتب الولید بذلک
الی عثمان فاشخصہ من الکوفۃ فلما دخل مسجد النبی صلی اللہ
علیہ وسلم امر عثمان غلاما لہ اسود فدفع ابن مسعود واخرجہ من
المسجد ورمی بہ الی الارض وامر باحراق مصحفہ
جعل منزلہ محبسہ وحبس عنہ عطاء اربع سنین الی ان مات

مجمع البحرین صفحہ ۲۶۴ (۲۷۰) تاریخ خمیس طبع مصر

ظلم وستم کیے ابن مسعود نے حضرت عثمان کی
شکایتین اور عیوب محفلون مین بیان کیے۔
اور واسطے زوال خلافت کے بددعا کی۔ اور
حضرت عثمان کی قوم مین آیہ کریمہ
"تقتلون انفسکم الخ" پڑھا جب یہ
خبر ولید حاکم کوفہ کو ملی۔ اس نے حضرت عثمان کو
لکھ بھیجا۔ حضرت عثمان نے ان کو کوفہ سے اپنے
پاس بلایا۔ جب ابن مسعود داخل مسجد نبوی
ہوے تو حضرت عثمان نے اپنے غلام حبشی کو
حکم دیا اس نے مسجد سے نکال کر زمین پر پھینکدیا
اور ابن مسعود کے قرآن جلانے کا حکم دیا اور
اور انکا مال قرق کرلیا اور انکو قید خانہ بھجوادیا۔
چار سال تک یہی حالت رہی یہان تک کہ
وہ مرگئے۔

شاہ صاحب کے کلام پر تنقید

اب معزز ناظرین۔ حضرت عبد اللہ ابن مسعود کی عظمت ومنزلت اور علم قرآن پر غور فرمائین کہ جس کے دل مین قرآن مجید کی یہ عظمت ہو کہ وہ قریش کے ہاتھ سے طمانچے کھانے پر بھی تلاوت قرآن کرتا رہے جسکی شان مین جناب رسول خدا صلعم فرمائین کہ قرآن ابن مسعود سے سیکھو۔ مفسرین اہلسنت نزول آیہ کریمہ "کنتم خیر امۃ" جس کی شان مین بتائین۔ جس کا قرآن جمیع مصاحف سے صحیح ہو۔ جن کے مرتبے دور جے یہ ہون کہ وہ صحابہ کرام مین بڑے معتبر۔ حافظ اور قاری ہون۔ عامیون کے اختلاف

دور کرتے تھے۔ سارے ملک مین ان کے تلامذہ پھیل گئے جنھون نے لوگون کو قرآن کی تعلیم دی۔ افسوس کہ جناب شاہ صاحب حضرت عثمان کی خاطر اس محبّ خدا پر یہ الزام لگائین۔ کہ عبداللہ ابن مسعود و ابی بن کعب بعض قراۃ در مصحف ہائے خود نوشتہ بودند کہ در ابقائے ایشان فتنۂ عظیم در دین پیدا می شد

بھائیو۔ اب اپنے پیر و مرشد کے کلام پر غور کرو کہ خود ہی عبداللہ ابن مسعود کا قرآن مین تحریف اور اختلاف کرنا۔ حضرت عثمان کا ان سے قرآن طلب کرنا۔ غلامان عثمان کا ابن کو زدوکوب کرکے مصحف لینا اوسکو جلوا دینا اُنکا وظیفہ بند کرنا۔ عبداللہ ابن مسعود کا عثمان سے ناراض ہونا حضرت عثمان کا عفو تقصیر چاہنا۔ اور ابن مسعود کا عفو نہ کرنا بتوضیح و تصریح تحریر فرماتے ہین باایں ہمہ اما میہ پر یہ اتہام لگاتے ہین کہ۔

"باعتقاد شیعہ انچہ موجود است مصحف عثمان است کہ ہفت نسخہ آنرا نوشتہ باکناف عالم شہرت داد وکسے راکہ قرآن منزل براصل ترتیب می خواند ضرب و شلاق نمود تا آنکہ طوعاً وکرہاً ہمہ آفاق برین مصحف اجماع کردند۔

کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا (سورۂ کہف)	کیا بڑی بات ہو کر اُن کے منھ سے نکلتی ہے گر سب جھوٹ ہے۔

فال

افسوس ہے کہ میرن صاحب قبلہ اور اون کے والد ماجد انتقال فرما گیے ورنہ مین اس حدیقۂ سلطانیہ اور صوارم کو لیے خدمت مین حاضر ہوتا۔ اور پوچھتا کہ "کنتم خیر امۃ" صحیح ہے یا "کنتم خیر آئمۃ" اگر فرماتے "کنتم خیر آئمۃ" صحیح ہے۔ اور "کنتم خیر امۃ" تحریف جامعان قرآن کی ہے تو بندہ عرض کرتا کہ اس وقت اور آئمہ کرام سوائے علیؑ مرتضیٰ کے کون تھے اور کس نے "امر بالمعروف اور نہی عن المنکر" کیا تھا جن سے خدا یہ خطاب کرتا اور جن کی یہ فضیلتین بیان کرتا۔ اور اگر فرماتے "کنتم خیر امۃ" صحیح ہے تو کمترین التماس کرتا کہ پھر اُس گروہ سے جس کو خدا "خیر امۃ" فرماتا ہے۔ اور جس کی آپ بھی تصدیق کرتے ہین بیزاری کفر ہے یا نہین۔ اور اِن کے آگے انہین کی کتاب کھول کر صفحہ ۱۸۶ کی عبارت نکال کر پوچھتا کہ حضرت اس کا کیا مطلب ہے۔

دور۔ اگر قبلہ صاحب زندہ ہوتے تو پوچھتا کہ کنتم خیر امۃ صحیح ہے یا کنتم خیر ائمۃ۔

از آنجملہ انچہ از حضرت صادق علیہ السلام ماثور است کہ فرمود

"ان ھذا القران فیہ ضیاء الھدیٰ ومصباح الدجیٰ" یعنی درین قرآن انوار ہدایت وچراغہائے دور۔ کنندہ تاریکی ضلالت وغوایت روشن است

اور قسم دیگر پوچھتا کہ آپ کو اپنے اجتہاد ہی کی قسم ہے کہ جس قرآن کو امام صاحب فرماتے ہین کہ اس مین انوار ہدایت اور چراغ روشن ہین اس مین صحابہ کی نسبت کیا لکھا ہوا ہے اگر "کنتم خیر امۃ اخرجت للناس" لکھا ہے تو پھر آپ کیون اس سے انکار کرتے ہین۔ اور کیون روشنی چھوڑ کر تاریکی مین پڑتے ہین۔ اور پھر اس کتاب کی یہ عبارت دکھاتا کہ۔

از امام محمد باقر علیہ السلام منقول است کہ در ہنگامیکہ فتنہا بر شما ملتبس شوند

مانند پارہائے شب تار۔ پس رجوع آرید بقرآن کہ شفاعت کنندہ ومقبول الشفاعت ست ہر کسے کہ آنرا پیش نہد اللہ او را براہ جنت می برد۔

اور یہ کہتا کہ قبلہ وکعبہ سُنیئے آج کل کوئی فتنہ اس سے بڑھکر نہیں ہے کہ ہم صحابہ کو بہترین اُمت سے جانتے ہین۔ اور آپ بدترین امت سے۔ اور نہ آپ ہماری مانتے ہین۔ اور نہ ہم آپکی۔ اب آئیے اور امام محمد باقر علیہ السلام کے قول پر عمل کیجئے۔ اور قرآن سے رجوع کیجیے۔ اگر اس مین "کنتم خیر امۃ" صحابہ کی نسبت ہو تو بس راہ جنت اختیار کیجیے اور اپنا مذہب چھوڑیے اور اگر اس مین "کنتم شر امۃ" انکی نسبت ہو تو ہم کو اپنے مذہب مین لیجئے اور تاریکی سے نکالیے۔ معلوم نہین کہ حضرت موصوف زندہ ہوتے تو کیا جواب دیتے۔ اور خبر نہین کہ اب ان کے جانشین کیا جواب دین گے۔

اقول

آپ کے سوال کا جواب یہ ہے۔ کہ "خیر امتہ" ہے۔ اور "خیر آئمتہ" بھی ہو سکتا ہے۔ مگر آپ کا مطلب دونون صورتون مین حاصل نہین ہو سکتا۔ اس لیے کہ "خیر امتہ" سے وُہی اصحاب مومنین مراد ہین جن کا شعار دونون ہو سکتے ہین

امر بالمعروف ونہی عن المنکر (رہا) یعنی حکم کرتے ہین اچھی بات کا اور منع کرتے ہین بری بات سے

مگر صحابہ ممدوحین اس صفت مین کورے تھے۔ اگر "آئمتہ" ہے تو اس سے مراد اہلبیت رسوؐل صلعم ہین۔ اور خطاب کے لیے سب آئمہ کا موجود ہونا ضرور نہین ہے۔ کیونکہ جناب امیر علیہ السلام تو موجود تھے لہذا یہ خطاب اُن جناب سے ہوا۔ اور دیگر آئمہ علیہم السلام اس مین شریک کیے گیے۔ اور خطاب ایک سے کرنا اور دوسرون کو اس مین شریک کرنا کلام عرب مین جائز ہے۔ جیساکہ مفسرین اہل سنت کا قول ہے کہ:۔

اگرچہ "کنتم خیر امتہ" صحابہ سے خطاب ہے مگر اس مین تمام اُمت شامل ہے۔

نیز خود آپ ساتوین آیت مین آیۂ کریمہ۔

"یاایہا الذین آمنوا مالکم" مین تحریر فرماتے ہین کہ

یہ خطاب انہین صحابہ سے ہے جو کہ جہاد پر جانے سے تساہل کرتے تھے نہ کُل مہاجرین وانصار سے۔ اور خطاب کل سے کرنا اور بعض مراد لینا کلام عرب مین جائز ہے۔

آپ جو یہ پوچھتے ہین کہ

جس قرآن کو امام صاحب فرماتے ہین کہ اس مین انوار ہدایت اور چراغ روشن ہین اس مین صحابہ کی نسبت کیا لکھا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ خداوند متعال نے اس قرآن مین اصحاب رسوؐل کی یہ تصریح کردی ہے

"منہم المؤمنون واکثرھم الفاسقون" یعنی ان مین سے بعض مومن ہین۔ اور اکثر فاسق۔ پس۔ اصحاب مومنین کی فضیلت اور بشارت کے بارہ مین بہت آیتین اس قرآن مین موجود ہین۔ از انجملہ یہ ہین۔

اصحاب مین مومن بھی تھے اور منافق بھی مومنین کی شان مین آیتین ہین۔

پہلی آیت

رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ واعد لھم جنٰت تجری من تحتہا الانہار خالدین فیہا ابدًا ذلک الفوز العظیم

سورۂ توبہ۔ رکوع ۱۳

خدا ان سے (خوش) راضی ہے اور وہ خدا سے راضی ہین ان کے لیے (جنت مین) باغات تیار کیے گیے ہین جن کے نیچے نہرین جاری ہین۔ وہ اُن مین ہمیشہ رہین گے اور اپنی مراد کو پہونچین گے۔

دوسری

اولٰئک لھم جنٰت عدن تجری من تحتھم الانھٰر یحلون فیہا من اساور من ذھب ویلبسون ثیابًا خضرًا من سندس و استبرق متکئین فیہا علی الارائک نعم الثواب وحسنت مرتفقا

پ ۱۵۔ س کہف۔ رکوع ۴

یہی لوگ ہین جن کے رہنے کے لیے (بہشت کے) ہمیشگی کے باغ ہین اُن لوگون کے (مکانون کے) نیچے نہرین بہرہی ہون گی ان کو وہان سونے کے کنگن پہنائے جائین گے اور وہ مہین و دبیز ریشمی سبز کپڑے زیب تن کرینگے وہان تختون پر تکیے لگائے (بیٹھے) ہون گے۔ (کیا ہی) اچھا بدلہ ہے اور (بہشت بھی) آرام و آسائش کی (کیسی) جگہ ہے۔

تیسری

علی سرر موضونۃ متکئین علیہا متقٰبلین ۝ یطوف علیہم ولدان مخلدون باکواب واباریق وکاس من معین لا یصدعون عنہا

یہ لوگ سونے کے تارون سے بنے ہوے تختون پر (بیٹھے ہوے) ان کے اوپر تکیے لگائے ہوئے ایک دوسرے کی طرف منہ کیے ہون گے چند نوجوان جو سدا (نوجوان ہی بنے) رہین گے (پانی پینے کے) آبخورے

ولا ينزفون و فاكهة مما	اور آفتاب اور ایسی شراب کے جام کہ (جس کے پینے) سے
يتخيرون ٥ ولحم طير مما	نہ اُنہیں دردِ سر ہوگا اور نہ جھکیں گے اور جس قسم کا
يشتهون ٥ وحور عين ٥	میوہ یہ پسند کریں اور جس پرند کا گوشت یہ چاہیں
كامثال اللؤلوء المكنون ٥	اُنکے پاس بار بار لاتے ہونگے (اور اُن کے لیے وہان)
جزاءً بما كانوا يعملون ٥	بڑی آنکھ والی حوریں ہیں (اُنکی رنگتیں صفائی اور
لا يسمعون فيها لغوا ولا تاثيما ۵	آبداری میں) اُن موتیوں کی مثل ہیں جو (بہت ہی
الا قيلا سلما سلما ۵	احتیاط کیلیے) تہ میں چھپا دئے رکھے ہون (یہ ہم نے)
## سورۂ واقعہ	اُنکے بدلہ میں جو وہ کرتے تھے (اُنہیں عنایت کیا)
پارہ (٢٧)	وہان وہ نہ کوئی بیہودہ بات سنیں گے اور نہ گناہ کی
ع ١	بجز سلام سلام کی آواز کے۔
چوتھی — يعباد لا خوف عليكم	ہمارے بندو آج تم کو (نہ تو کسی طرح کا) خوف ہے
اليوم ولا انتم تحزنون ۵	اور نہ تم (کسی طرح) آزردہ خاطر ہوگے (یہ وہ لوگ ہیں) جو
الذين امنوا باٰيتنا وكانوا	ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور (ہمارے) فرمان بردار رہے
مسلمين ۵ ادخلوا الجنة انتم	تم اور تمہاری بیبیاں عزت و اکرام کے ساتھ جنت میں
وازواجكم تحبرون ٥	داخل ہو جاو اُن پر سونے کی رکابیوں اور پیالیوں کا
يطاف عليهم بصحاف من	دور چلے گا اور جس چیز کو (اُن کا) جی چاہے اور جو (اُنکی)
ذهب واكواب فيها ما تشتهيه	نظر میں بھلی معلوم ہو بہشت میں (اُن کیلیے موجود) ہوگی
الانفس وتلذ الاعين وانتم فيها	اور اُن کو مژدہ سنا دیا جائیگا کہ تم ہمیشہ یہیں رہوگے۔
خالدون ٥ وتلك الجنة التي	اور یہ جنت کی میراث جو تم کو ملی ہے اُن (نیک اعمال) کی

اورثتموھا بما کنتم تعملون ○ لکم فیھا	عوض مین (ملی ہو) جو تم دنیا مین کرتے رہے ہو یہان
فاکھۃ کثیرۃ منھا تأکلون ○	تمھارے لیے کثرت سے میوے ہین جن مین سے
(پ (۲۵) س- الزخرف- ع ۷)	کھارہے ہو۔

آیات دربارۂ اصحاب منافقین

اور اصحاب منافقین کے بارہ مین اس قرآن مین یہ لکھا ہے۔

(۱) اذا جاءک المنافقون قالوا	(اے رسول) جب منافق تمھارے پاس آتے ہین تو (تمھین
نشھد انک لرسول اللہ واللہ	خوش کرنیکے لیے) کہدیتے ہین کہ ہم تو بکارے کہتے ہین کہ آپ
یعلم انک لرسولہ واللہ	بیشک رسول خدا ہین اور (اگرچہ) اللہ تو جانتا ہے کہ تم
یشھد ان المنفقین لکذبون ○	بیشک رسول ہو مگر اللہ (تم کو یہ بھی) جتائے دیتا ہے
اتخذوا ایمانھم جنۃ فصدوا	کہ (یہ) منافق جھوٹ بولتے ہین ان لوگون نے اپنی
عن سبیل اللہ ○ انھم ساء	قسمون کو سپر بنا رکھا ہے تو (اسکی آڑ مین لوگونکو) راہ
ما کانوا یعملون ○ ذلک	خدا سے روکتے ہین (کیا ہی) برے کام ہین جو یہ لوگ
بانھم امنوا ثم کفروا فطبع	کر رہے ہین کس لیے کہ یہ لوگ (پہلے مسلمانونکو دکھانیکو)
علی قلوبھم فھم لا یفقھون ○	ایمان لائے پھر (منکر ہوگئے بکرم اسلام سے پھر گئے) یہانتک کہ انکے
(پ ۲۸ - سورۃ منافقون ع)	دلون پر مہر کر دیگئی تو (اب) یہ (حق بات کو) سمجھتے ہی نہین۔
(۲) ومن الناس من یقول	اور لوگون مین بعض ایسے بھی ہین جو (منہ سے تو) کہدیتے ہین کہ
امنا باللہ وبالیوم الاخر وما ھم	ہم اللہ پر اور آخرت پر ایمان لائے حالانکہ وہ لوگ ایمان نہین
بمؤمنین ○ یخدعون اللہ	لائے (یہ لوگ اپنے نزدیک) اللہ کو اور ان لوگون کو جو ایمان
والذین امنوا وما یخدعون	لا چکے ہین دھوکا دیتے ہین اور (درحقیقت) وہ کسی کو دھوکا نہین
الا انفسھم وما یشعرون ○	دیتے مگر اپنے آپکو اور (اس بات کو) نہین سمجھتے ان کے

	فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ	دونوں میں (پہلے سے کفر کا) مرض تھا اب اللہ نے مرض دگنا
	مرضا ولھم عذاب الیم بما کانوا	(اور بھی بڑھا دیا اور انکو جھوٹ بولنے کی سزا میں عذاب
	یکذبون ۝ پ۱ ۔ البقرہ ع ۔	دردناک (ہوتا ہے)
(۳)	ان المنفقین یخادعون	منافق (مسلمانوں کو دھوکا دیکر گویا) خدا کو دھوکا
	اللہ وھو خادعھم واذا	دیتے ہیں حالانکہ (حقیقت میں) خدا انہیں کو دھوکا
	قاموا الی الصلوۃ قاموا	دیرہا ہے اور (یہ لوگ) جب نماز کیلیے کھڑے ہوتے ہیں تو
	کسالی یراؤن الناس ولا	الکسائے ہوئے کھڑے ہوتے ہیں (ظاہرداری کرکے)
	یذکرون اللہ الا قلیلا مذبذبین	لوگوں کو دکھاتے ہیں اور (دل سے) اللہ کو یاد نہیں
	بین ذلک لا الی ھؤلاء ولا الی	کرتے مگر کچھ یونہیں سا۔ کفر و ایمان کے بیچ میں پڑے جھول
	ھؤلاء ومن یضلل اللہ فلن	رہے ہیں نہ ان (مسلمانوں) کی طرف اور نہ اُن (کافروں)
	تجد لہ سبیلا ۝	کی طرف اور جس کو اللہ بھٹکائے تو ممکن نہیں کہ
	پ ۵ ع	تم میں سے کوئی اُس کے لیے راستہ ڈھونڈھ نکالے۔
(۴)	بشر المنفقین بان لھم	ان منافقوں کو جو مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو
	عذابا الیما ۝ الذین	اپنا یار بناتے ہیں۔ یہ خوشخبری سنادو کہ ان
	یتخذون الکفرین اولیاء من دون المؤمنین ۝	کے لیے دردناک عذاب ہے۔
(۵)	ان المنفقین فی الدرک الاسفل	یقیناً منافق جہنم کے سب سے نیچے طبقے میں ہونگے
	من النار ولن تجد لھم نصیرا ۝ (نساء ع)	اور ہرگز نہ پائیگا تو اونکے لیے مددگار

جو فتنے اور فساد اُن سے سرزد ہونیوالے تھے اُنکے متعلق یہ ہے۔

(۶)	فھل عسیتم ان تفسدوا فی الارض	کیا تم سے دور ہے اگر تم حاکم ہو جاؤ تو ردے زمین میں

وتقطعوا ارحامکم۔ فساد پھیلانے اور اپنے ناتے رشتے توڑنے لگو۔

جہاد سے فرار ہونے پر یہ نصِّ جلی موجود ہے۔

(۷) اذ تصعدون ولا (اس وقت کو یاد کرو) جب تم (بدحواس) بھاگے چلے

تلوون علی احد والرسول جاتے تھے باوجودیکہ رسُول تمہارے پیچھے کھڑے تم کو

یدعوکم فی اخرٰکم۔ بُلا رہے تھے لیکن تم مڑکر کسی کو نہین دیکھتے تھے۔

الحاصل اصحاب مومنین ومنافقین دونون کے حالات اور آیات کا انکشاف کر دیا ہے پس جن کو ایمان کا پاس ہے اُن کے نیک و بد سمجھنے اور مومن ومنافق مین امتیاز کرنے کے لیے اس قرآن مین سب کچھ موجود ہے۔ اور جو اپنے دل مین ایمان کا درد نہین رکھتے اور اپنی ہی خواہشون کے پیرو ہین وہ آیات قرآن سے چشم پوشی کر کے اپنے مطلب کی خاطر خدا کی آیتون مین تحریفات معنوی کیا کرتے ہین۔ جیساکہ اسی آیہ وافی ہدایہ "کنتم خیر امۃ" مین کی ہین۔ حالانکہ خوب جانتے ہین کہ ان اصحاب سے مہر اسلام کو زوال آیا۔ اِنکے نقص ایمان پر نہ صرف اقوال علما بلکہ آیات الٰہی شاہد ہین مگر اس پر بھی ایسی جلی شہادتون سے اعراض کر کے انھین کو بہترین اُمت سے سمجھتے ہین اور خدائے پاک کی طرف سے "کنتم خیر امۃ" بناتے ہین جو بوجہ نقص ایمان۔

یامرون بالمنکر و حکم کرتے ہین بُری بات کا اور منع کرتے ہین

ینھون عن المعروف۔ اچھی بات سے۔

کے مصداق ہین اُن پر۔

تأمرون بالمعروف و حکم کرتے ہین اچھی بات کا اور منع کرتے

تنھون عن المنکر۔ ہین بُری بات سے۔

کا اطلاق کرتے ہین۔ کاش اب بھی اپنے باطل عقیدون کو چھوڑین اور حدیث متفقہ فریقین انی تارك فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اھلبیتی سے متمسک ہون۔ یہ ظاہر ہے کہ یہ قرآن۔ قرآن صامت ہے اور اہلبیت رسول مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن ناطق ہین جو انسے منحرف ہے وہ گمراہ ہی الغرض ع

آٹھون بہشت باغ ولایت کے پھول ہین ۔۔۔ ان سے ولا رکھو کہ یہ آل رسول ہین

اعمال دشمنان علیؑ ناقبول ہین ۔۔۔ روزے ہون یا نمازین ہون سب بے اصول ہین

پھر کیا ادا زکوٰۃ اگر حج سمیت کی

شرط قبولیت ہے ولا اہلبیت کی

قولہ تعالی۔

انا ھدینٰہ السبیل اما شاکرًا واما کفورا۔ ۔۔۔ ہم نے تم کو راہ ہدایت بتادی (اب تم کو اختیار ہے) چاہو شکر کرو خواہ کفر۔

اقوال شاہ صاحب دربارہ حدیث اصحابی۔

واضح ہو۔ کہ حدیث اصحابی جس مین فرشتگان عذاب کا اصحاب کو جانب شمال لے جانا اور رسول اللہ کا فرمانا کہ یہ لوگ تو میرے اصحاب ہین مذکور ہے اوپر نقل ہو چکی ہے۔ اگرچہ اس حدیث کی صحت جناب شاہ صاحب نے تسلیم کی ہے مگر بمضمون اس شعر

شاہد دلبر بائے من میکند از برائے من ۔۔۔ نقش و نگار و رنگ و بو تازہ بہ تازہ نو بہ نو

گلفشانیان بھی خوب خوب کی ہین۔ یعنی کبھی تو یہ ارشاد فرماتے ہین کہ اہل سنت سے کوئی بھی ان اشخاص کو اصحاب رسول نہین سمجھتا۔ نہ انکی خوبیون اور بزرگیون کا معتقد ہے۔ کبھی اس حدیث کو غیر اشخاص مرتدین کے حق مین بتاتے ہین اور انکا پتہ بھی دیتے ہین کہ وہ لوگ طبقہ بنی حنیفہ و بنی تمیم سے ہین۔ کبھی ان آیات پاک کو جو مخصوص اصحاب مومنین کی فضیلت مین ہین اپنے اصحاب ممدوحین کے حق مین بتاتے ہین۔

آخر بعد قیل وقال بسیار اس لطیفہ سے اپنے اصحاب کی فضیلتون کا رنگ جماتے ہین کہ اصحاب کی منزلت مرتبت حفاظ قرآن ہی خوب سمجھتے ہین۔ ناظرہ خوان اصحاب کے درجے ومرتبے کیا جانین۔

حضرت شاہ صاحب کے کلام کا خلاصہ یہ ہے۔

این حدیث صریح ناطق است کہ مراد از اشخاص مذکورین مرتدین اند کہ موت آنہا بر کفر باشد و ہیچ کس از اہلسنت آنجماعت را صحابی نمی گوید و معتقد خوبی و بزرگی آنہا نمی شود اکثر بنی حنیفہ و بنی تمیم کہ بطریق وفادت بزیارت آنحضرت مشرف شدہ بودند باین بلا مبتلا گشتند و خائب و خاسر شدند کلام اہلسنت در آن صحابہ است کہ با ایمان و عمل صالح ازین جہان درگذشتند در حال این قسم اشخاص اگر روایت موجود داشتہ باشند بیارند کہ در حق این اشخاص بالتخصیص حق تعالی بشارتہا و وعدہائے نیک در قرآن مجید نازل فرمودہ۔

وعد اللہ الذین آمنوا منکم

اس طعن کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث بتصریح اس امر کو ظاہر کرتی ہے کہ اشخاص مذکورین سے وہ مرتدین مراد ہین کہ جو حالت کفر مین مرے ہون۔ اور اہلسنت سے کوئی شخص بھی اس جماعت کو صحابی نہین کہتا۔ اور نہ انکی خوبیون اور بزرگیون کا کوئی معتقد ہے اکثر بنی حنیفہ اور بنی تمیم کہ بطور قاصد ہی آنحضرت کی زیارت سے مشرف ہوئے تھے اس بلا مین پھنس گئے اور ٹوٹے ونقصان مین رہے اہلسنت کا کلام اُن اصحاب کے بارہ مین ہے کہ جو با ایمان اور نیک اعمال کے ساتھ اس جہان سے گیے اگر ایسے لوگون کی نسبت کوئی روایت موجود ہو تو پیش کرین کہ ایسے اشخاص کے بارہ مین حقتعالے نے خاص طور سے بشارتین نیک قرآن مین نازل فرمائی ہین۔

اللہ تعالی نے ان لوگون سے کہ جنھون نے

وعملوا الصلحت ليستخلفنهم	ایمان لا نیکے بعد عمل نیک کیے اس امر کا وعدہ
فی الارض كما استخلف الذين	کر لیا ہے کہ ان کو ضرور زمین مین خلیفہ بناؤنگا
من قبلهم وليمكنن لهم	جیسا کہ تم سے پہلے لوگون کو اس نے خلیفہ بنایا۔
دينهم الذی ارتضی لهم	اور ضرور ان کو قادر بنائے گا اُس دین پر کہ
وليبدلنهم من بعد	جس کو اللہ نے اِن کے لیے پسند و مناسب فرمایا
خوفهم امنا يعبدوننی	اور اِن کے خائف ہونیکے بعد ان کے ہراس کو امن سے
لا يشركون بی شيئا۔	ضرور بدل دیگا۔
رضی الله عنهم ورضوا عنه واعد	اللہ اُن سے اور وہ اللہ سے راضی ہو گیے اور اللہ نے
لهم جنت تجری من تحتها الانهار	اُن کے واسطے ایسی جنتین بنائین جسکے نیچے نہرین
خالدين فيها ابدا ذلك الفوز العظيم	جاری ہین جس مین وہ ہمیشہ رہین گے اور
پ۱۱۔ س۔ توبہ۔ ع ۱۳۔	یہی پوری کامیابی ہے۔
وبشر المؤمنين بان لهم من الله	(اے رسول) تم مومنین کو اللہ کی جانب
فضلا كبيرا۔ پ۲۲۔ سورۂ احزاب۔ ع ۶۔	سے فضل عظیم کی بشارت دو۔
فالذين هاجروا واخرجوا	پس جن لوگون نے ہجرت کی اور اپنے شہرون سے
من ديارهم واوذوا فی سبيلی و	نکالے گیے اور ہمارے لیے اُنھون نے اذیتین اُٹھائین
قاتلوا وقتلوا لاكفرن عنهم	اور کفار کو قتل کیا اور (خود) قتل کیے گیے اللہ اُنکی
سيئاتهم ولادخلنهم جنت	بُرائیون سے ضرور درگذر کرے گا اور اُن کو
تجری من تحتها الانهار	اُن جنتون مین جن کے نیچے نہرین جاری ہین
پ۴۔ س۔ آل عمران ع ۲۰۔	ضرور داخل کرے گا

یبشرھم ربھم برحمۃ منہ ورضوان وجنّٰت لھم فیھا نعیم مقیم خالدین فیھا ابداً ۵

پ۱۰۔ س توبہ۔ ع ۳۔

اُنکا پروردگار انکو اپنی مہربانی ورضامندی سے اور ایسے بھرے بھرے باغون کی خوشخبری دیتا ہے جنمین اُنکیلیے دائمی عیش ہے اور یہ لوگ اُن باغون مین ہمیشہ رہینگے

ولکن اللہ حبب الیکم الایمان وزینہ فی قلوبکم وکرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان۔

پ۲۶۔ س الحجرات۔ ع

لیکن اللہ نے ایمان کی محبت دیدی ہے اور اسکو تمھارے دلون مین عمدہ کر دکھایا ہے۔ اور کفر و بدکاری اور نافرمانی سے تم کو بیزار کر دیا ہے۔

اولئک ھم المؤمنون حقا لھم درجات عند ربھم ومعفرۃ ورزق کریم ۵ (پ۹۔ س توبہ۔ ع ۱۰)

وہی لوگ یقینی مومن ہین اُن کے لیے اللہ کی جانب سے درجاتؑ مغفرت اور رزق کریم ہے۔

لکن الرّسول والذین اٰمنوا معہ جاھدوا باموالھم وانفسھم واولئک لھم الخیرات واولئک ھم المفلحون ۵ (پ۱۰۔ س توبہ۔ ع۱۱)

لیکن رسولؐ اور وہ لوگ جو اُن کے ساتھ ایمان لائے انھون نے اپنے نفوس اور اموال کے ساتھ جہاد کیا انہین لوگون کے لیے نیکیان ہین۔ اور وہی لوگ رُستگار ہین۔

لایستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا وکلا وعد اللہ الحسنیٰ واللہ بما تعملون خبیر ۵ (پ۲۷۔ س حدید۔ ع۱)

نہین تم مین سے برابر ہے وہ شخص کہ جس نے قبل فتح کے خرچ کیا اور مقاتلہ کیا وہی لوگ بڑے درجہ والے ہین اُن لوگون سے کہ اُنھون نے بعد فتح خرچ کیا اور جہاد کیا۔ اور اللہ نے ہر ایک سے نیکی کا وعدہ کیا ہے۔

للفقراء المہاجرین الذین اخرجوا
من دیارھم واموالھم یبتغون
فضلا من اللہ ورضوانا وینصرون
اللہ ورسولہ اولئک ھم الصادقون
الی اخر الایۃ الثانیۃ۔

اس مال مین اُن مفلس مہاجرین کا بھی حصہ
ہے جو اپنے گھرون سے اور مالون سے نکالے لیے
اور خدا کی خوشنودی اور فضل کے طلبگار
ہین۔ اور خدا کی اور اُس کے رسولؐ کی مدد
کرتے ہین یہی لوگ سچے ایماندار ہین۔

یوم لا یخزی اللہ النبی والذین
اٰمنوا معہ نورھم یسعی بین ایدیھم و
بایمانھم۔ (پ۲۸۔ س التحریم۔ ع)

اُسدن اللہ اپنے رسول اور ان مومنین
لوگون کو جو ایمان لائے رُسوا نکرے گا اُنکا نور
اُن کے سامنے اور اُن کے دہنے جانب دوڑتا ہوگا۔

ولا تطرد الذین یدعون ربھم
بالغداۃ والعشی یریدون وجھہ۔
(پ۷۔ سورۂ انعام۔ ع)

(اے رسول) اُن لوگون کو جو صبح و شام اپنے
پروردگار کو پکارتے ہین اپنے پاس سے نہ نکالو
اور وہ اُسکی ذات کا (بھروسہ) (ارادہ) کرتے ہین۔

واذا جاءک الذین یؤمنون
باٰیاتنا فقل سلام علیکم کتب ربکم
علی نفسہ الرحمۃ انہ من عمل منکم سوء
بجھالۃ ثم تاب من بعدہ واصلح
فانہ غفور رحیم ٥
(پ۷۔ سورۃ انعام۔ ع)

اور جبکہ میرے پاس وہ لوگ آئین جو ہماری آیتون پر
ایمان لائے ہین پس کہو کہ تم پر سلام ہے واجب کر لیا
ہے تمھارے پروردگار نے اپنی ذات پر رحمت کو
بیشک جس شخص نے تم مین سے بہتر عمل کیا جہالت
سے پھر توبہ کرلیگے بعد اسکے اور اپنی حالت کی اصلاح
کی پس وہ غفور الرحیم ہے۔

ان اللہ اشتری من المؤمنین
انفسھم واموالھم

بہ تحقیق اللہ نے مومنین کے نفسون اور
مالون کو خرید کر لیا کہ اُنکے واسطے جنت ہے، اللہ کی

يقاتلون في سبيل الله فيقتلون ويقتلون وعدًا عليه حقا في التورٰة والانجيل و القرٰان ومن اوفى بعهده من الله۔ (پ۱۱۔ س توبہ۔ ع۱۴)

راہ مین جہاد کرتے ہین۔ پس قتل کرتے ہین اور خود قتل ہوتے ہین یہ پکّا وعدہ ہے اسکو پورا کرنا خدا پر لازم ہے اور ایسا پکا ہے کہ توریت وانجیل قرآن سب مین لکھا ہے اور اپنے عہد کو پورا کرنے والا خدا سے بڑھکر کون ہے۔

لقد رضی الله عن المؤمنين اذ يبايعونك تحت الشجرة فعلم ما في قلوبهم۔ (پ۲۶۔ س فتح۔ ع۳)

(اے پیغمبر) جب مسلمان ایک درخت کے نیچے تمھارے ہاتھ پر (لڑنے مرنے کی) بیعت کر رہے تھے خدا ان سے خوش ہوا۔ اور اُس نے انکی عقیدت کو جان لیا۔

بالجملہ حافظ قرآن را ممکن نیست کہ در بزرگی صحابہ تردد داشتہ باشد اگرچہ حدیث وروایت را در نظر نیارد زیراکہ اکثر قرآن مملو است از تعریف وتوصیف این جماعت وناظرہ خوانان یک لفظ را از یک آیت گوش می کنند وسیاق وسباق آنرا چون یاد ندارند غور نمی کنند کہ در این جا چہ قیود واقع شدہ وضمیمۂ آن لفظ کدام کدام چیز در نظم قرآنی گردانیدہ اند کہ تاویل مبطلین وتحریف جاہلین را در آن دخلے نماندہ

المختصر حافظ قرآن کو ممکن نہین۔ کہ صحابہ کی بزرگی مین تردد رکھتا ہو۔ اگرچہ حدیث وروایت کو نہ دیکھا ہو اس وجہ سے کہ قرآن اس جماعت کی تعریف وتوصیف سے بھرا ہوا ہے لیکن دیکھکر پڑھنے والے ایک لفظ کو ایک آیت سے سُنتے ہین اور اُسکے طریقہ وغیرہ کو بھول جاتے ہین تو غور نہین کرتے کہ اس جگہ کتنے قیود واقع ہوئے اور ضمیمہ اسکا نظم قرآنی مین کون ہے کہ تاویل مطاعن اور تحریف جہلا کو اُس مین کوئی دخل ہو۔

واللہ اگر پدر من غیر از حفظ قرآن ہیچ

خدا کی قسم اگر میرا باپ بجز حفظ قرآن کوئی اور

تعلیم نمی کرد از عہدہ شکر آن بزرگوار عالی مقدار نمی توانستم برآمدے	تعلیم مجھے نہ کرتا تو مین کبھی اُس کا شکر ادا نہ کر سکتا ۔
روح پدرم شاد کہ میگفت باستاد	روح پدرم شاد کہ می گفت باستاد
فرزند مرا عشق بیآموزد دگر ہیچ	فرزند مرا عشق بیاموزد دگر ہیچ
این ہمہ نعمت حفظ قرآن است کہ در ہر مشکل دینی بآن رجوع آوردہ حل آن می کنم۔ تحفہ صفحہ ۲۶ طبع دہلی۔	یہ سب حفظ قرآن ہی کی نعمت ہے کہ مین اپنی مشکل اُس سے رجوع کر کے حل کر لیتا ہون۔

افسوس کہ حضرت شاہ صاحب قضا کر گئے۔ ورنہ مین تحفہ اثنا عشریہ لیے ہوئے خدمت بابرکت مین حاضر ہوتا اور پوچھتا کہ حدیث حوض اصحاب سے متعلق ہے یا بنی حنیفہ و بنی تمیم سے اگر فرماتے بنی حنیفہ و بنی تمیم کے حق مین ہے تو بندہ عرض کرتا کہ بنی حنیفہ و بنی تمیم کو بارگاہ رسالت و نبوت مین یہ تقرب در سوخ کب حاصل ہوا تھا کہ جناب سرور عالم صلعم ان کو حوض کوثر پر دیکھتے ہی یہ کلمہ شفقت آمیز فرمائین گے کہ۔

اگر شاہ صاحب زندہ ہوتے تو مین پوچھتا کہ بنی حنیفہ کو تقرب رسول نہ تھا وہ مرتکب بدعات ہوئے۔

"یہ میرے اصحاب ہین میرے اصحاب ہین"

(۲) حدیث حوض تو انکی صحابیت کی شہادت دیتی ہے۔ اللہ جل شانہ بھی اُن کی صحابیت کی تصدیق فرماتا ہے۔ اور آپ اُن کی نسبت یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ

"ہیچ کس از اہلسنت آن جماعت را صحابی نمی گوید و معتقد خوبی و بزرگی آنہا نمی شود"

(۳) آپ ان اشخاص کو اصحاب سمجھین یا نہ سمجھین اور ان کی بزرگیون کے معتقد ہون یا نہون۔ مگر اتنا تو تسلیم کرتے ہین کہ یہ لوگ اصحاب رسول سے تھے مگر بعد ایمان لانیکے پھر مرتد ہوگیے۔ لہذا اہلسنت ان کو اصحاب نہین سمجھتے۔ یہی عقیدہ امامیہ کا بھی اصحاب ناقص الایمان کی نسبت ہے۔

لیکن آپ اس عقیدہ سے اِن کو دشمن اسلام سمجھتے ہین اور یہ حدیث تحفہ مین درج فرماتے ہین۔

قال رسول اللہ صلی اللہ	رسول اللہ نے فرمایا کہ جو کوئی اصحاب کو
علیہ وسلم اذا رایتم الذین یسبون	بُرا کہے تو کہو خدا کی لعنت تمھارے
اصحابی فقولوا لعنۃ اللہ علی شرکم۔	شر پر ہو۔

(۴) حدیث شریف کا مضمون تو یہ ہے کہ جب فرشتگان عذاب رسول اللہ کے سامنے سے اصحاب کو کشان کشان لیجائین گے تو آنحضرت صلعم اصحاب کو دیکھکر عرض کرین گے۔

بار الٰہا یہ تو میرے اصحاب ہین۔ خدائے پاک فرمائیگا۔ اے رسول۔ تم کو اُن بدعات سیاٰت کی کیا خبر ہے۔ جو ان اصحاب نے تمھارے بعد کی تھین۔

حدیث صحابی خاص اصحاب سے متعلق ہے

پس بنی حنیفہ و بنی تیم کس عہد ہمایون مین مسند نشین خلافت و امارت ہوے تھے جو اِن کو دین خدا مین بدعات و احداث کرنے کا موقع ملا اور وہ بدعتین کیا ہین۔

حدیث اصحابی کے ساتھ اِن احادیث نبوی پر بھی غور فرمائین جن مین سے بعض اُوپر درج کرآیا ہون یعنی کسی حدیث کا مفہوم تو یہ ہے کہ رسول خدا صلعم نے یہ ارشاد فرمایا کہ

میرے بعد کچھ لوگ جھوٹی باتین میری طرف منسوب کرین گے۔ عبادہ نے پوچھا یا حضرت وہ کون لوگ ہین۔ اور یہ کب ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہین جو ابتداء سے میرے دشمن ہین اور جب میری جان حلق تک پہونچے گی اُس وقت ظاہر ہو جائین گے۔

کسی حدیث مین یہ ہے کہ۔

وہ لوگ آخرت سے منہ موڑین گے اور دنیا کی طرف رخ کرین گے دین خدا مین دخل دین گے۔ اور خدا کے مال کو اپنی دولت بنالین گے۔ بعض احادیث مین تو بہ تصریح یہ ارشاد فرمایا ہے کہ قیامت اُس وقت تک قائم نہوگی جبتک میری اُمت مثل اُمم سابقہ اُمور قبیح کی مرتکب نہوگی۔

صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ کیا یہ آپ اہل فارس و روم کی نسبت فرماتے ہین۔ ارشاد ہوا وہ لوگ تم ہو۔

کنز العمال سے جو حدیث مین اوپر لکھ آیا ہون اُس پر غور فرمائیے کہ

جناب رسول خدا صلعم نے جناب امیرؑ سے پوچھا۔ یا علی اُس وقت تمھارا کیا حال ہوگا جبکہ لوگ آخرت سے منہ موڑین گے۔ اور دنیا کی طرف جھک پڑین گے میراث کو ہضم کر ڈالین گے دین خدا مین اپنا دخل دین گے۔ اور خدا کے مال کو اپنی دولت بنا لین گے۔

چنانچہ امام فخر الدین رازی نے آیہ کریمہ و لو انفقتہا فی الارض کی تفسیر مین صاف لکھا ہے کہ۔

جب جناب رسول اللہ نے وفات پائی۔ اور ابواب دنیا اصحاب پر مفتوح ہوئے اور اُس کے خواہان و جویان ہوئے تو پھر اپنی حالت سابقہ پر عود کر گئے۔

اس حدیث سے بھی آپ واقف ہین کہ

ایک دن جناب رسول خدا صلعم کا گزر شہداء اُحد کی طرف ہوا۔ آپ نے اُن پر نماز پڑھی اور دعائے مغفرت فرمائی۔ حضرت ابو بکر نے جو ہمراہ تھے۔ کہا یا رسول اللہ جیسے یہ لوگ ایمان لائے ہم بھی لائے جیسا اِن لوگون نے جہاد کیا ویسا ہی ہم نے کیا ہم پر اِن کو فضیلت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ لوگ دنیا سے ایمان کے ساتھ گیے اور اپنی محنت و جان نثاری کا کچھ صلہ اس دنیا مین اِن کو نہین ملا مگر مجھے معلوم نہین کہ تم لوگ میرے بعد کیا کیا بدعات و احداث کروگے۔ یہ سنکر حضرت ابو بکر نے رو کر کہا۔

آہ۔ آہ۔ آپ کے بعد ہم اِن امُور کے مرتکب ہون گے۔

پس یہ احادیث ایسی صاف اور واضح ہین کہ ان مین کسی توجیہ و تاویل کی گنجایش ہی نہین ہے۔

اس لیے کہ جناب رسول خدا صلعم بتوضیح وتصریح خود اصحاب کبار سے مخاطب ہو کر ان احوال وافعال سے جو بعد آنحضرت اصحاب سے سرزد ہونے والے تھے آگاہ فرما گیے ہین۔

چنانچہ۔ جن بدعات وسیات اور فتنہ وفساد کی پیشین گوئی آپ نے فرمائی تھی۔ بعد آپ کے اصحاب ان امور کے مرتکب ہوئے۔ پس ہر شخص بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ حدیث اصحابی سے خاص اصحاب کبار مراد ہین جیسا کہ فاضل فضل ابن روزبہان اپنی کتاب بطال الباطل مین اس کے قائل ہین جس کی نقل یہ ہے۔

ما روی من الجمع بین الصحیحین ان رسول الله یقال له لا تدری ما احدثوا بعدک فاتفق العلماء ان هذا فی اهل الردة الذین ارتدوا بعد وفات رسول الله وهم کانوا اصحابه فی حیاته ثم ارتدوا بعده ویدل علیه الاحادیث والاخبار التی ستذکر بعد هذا ولا شک ان هذا لم یرو فی شان جمیع اصحاب محمد بالاجماع لان فیهم من لم یتغیر ولم یبدل بعده بلا خلاف فهو من اهل النجاة بلا نزاع۔

(از سیف الاکبر صـ ۲۱۲)

یعنی جمع بین الصحیحین مین روایت ہے کہ بتحقیق رسول اللہ صلعم سے جواباً کہا جائیگا بروز قیامت کہ جو بدعات واحداث تمہارے بعد ان لوگون نے کیے ہین ان کو تم نہین جانتے۔ علما اس امر پر متفق ہین کہ یہ حدیث اُن مرتدین سے متعلق ہے جو بعد رحلت رسول اللہ صلعم مرتد ہو گئے تھے اور آپ کے حیات مین وہ آپکے اصحاب تھے اور پھر آپ کے بعد مرتد ہوئے اس پر وہ احادیث واخبار جو بعد اس کے ذکر کیے جائینگے دلالت کرتے ہین اس مین شبہہ نہین ہے کہ یہ حدیث اجماعاً جمیع صحابہ سے متعلق نہین ہے کیونکہ ان مین ایسے بھی تھے جن مین بعد رحلت آنحضرت کوئی تغیر وتبدل نہین ہوا اور بلا خلاف وہ لوگ اہل نجات ہین۔

اس کلام سے اہل حق کے دعوے کی بخوبی تائید ہوتی ہے کہ جو لوگ آنحضرت صلعم کی حیات مین زمرہ صحابہ کبار مین شمار کیے جاتے تھے انہین مین سے بعد وفات آنحضرت بسبب ارتداد مورد عذاب جبار و قہار ہوے۔ چنانچہ شرح مشکوٰۃ شریف مین بذیل شرح حدیث اصحابی محقق دہلوی شاہ عبد الحق باتفاق اکثر علماء حدیث اصحابی ان مخصوص صحابہ کبار پر محمول کرتے ہین جنھون نے آداب حقوق اہلبیت رسول مین تقصیر کی اُس کلام کی نقل یہ ہے۔

مراد بردت رجوع از دین مسلمانی نیست بلکہ خروج از حد استقامت در بعض حقوق وصلاح سیرت در بعض امور و رجوع از مرتبہ حسن اخلاق و صدق نیت وتقصیر در بعض حقوق و رعایت اہلبیت در ادب با ایشان بجہت ابتلا بدنیا و فتنہ۔ چہ آنحضرت فرمودہ بود کہ من نمی ترسم بر شما کفر و بت پرستی را ولیکن می ترسم از مداخلت دنیا و آفات آن۔

ایضاً صفحہ (۲۰۲)

یعنی اس (ارتداد) سے مقصود دین اسلام سے پھر جانا نہین ہے بلکہ بعض حقوق و امور سلطنت متعلق حد استقلال سے خارج ہو جانا نیز حسن اخلاق و صدق نیت کے مرتبہ سے گذر جانا اور بعض حقوق و رعایت اور آداب اہلبیت رسول کے باب میں قصور کرنا ہے اسلیے کہ دنیا اور اُس کے فتنون مین مبتلا ہو گیے تھے جیسا کہ رسول خدا نے فرمایا تھا کہ مجھے تمہاری جانب کفر و بت پرستی کا اندیشہ نہین ہے بلکہ مین ڈرتا ہون کہ دنیا اور اُسکی آفتون مین مبتلا ہو جاؤ گے۔

یہ اظہر من الشمس ہے کہ حقوق اہلبیت مین تقصیر کرنے والے وہی اصحاب کبار تھے۔ جو حرص دنیا مین ایسے پھنسے کہ سرور کائنات صلعم کی رحلت ہوتے ہی بلا انتظار غسل و کفن سقیفہ مین گیے اور انصار سے لڑ جھگڑ کر خلافت لے لی۔ برادر اور وصی رسول کا حق چھینا۔ بیعت نکرنے پر بضعہ رسولؐ کے گھر جلانے کو آگ و لکڑیان لے گیے۔ اور قسم کھا کر کہا اگر نہ نکلو گے تو گھر

جلا دین گے۔ دختر رسولؐ کو وہ ایذا پہونچائی کہ اُس صدمہ سے رحلت فرما گئین۔ فدک لے لیا اُن معصومہ نے ہر چند اپنے حق ہبہ وحق میراث کو پیش کیا مگر کسی طرح اُن معصومہ کو کسی دعوی مین سچا نہ سمجھا جس پر وہ معصومہ ناراض رہین اور بد دعا فرماتی رہین اور ان صحابہ نے مطلق اس کا پاس ولحاظ نہ کیا کہ رسولؐ خدا نے فرمایا تھا۔ فاطمۃ بضعۃ منّی من اذاھا فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ ومن اذی اللہ فقد کفر یعنی فاطمہؑ میری پارۂ جگر ہے۔ جس نے اسکو ایذا دی اُس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اوس نے خدا کو ایذا دی اور جس نے خدا کو ایذا دی وہ کافر ہے۔ آخر وہ معصومہ ان حضرات سے ناراض گئین۔ اور تا حیات ان سے ہم کلام نہ ہوئین۔ جیسا کہ بخاری شریف مین ہے۔ لا تتکلم حتی ماتت الخ اور دین شریعت مین جو فتور اور قصور کیے وہ ظاہر ہے۔ عیان راچہ بیان ہر چند کہ آپ نے تحفہ مین ان کی خاطر ان باتون کی پردہ پوشی مین سب کچھ لکھا مگر "الحق یعلو ولا یعلیٰ" خدائے پاک نے ان واقعات کی صحت خود آپ ہی کے آئمہ ومحدثین ومتکلمین کی زبان وقلم سے کرادی "قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا یعنی جو حق تھا وہ کھل گیا اور جو جھوٹ تھا وہ ہلاک ہوا۔ بیشک باطل بڑا ہلاک ہونے والا ہے۔

اصحاب ممدوحین کی نسبت حضرت نے جو یہ ارشاد فرمایا ہے کہ۔

درحق این اصحاب حق تعالی بالتخصیص بشارت ہائے ووعدہ ہائے نیک در قرآن مجید فرمودہ۔

قول شاہ صاحب کہ آیات فضیلت اصحاب مندرجہ تحفہ مقبول علماء امامیہ ہین۔

اور اسکی تائید مین بعض آیات بھی اُن کے فضائل ومراتب مین پیش کی ہین اُس پر پہلا اعتراض تو یہ عاید ہوتا ہے کہ آپ نے شیعہ وسنّی بلکہ عامۃ الناس کو اپنا اعتبار اس طرح دلایا ہے کہ

آنچہ از تواریخ وقصص وحکایات گذشتہ درین رسالہ مندرج ست ازان جنس ست

جو پچھلے حالات حکایات اور واقعات اس رسالہ مین درج کیے گیے ہین وہ اس قبیل کے ہین

کہ ہر دو فرقہ برآن اتفاق میدارند و تفسیر
قرآن مجید نیز از فریقین یکسان مرویست معہذا
از تفاسیر شیعہ بیشتر آوردہ شد تا کسے راظنہ
تہمت نماند۔

جس پر دونون فریق متفق ہین اور قرآن مجید
کی تفسیر بھی دونون کی ایک ہے اس پر بھی تفاسیر
شیعہ سے زیادہ لی گئین ہین تاکہ تہمت کا
گمان کسی کو نہو۔

تردید قول مذکورہ بالا

اب فرمائیے کہ مفسرین کرام امامیہ سے کس نے اور کس تفسیر سے اُن آیات پاک کو اصحاب ثلاثہ کی فضیلت مین بتایا ہے۔ کاش اپنے قول کی تائید مین کسی ایک ہی آیت کی تفسیر تفاسیر امامیہ سے درج کی ہوتی۔

حالانکہ آپ پر خوب روشن ہے کہ شیعہ جمیع آیات فضیلت سے ایک آیت بھی اصحاب ممدوحین کے حق مین تسلیم نہین کرتے جیسا کہ جناب مولانا مولوی سید دلدار علی صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ تحفہ کے جواب مین فرماتے ہین۔

نیز شک نیست درین کہ از صحابہ کسانیکہ
ایمان داشتند و ہجرت و جہاد بہ نیت صحت
کردند آیات فضیلت دلالت بر فضیلت
آنہا دارد لیکن چون ایمان غاصبین حق
شاہ ولایت و ہجرت انہا بہ نیّت درست
بہ ثبوت نرسیدہ استدلال برین آیات
بر فضیلت ایشان وجہی ندارد لاسیما نظر
بانیکہ او سبحانہ تعالی بمقارن این ہر دو
صفت صفت جہاد را نیز مذکور نمودہ

اس مین شبہہ نہین ہے کہ جو اصحاب ایمان لائے اور
خدا کی راہ مین صدق نیت سے جہاد اور ہجرت کی آیات
فضیلت انکی منزلت اور فضیلت پر دلالت کرتی ہین۔
لیکن چونکہ ایمان غاصبین حق شاہ ولایت اور انکا
ہجرت کرنا صدق نیت سے ثابت نہین ہے اس لیے
آیات فضیلت سے ان کے فضائل پر استدلال کرنا
صحیح نہین ہے اور یہ امر بھی لائق غور ہے کہ حقتعالی نے
ایمان و ہجرت کے ساتھ صفت جہاد کو بھی ذکر کیا ہے اور
جنگ بدر و خیبر اور حنین وغیرہ مین جو حالت انکے جہاد کی تھی

وکیفیت جہاد ایشان در جنگ بدر وخیبر وحنین	وہ مثل آفتاب روشن ہے اس صورت میں آیات
وغیرہ اظہر من الشمس ست پس ایشان را از این	فضیلت سے ان لوگون کو فضیلت نصیب ہوگی
آیہ بہرۂ نخواہد بود بلکہ ایشان مصداق	بلکہ خدائے پاک کے اس ارشاد کے بموجب
قول او سبحانہ تعالی ومن یولھم یومئذ دبرہٗ	اور جو کوئی جہاد مین وقت کارزار اپنی پیٹھ پھیرے"
خلود افردارند۔	وہ ستوجب عذاب خدا ہے۔

جب صورت حال یہ ہے توضرور تھا کہ آپ ان آیتون کو اصحاب ممدوحین کے فضائل مین پیش کرنے کے قبل ان کا ایمان لانا بوجہ اللہ ہجرت کرنا۔ راہ خدا مین اذیتین اور تکلیفین جھیلنا جہاد مین ثابت قدم رہنا کفار ومشرکین کو قتل کرنا۔ یا خود قتل ہوجانا فتح سے پہلے اسکی راہ مین خرچ کرنا امور دین مین خدا اور رسولؐ کی حمایت واعانت کرنا خدا اور رسولؐ سے سچی محبت رکھنا نکث بیعت نہ کرنا خدا اور رسولؐ کی اطاعت اور ان کے احکام پر عمل کرنا وغیرہ وغیرہ امور بھی ثابت کرتے جن کا پتہ اصح الکتب بعد کلام الباری بخاری سے بھی نہین ملتا۔

احوال واعمال اصحاب ممدوحین حج سنانی آیات فضیلت ہین

پس جن آیات پاک سے آپ نے ان کی فضیلت کا استدلال اس شد ومد سے کیا ہے ان مین سے ایک آیت بھی ان پر صادق نہین آتی اون کے فضائل کا استدلال اُس صورت مین ممکن تھا کہ جن صفات کا ذکر آیتون مین ہے اصحاب ممدوحین اون صفات سے متصف ہوتے۔

چنانچہ منجملہ اُن آیتون کے آپ آیۂ کریمہ "اولئک ھم المؤمنون حقا" پر ہی غور فرمائین جس کا جزو اول آپ نے محض اس خیال سے کہ اصحاب کے حالات ایمان وجہاد اون آیتون کے برعکس تھے چھوڑ دیا ورنہ اگر آپ پوری آیت تحریر فرماتے تو یہ امر سب پر کھل جاتا کہ اولئک ھم المؤمنون سے کون لوگ مراد ہین۔ اب مین پوری آیت بغرض توضیح اس جگہ نقل کرتا ہون مُلاحظہ فرمائیے۔

انما المؤمنون الذین اذا	سچے ایماندار تو وہی لوگ ہین کہ جب ان کے سامنے خدا
ذکر اللہ وجلت قلوبھم واذا	خدا کا ذکر کیا جاتا ہے تو اُن کے دل ہل جاتے ہین۔ اور جب
تلیت علیھم اٰیٰتہ زادتھم ایمانا	اُن کے سامنے اسکی آیتین پڑھی جاتی ہین تو اُنکے ایمان کو اور
وعلیٰ ربھم یتوکلون الذین یقیمون	زیادہ کردیتی ہین۔ اور وہ اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتی ہین
الصلوٰۃ ومما رزقنھم ینفقون ۝	نماز کو پابندی سے ادا کرتے ہین۔ اور جو ہم نے ان کو دیا ہے
اولٰئک ھم المؤمنون حقا	اُس مین سے (ہماری راہ مین) خرچ کرتے ہین وہی لوگ
لھم درجات عند ربھم ومغفرۃ	یقینی مومن ہین۔ اللہ کی جانب سے اُنکو درجات و
ورزق کریم۔	مغفرت اور رزق کریم ہے۔

اس آیت مین اللہ جلشانہ نے انھین لوگون کو یہ بشارت دی ہے۔ اور انھین سے وعدہ مغفرت فرمایا ہے جو ان صفات سے متصف تھے اور آپ کے اصحاب کے ایمان کا یہ حال تھا کہ بجائے "وجلت قلوبھم" "فقست قلوبھم" تھے۔ (یعنی بجائے اس کے کہ اُن کے دل ذکر خدا اور خوف خدا سے نرم ہون سخت ہو گیے)۔

چنانچہ مین اسکا ذکر تفصیل سے "شواہد نقلی" مین کر چکا ہون کہ خود اللہ جلشانہ نے اُنکے نقص ایمان کی باین الفاظ پاک "فقست قلوبھم وکثیر منھم فاسقون" شہادت دی ہے اُنکی نسبت "اولٰئک الذین طبع اللہ علیٰ قلوبھم واتبعوا اھواءھم" فرمایا ہے "یعنی وہی لوگ ہین جن کے دلون پر خدا نے مُہر لگا دی اور وہ اپنی خواہشات کے پیرو ہین"۔

آپ کے والد ماجد اور امام فخر الدین رازیؒ و دیگر مفسرین کرام نے آیات پاک الم یان للذین اٰمنوا اور ومنھم من یستمعون الخ کی تفسیر صاف الفاظ مین لکھدی ہے کہ یہ آیت اصحاب مہاجرین اولین کے حق مین نازل ہوئی ہے کہ مدینہ مین مال و دولت پا کر عبادت خدا کم کرنے لگے

اور جو وعظ و ہدایت کی باتین رسول اللہ سے سنتے تھے ان کو گھرون مین جا کر بھول جایا کرتے تھے۔ بلکہ امام صاحب موصوف نے تو خود حضرت ابوبکرؓ کا قول ہی نقل کر دیا ہے کہ وہ آیت سُنکر اہل یمامہ روئے اور کہا کہ اب ہمارے دل ذکر خدا سے سخت ہو گیے ہین حضرت ابوبکرؓ نے کہا ھکذا کنا حتی قستا لقلوب۔ یعنی پہلے ہم بھی ایسے ہی تھے کہ ذکر خدا سے دل ہلجاتے تھے مگر اب سخت ہو گیے۔"

"اسی طرح جب حنظلہ کاتب وحی نے کہا کہ مین منافق ہو گیا یعنی جبتک رسول اللہ کے پاس بیٹھکر وعظ اور ہدایت کی باتین سنتا ہون تو گویا دوزخ و بہشت آنکھ سے دیکھتا ہون لیکن جب گھر جا کر بال بچون سے ملتا ہون تو وہ سب باتین بھول جاتا ہون" حضرت ابوبکرؓ نے جو سردار سب صدیقون کے ہین، فرمایا" اے بھائی تم سچ کہتے ہو۔ ہمارا بھی یہی حال ہے"

اب حضرت عمر فاروقؓ کے سچے اسلام اور پکے ایمان پر بھی نظر ڈالیے جسکی حقیقت آیۂ کریمہ "لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ" سے جو آپ نے ان کی شان مین پیش کی ہے بخوبی منکشف ہوتی ہے۔ یہ آیت سورہ الفتح کی ہے اس سورہ مین اللہ جلشانہ نے مفصّل حالات بیعت کے (جس کو بیعت الرضوان کہتے ہین) بیان فرمائے ہین اور اصحاب مومنین و منافقین کے ایمان کا حال صراحت سے فرمایا ہے۔ یہ بیعت سب اصحاب سے اس لیے لی گئی تھی کہ نکث بیعت نکرین اور جنگ کے وقت پھر پشت نہ پھیرین مگر اس بیعت کے بعد ہی جنگ خیبر پیش آئی تو اکثر اصحاب بیعت پر قائم نہ رہے۔ ازانجملہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ ہین جو تین دن تک متواتر سپاہ اسلام کے سردار بنکر اور علم لیکر رزمگاہ مین گیے مگر کفار کے حملہ کی تاب نہ لاکر بغیر قاتلوا و قتلوا الٹے آتے رہے۔ اس سورہ مین صلح حدیبیہ کا بھی ذکر مفصل ہے کہ جب پیغمبر خدا صلعم نے کفار و مشرکین سے صلح کر لی تو اس صلح پر جو مخصوص مصلحت و حکمت الٰہی

مبنی تھی۔ اور اُسی کے حکم سے ہوئی تھی حضرت عمر نے خدا اور رسول پر گمانات و خیالات فاسد کیے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے خلاف شعار ایمان حجت و تکرار کی یہانتک کہ آپکی رسالت اور نبوت مین بھی شک اور شبہہ کیا جس کے خود معترف ہین جیسا کہ درمنثور صفحہ ۷۷ مین ہے۔

فقال عمر بن الخطاب واللہ ما	عمر بن خطاب نے کہا جب سے ہم اسلام
شککت منذ اسلمت الا یومئذ	لائے کبھی شک نہین ہوا مگر آج کے دن۔

جب رسول اللہ صلعم نے سورۃ الفتح آپ کو سنایا جس مین اللہ تعالی نے اس صلح کو "فتحاً مبینا" فرمایا ہے اس کو سنکر آپ نے خدائے پاک پر یہ طعن کی "کیا یہی فتح ہے"۔

حالانکہ جو بعد لانے ایمان کے پھر اُس مین شک و شبہہ کرے وہ حسب آیہ شریفہ

انما المؤمنون الذین	سوائے اس کے نہین کہ مومن تو وہی لوگ
اٰمنوا باللہ و رسولہ ثم لم	ہین جو اللہ پر اور اُس کے رسول پر ایمان لائے
یرتابوا وجاھدوا باموالھم	پھر اُنھون نے کبھی شک نہین کیا اور راہ خدا مین
وانفسھم فی سبیل اللہ	اپنی جانون اور مالون سے جہاد کیا ایسے ہی لوگ
اولئک ھم الصادقون۔	تو سچے ہین۔

زمرۂ مومنین سے خارج ہے۔

بیعت الرضوان اور صلح حدیبیہ کے معاملہ مین اصحاب مومنین و اصحاب منافقین کے خلوص ایمان کا حال سورۃ الفتح مین مفصل مذکور ہے۔ کہ جو اصحاب مومنین اس بیعت پر قائم رہے اور صلح پر راضی اور خوش ہوئے ان کو خدا نے جنّت کی بشارت دی ہے۔ اور اصحاب منافقین جنھون نے بیعت توڑ دی اور صلح سے بگڑے۔ رسول خدا صلعم کے خواب پر جو فتح مکہ کے بارہ مین تھا

خیالات فاسد کیے اور خدا اور رسول پر شکوک، و بد گمانیان کین غضبناک ہوا اور یہ ارشاد فرمایا کہ

منافق مرد اور منافق عورتین خدا کے حق مین بُرے بُرے خیالات رکھتے ہین ان پر خدا نے

لعنت کی ہے اور ان کے لیے جہنم تیار کر رکھا ہے۔

پس بوجوہ بالا آیۂ شریفہ "لقد رضی اللہ عن المومنین" ان حضرات کی منقصت

پر شاہد ہے نہ کہ فضیلت پر۔ ان حضرات کی منقصت پر شاہد ہے نہ کہ فضیلت پر۔

مین نے یہ حالات اسی جلد مین "آیات بینات کی چوتھی آیت" کے تحت مین بتوضیح

و تصریح لکھے ہین۔ اور علماء اہلسنّت کے اقوال اور آیات آلہی و تفاسیر شہادت مین پیش کیے

ہین اُس کے ملاحظہ سے سب پر حق و باطل کھُل جائیگا۔ اسی طرح اُن حضرات پر آیہ وافی ہدایہ

یوم لا یخزی اللہ النبی و	جسدن خدائے تعالی نبیؐ اور اُن لوگون کو
الذین آمنوا معہ نورھم یسعی	جو اُنکے ساتھ ایمان لائے ہین سوا نہ کریگا۔ اُنکا نور اُنکے سامنے
بین ایدیھم و بایمانھم	اور اُنکے داہنے ہاتھ چلتا ہوگا اور وہ یہ کہتے ہونگے کہ اے
یقولون ربنا اتمم لنا نورنا و	ہمارے پروردگار تو ہمارے نور کو ہمارے لیے پورا کردے اور
اغفرلنا انک علی کل شئی قدیر	ہمارے گناہ بخشدے بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

کسی طرح صادق آہی نہین سکتی کیونکہ اُن کے دل بجائے وجلت قلوبھم فقست

قلوبھم تھے جیسا کہ صاحب تفسیر حسینی اِن کے نور ایمان کی تشریح اپنی تفسیر مین باین الفاظ کرتے ہین ؎

دلی کز نور معنی نیست روشن   مخوانش دل کہ آن سنگ است و آہن

دلے کز گردِ غفلت زنگ دارد   از ان دل سنگ و آہن ننگ دارد

اس تفسیر اور الفاظ قرآنی کو پیش نظر رکھکر خود ہی انصاف کیجئے کہ جن کے قلب نور ایمان

سے خالی ہون۔ جن کے دل ذکر خدا سے زنگ آلودہ ہون اُن پر۔

نورھم یسعی بین ایدیھم وبایمانھم — اُن کا نور اُن کے سامنے اور اُن کے داہنے ہاتھ چلتا ہوگا

صادق آتا ہے۔ یا خدائے عزوجل کا یہ ارشاد۔

وجوہٌ یومئذ علیھا غبرۃ — بہت سے چہرے ایسے ہون گے جن پر

ترھقھا قترۃ اولئک ھم — گرد پڑی ہوگی اُس پر سیاہی چھائی ہوگی۔

الکفرۃ الفجرۃ۔ — یہی کفار بدکار ہین۔

غرض آیہ کریمہ۔

یوم لا یخزی اللہ النبی — مین مومنین مخلصین کے نور ایمان کا ذکر ہے کہ قیامت

والذین معہ۔ — کے دن وُہ اپنے نور سے شادان وفرحان ہون گے۔

قولہ تعالیٰ۔

وجوہ یومئذ مسفرۃ — بہت سے چہرے اُس دن چمکتے ہون گے خندان و شادان

ضاحکۃ مستبشرۃ۔ — ہون گے بشارت دیے جائین گے۔

اللہ جلشانہ نے اصحاب مومنین کے نور ایمان کا ذکر سورہ الحدید مین مفصل فرمایا ہے۔ یعنی اُن کو بشارت جنت کی دی جائیگی جس مین وہ ہمیشہ رہین گے بلکہ روز حشر مومنین کے درجہ اور مرتبہ دیکھکر اصحاب منافقین غبطہ کرین گے اور اصحاب مومنین سے استدعا کرین گے کہ ہم کو بھی اپنے نور سے مستفید کرو مگر اُن سے کہا جائے گا کہ تم ان سے الگ ہوجاؤ پھر ان دونون گروہ کے مابین ایک دیوار قائم کردیجائیگی۔ وہ آیات پاک یہ ہین۔

یوم تری المؤمنین و — اے پیغمبر تم اُس دن مسلمان مردون اور مسلمان

المؤمنات یسعی نورھم بین — عورتون کو دیکھوگے کہ ان کا (ایمان مشعل) نور انکے آگے آگے

ایدیھم وبایمانھم بشراکم الیوم — اور داہنی طرف چلتا ہوگا اور فرشتے اُن سے کہتے جاتے ہون گے کہ آج تم

جنّٰت تجری من تحتها
الانهار خالدین فیها ذلك
هو الفوز العظیم ۝ یوم
یقول المنٰفقون والمنٰفقٰت
للذین اٰمنوا انظرونا
نقتبس من نورکم قیل
ارجعوا وراءکم فالتمسوا
نورا فضرب بینهم بسورٍ له
باب باطنه فیه الرّحمة و
ظاهره من قبله العذابؕ
ینادونهم الم نکن معکمؕ قالوا بلٰی
ولٰکنکم فتنتم انفسکم وتربصتم
وارتبتم وغرّتکم الامانی
حتی جاء امر الله وغرّکم بالله
الغرور فالیوم لا یؤخذ
منکم فدیة ولا من الذین
کفروا ماوٰکم النار هی
مولٰکم وبئس المصیرؕ
(پ۲۷ - س الحدید - ع ۲)

لوگون کیلیے (رہی) خوشی (کی بات ہے کہ بہشت کے) باغ مین
جنکے تلے نہرین بہ رہی ہین (اور تم) انھین مین سدا رہوگے یہ ہے جسکو
بڑی کامیابی (کہنا چاہیے) اُس دن منافق مرد اور منافق عورتین مسلمانون
سے کہین گی کہ (ذرا تو) ہمارا انتظار کرو کہ تمھارے (اس) نور (کی روشنی)
سے ہم (بھی) فائدہ اٹھالین (تو اُن سے کہا جائیگا کہ (نہین) اپنے پیچھے
کی طرف لوٹ جاؤ اور (کوئی اور) روشنی تلاش کرلو اس کے بعد
ان (دونون فریقون) کے بیچ مین ایک دیوار کھڑی کردیجائیگی
اُسمین ایک دروازہ ہوگا (پھر جو) دروازہ کی اندرونی طرف ہے
(جدھر مومن ہین) اُسمین (تو خدا کی) رحمت ہوگی اور اُسکی (جو)
بیرونی طرف ہے (جدھر منافق ہین) اُدھر عذاب (الٰہی) ہوگا منافق
مومنین سے پکار پکار کر کہینگے کہ کیا (دنیا مین) ہم تمھارے ساتھ نہ تھے
وہ کہین گے کہ تھے تو سہی مگر تم نے آپ اپنے تئین بلا مین ڈالا
اور (اس بات کے) منتظر رہے (کہ مسلمانون پر کوئی آفت
نازل ہو) اور (اسلام کی طرف سے) شک مین (پڑے) رہے
اور انھین آرزوون نے تم کو دھوکے مین لگا رکھا یہانتک کہ حکم خدا آ
پہونچا (یعنی موت) اور (شیطان) دغاباز اللہ کے بارہ مین اُن کو
دھوکہ دیتا رہا تو آج نہ تو تم سے کچھ معاوضہ قبول کیا جائیگا اور نہ اُن
لوگون سے جو (صریح) انکار کرتے رہے تم سب کا ٹھکانا دوزخ ہے (وہی
تمھاری رفیق ہے اور وہ کیا ہی برا ٹھکانا ہے۔

غرض جن اصحاب کے نقص ایمان کی تصدیق و توثیق آیات الٰہی سے ہوا ور خود آپ ہی کے پدر بزرگوار و دیگر مفسرین حضرت افضل الصحابہ کا اسم مبارک تک لکھ دین اس پر بھی آپ انھین لوگون کو بہ نعمت حفظ قرآن آیہ کریمہ۔

اولئک ھم المؤمنون حقا — وہی لوگ یقینی مومن ہین اللہ کی جانب سے

لھم درجات عند ربھم ومغفرۃ ورزق کریم — اُن کو درجات و مغفرت و رزق کریم ہے۔

سے فضیلت دین اور سب آیات فضائل جو خاص اصحاب مومنین کی شان مین نازل ہوی ہین اُنکو اپنے اصحاب ممدوحین کے حق مین بتائین اور اصحاب کی خاطر آیہ کریمہ۔

ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا — اور باطل کو حق کے پیرایہ مین مت ظاہر کرو

الحق وانتم تعلمون ٥ — اور حق کو جان بوجھکر مت چھپاؤ۔

سے چشم پوشی فرماکر خداے پاک کے کلام مین تحریفات معنوی کرین ؎

سبز پوشی سرو باشی سرخ پوشی گل شوی — تو بہ ہر رنگے کہ می پوشی قیامی زیبدت

اگر آپ بلا تعصب اونکے ایمان پر نگاہ کرین اور صرف انھین دو آیتون پر غور فرمائین تو انہین سے اُن حضرات کی فضیلت اور خلافت رخصت ہوتی ہے حضرت سلامت آپ کی پیش کی ہوئی آیتون سے یہ ذکر تو ان آیات پاک کا تھا جو مخصوص ”امنوا وعملوا الصلحت“ سے متعلق ہین اب دیگر آیات پاک مثل ”فالذین ھاجروا“ اور ان کے مماثل ان مین جہاد کا ذکر ہے جو مجاہد جنگ وپیکار مین ثابت قدم رہے اور فتح کرکے پھرے یا اپنی جانین خدا اور رسول پر نثار کر گیے جنھون نے اعلاء کلمۃ اللہ کے پیچھے ہر طرح کے مصائب و تکالیف برداشت کرکے ع

وہ گاڑے دین کے جھنڈے کہ پھر اُکھڑ نہ سکے

مستحق مدح و ثنا ہین ۔ اصحاب ممدوحین بسبب فرار ان آیات فضیلت سے محروم بلکہ معتوب ہین

جیسا کہ متعدد آیات الٰہی سے ظاہر ہے اور فرار ان حضرات کا اُحد۔ بدر۔ خیبر۔ حنین و خندق وغیرہ وغیرہ غزوات سے بروئے کتب صحاح وغیرہ بخوبی ثابت ہے جیسا کہ مین اب تک اقوال علماء اہلسنت نقل کر آیا ہون۔ اور آئندہ بھی اس کے ثبوت مین بہت سے اسناد پیش کرون گا۔

پھر حضرت ہی کی کتاب کی یہ عبارت۔

این نعمت حفظ قرآن است کہ در ہر مشکل دینی بآن رجوع آوردہ حل آن میسکنیم۔

ملاحظہ مین لاتا اور قسم دیگر پوچھتا کہ آپ کو اپنے کشف و کرامات ہی کی قسم ہے کہ جس قرآن کے آپ حافظ ہین۔ اور حفظ قرآن کی نعمت سے مشکلات دینی حل کر لیتے ہین۔ اس قرآن مین صحابہ کی نسبت کیا لکھا ہوا ہے۔ اگر اُس مین "منھم المؤمنون واکثرھم الفاسقون" اور

(۱) تریدون عرض الدنیا	تم چاہتے ہو مال دنیا کو اور خدا
واللہ یرید الآخرۃ۔	خواہان آخرت
اور فھل عسیتم ان تفسدوا	تم سے کیا دور ہے اگر زمین پر حاکم
فی الارض وتقطعوا ارحامکم۔	بن جاؤ تو فساد اور حق تلفیان کرو

لکھا ہے۔ تو پھر اس گروہ کے حق مین جس پر خدا عتاب فرماتا ہے۔ اور جس کی آپ بھی تصدیق کرتے ہین۔ آپ کا یہ فرمانا کہ۔

درحق این اشخاص حق تعالیٰ بشارتہا و وعدہائے نیک در قرآن مجید نازل فرمودہ

خدائے پاک پر تہمت ہے یا نہین۔

اور اُن کے آگے انھین کی کتاب کھولکر صفحہ ۱۳۹ کی یہ عبارت پیش کرتا۔

باید دانست کہ باتفاق شیعہ و سنی این حدیث ثابت است کہ پیغمبر فرمود

انی تارک فیکم الثقلین ان	مین تم مین دو عظیم چیز چھوڑتا ہون اگر تم

تمسکو بھما لن تضلوا بعدی احدھما اعظم | ان کو پکڑے رہو گے تو میرے بعد گمراہ نہ ہو گے
من الاخر کتاب اللہ و عترتی اھلبیتی | اور وہ کتاب خدا اور میری عترت ہے۔

پس معلوم شد کہ در مقدمات دینی و احکام شرعی پیغمبر ما را حوالہ باین دو چیز عظیم القدر فرمودہ پس مذہبیکہ مخالف این دو باشد در امور شرعیہ عقلاً و عملاً باطل و نامعتبر ست و ہر کہ انکار این دو بزرگ نماید۔ گمراہ و خارج از دین است۔

اور عرض کرتا کہ اب آیئے اور قرآن مجید اور اہلبیت رسولؐ سے رجوع کیجیے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہین کہ

"در ہنگامیکہ فتنہا بر شما ملتبس شوند مانند پارہای شب تار پس رجوع آرید بقرآن کہ شفاعت کنندہ و مقبول الشفاعت ست کسے کہ آن را پیش نہد اورا براہ جنت می برد"

اور کہتا کہ حضرت پیر و مرشد۔ سنئے آج کل کوئی فتنہ اس سے بڑھکر نہین ہے کہ ہم تو اس قرآن سے جس کی شان مین جناب امام علیہ السلام فرماتے ہین۔

ان ھذا القرآن | یعنی درین قرآن انوار ہدایت و
فیہ ضیاء الھدی | چراغہائے دور کنندہ تاریکی و ضلالت
و مصابح الدجی۔ | دعوایت روشن است۔

آیات فضیلت صرف اصحاب مومنین کی شان مین سمجھتے ہین اور آپ حفظ قرآن کی برکت سے ان کو اپنے اصحاب کے حق مین لیتے ہین اور اُن آیات پاک پر جو مخصوص ان کے نقص ایمان کے بارہ مین خدا نے نازل فرمائی ہین بمجوائے آیہ کریمہ۔

فاما الذین فی قلوبھم زیغ | جن لوگون کے دل مین کجی ہے وہ فتنہ
فیتبعون ما تشابہ ابتغاء الفتنۃ | جوئی اور تاویل سازی کے لیے متشابہات کی

وابتغاء تاویله۔ کھوج مین لگے رہتے ہین۔

پردہ ڈالتے ہین۔ اور اگر کوئی بنظر تحقیق اُن آیتون کے جواُن کے معائب ومثالب مین ہین مطالب ومعانی پر غور کرکے ان اصحاب کی فضیلت ومنزلت تسلیم کرنے مین تامل کرے تو آپ اس کو اس طرح سمجھا کر راہ حق سے پھیرین۔

بالجملہ حافظ قرآن را ممکن نیست کہ در بزرگی صحابہ تردد داشتہ باشد زیرا کہ اکثر قرآن مملوست در تعریف وتوصیف این جماعۃ۔ ناظرہ خوانان یک لفظ را از یک آیت گوش می کند وسیاق وسباق آن را چون یاد ندارند غور نہ کنند کہ درین جا چہ قیود واقع شدہ وضمیمۂ آن کدام کدام چیز در نظم قرآن گردانیدہ اند کہ تاویل مطلش وتحریف جا بلانہ را در آن دخل نماندہ۔ واللہ اگر پدر من بجز از حفظ قرآن بمن ہیچ تعلیم نمی کرد از عہدۂ آن بزرگوار عالی مقدار نمی توانستم برآمد۔

روح پدرم شاد کہ می گفت باستاد فرزند مرا عشق بیاموز دگر ہیچ

این نعمت حفظ قرآن ست کہ ہر مشکل دینی بان رجوع آورد رجل آن می کنم

پس یہ نعمت حفظ قرآن حفاظ ہی کو مبارک ہو۔ اہل حق کو تو ایسے حفظ قرآن سے لرزہ آتا ہے ؎

حافظا می خور ورندی کن وخوش باش ولے دام تزویر مکن چون دگران قرآن را

حالانکہ حفاظ جو بیشتر طبقہ جہلاء سے ہوتے ہین صرف الفاظ قرآنی کے حافظ ہین معنی مطالب تو ایک آیت کا بھی نہین جانتے اُنھون نے بلحوائے شعر۔

جنس دین راچہ کساد آمدہ عرفی درپیش کہ بجز مردہ زحافظ نخرد قرآن را

قرآن مجید کو اپنا ذریعہ معاش ٹھرالیاہے۔ پس جو لوگ باوجود حفظ قرآن وعلم وفضل اپنے

مطالب و مقاصد کی غرض سے آیات الٰہی اور اُن کے معانی و مطالب مین دخل و فصل کرتے ہین۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِن کی شکایت خدائے پاک سے کرین گے۔ قولہ تعالیٰ۔

وقال الرسول یارب ان قومی	اور رسول اُس وقت یہ فرمائین گے
اتخذوا ھذا القرآن مھجورا	اے میرے پروردگار میری قوم نے اس قرآن کو
پ - س ع	بالکل چھوڑ دیا۔

اور یہ بھی آپ پر روشن ہے کہ خود آپ کے اصحاب قرآن اور علم قرآن سے لاعلم تھے۔ اور یہی سبب تھا کہ انھون نے دوسرون سے اس کو جمع کرایا۔ جیسا کہ شمس العلماء شبلی نعمانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نسبت لکھتے ہین۔ صحابہ قرآن سے لاعلم تھے۔

صحابہ مین سے وحی کے لکھنے کا کام زیاد بن ثابت نے کیا تھا۔ چنانچہ وہ طلب کیے گیے اور اس خدمت پر مقرر ہوئے کہ جہان جہان سے قرآن کی سورتین ہاتھ آئین یکجا جمع کی جائین۔

حضرت عمر نے مجمع عام مین اعلان کیا کہ جس نے قرآن کا حصہ رسول اللہ سے سیکھا ہو تو میرے پاس لے کر آئے۔ اس بات کا التزام کیا کہ جو شخص کوئی آیت پیش کرتا تھا اس پر دو شخصون کی اور شہادت لی جاتی تھی کہ ہم نے اس کو آنحضرت صلعم کے عہد مین قلمبند دیکھا تھا۔ غرض اس طرح جب تمام سورتین جمع ہو گئین تو چند آدمی مامور ہوئے کہ اُن کی نگرانی مین پورا قرآن ایک مجموعہ مین لکھا جائے۔ الفاروق حصہ دوم صفحہ ۱

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی کتاب مجید اور فرقان حمید مین ارشاد فرماتا ہے۔ راسخون فی العلم جناب امیرالمومنین و دیگر آئمہ طاہرین علیہم السلام ہین

ھوالذی انزل علیک الکتب	وہ وُہی تو ہے جس نے تم پر کتاب

منه اٰیت محکمٰت هن امّ	نازل کی جس مین کچھ آیتین تو صاف صاف ہین
الکتٰب واُخر متشابھات فامّا	(اور وہی کتاب کی اصل ہین اور کچھ گول (گول)
الذین فی قلوبھم زیغ	ہین اب جن لوگون کے دلون مین کھوٹ ہے وہ
فیتبعون ما تشابه منه	فتنہ پہلانیکی نیت سے اور اپنا مطلب نکالنے کی
ابتغاء الفتنة وابتغاء	غرض سے ان گول (گول) آیتون کی پیروی
تاویله ومایعلم تاویله	کرتے ہین حالانکہ ان کا اصلی مطلب سوائے خدا
الا الله والراسخون فی	اور اُن لوگون کے جو علم مین مضبوط ہین اور
العلم یقولون اٰمنا به	کوی نہین جانتا وہ کہتے ہین کہ ہم اس پر ایمان
کل من عند ربنا ومایذکر	لائے ہر ایک محکم (متشابہ) ہماری طرف ہے
الا اولوا الالباب ۝	اور سوائے صاحبان عقل کے ۔ اور کوئی نصیحت
(پ۳ - س اٰل عمران - ع۱)	نہین حاصل کرتا ۔

چونکہ قرآن مجید خود اپنے مطلب کی توضیح وتصریح نہین کرسکتا کیونکہ اس مین رطب یابس ہے ۔ مجمل ہے مفصل ہے ۔ ناسخ ہے منسوخ ہے ۔

لہذا ۔ اس آیت مین خداے پاک نے خبر دی ہے کہ قرآن مجید مین کچھ آیتین محکم ہین اور کچھ متشابہ ہین ۔ محکم وہ ہین جس کے معنی واضح اور روشن ہون ۔ جس کے الفاظ معانی مین کسی طرح کا احتمال واشتباہ نہو ۔ اور متشابہ وہ ہے کہ جس کے معنی ومطلب صاف طور سے واضح نہو جیسے لفظ تو ایک ہی ہو اور معنی اس کے متعدد ہون اسی کو خدا نے فرمایا ہے کہ وہ لوگ جن کے دل مین کجی ہے وہ اس کے معنی اپنے مطالب کے موافق گھڑ لیتے ہین ۔ حالانکہ اس کی تاویل اور اصل معنی ومطلب کو کوئی اور شخص بجز خدا اور اُن لوگون کے جو راسخون فی العلم

ہین نہین جان سکتا۔ لہذا تنہا قرآن عام ہدایت کے لیے کافی نہین ہے۔ تا وقتیکہ خود رسول اللہ یا اُن کے اہلبیت طاہرین موجود نہون اور نہ صحابہ اِس عقدہ کو حل کر سکتے ہین جب تک کہ وہ لوگ شریک نہ ہون جن کو رسول اللہ نے اپنا قائم مقام اور جانشین کیا۔ اسی جہت سے اللہ جلّ شانہ نے فرمایا۔

فاسئلوا اہل الذکران کنتم لا تعلمون — اگر تم نہ جانتے ہو اہل ذکر سے پوچھ لو۔

اور اہل ذکر سے مراد اہلبیت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین اور امت اِس پر مامور کی گئی ہے کہ جو کچھ وہ نہ جانتے ہون۔ اہلبیت رسول اللہ سے دریافت کر لین۔ چنانچہ کافی اور تفاسیر عیاشی مین معصومین علیہم السلام سے بہت سی حدیثین وارد ہوئی ہین۔ اور تفاسیر اہلبیت مین تصریح وارد ہوا ہے کہ "راسخون فی العلم" سے مراد جناب امیر المومنین علیہ السلام اور باقی آئمہ طاہرین علیہم السلام ہین اس لیے کہ اِن کا علم خود جناب رسول اللہ کے علم سے ماخوذ ہے اور جناب رسول اللہ کا علم خداوند عالم کی طرف سے ہے۔ اور خدا فرماتا ہے۔ بل ھو اٰیات بینات فی صدور الذین اوتوا العلم" بلکہ قرآن آیات واضحہ ہے اُن کے سینون مین جن کو علم دیا۔ گیا ہے۔

جناب امام محمد باقر علیہ السلام و جناب امام جعفر صادق علیہ السلام و جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہین کہ "الذین اوتوا العلم" ہم لوگ ہین قرآن کے الفاظ معنی سب ہمارے سینون مین ہین۔ کتب اہلسنت مین ہے کہ۔

جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا خدا کی قسم کوئی آیت قرآن مین ایسی نہین ہے جو مین نہ جانتا ہون کہ کس بارہ مین نازل ہوئی۔ اور کہان نازل ہوئی۔ اور کس پر نازل ہوئی جو کچھ تم کو کتاب خدا مین پوچھنا ہو وہ مجھ سے پوچھ لو۔ مین جانتا ہون کہ وہ آیت

رات کو نازل ہوئی ہے یا دن میں۔ پہاڑ پر یا زمین ہموار پر۔ پھر فرمایا خدا کی قسم اگر میرے واسطے فرش بچھا جائے اور میں اُس پر بیٹھوں تو اہل توریت کے لیے ان کی توریت سے اور اہل زبور کے لیے اُن کی زبور سے۔ اور اہل انجیل کے لیے اُن کی انجیل سے اور اہل قرآن کے لیے اُن کے قرآن سے اس طرح فیصلہ کروں۔ کہ ہر کتاب خدا آواز بلند ندا کرکے کہے کہ بار الہا بیشک علیؑ نے وہی فیصلہ کیا ہے جو تیرا حکم مجھمیں لکھا ہوا ہے "اللھم صل علی محمد و آل محمد" اسی لیے تمام اصحاب حضرت کی طرف رجوع کرتے تھے۔ جیسا کہ عمر بن الخطاب نے چند موقع پر کہا "لولا علی لھلک عمر" اور رسول اللہ نے فرمایا اعلم امتی علی بن ابی طالبؑ ایک روایت میں ہے کہ حضرت نے فرمایا اگر میں چاہوں تو فقط سورۂ حمد کو اس قدر بیان کروں کہ اگر لوگ لکھیں تو ستر اونٹ کا بار تیار ہو۔ اسی سے جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ انا مدینۃ العلم و علی بابھا میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اُس کا دروازہ ہے۔"

اس سے بھی کسی کو انکار کا موقع نہیں ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا

علی مع القرآن والقرآن مع علی یعنی علی قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علیؑ کے ساتھ

لا یتفرقان حتی یردا علی الحوض اور یہ دونوں جدا نہوں گے جب تک کہ حوض کوثر پر وارد ہوں۔

علیؑ قرآن کے ساتھ اور قرآن علی کے ساتھ ہیں۔

(اخرجہ الطبرانی وابن مردویۃ والدیلمی)

اور یہ بھی ارشاد فرمایا ہے۔ اے علیؑ میرے بعد جس امر میں لوگوں کو اختلاف پیدا ہو جائیگا تم ان کو بیان کروگے۔ اور قرآن کے معنی جو ان کو معلوم نہیں ہیں تم ان کو سمجھاؤگے۔ اور قرآن کی تاویل پر لوگوں سے لڑوگے جس طرح کہ میں قرآن کی تنزیل پر لڑا ہوں۔ علمائے اہلسنت کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ جناب امیر علیہ السلام قرآن ناطق ہیں۔ چنانچہ ازالۃ الخفا میں ہے ۲۷۶

بازاز واقعہ صفین خبر داد اخرج الشیخان عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ

علیہ وسلم لاتقوم الساعۃ حتی یقتتل فئتان عظیمتان تکون بینہما مقتلۃ عظیمۃ دعوٰہما واحدۃ

واین کلمہ اشارت ست بانکہ اہل شام مصحف بر داشتند کہ در میان ما و شما این قرآن ست

وحضرت مرتضیٰؑ فرمود کہ این قرآن قرآن صامت ست ومن قرآن ناطقم۔

صحابہ کا قرآن مرتبہ امیرالمومنینؑ کے قبول کرنے سے انکار

اور اس کے بھی سب قائل ہین کہ حضرت نے جو قرآن بحکم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بموجب تنزیل جمع کیا تھا اس کو صحابہ اور خلفا نے قبول نہ کیا۔ اور کہا کہ ہم کو اس کی حاجت نہین بس پر خود آپ کے والد ماجد کف افسوس ملتے ہین۔ جیسا کہ ازالۃ الخفا مین ہے۔

ونصیب او از احیاء علوم دینیہ است کہ جمع کرد قرآن را بحضور آنحضرت وترتیب داد آن را

لیکن تقدیر مساعد شیوع آن نہ شد۔

پس قرآن وعترت رسول سے متمسک ہو کر فضیلت صحابہ اور خلافت راشدہ دونون مشکلات کو حل کیجیے۔ اور جو لوگ احکام خدا اور رسولؐ کی مخالفت کر کے آل رسولؐ کو چھوڑ بیٹھے اور خود امت کے پیشوا اور رہنما بن گیے اُن کو بقول خود

ہر کہ انکار این دو بزرگ نماید گمراہ وخارج از دین ست۔

اپنا ہادی نہ سمجھے۔

قصہ مختصر اگر اس قرآن مین اصحاب رسول کے بارہ مین منہم المومنون واکثرہم الفاسقون اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخالفت کرنے والون کی نسبت۔

ومن یشاقق الرسول من بعد	اور جو شخص بعد اس کے کہ حق اس پر
ما تبین لہ الھدیٰ ویتبع غیر	کھلجاے رسولؐ کی مخالفت اختیار کریگا اور
سبیل المومنین نولہ	مومنون کے راستہ کے سوا اور کوئی راہ اختیار کریگا

ماتولی ونصلہ جھنم وساءت	توہم بھی اُوسی راہ پر چلائین گے اور اُسے جہنم مین
مصیراً (پ۵ - س نساء - ع)	داخل کرین گے اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے -

اور آعدائے رسول کے نسبت -

ھم العدو فا حذرھم	وہی تمھالے دشمن ہین اُن سے بچتے رہو - خدا
قاتلھم اللہ انی یوفکون -	اون کی گردن مارے کدہر بہک رہے ہین -

اور ایذا دہندگان رسوؔل اور آل رسول کے حق ہین -

ان الذین یوذون اللہ و	بے شک وہ لوگ جو اللہ اور اوسکے
رسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرۃ	رسول کو ایذا دیتے ہین خدا نے اون پر
واعد لھم عذابا مھیناہ	لعنت کی اور اون کے یے رسوا کرنیوالا
(پ۲۲ - س احزاب)	عذاب مہیا کیا -

ہو تو اپنا مذہب جس کے بطلان پر آپ یہ فتوی -

مذہبیکہ مخالف این دو بزرگ باشد در اُمور شرعیہ عقیدتاً و عملاً باطل و نامعتبر ست -

صادر فرما چکے ہین - چھوڑیئے اور راہ جنت اختیار کیجیے - اور اگر حدیث فیکم الثقلین مین بجائے عترتی اصحابی ہو اور بموجب تفاسیر آل محمد کنتم خیر امۃ کا خطاب خاص انہین اصحاب سے فرمایا ہو - جن کی بدولت دین خدا اور آل رسوؔل خدا تباہ ہوئی توہم کو اپنے مذہب مین لیجیے اور تاریکی سے نکالیے معلوم نہین کہ حضرت شاہ صاحب زندہ ہوتے تو کیا جواب دیتے - اور خبر نہین کہ اُن کے جانشین کیا جواب دین گے -

قال اللہ تبارک وتعالی -

ان الذین یکتمون ما	وہ لوگ جو اس کو چھپاتے ہین جو کچھ

انزل الله من الكتب و
يشترون به ثمنا قليلا
اولئك ما ياكلون فى بطونهم
الا النار ولا يكلمهم الله يوم
يوم القيمة ولا يزكيهم
ولهم عذاب اليم ٥

خدا نے کتاب مین نازل کیا ہے۔ اور اسکو
تھوڑی قیمت پر بیچتے ہین۔ وہ اپنے
پیٹ مین انگارے بھرتے ہین اور خدا
اِن سے قیامت کے دن نہ بات کریگا
اور نہ اِن کو پاکیزہ فرمائے گا اور ان کیلیے
دردناک عذاب ہے۔

تحسین کرتے ہین قائل یا خطا بری بتاتے ہین
ہمین بھی دیکھنی ہے منصفی انصاف والون کی

فالله يحكم بينهم يوم القيمة
فيما كانوا فيه يختلفون ٥

پس خدا ان چیزون کا قیامت کے دن
فیصلہ کرے گا جن مین اِن کو اختلاف ہے۔

قال

دوسری آیت

فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي وَقَاتَلُوا وَقُتِلُوا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ

سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ثَوَابًا مِّنْ عِندِ اللَّهِ وَاللَّهُ عِندَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ

دوسری آیہ کریمہ مہاجرین کی تعریف مین

اس آیت مین اللہ جلشانہ مہاجرین کی تعریف کرتا ہے۔ اور اُنکے جنتی ہونے کی بشارت دیتا ہے۔ اور فرماتا ہے کہ جن لوگون نے میرے پیچھے اپنے وطن اور گھر اور کُنبہ قبیلہ کو چھوڑا اور جن کو میرے اُوپر ایمان لانے سے تکلیفین پہونچین اور جن کو میری راہ مین ایذائین دی گئین تو مین بھی اپنے ایسے سچے ایمان لانے والون اور پکّے مسلمانون سے بڑی مہربانی سے پیش آؤن گا۔ اور اُن کی محنتون اور جان فشانیون کا اُن کو اچھا بدلا دون گا۔ ان کے گناہون سے درگذر کرون گا ان کی بھول چوک کو نہ دیکھون گا بلکہ ان کے گناہون کو نیکیون سے بدل دون گا اور بے پوچھے بتائے ان کو ایسی جنتون مین جگہ دون گا جن کے نیچے نہرین بہتی ہون گی۔ جہان ان کو نہ غم رہے گا نہ رنج نہ کوئی فکر ان کو رہے گی نہ کھٹکا۔ اور یہ ثواب اپنی طرف سے دونگا اور اپنے فضل و مہربانی سے اُن کے اعمال سے بہت بڑھ کر ان کو درجہ عطا کرون گا۔

اب ان آیتون کو دیکھکر مہاجرین کی فضیلت اور بزرگی پر خیال کرنا چاہیے کہ کس محبت و پیار سے خدائے عزوجل ان کا ذکر فرماتا ہے اور اُن کے مدارج و مراتب کا کس خوبی سے اظہار کرتا ہے اور اُن کے قطعی جنتی ہونے کا اقرار کرتا ہے۔ اور اُن کے گناہون اور سیات سے درگذر کرنے اور نیکیون سے بدل دینے کا وعدہ کرتا ہے۔ اور اُن کے اعمال کی جزا مین جو کچھ دیگا وہ ایک طرف اپنی طرف سے براہ تفضلات ثواب دینے کا کس مہربانی سے وعدہ فرماتا ہے۔

اقول

بلاشبہ یہ آیت مہاجرین کی شان میں ہے مگر "کلہم اجمعین" پر صادق نہیں آتی اس لیے کہ ان میں مومن و منافق دونوں گروہ تھے۔ نیز ہجرت میں صدق ایمان و صدق نیت کی شرط ہے۔ جیسا کہ بخاری میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے بالائے منبر فرمایا ہے۔

ہجرت میں نیت کی شرط ہے لہذا یہ آیت محض مومنین کی شان میں ہے

انما الاعمال بالنیات لکل امرء ما نوی فمن کانت ھجرتہ الی اللہ فھجرتہ الی اللہ و رسولہ ومن کانت ھجرتہ الی الدنیا یصیبھا او الی امرأۃ ینکحھا فھجرتہ الی ما ھاجر الیہ۔

(از آیات بینات جزو دوم ص)

کل اعمال کا مدار نیت پر ہے اور ہر نفس کو اس کی نیت کے مطابق ہجرت کا صلہ ملے گا۔ لہذا جس نے محض خدا کے لیے ہجرت کی وہ خاص خدا اور رسولؐ کے لیے ہوئی اور جس نے دنیا کے لیے ہجرت کی، اس کو دنیا ملے گی جس نے عورت سے عقد کرنے کی غرض سے کی اس کی ہجرت اوسی جانب ہوئی جس کے لیے اوس نے ہجرت کی تھی۔

اور اس کو آپ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ۔

ہر عمل میں نیت شرط ہے اور تمام فرقے اسلام کے بلکہ سارے مذاہب اس امر پر متفق ہیں کسی کا یہ عقیدہ نہیں کہ کوئی عمل بغیر نیت کے قبول ہے۔ شرح مشکوۃ شیخ عبدالحق محدث دہلوی میں ہے کہ ایک شخص مدینہ میں ایک عورت کی طلب میں آیا تھا جس کا نام قیس تھا اس کے حق میں پیغمبر خدا نے یہ حدیث فرمائی۔ ملاحظہ ہو آیات بینات جزو دوم

پس جبکہ مہاجرین کی ہجرت کی یہ صورت ہو۔

ولیکن نہ جملہ ز راہ یقین   یکے بہر دنیا یکے بہر دین

تو وہ کیونکر اس آیت کی فضیلت پا سکتے ہین۔

اگرچہ مہاجرین کی فضیلتین بہت شد و مد سے بیان کی جاتی ہین لیکن خدائے پاک کے کلام سے منکشف ہوتا ہے کہ کُل مہاجرین کی ہجرت لوجہ اللہ نہ تھی۔ ان مین بہتیرے طالب دنیا تھے۔ چنانچہ جب وہ ہجرت کرکے مدینے آئے اور وہان مال و دولت پاکر غنی ہوگیے تو خدا کی عبادت سے جی چرانے لگے۔

ملاحظہ ہو آیہ کریمہ الم یأن للذین آمنوا الخ یہ حال تفصیل سے اسی جلد مین بعنوان شواہد نقلی ضبط تحریر مین آچکا ہے۔ اور شاہ ولی اللہ و امام فخرالدین رازی وغیرہ وغیرہ مفسرین نے اس آیت کا شان نزول مہاجرین اولین کے حق مین بتایا ہے اور صاف الفاظ مین انکی طمع و حرص کا حال یہ لکھا ہے کہ:۔

"یہ آیت مخصوص مہاجرین اولین کے حق مین نازل ہوئی ہے کہ جب وہ وارد مدینہ ہوئے تو تعیش و راحت مین مشغول ہوکر اپنے اعمال مین کوتاہی کرنے لگے۔ لہذا اس آیت سے ان پر عتاب ہوا۔"

جس آیت کی یہ تفسیر ہے اس مین خدائے پاک نے ان مہاجرین مین سے بہتیرون کی نسبت فقست قلوبھم وکثیر منھم فاسقون فرمایا ہے یعنی اُنکے دل سخت ہو گیے اور بہتیرے ان مین فاسق ہین پس اگر جناب شاہ صاحب اس آیت کے معانی و مطالب پر غور فرماتے اور اپنی غرض کو دخل نہ دیتے تو ہرگز ہرگز آیہ شریفہ فالذین ھاجروا واخرجوا الخ کا شان نزول اپنے اصحاب کے فضیلت مین بیان نہ فرماتے۔

مہاجرین کو ترک وطن ہی پر یہ مرتبہ عطا نہین ہوئے

واضح ہو کہ خداوند متعال نے مہاجرین کو محض ترک وطن ہی کرنے پر یہ مرتبے اور درجے عطا نہین فرمائے بلکہ ہاجروا واخرجوا کے ساتھ قاتلوا و قتلوا بھی ارشاد فرمایا ہے۔ یعنی بوقت جہاد مشرکین

وکُفّار کو قتل کیا ہو یا خود قتل ہوئے ہوں، مگر آپ نے اس خوف سے کہ اصحاب ممدوحین اِن صفات سے کورے تھے "قاتلوا وقتلوا" پر پردہ ڈالا۔ حالانکہ مہاجرین کی ہجرت اور ایمان کا یہ حال تھا کہ جب مکہ سے مدینہ آئے اور اِن پر جہاد واجب کیا گیا تو ایسے بدحواس ہوئے گویا موت کے منہ مین جارہے ہین جس پر آیہ کریمہ۔

آیہ کریمہ کہ مہاجرین حکم جہاد سنتے ہی بدحواس ہوگئے۔

الم تر الی الذین قیل لھم	(اے رسولؐ کیا تم نے ان لوگون کے حال)
کفوا ایدیکم واقیموا الصلوٰة واتوا	پر نظر نہین کی جن کو (جہاد کی آرزو تھی اور) اُن کو
الزکوٰة فلما کتب علیھم القتال	حکم دیا گیا تھا کہ (ابھی چندے) اپنے ہاتھ روکے رہو
اذا فریق منھم یخشون الناس	اور پابندی سے نماز پڑھو اور زکوٰة دیے جاؤ
کخشیة اللہ او اشد خشیة وقالوا	(مگر جب جہاد اُن پر واجب کیا گیا) تو انہین سے کچھ
ربنا لم کتبت علینا القتال لولا اخرتنا	لوگ اس طرح لوگون سے ڈرنے لگے جیسے کوئی خدا سے
الی اجل قریب	ڈرے بلکہ اُس سے کہین زیادہ اور (گھبرا کر) کہنے لگے
پ۵۔ س النساء	خدایا تونے ہم پر جہاد کیون واجب کر دیا ہم کو
ع۸	کچھ دنون کی اور مہلت کیون نہ دی۔

تفسیر حسینی

صاحب تفسیر حسینی نے اس آیت کی تفسیر مین تو یہ بھی لکھا ہے کہ مہاجرین سے کچھ لوگ نہ صرف نزول آیہ جہاد سے خائف ہوئے بلکہ ایک گروہ مومنین کا منافق ہوگیا۔ اس کی نقل یہ ہے۔

آیا نظر نہ کردی بسوئے آنانکہ درمکہ مبالغت	عبدالرحمٰن بن عوف و سعد بن ابی
می کردند چون عبدالرحمٰن بن عوف و سعد بن	وقاص اور اُن کے مثال دیگر لوگ مکہ مین
ابی وقاص مثال الشان کہ مارا دستوری دہ کہ	تو رسول اللہ سے بہت مبالغہ کے ساتھ کہتے تھے کہ

یا اہل شرک حرب کنیم کہ آزار و ایذاے ایشان
از حد گذشت پس آن ہنگام کہ بمدینہ آمدند
و نوشتہ شد یعنی واجب گشت بر ایشان
کارزار کردن با کافران۔ آنوقت گروہی
از ایشان می ترسید از جنگ مشرکان
چنان ترسیدنے کہ از خدا باید ترسید
بلکہ ترسی ازان سخت تر و این ترسیدن را
حمل بر ضعف بشریت باید کرد نہ بر کراہت
امر خدا یعنی بالطبع از خوف موت ترسیدند
و گفتند اے آفریدگار ما برائے چہ چیز واجب
گردانیدی بر ما مقاتلہ کفار اگر این سوال
از منافقان صادر شدہ چندین عجب نیست
و اگر از مومنان یافتہ باشد از روئے خوف
و بد دلی سخن گفتہ باشند و باز توبہ کردہ
و قوے آنست کہ قومے از مومنان بعد
از نزول آیت قتال منافق شدند و از
جہاد تخلف ورزیدند۔ این سخن
ایشان بود۔

اہل شرک کی ایذا رسانی و تکلیف حد سے
گذر گئی۔ اب ہم کو اُن سے جہاد کرنے کی
اجازت دیجیے لیکن جب مدینہ آئے اور
کفار سے جہاد کرنا ان پر واجب کر دیا گیا۔
اُس وقت ایک گروہ ان سے ایسا خوف
کرنے لگا جیسے خدا سے ڈرتا ہے بلکہ اس سے
زیادہ تر اس خوف کو ضعف بشر پر محمول
کرنا چاہیے نہ کہ جہاد کے حکم سے کہ
کہ بالطبع موت سے ڈرے۔
اور کہنے لگے اے ہمارے پروردگار کس لیے
کفار سے ہم پر جہاد واجب کیا گیا اگر
یہ سوال اصحاب منافقین کی طرف سے
ہوا تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے اور
اگر مومنین نے کیا ہو تو بسبب خوف اور
بد دلی کیا ہو اور پھر توبہ کی ہو اور ایک
قول یہ ہے کہ بعد نزول آیت کے ایک گروہ
مومنون کا منافق ہو گیا اور جہاد سے تخلف
کرنے لگا انہین لوگون نے یہ کہا تھا۔

جن مہاجرین کی نسبت مفسر ممدوح کا یہ بیان ہے کہ

"ہر گاہ بمدینہ آمدند و واجب گشت بر ایشان کارزار کردن با کافران آن وقت گردے

از ایشان می ترسید از جنگ چنان ترسیدنی کہ از خدا باید ترسید بلکہ ازان سخت تر"

یہ وہی عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص ہین جن کو حضرت عمرؓ نے مجلس شوریٰ کا صدر نشین اور رکن مجلس بنایا تھا اور حکم دیا تھا کہ جو کوئی عبدالرحمن بن عوف کی راے سے مخالفت کرے وہ قتل کیا جاے۔ سبحان اللہ انھین کو آیہ کریمہ فالذین ھاجروا واخرجوا سے خدا کے فضل وکرم کی بشارتین دی جائین اور عشرہ مبشرہ مین شمار ہون۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

پس آیہ شریفہ فالذین ھاجروا واخرجوا من دیارھم الخ سے وہی مخصوص نفوس مقدس مراد ہین جنھون نے خدا اور رسول پر ایمان لانے کی وجہ سے کفار ومشرکین کی ایذائین اور تکلیفین گوارا کین یہانتک کہ اپنے گھر بار اور کنبہ قبیلہ کو بھی چھوڑا اور جہاد مین۔ قاتلوا وقتلوا کے فرائض بجالائے۔ انھین سے خداے عزوجل نے یہ فرمایا ہے کہ "مین ایسے سچے ایماندارون اور پکے مہاجرین سے بڑی مہربانی سے پیش آؤن گا اور ان کو ایسی جنتون مین جگہ دون گا جن کے نیچے نہرین بہتی ہین" یہ وعدے ان مہاجرین سے نہین کیے جو ہجرت کے بعد بھی خفیہ دوستانہ پیغام وسلام مشرکین وکفار سے کیا کرتے تھے۔ قولہ تعالی۔ آیہ کریمہ کو مہاجرین بعد ہجرت بھی خفیہ دوستانہ تعلقات مشرکین سے رکھتے تھے۔

یخرجون الرسول وایاکم ان تؤمنوا	وہ لوگ تم کو اور رسول کو اس بات پر
باللہ ربکم ان کنتم خرجتم جہادا	(گھر سے) نکالتے ہین کہ تم اپنے پروردگار پر ایمان
فی سبیلی وابتغاء مرضاتی	لے آئے ہو (اور) تم ہو کہ اون کے پاس
تسرون الیھم بالمودۃ	چھپ چھپ کر دوستی کا پیغام بھیجتے ہو حالانکہ
وانا اعلم بما اخفیتم	جو کچھ تم چھپا کر یا بالاعلان کرتے ہو مین اس سے

وما اعلنتم ومن یفعلہ منکم — خوب واقف ہون اور تم مین سے جو شخص

فقد ضل سواء السبیل — ایسا کرے گا وہ یقیناً سیدھے راہ سے

س الممتحنہ — بھٹک گیا۔

اصحاب ممدوحین اور کفار مشرکین کے باہمی اتحاد وخلوص کا ذکر اس سے پہلے ہو چکا ہے۔ پس جن مہاجرین کے نقص ایمان اور ہجرت کی یہ صورت ہو ان پر علماء ومفسرین کرام اہلسنت کا آیات فضیلت پر اطلاق کرنا خدائے پاک کے کلام مین تحریف معنوی کرنا ہے۔ حالانکہ خود سبحانہ تبارک وتعالی نے اپنے کلام پاک مین صاف فرما دیا ہے۔

آیات الٰہی کہ مہاجرین کی ہجرت اور جہاد کا امتحان لیا جائیگا۔

"مہاجرین ومجاہدین یہ خیال نکرین کہ وہ صرف بحیثیت مجاہد ومہاجر ہونے کے ہماری خوشنودی اور بشارتون سے کامیاب ہو جائین گے۔

بلکہ ہم پہلے ان کا امتحان لین گے کہ آیا انکی ہجرت ہمارے لیے تھی اور میدان حرب مین "قاتلوا وقتلوا" پر عمل کیا جو ہمارے امتحان مین پورے نکلین گے وہی ہماری نعمتون کے مستحق ہون گے"۔

چنانچہ جو آیتین اس بارہ مین نازل فرمائی ہین از انجملہ یہ ہین۔

پہلی — ثم ان ربک للذین ھاجروا من — بیشک تمہارا پروردگار ان لوگون کو

بعد ما فتنوا ثم جاھدوا وصبروا — جنھون نے اپنے گھر چھوڑے اور جہاد کیے

ان ربک من بعدھا لغفور — اور صبر کیا ان کی آزمائش کرنے کے بعد

رحیم — سورہ نحل — بخشنے والا اور مہربان ہے۔

دوسری — ام حسبتم ان تدخلوا — کیا تم نے یہ گمان کیا تھا کہ تم بہشت مین

الجنۃ ولما یعلم اللہ الذین — چلے جاؤ گے حالانکہ اس وقت تک اللہ نے

جاهدوا منكم ويعلم الصابرين

(آل عمران)

بذریعۂ امتحان نہ اُن لوگون کو جانتا تھا جنھون نے تم مین سے جہاد کیا اور نہ اُن لوگون کو جو ثابت قدم رہے۔

تیسری ام حسبتم ان تتركوا ولما يعلم الله الذين جاهدوا منكم ولم يتخذوا من دون الله ولا رسوله ولا المومنين وليجة والله خبير بما تعملون

(پ سورۂ توبہ)

ع ۳

آیا تم نے یہ گمان کر لیا ہے کہ چھوڑ دیے جاؤ گے حالانکہ اللہ نے ابھی ان لوگون کو جانچا نہین جنھون نے تم مین سے جہاد کیے اور سوائے اللہ اور اُس کے رسول اور مومنین کے اور کسی کو اپنا خفیہ دوست نہین بنایا اور اللہ تعالی تمھارے سب کامون سے واقف ہے۔

چوتھی احسب الناس ان يتركوا ان يقولوا آمنا وهم لا يفتنون

(سورۂ عنکبوت)

کیا آدمیون نے گمان کر لیا ہے کہ وہ اتنا کہنے سے چھوٹ جائین گے کہ ہم ایمان لے آئے اور اُن کی آزمائش نہ کی جائے گی۔

پانچوین ولنبلونكم حتى نعلم المجاهدين منكم والصابرين ونبلوا اخباركم

(پ ۲۶ سورۂ محمد ع ۴)

اور ہم تم لوگون کو ضرور آزمائین گے تاکہ تم لوگون مین جو جہاد کرنے والے اور ثابت قدم رہنے والے ہین اُن کو دیکھ لین اور تمھارے حالات جانچ لین۔

پس ان آیتون مین تو اللہ جلّشانہ صاف مہاجرین کے نقص ایمان کی شہادت

دیتا ہے۔ اور خود ان سے مخاطب ہو کر ارشاد فرماتا ہے کہ یہ خیال نہ کرو کہ تم یون ہی چھوڑ دیئے جاؤگے اور صرف ترک وطن ہی پر بہشت مین چلے جاؤگے بلکہ تم آزمائے جاؤگے کہ تم مین سے سچے اسلام لانے والے اور پکے ایمان والے کون لوگ ہین۔ اور جہاد مین کون ثابت قدم رہے اور کون کون فرار ہوئے۔ اور کون مہاجرین ہین جنھون نے بجز اللہ اور اُس کے رسولؐ اور مومنین کے خدا کے دشمنون کو اپنا دوست نہین بنایا۔ اور وہ کون ہین جو ان سے دوستی رکھتے ہین۔ اور چھُپ چھُپ کر دوستی کا پیغام بھیجتے ہین۔

اب اِن آیتون کو دیکھکر مہاجرین فی الدنیا کی ہجرت اور ایمان پر خیال کرنا چاہیے کہ خدائے عزوجل ان کی ہجرت پر کیسے بے اعتباری ظاہر فرماتا ہے۔ اور کس عتاب سے ارشاد کرتا ہے کہ تم میری راہ مین جہاد کرنے اور میری خوشنودی کی تمنا مین تو گھر سے نکلے اور پھر میرے دشمنون کو دوست بھی رکھتے ہو۔ سبحان اللہ خدائے پاک تو با این قیود و شروط وعدۂ مغفرت فرمائے۔ اور آپ فرمائین کہ۔

اللہ جلشانہ مہاجرین سے قطعی وعدہ مغفرت کرتا ہے۔ اور فرماتا ہے کہ بے پوچھے بتائے ان کو

ایسی جنتون مین جگہ دون گا جس کے نیچے نہرین بہتی ہین ؎

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

الغرض جو مہاجرین خدا کے امتحان مین پورے نکلے وہی جنات تجری من تحتھا الانھار ثوابا من عند اللہ واللہ عندہ حسن الثواب کے مصداق ہین اور جو ناقص الایمان ثابت ہوئے وہ

فقد باء بغضب من اللہ وماوٰہ جھنم وبئس المصیر

کے حکم مین داخل ہین۔

قال

پس ان آیتون کے دیکھنے والون سے ہم عرض کرتے ہین کہ جن مہاجرین کے نسبت خدا نے یہ وعدے کیے ہین اور جن کے بہشتی ہونے کا ذکر فرمایا ہے وہ کون تھے۔ کیا وہ لوگ مہاجرین نہ تھے جن کا نام ابوبکر عمر اور عثمان ہے اور کیا گھر بار چھوڑنے والون مین وہ اشخاص نہ تھے۔ جن کو شیعہ بُرا جانتے ہین۔

قولہ کیا انکے وعدے سے ابوبکر و عمر و عثمان مستثنیٰ کیے گئے

اور کیا یہ لوگ اس آیت سے مستثنیٰ کر دیئے گیے اور کیا یہ اشخاص لاکفرن عنھم سیئاتھم کے وعدے سے خارج کر دیئے گیے ہین۔ اے بھائیو اِس آیت کو پڑھکر اب تم مہاجرین کے گناہون کے ڈھونڈنے مین اوقات ضایع نہ کرو اور اُن کی بُرائیون کی تلاش مین اپنی عمر نہ گنواؤ اگر دو چار عیب اُن کے تم نے ڈھونڈھ بھی لیے تو بھی جبتک تم مہاجرین مین ہونے سے انکار نہ کروگے اور جب تک تم اِن کی ہجرت کا اقرار کرتے رہوگے تمھاری عیب جوئی اور نکتہ چینی کچھ کام نہ آئے گی۔ اور اِس سے اُن کے یقینی جنتی اور قطعی بہشتی ہونے سے کچھ ضرر نہو گا اِس لیے کہ وہ خود فرما چکا ہے کہ لاکفرن عنھم سیئاتھم مین اِن کے گناہون سے درگذر کرونگا اور ضرور اُن کو جنت مین داخل کرونگا اس لیے کہ وہ میرے پیچھے گھرون سے نکالے گیے میری بدولت رنج اور مصیبت مین گرفتار ہوئے اور اپنے دوستون کو چھوڑ کر میرے دوست کے ساتھ ہوئے۔ اپنے محبوبون سے جدا ہو کر میرے محبوب کے شریک ہوئے۔ پس اِن کا ہجرت ہی کرنا ایک ایسا عمل ہے کہ ہزار اعمال لاکھ عبادت اور کروڑ نیکیون سے بہتر ہے۔

اقول

یہ وعدے انھیں مومنین مہاجرین سے ہیں جن کے سردار شاہ لافتی کرار غیر فرار ہیں جن کے ثبات قدم پر حق سبحانہ تعالیٰ یہ ارشاد فرماتا ہے۔

ان اللہ یحب الذین — بیشک اللہ تو انھیں لوگوں کو دوست رکھتا ہے

یقاتلون فی سبیلہ صفًا — جو اسکی راہ میں اس طرح صف باندھکر لڑتے ہیں

کانھم بنیان مرصوص — گویا سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہے۔

یہ حضرات بوجہ نقص ایمان آیات فضیلت سے مستثنیٰ ہیں۔

یہ وعدے ان مہاجرین سے نہیں ہیں جنھوں نے دنیا کے لیے ہجرت کی اور جہاد سے کراہت اور مفرور ہوتے رہے اور غنیمت لوٹنے میں سب سے آگے۔ طماع اور حریص ایسے تھے کہ بقول جناب شبلی صاحب:۔

"ان کو مشرکین وکفار کے اسلام لانے پر افسوس ہوتا تھا کہ انکا مال ہاتھ سے نکل گیا۔"

اور وہ لوگ جن کے اسمائے مبارک حضرت ابوبکر عمر اور عثمان ہیں کہنے کو تو مہاجرین تھے مگر ان مہاجرین میں نہ تھے جن کے نسبت خدا نے یہ وعدے کیے ہیں اور جن کے بہشتی ہونے کا ذکر فرمایا ہے۔

یہ لوگ اس آیت سے مستثنیٰ اور لاکفرن عنھم سیاٰتھم کے یعنی ان کی خطاؤں سے درگذر کروں گا" وعدے سے خارج کردیئے گیے اس لیے کہ مدینے میں مال و دولت پاکر عبادت خدا سے غافل ہوگیے تھے۔ اور اس سے ہمارے بھائی کسی طرح انکار کرہی نہیں سکتے کیونکہ امام فخر الدین رازی نے آیہ کریمہ الم یان للذین آمنوا کی تفسیر میں خود حضرت ابوبکر کا قول نقل کردیا ہے۔

عن ابی بکر ان هذہ الایة
قرئت بین یدیه وعنده قوم
من اهل الیمامة فبکوا بکاءً
شدیداً فنظر الیهم فقال هکذا
کنا حتی قست القلوب

حضرت ابوبکرؓ سے منقول ہے کہ مجلس خلافت مین،
اہل یمامہ حاضر تھے جب یہ آیت پڑھی گئی تو وہ لوگ شدت
سے روئے آپ نے انکی طرف دیکھکر فرمایا ایسے ہی پہلے
ہم بھی تھے کہ ذکر خدا سے دل ہل جاتے تھے، مگر اب
دل سخت ہوگیے۔

پس جبکہ خدائے عزوجل ان حضرات کی نسبت فقست قلوبھم فرمائے اور بقول جناب امام صاحب خود حضرت ابوبکر اپنے سخت دل ہونے کا اقبال کرین تو ایسی جلی شہادتون کے بعد بجز حضرت شاہ صاحب اور کون ہے جو حفظ قرآن کی نعمت سے ان کو فضیلت دے۔

حضرت ابوبکر کی ہجرت

نیز حضرت ابوبکرؓ کی ہجرت کرنے کا احوال بحوالہ روضۃ الاحباب۔ تحریر مین لایا گیا ہے۔

اثنا، راہ مین ابن الدغنہ کافر ملا۔ اُس نے آپ سے پوچھا کدہر چلے۔ صدیق نے فرمایا کہ تیری قوم نے مجھے مکہ سے نکال دیا۔ اُس نے آپ کو تسلی و دلاسا دلاکر کہا میرے ساتھ مکہ واپس چلو مین تم کو اپنی حمایت مین لیتا ہون۔ کیا مجال جو کوئی تم سے کچھ تعرض کرے۔

حضرت صدیق فرحان وشادان اُس کے ہمراہ مکہ چلے آئے۔ ابن الدغنہ نے سرداران قریش سے کہا کہ ابوبکر سے تعرض نہ کرو۔ کیا اس جیسے شخص کو تم شہر سے نکالتے ہو اس پر کفار نے آپ کو ابن الدغنہ کی پناہ مین چھوڑ دیا۔

یہ وہ زمانہ تھا کہ مشرکین و کفار رسول اللہ صلعم کے دشمن جان ہوگیے تھے۔ اور طرح طرح کی ایذائین اور تکلیفین پہونچاتے تھے۔ آخر کار حضرت ابوطالبؑ آپ کو شعب ابوطالبؑ مین لے گیے تین سال تک حضرت صلعم اس مصیبت و تکلیف مین رہے۔ اور یہ حضرات اپنی قوم کے ساتھ امن و امان اور عیش و آرام سے تھے۔

اسی طرح حضرت عمرؓ کے حالات یعنی رسول اللہ صلعم سے مخالفت اور رسالت مین شبہہ کرنا۔ سورۂ فتح پر طعن کرنا وغیرہ وغیرہ امور اوپر تحریر ہو چکے ہین۔

پس۔ جن مہاجرین کے ایمان کا یہ رنگ ہو جو اپنے نقص ایمان کے خود ہی قائل ہون جنکی نسبت خداوند عالم۔

فقست قلوبھم وکثیرا منھم فاسقون ۝ (فرمایا ہے) یعنی اُن کے دل سخت ہوگئے اور بہتیرے ان مین سے فاسق ہین۔

اور :- اولئك الذین طبع اللہ علی قلوبھم واتبعوا اھوآءھم اور یہی لوگ ہین جن کے دلون پر خدا نے مہر لگا دی ہے۔ اور اپنی خواہشات کے پیرو ہوگئے ہین۔

فرمائے ؒ

وہ لوگ نہ صرف اس ایک آیت سے بلکہ تمام آیات فضیلت سے مستثنیٰ کر دیئے گیے۔ چنانچہ تحفۂ اثنا عشریہ کے جو جوابات علماء امامیہ نے دیئے ہین۔ اُن مین جناب تقدس مآب مولوی دلدار علی صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ تحریر فرما چکے ہین کہ۔

"استنتاج نتیجہ مسطورہ موقوف ست برین کہ بنا بر اصول شیعہ باثبات رسانی کہ اصحاب توازاول امر مومن اند واین از جملہ ممتنعات ومحالات ست چہ علماے شاہد دلائل بسیار واخبار بیشمار کفر ونفاق پیشوایان شمار ادر کتب خود باثبات رسانیدہ اند۔

اب فرمایئے کہ جن اصحاب کی نسبت حق سبحانہ تعالی یہ ارشاد فرماتا ہے۔

حضرت ابوبکر و عمر کا مشرکین سے آنحضرت سے سفارش کرنا۔

"آیا تم نے یہ گمان کر لیا ہے کہ یونہین چھوڑ دیئے جاؤ گے حالانکہ ابھی اللہ نے ان لوگون کو نہین جانچا۔ جنھون نے تم مین سے جہاد کئے ہین اور سوائے اللہ کے اور اُس کے رسولؐ اور مومنین کے کسی اور کو اپنا خفیہ دوست نہین بنایا اور اللہ تمھارے سب کامون سے خوب واقف ہے۔"

وہ کون لوگ تھے۔ کیا وہ لوگ مہاجرین مین سے نہ تھے۔ جن کے نام حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ اور عثمانؓ ہین۔ جن کے صدق ایمان کی نسبت شاہ ولی اللہ یہ حدیث روایت کرتے ہین:

کچھ لوگ مشرکین سے رسولؐ خدا کے پاس آئے۔ اور عرض کیا کہ یا محمدؐ ہم آپ کے ہمسایہ اور حلیف ہین۔ ہمارے چند غلام آپ کے گروہ مین آ گئے ہین یعنی مسلمان ہو گیے اُن کو دین اور فقہ سے کچھ رغبت نہین ہے۔ بجز اس کے کہ وہ ہمارے مزرعہ اور مال چھوڑ کر بھاگ آئے ہین آپ اُن کو ہمارے حوالہ کر دین۔ آنحضرت صلعم نے حضرت ابوبکرؓ کی طرف دیکھکر فرمایا کہ تم اس معاملہ مین کیا کہتے ہو۔ وہ بولے۔ کہ قریش سچ کہتے ہین کہ آپ کے ہمسایہ اور حلیف ہین اُن کے غلامون کو اُن کے حوالے کر دیجیے۔ یہ بات سُنکر حضرت صلعم کا چہرہ مبارک غُصّہ سے متغیر ہو گیا۔ پھر حضرت عمرؓ سے پوچھا تو اُنھون نے کہا کہ ہان قریش سچے ہین غلام اُن کے واپس کر دیجیے۔ یہ سنکر پھر حضرت کا چہرۂ مبارک بہ سبب غیظ وغضب سرخ ہو گیا۔ اور فرمایا۔ اے قوم قریش۔ بخدا تم پر خداوند تعالیٰ قریش مین سے ایک ایسے شخص کو مبعوث کرے گا کہ اُوس کے دل کا دربارۂ ایمان امتحان لیا گیا ہے وہ تم کو یا بعضون کو دین پر قتل کرے گا اور وہ علیؑ ہے۔

کیا یہ لوگ اُس گروہ مین داخل نہین ہین جو رسول اللہ صلعم کو دشمنون مین تنہا چھوڑ کر فرار ہو جاتے تھے۔ کیا یہ لوگ اُن آیتون سے جو مفرورین کے حق مین نازل ہوی ہین مستثنیٰ کر دیے گیے اے حضرات ان آیتون کو پڑھ کر اب تم اپنے مہاجرین وانصار کے فرضی وصاف ڈھونڈھنے مین اپنی اوقات ضایع نکرو۔ اور اُنکی فضیلتون کی تلاش مین اپنی عمر نہ گنواؤ۔ اگر دو چار باتین اُن کی عہد حکومت کی تم نے بتا بھی دین تب بھی جب تک تم انکا فرار بخاری شریف سے خارج اور اِن آیتون سے اِنکار نہ کروگے اور جب تک تم اصح الکتب بعد کتاب الباری صحیح بخاری سے اِن کا گستاخانہ رسول اللہ صلعم کو ھذا الرجل لیھجر کہنے کا اقرار کرتے رہوگے

تمھاری یہ ثنا خوانی اور مداحی کچھ بھی کام نہ آئیگی کیونکہ وہ خود فرما چکا ہے کہ۔

"جو لوگ میرے پیچھے اپنے وطن اور گھر اور کنبہ و قبیلے کو چھوڑین ان کو لازم ہے کہ جب میدان جنگ مین جائین تو کفار سے ڈر کر بھاگنا تو ایک طرف ان کی طرف اپنی پشت بھی نہ پھیرین۔ اگر کوئی اپنی پشت پھیرے گا تو مین بھی ایسے لوگون سے بڑے عذاب کے ساتھ پیش آؤن گا اور ان کو اچھی سزا دون گا۔ انھون نے ظاہرًا تو مجھے اور میرے رسولؐ اور مومنین کو محبوب کہا۔ لیکن باطنًا کفار و مشرکین کو اپنا محبوب سمجھا۔ اور مین ان کے کامون سے اچھی طرح واقف ہون۔"

پس۔ مہاجرین فی الدنیا کا اپنے رسول کو نیزون اور تلوارون مین تنہا چھوڑ کر فرار ہو جانا۔ اور حکم رسولؐ کو ہذیان بتانا ایک ایسی معصیت ہے جو سب بد اعمالیون سے بدتر ہے اگرچہ اصحاب ممدوحین کا معرکۂ جہاد سے فرار ہونا اہلسنت سے مخفی نہین ہے۔ تاہم علماء کرام توجیہات و تلبیسات کر کے اُن کی پردہ پوشی کیا کرتے ہین۔

لہذا مین اس موقع پر غزوات بدر۔ اُحد خندق۔ خیبر۔ سریہ وادی الرمل۔ اور حُنین کا مختصر حال کتب حدیث و سیر اہلسنت سے لکھتا ہون۔ جن کے ملاحظہ سے روشن ہوگا کہ ان لڑائیون مین اُن حضرات کے "فاقتلوا و قتلوا" کا کیا رنگ تھا۔

غزوۂ بدر

غزوۂ بدر

مورخین نے جنگ بدر کا واقعہ یہ لکھا ہے کہ جب رسول اللہ صلعم نے مکۂ معظمہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی تو قریش نے ہجرت کے ساتھ ہی مدینہ منورہ پر حملہ کی تیاریان شروع کر دی تھین۔ ان کی چھوٹی چھوٹی ٹکڑیان مدینہ کی طرف گشت لگاتی رہتی تھین۔ حملے کیلیے

سب سے بڑی ضروری چیز مصارف جنگ کا بندوبست تھا اس لیے اب کے موسم مین قریش کا جو کاروان تجارت شام کو روانہ ہوا۔ تو اس سروسامان سے روانہ ہوا کہ مکہ کی تمام آبادی نے جس کے پاس جو رقم تھی کُل کی کُل دیدی۔ اسی اثنا مین یہ غلط خبر مکہ معظمہ مین پھیل گئی کہ مسلمان قافلہ کو لوٹنے کو آرہے ہین۔

قریش کے غیظ و غضب کا بادل بڑے زور و شور سے اُٹھا اور تمام عرب پر چھا گیا۔

سپاہ اسلام و لشکر قریش کا بمقام بدر ہونا

غرض بارہ رمضان ۲ھ کو آپ تقریباً تین سو جان نثارون کے ساتھ شہر سے نکلے اور بدر کی طرف جدھر سے اہل مکہ کی آمد کی خبر تھی خبر رسان آگے روانہ کر دیئے گئے کہ قریش کے نقل و حرکت کی خبر لائین۔ خبر رسان نے خبر دی کہ قریش وادی کے دوسرے سرے تک آگئے ہین۔ آنحضرت صلعم یہین رُک گئے اور فوجین اُتر پڑین۔

مکہ معظمہ سے قریش بڑے سروسامان سے نکلے تھے۔ ہزار آدمیون کی جمعیت تھی۔ سو سوارون کا رسالہ تھا۔ رؤسا قریش سب شریک تھے۔ قریش کو قریب بدر کے پہونچکر جب معلوم ہوا کہ ابوسفیان کا قافلہ خطرہ کی زد سے نکل گیا ہے تو سردارون نے کہا اب لڑنا ضرور نہین۔ لیکن ابوجہل نے نہ مانا۔ زہرا اور عدی کے لوگ واپس چلے گئے باقی فوج آگے بڑھی۔ صحابہ نے میدان کے کنارے ایک چھپر کا سائبان تیار کیا کہ آپ اُس مین تشریف رکھین۔

اب دو صفین آمنے سامنے مقابل تھین۔ حق و باطل۔ نور و ظلمت۔ و کفر و اسلام (اقتباس از سیرۃ النبی مولفہ شمس العلما شبلی نعمانی جلد اول۔

لشکر اسلام سے ایک گروہ جنگ کا اور ایک قافلہ کاروان کا خواہشمند تھا

کتب حدیث و سیر کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب رسولخدا صلعم نے صحابہ سے مشورہ کیا کہ وہ قریش سے جنگ کرنا چاہتے ہین یا اُس قافلہ کو جو مال کثیر کے ساتھ شام سے آیا تھا صحابہ مین سے بعض نے جنگ کا مشورہ دیا اور اکثر نے قافلہ کی رغبت دلائی۔

اقتباس عبارت مدارج النبوۃ

اس حال کے متعلق مدارج النبوۃ سے خلاصہ بقدر ضرورت درج کیا جاتا ہے۔

قافلہ ایشان قافلہ عظیم بود کہ از شام
می آید و اموال قریش در آن بود و امیر
قافلہ ابوسفیان بود چون قریب بدر رسیدند
وخبر بہ رسول اللہ صلعم رسید حضرت گفت
بہ اصحاب کہ قافلہ می آید کہ اموال کثیر با اوست
وعدد اعدا قلیل ست پس بیرون آیند
بسوئے آن شاید کہ سامان بخشند شما را خدائتعالی
بہ آن پس جبریل آمد و آنحضرت را از برآمدن
قریش خبر کرد پس آنحضرت روئے مشاورت
باصحاب آورد و گفت خدائے تعالے
وعدہ کرد شما را یکے از دو طائفہ ما یا
کاروان را یا قریش را و بود کاروان
محبوب تر نزد اصحاب. وگفتند بآنحضرت
چرا ذکر نہ کردی تو مارا قتال را تا آمادہ
می شدیم ما برائے آن و ساز میکردیم
آخر آنگفت آنحضرت کاروان گذشت
بر ساحل بحر این ابوجہل است روئے
آوردہ بشما گفتند یارسول اللہ بگیر کاروان

ایک عظیم الشان قافلہ قریش کا شام سے مال
لیکر آرہا تھا۔ جس کے سردار ابوسفیان تھے جب
قافلہ بدر کے قریب پہونچا۔
اور رسول اللہ صلعم کو یہ خبر معلوم ہوئی تو آپنے
اصحاب سے فرمایا کہ ایک قافلہ آرہا ہے
جسکے ساتھ مال کثیر اور جمعیت کم ہے اگر تم چل کر
اُسکو روکو تو کیا عجب ہے کہ وہ سامان تمہارے
ہاتھ آئے پس جبرئیل نازل ہوئے اور قریش
کے بڑہ آنے کی خبر دی آنحضرت صلعم نے بطریق
مشورہ اصحاب کی طرف رخ کرکے ارشاد فرمایا کہ
خدا تم سے وعدہ فرماتا ہے دو گروہ مین سے ایک
تمہارے ہاتھ آئیگا قافلہ قریش یا کاروان
چونکہ اصحاب کی رغبت کاروان کی طرف تھی
اس لیے اُنھون نے عرض کی یا حضرت آپنے
اُسوقت کیون نفرمایا اگر ہم کو اسکی خبر معلوم
ہوتی تو ہم جنگ کے لیے مسلح ہوکر نکلتے آپنے
فرمایا کہ قافلہ کاروان تو دریا کے کنارے سے
نکل گیا اب ابوجہل تمہارے مقابلہ کو آرہا ہے

راه بگذار قتال راپس در غضب آمد
رسولخدا صلعم پس باستاد ابوبکر وگفت سخن
وخوب گفت پس باستاد عمر و گفت سخن
وخوب گفت پس خوش آمد آنحضرت را
سخنان ایشان و دعاے خیر کرد ایشان را۔
پس باستاد سعد بن عبادہ وگفت نظر کن ونگہ کن
یارسول اللہ در کار خود پس بخدا سوگند
اگر سیر می کنی تا عدن تخلف نمی کنند از
ہیچ مردے از انصار پس دعاے خیر کرد
او را رسول خدا پس باستاد مقداد
بن عمرو وگفت ما با توایم یارسول اللہ
ہر جا کہ بروے نمی گوئیم ترا چنانکہ بنی اسرائیل
باموسیٰ۔

اذهب انت وربك فقاتلا
انا ههنا قاعدون بلکہ میگوئیم
اذهب انت وربك فقاتل
ان هم مقاتلون سوگند بخدائے کہ
فرستادہ است ترا بحق میرویم و جلادت
می کنم با تو ہر جا میروی اگرچہ تا برگ عماد میبری

اسپر اصحاب نے عرض کی یا حضرت جنگ تو ملتوی
رکھیے اور کاروان کا تعاقب کیجیے یہ سنتے ہی
جناب رسولخدا صلعم غضبناک ہوئے۔ پس ابوبکر نے
کھڑے ہو کر عمدہ گفتگو کی اور ان کے بعد عمر نے
بھی گفتگو کی آنحضرت صلعم کو انکی گفتگو پسند آئی اور انکے
حق مین دعائے خیر کی۔ پھر سعد بن عبادہ کھڑے ہوے اور
عرض کیا یارسول اللہ آپ اپنا کام کرین قسم بخدا اگر
آپ عدن تک سفر فرماوین تو انصار مین سے کوئی شخص
آپ کی اعانت و ہمراہی سے منہ نہ موڑیگا
حضرت نے اُن کو بھی دعائے خیر دی پھر مقداد
بن عمر نے عرض کی یارسول اللہ ہر جگہ ہم
آپ کے ساتھ رہین گے اور ہم آپ سے
وہ نہ کہین گے جو بنی اسرائیل نے موسیٰ سے کہا تھا کہ
(تم۔ اور تمھارا خدا دونون جبارین سے
لڑو ہم تو یہین بیٹھے ہین۔ بلکہ یہ عرض کرین گے
کہ اگر آپ اور آپ کا خدا (کفار) سے لڑے
تو ہم آپ کے ساتھ اُن سے لڑین گے۔
قسم بخدا جس نے آپ کو مبعوث بحق کیا
ہے ہم آپ کے ہمرکاب برگ عماد تک کہ

وآن شہریست از شہرہائے حبش پس تبسم کرد آنحضرت ودعائے خیر کرد اورا پس گفت سعد بن معاذ ما ایمان آوردہ ایم وتصدیق کردیم ترا و شاہدیم برآن کہ ہرچہ آوردۂ تو از نزد خدا حق ست ودادیم ترا برین تصدیق عہدہائے خود را ومواثیق خود را بر سمع و طاعت وفرمان برداری پس برو یارسول اللہ ہرجا کہ می خواہی سوگند بآن خدا کہ فرستادہ است ترا بحق اگر میروی تو ومی درآری مارا در دریا می درآیم ما در آن ما از صابرانیم وصادقانیم ببر مارا ہرجا کہ می خواہی پس مسرور شد آنحضرت باین سخن سعد ودر نشاط درآورد اورا این سخن۔ (مدارج النبوۃ مطبع مظہر العجائب ۱۲۸۲ہجری)

وہ شہر ہے (ملک حبش مین) چلنے اور لڑنے مرنے کو حاضر و مستعد ہین۔ پس آپ نے خوش ہو کر اُن کے حق مین دعائے خیر کی۔ پھر سعد بن معاذ نے عرض کی کہ یا حضرت ہم آپ پر ایمان لائے ہین آپ بیشک پیغمبر برحق ہین۔ اور آپ کا جو ارشاد ہے وہی خدا کا ہے ہم آپ سے یہ اقرار کرتے ہین کہ آپ جہان چاہیے چلیے ہم آپ کے مُطیع اور فرمان بردار ہین خدا کی قسم ہے اگر آپ ارشاد فرمادین گے تو ہم سمندر مین کو دپڑین گے۔ ہم اپنے قول کے سچے اور مصیبت مین ثابت قدم ہین۔ آنحضرت اُن کی گفتگو سے مسرور ہوئے۔

خیالات اصحاب دربارۂ مشورہ

اس روایت کے ملاحظہ سے ناظرین کو معلوم ہوگا کہ جناب شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی نے حضرت سعد بن عبادہ وحضرت مقداد رضی اللہ عنہم کے مشورے تو تصریح و توضیح بیان فرمائے۔ اور حضرت ابوبکر وعمر رضہ کے مشورے کے متعلق صرف اس نکتہ پر اکتفا (گفت سخن و خوب گفت وخوش آمد آنحضرت را ودعائے خیر کرد ایشان را) کفایت کی۔ مگر یہ معما ہماری سمجھ مین نہ آیا کہ وہ سخنہا خوب کیا تھے۔ اگر خوب تھے تو کیون راز مین رکھے گیے اس سے

ظاہر ہوتا ہے کہ ؎

بیخودی بے سبب نہین غالب — کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

ہم اس فکر مین تھے کہ یہ معما کس طرح حل ہو۔ آخر کار تفسیر دُرِ منثور اور بخاری و صحیح مسلم وغیرہ سے وہ راز فاش ہو گیا کہ اِن سخنہائے خوب کا یہ مطلب تھا کہ جنگ نہ ہو۔ اور اِن حضرات کے مشورون پر رسول اللہ صلعم خوش نہین ہوئے بلکہ غیظ و غضب سے دونون رخسار مبارک سرخ ہو گیے اور اِن کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ چنانچہ صحیح مسلم وغیرہ سے دو چار روایتین نقل کی جاتی ہین۔

(۱) حدثنا ابوبکر ابن ابی شیبہ ثنا	یعنی انس کہتے ہین کہ جب رسول اللہ
عفان ثنا حماد بن سلمۃ عن ثابت	صلعم کو ابو سفیان کے بڑھ آنے کی خبر پہنچی
عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ	تو آپ نے لوگون سے مشورہ کیا۔
علیہ وسلم شاورہ حین بلغہ	پہلے ابو بکر نے گفتگو کی تو حضرت نے
اقبال ابی سفیان قال فتکلم	اُن کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ پھر حضرت
ابوبکر فاعرض عنہ ثم	عمر نے گفتگو کی تو حضرت نے اُن کی
تکلم عمر فاعرض عنہ	طرف سے بھی منہ پھیر لیا۔ پھر سعد بن
فقام سعد بن عبادہ	عبادہ نے کھڑے ہو کر عرض کی یا حضرت
فقال ایانا ترید یا	کیا آپ ہم سے فرماتے ہین۔ قسم ہے
رسول اللہ والذی	اُس خدا کی جس کے قبضہ مین ہماری
نفسی بیدہ لو امرتنا	جان ہے اگر آپ حکم فرمائین تو ہم
ان نخیضھا البحر	سمندر مین کود پڑین۔ آپ حکم دین

لانخضناها ولو امرتنا ان نضرب اکبادها الی	تو ہم برگ الغماد تک جانے کو
برك الغماد لفعلنا صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۸۴ مطبوعہ مصر	موجود ہین۔
(۲) ثم سار رسول الله صلی الله علیه	یعنی حضرت تشریف لیجا رہے تھے
وسلم لا یلقاه خبر ولا یعلم	اور کوئی خبر آپکو نہ معلوم ہوئی کہ قریش
بنفرة قریش فقال رسول الله	آرہے ہین کہ نہین تب حضرت نے
صلی الله علیه وسلم اشیروا علینا	فرمایا ہمکو اس بارہ مین مشورہ دو ابوبکر
فی امرنا مسیرنا فقال ابوبکر یا رسول	نے کہا یا رسول اللہ ہم کو تمام روئے
الله انا اعلم الناس بمسافة الارض۔	زمین کی خبر ہے۔
اخبرنا عدی بن ابی الزغباء	عدی بن الزغباء نے خبر دی ہے کہ
ان العیر کانت بوادی کذا وکذا	وہ لشکر فلان وادی مین ہے تو ہم
فکانا وایاهم فرسا رهان الی	اور وہ بدر تک آگے پیچھے پہونچا
بدر ثم قال اشیروا علی فقال	چاہتے ہین پھر۔ حضرت نے مشورہ
عمر بن الخطاب یا رسول الله	چاہا تو عمر بن الخطاب نے کہا یا رسول اللہ
انها قریش وعزها والله	یہ قریش ہین اور قسم خدا کی جب سے
ماذلت منذ عزت ولا امنت	انھون نے عزت پائی کبھی ذلیل
منذ کفرت والله لیقاتلك	نہین ہوئے اور جب سے انھون نے
فتاهب لذلك اهبته واعدد	کفر کیا کبھی ایمان نہین لائے قسم خدا کی
له عدته فقال رسول الله	وہ ضرور آپ سے مقابلہ کرین گے
اشیروا علی فقال	تو آپ پورے طور پر آمادہ اور مستعد ہوجائیے

المقداد بن عمرو انا لا نقول
لك كما قال اصحاب موسیٰ
اذهب انت وربك فقاتلا
انا ههنا قاعدون ولكن
اذهب انت وربك فقاتلا
انا معكم متبعون

اور پورا سامان اُس کے لیے کریجیے۔
پھر آنحضرت نے فرمایا مشورہ دو مقداد
نے کہا ہم تو وہ نہین کہین گے جو بنی اسرائیل
نے حضرت موسیٰ سے کہا تھا کہ تم اور
تمھارا خدا جا کر مقابلہ کرو ہم تو یہین
بیٹھے ہین بلکہ ہم یہ کہتے ہین سب آپ کے
اور آپ کے رب کے تابع ہین۔

(در منثور جلد سوم صفحہ ١٦٥)

(٣) روی ابن مردویہ ایضا من
حدیث محمد بن عمرو بن علقمہ
بن وقاص اللیثی عن ابیه عن
جده قال خرج رسول الله
صلی الله علیہ وسلم الی بدر حتی
اذا کان بالروحاء خطب الناس فقال
کیف ترون فقال ابو بکر یا
رسول الله انهم بمکان کذا وکذا
قال ثم خطب الناس فقال
کیف ترون فقال عمر مثل قول ابی بکر ثم
خطب الناس فقال کیف ترون فقال سعد
بن معاذ یا رسول الله ایانا ترید فو الذی

ابن مردویہ سے مروی ہے کہ
رسول اللہ بدر کی طرف روانہ ہوئے
تو بمقام روحا ہو کر لوگون سے
اس باب مین گفتگو کی حضرت ابوبکر
نے عرض کی یا رسول اللہ ہم کو خبر ملی
ہے کہ مشرکین اس قدر ہین۔ اور
اس قدر ہین حضرت نے پھر اس بارہ مین
گفتگو کی کہ تمھاری کیا رائے ہے تو عمر نے
وہی بات کہی جو ابو بکر نے کہی تھی۔
پھر آپ متوجہ ہو کر استفسار فرمانے لگے
تو سعد بن معاذ نے عرض کی یا رسول اللہ
کیا آپ ہم سے مخاطب ہین قسم اُس خدا کی

اکرمك وانزل علیك الکتاب ما سلکنها
قط ولالی بها علم ولئن سرت حتی
تاتی برك الغماد من ذی یمن لنسیرن
معك ولانکون کالذین قالوا
لموسٰی اذهب انت وربك فقاتلا
انا ههنا قاعدون ولاکن
اذهب انت وربك فقاتلا
انا معکما مقاتلون

در تفسیر ابن کثیر برحاشیہ فتح المنان
جلد چہارم صفحہ ۲۹۱ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۲ء سورہ انفال

(۴) عن طارق عن عبد اللہ بن
مسعود قال لقد شهدت من المقداد
مشهدا لان اکون انا صاحبه
احب الی مما فی الارض من شئ
کان رجلا فارسا وکان
رسول اللہ صلعم اذا غضب احمارت
وجنتاه فاتاه المقداد علی
تلك الحال فقال ابشر یا رسول
اللہ فواللہ لانقول لك کما قالت

جس نے آپ کو مبعوث بحق کیا ہے اور آپ پر
کتاب نازل کی ہے ہم کو اُس کا علم نہین ہے
لیکن اگر آپ برک الغماد تک جو یمن
مین ہے تشریف لے چلین تو ہم آپ کے
ساتھ ہین ہم اُن لوگون مین سے نہین
ہین کہ جنہون نے حضرت موسیٰ سے کہا تھا
کہ تم اور تمہارا خدا جاکر لڑو ہم تو یہین
بیٹھے ہین بلکہ ہم کہین گے کہ اگر آپ اور
آپ کا خدا جدال و قتال کرے تو ہم آپ کے
ہمراہ جنگ کرنے والون مین سے ہین۔
ابن مسعود کہتے ہین کہ مین نے مقداد کی
ایک ایسی فضیلت دیکھی کہ اگر میرے لیے
ہوتی تو روے زمین کی تمام دولت سے
بڑھکر تھی مقداد ایک مرد شہسوار تھے۔
اور رسول اللہ کو جب غصہ آجاتا تھا تو
دونون رخسارہ سُرخ ہوجاتے تھے ایسی
حالت مین مقداد حضرت کے پاس آئے
اور عرض کی یا رسول اللہ آپ ملال
نفرمائیے واللہ ہم آپ کے وہ کلمہ نکہین گے

بنو اسرائیل لموسیٰ اذهب انت و
ربك فقاتلا انا ههنا قاعدون
و لكن والذی بعثك بالحق
لنكونن من بين يديك ومن
خلفك وعن يمينك وعن شمالك
او يفتح الله لك

(از تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ... مطبوعہ جرمن ۱۸۸۱ء)

جو بنی اسرائیل ع نے موسیٰ ؑ سے کہا تھا کہ
تم اور تمہارا خدا دونوں جاکر کافروں سے
جہاد کرو "ہم تو یہاں بیٹھے ہیں" بلکہ قسم ہے
اُس خدا کی جس نے آپ کو پیغمبر برحق کیا ہے
جب تک خدا آپ کی فتح نہ کرے گا ہم آپ کے
آگے آگے رہیں گے۔ ہم آپ کے پس پشت
رہیں گے۔ آپ کے دہنے بائیں رہیں گے۔

(۵) فقال سعد بن معاذ لئن سرت
حتی تاتی برك الغماد من ذی یمن
لنسیرن ولا نکون كالذين قالوا
لموسی فذكره وفيه لعلك خرجت
لامر فاحدث الله غيره فامض
لما شئت وصل من شئت واقطع
حبال من شئت وسالم من شئت وعاد
من شئت وخذ من اموالنا ما شئت

سعد بن معاذ نے عرض کی جہاں
جی چاہے چلیے جس سے جی چاہے میل کیجیے
جس سے جی چاہے قطع تعلق کیجیے جس سے
جی چاہے صلح کیجیے جس سے جی چاہے
جنگ کیجیے اور جس قدر جی چاہے ہمارے
مال اور اسباب میں سے لیجیے۔

(از فتح الباری جلد ہفتم صفحہ ۲۲۴ مطبوعہ مصر ۱۳۰۱ھ)

(باب قولہ تعالیٰ اذ تستغیثون ربکم)

(۶) حدثنا ابو نعیم حدثنا اسرائیل
عن مخارق عن طارق بن شهاب
قال سمعت ابن مسعود يقول شهدت
من المقداد بن الاسود مشهدا

ابو نعیم نے طارق بن شہاب سے روایت کی
ہے کہ میں نے ابن مسعود سے سنا ہے وہ کہتے
ہیں مقداد بن اسود کی ایک ایسی فضیلت
دیکھی اگر وہ بات مجھکو حاصل ہوتی تو

لان اکون صاحبہ احب الیّ	اُس کے مقابلہ مین کسی نیکی کو نہ سمجھتا ہے
مما عدل بہ اتی النبی صلی اللہ علیہ	زیادہ وہ مجھے پسند ہوتی وہ یہ ہے کہ
وسلم وھو یدعوا علی المشرکین	آنحضرت صلعم مشرکون پر بد دعا کر رہے تھے
فقال لا نقول کما قال موسیٰ	اتنے مین مقداد آن پہونچے انھون نے
اذھب انت وربک فقاتلا ولکنا	عرض کی یا رسول اللہ ہم وہ نہ کہین گے
نقاتل عن یمینک وعن	جو حضرت موسیٰ کی قوم نے اُن سے کہا تھا
شمالک وبین یدیک و	کہ تم اور تمھارا پروردگار دونون جاکر
خلفک فرأیت النبی صلی اللہ	جبارین سے لڑو" ہم تو آپ کے
علیہ وسلم اشرق وجھہ وسرہ	داہنے طرف اور بائین طرف سامنے ہون گے
یعنی قولہ بخاری کتاب	یا جہان آپ کا دشمن ہوگا اُس سے
المغازی	لڑین گے۔ ابن مسعود کہتے ہین مین نے دیکھا
باب قولہ تعالیٰ (اذ تستغیثون)	کہ مقداد کے اس کلام سے آنحضرت صلعم کا
غزوہ بدر	چہرہ مبارک چمکنے لگا اور آپ خوش
ترجمہ مولوی وحیدالزمان صاحب	ہوگیے۔
(۷) عن انس ان رسول اللہ صلعم	انس سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
شاور حین بلغہ اقبال ابی سفیان	علیہ وآلہ وسلم کو ابو سفیان کے آنے کی
قال فتکلم ابوبکر فاعرض عنہ فتکلم عمر فاعرض	خبر معلوم ہوئی تو آپ نے مشورہ طلب کیا
عنہ فقام سعد بن عبادۃ فقال ایانا	حضرت ابوبکر بولے تو آپ نے توجہ نفرمائی۔
ترید یا رسول اللہ والذی نفسی	پھر عمر بولے آپ نے اُن کی طرف بھی توجہ کی

بیده لو امرتنا ان نخیضها البحر	پھر سعد بن عبادہ کھڑے ہوے اور کہا یا رسول اللہ
لاخضناها ولو امرتنا ان نضرب اکبادها	کیا آپ کا رُوے خطاب ہم انصار کی طرف ہے،
الی برك الغماد لفعلنا قال فندب	خدا کی قسم اگر آپ دریا مین سواری ڈالنے کا
رسول الله صلعم الناس فانطلقوا	حکم دین تو ہم ڈال دین گے۔
حتی نزلوا بدرا۔	انس کہتے ہین اسکے بعد آپ نے
از سیرۃ النبی	شرکت جنگ کی دعوت دی لوگ چل پڑے
صفحہ ۲۵۰ جلد اول	اور بدر پر آ اُترے۔

(یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونون مین ہے)

اللہ جلشانہ نے جنگ بدر کا ذکر قرآن مجید مین فرمایا ہے۔ چنانچہ قافلہ کاروان قریش کے حال مین یہ آیتین ہین۔

آیہ کریمہ مسلمانون کا ایک گروہ گھر سے نکلنے پر ڈرتا تھا گویا وہ موت کی طرف ڈھکیلے جا رہے ہین۔

کما اخرجك ربك من	تمہارے پروردگار نے بڑی حکمت کی اور تمکو گھر سے
بیتك بالحق وان فریقا من	نکلنے پر آمادہ کیا اور مسلمانون کا ایک گروہ (تمہارے
المؤمنین لکرهون ۵ یجادلونك	نکل کھڑے ہونے سے اُسوقت بھی) ناخوش تھا کہ وہ
فی الحق بعد ما تبین کانما	لوگ حق ظاہر ہوے پیچھے تمہارے ساتھ حق بات
یساقون الی الموت وهم	مین لگے جھگڑا کرنے (اور مارے ڈر کے پیچھے ہٹنے) گویا اُنکو
ینظرون ۵ واذ یعدکم	(زبردستی) موت کی طرف ڈھکیلا جاتا ہے اور وہ موت کو
الله احدی الطائفتین	(آنکھون کے آگے) دیکھ رہے ہین اور (مسلمانون یہ
انها لکم وتودون	وہ وقت تھا) جب خدا نے تمسے وعدہ فرمایا تھا کہ
ان غیر ذات الشوکة	(مشرکین مکہ کی ان) دو جماعتون مین سے کوئی سی (ایک)

تکون لکم ویرید اللہ ان
یحق الحق بکلمتہ ویقطع
دابر الکفرین لیحق الحق
ویبطل الباطل ولو کرہ المجرمون ؀
سورۂ انفال

ایک تمھارے ہاتھ آجائے گی۔ اور تم چاہتے تھے کہ جسمین
لڑنے کا ہو نہ نہین ہے وہ یعنی قافلہ کاروان تمھارے
ہاتھ آجائے اور اللہ کی مرضی یہ تھی کہ اپنے حکم سے (دین) حق کو
قائم کرے اور کافرون کی جڑ بنیاد کاٹ ڈالے تاکہ حق کو حق اور
ناحق کو ناحق کر دکھائے گو کافر ونکو برا ہی (کیون) نہ لگے۔

ان آیات پاک کی تفسیر صاحب تفسیر حسینی یہ تحریر فرماتے ہین۔

تفسیر آیات متذکرہ بالا۔

آوردہ اند کہ کاروان قریش با متاع
بسیار از شام بازگشتہ بودند و ابوسفیان یا
بعضے از صنادید عرب بسرداری آن قافلہ بود جبرئیل
بیامد حضرت را خبر داد و آنحضرت صورت حال بوشان
باز گفت و ایشان از بسیاری مال واندک رجال
مائل شدند بآنکہ سر راہ بر کاروان گیرند پس بدین
قصد از مدینہ بیرون آمدند و ابوسفیان
خبر یافتہ ضمضم غفاری را جہت استمداد
از قریش بمکہ فرستاد وخود کاروان از
بیراہ رو بمکہ نہاد و ابوجہل بعد از رسیدن
ضمضم با بسیارے از مردم از مکہ بمدد
کاروان بیرون آمدے متوجہ بدر شدند
وحضرت پیغمبر در وادی ذفران بود

مذکور ہے کہ ایک قافلہ قریش جسکا قافلہ سالار
ابوسفیان تھا یا بعض دوسرے شجاعان عرب سے بہت سا
مال ومتاع لیکر شام سے واپس آ رہا تھا۔ جبرئیل نے
آنحضرت کو اور آپنے مسلمانون کو مطلع فرمایا وہ
بوجہ کثرت مال وقلت مردمان اُس قافلہ کی طرف
مائل ہوئے کہ سر راہ اُس قافلہ کو روکین پس اس قصد سے
مدینہ سے نکلے ادہر ابوسفیان نے خبر پاکر ضمضم غفاری
کو قریش سے مدد طلب کرنے کو مکہ بھیجا۔ اور
خود قافلے کے کر نئے راہ سے مکہ کو چلا ضمضم
غفاری کے پہونچنے پر ابوجہل بہت جمعیت
کے ساتھ قافلہ کی مدد کے لیے مکہ سے
چلا اور بدر پہونچا۔ آنحضرت صحرائے
ذُفران مین تھے۔

که جبرئیل ع بیامد و از آمدن لشکر کفار خبر داد
آنحضرت صحابه را فرمود شما ملاقات
کاروان را دوست میدارید یا مقابله
کاروان را. بعضے گفتند که ما حرب را
آماده نیستیم اگر کاروان بدست افتد
مناسب تر است حضرت پیغمبر از این
سخن متغیر شد دیگر بار مهاجرین و انصار
حرب را اختیار کردند پس حق سبحانه تعالی
پیغمبر خدا را می فرماید که ترا خدائے بموضع
بدر که مصارع کفار است خواهد برد.
چنانکه بیرون آورده ترا پروردگار
تو از خانۂ تو که مدینه است برائے جنگ
با کفار براستی و ثواب و بدرستیکه گروہے
من المومنین از گزیدگان ہر آئینہ کارہ
اندر رفتن بدر را گویا رانده میشوند
بسوے مرگ ودیدار کنید آنرا که وعده داد
شمارا خدائے یکے از دو گروه یا کاروان
یا لشکر کافران که آن طائفه شمارا است
و شما دوست میدارید آنکه غیر خداوند

کہ جبرئیل ع آئے اور لشکر کفار کی آمد سے
خبر دی آنحضرت نے صحابہ سے پوچھا
کہ تم لوگ قافلہ کے خواہشمند ہو یا کفار
سے لڑائی کو پسند کرتے ہو بعض نے کہا
کہ ہم جنگ کے لیے تو تیار نہین ہین
اگر قافلہ ہاتھ لگے تو اچھا ہے یہ سنکر حضرت
غضبناک ہوئے مگر سربرآوردہ مہاجرین
و انصار نے جدال و قتال کو پسند کیا۔ اسپر
حق سبحانہ تعالی اپنے حبیب کو یون مطمئن
فرماتا ہے کہ اے پیغمبر ہمارے تم کو تمھارا
پروردگار اُسی طرح مقام بدر پر جو راہ گذر
کفار ہے پہنچادے گا جس راستے اور ثواب
کے ساتھ تم کو جنگ کفار کے لئے تمھارے
گھر سے جو مدینہ مین ہے نکالا ہے اور یہ تحقیق ہے
کہ ایک گروہ ان مین سے اہل بدر۔ بدر جانے سے
ضرور جان چھپاتا ہے اور اُسوقت کو بھی یاد
کرو کہ جب خدا نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ دو
قافلون مین سے ایک قافلہ تمھارے ہاتھ
لگے گا یا قافلہ کاروان کا یا قافلہ قریش کہ وہ

شوکت و سلاح یعنی کاروان باشد۔
پس شما آسان تر رامی خواہید۔
و می خواہد خدا آنکہ ثابت گرداند
حق را بہ آیاتے کہ در باب محاربہ ذات
شوکت فرستادہ یا بوعدہ ہائے فتح
و ظفر کہ بپیغمبرؐ خود دادہ یا بہ کلماتے
ازلی کہ در قتل و اثر ایشان در لوح
محفوظ نوشتہ ببرد و برکند بنیاد کافران را
مستاصل سازد و معاندان را تا ظاہر کند
دین اسلام را بقتل ایشان یا نصرت
دہد پیغمبر خود را و زائل گرداند کفر را یا
ضعیف سازد امر مشرکان را و اگرچہ
نخواہند و کارہ باشند آنرا کافران۔
(در تفسیر حسینی صہ ۲۳۳)
(مطبوعہ نولکشور)

شان شوکت سے ہے اور تم اُس قافلہ کو
جس میں تھوڑے لوگ ہیں اور جو آلات
حرب و ضرب سے آراستہ نہ تھا چاہتے تھے
اور خدا چاہتا تھا کہ اپنے اُن آیات کی
تم کو تصدیق کرادے جو اُس شاندار
جنگ کے متعلق نازل فرمائیں تھیں یا وہ
وعدے نصرت کے جو اپنے پیغمبر سے کیئے تھے
یا وہ کلمات ازلی جو لوح محفوظ میں تحریر ہیں
اور حق کو حق اور باطل کو باطل ثابت کرے
اور کافرین معاندین کو قتل کرا کے اُن کی
بیخ و بنیاد اُکھاڑ دے اور اپنے پیغمبر کو نصرت
دے اور دین و اسلام کو ظاہر کرائے اور
کفر کو زائل اور مشرکین اور کافرین کی تدابیر کو
پست کردے اگرچہ اُن کو ناگوار رہی
کیوں نہو۔

تقابل اصحاب در بارۂ ایمان

ان روایتوں اور تفسیروں اور خدا کی آیتوں سے مہاجرین کی صحت ہجرت کا حال بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ جب حضرت جبرئیلؑ نے جناب رسول اللہ صلعم کو خبر دی کہ۔

ابوسفیان کا قافلہ جس میں مال تھا وہ تو آگے نکل گیا ابوجہل ایک لشکر کثیر قریش کا لے کر بڑے ساز سامان سے مسلح ہو کر آپ سے لڑنے کو آرہا ہے۔ اس پر آنحضرت صلعم نے صحابہ

مشورہ کیا کہ تم اس قافلہ کو جس مین مال ہے لینا چاہتے ہو یا کفار سے جہاد کرنا تو ان مہاجرین اور انصار سے اکثر لوگ یہ فرماتے ہین یا رسول اللہ بگیر کاروان و بگذار قتال را۔

اور حضرت افضل الصحابہ اور حضرت عمر نے وہ مشورہ دیئے جو باعث ناراضی خدا و رسول ہوے۔

اس موقع پر حضرت عمر کے اس شورے کے جانب بھی توجہ مبذول کرائی جاتی ہے جو انھون نے اسلام لاتے ہی رسول اللہ صلعم کو دیا تھا جیسا کہ آیات بینات مین ہے کہ۔

حضرت عمر نے اسلام لاتے ہی پیغمبر خدا سے کہا کہ بتون کی عبادت تو علانیہ ہو اور خدا کی عبادت در پردہ۔ یہ مناسب نہین ہے۔ آیئے خانہ کعبہ کو چلیے اور بالاعلان نماز ادا کیجیے۔

اب غور فرمائین کہ وہان تو زبان سے باین شد و مد اپنا ایمان جتلاتے ہین اور جب انہین مشرکین سے پالا پڑا تو اس وقت یہ مشورہ دیتے ہین۔

یا رسول اللہ یہ قریش ہین قسم خدا کی جب سے انھون نے عزت پائی کبھی ذلیل نہین ہوئے اور جب سے انھون نے کفر کیا کبھی ایمان نہین لائے وہ ضرور آپ سے مقابلہ کرین گے۔

غرض حضرت مقداد۔ سعد بن عبادہ۔ اور سعد بن معاذ۔ نے جو مشورہ دیا۔ جناب رسولخدا صلعم اس سے خوش ہوئے۔ بخلاف اس کے حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کے مشورہ پر آنحضرت صلعم کو اس قدر غیظ آیا کہ چہرۂ مبارک سرخ ہو گیا اور بکراہت اُن کی طرف سے روئے مبارک پھیر لیا۔

اب ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ دونون گروہ مین کس کا مشورہ دلیل ایمان ہے۔ اور کن حضرات کا خدا اور رسولؐ کی مرضی کے خلاف۔ مہاجرین سے کس کی نیت لوجہ اللہ تھی اور کس کی مال و دولت کے لیے۔ اور خدائے عزوجل کے اس ارشاد سے۔

جب خدا تم سے وعدہ فرماتا تھا کہ   واذ یعدکم اللہ احدی

الطائفتين انها لكم وتودون ان غير ذات الشوكة تكون لكم ويريد الله ان يحق الحق بكلمته ويقطع دابر الكفرين۔

(مشرکین کی ان) دو جماعتوں میں سے کوئی (سی) ایک تمہارے ہاتھ آئیگی اور تم چاہتے تھے کہ جس میں (لڑنے کی) قوت نہیں ہے (یعنی قافلہ کاروان) وہ تمہارے ہاتھ آجائے، اور اللہ یہ چاہتا تھا کہ اپنے حکم سے حق کو قایم کرے (یعنی دین) اور کافروں کی جڑ بنیاد کاٹ ڈالے۔

کون مہاجرین مراد ہیں۔

اَحوالِ جنگ

اقتباس روضۃ الصفا

اب جنگ کا حال سنئے جس کا اقتباس تاریخ روضۃ الصفا سے کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے:-

اوّل این غزوہ بود کہ انصار بدان فائز گشتند و بسیارے از صحابہ عظام بہ تصور آنکہ مرتب بریں عزیمت مجرد اخذ غنیمت است نہ محاربہ باداے ملت ازین سفر تخلف نمودہ در مدینہ توقف فرمودند منجملہ آن ہشت نفر کہ باشارت حضرت بنابر سرانجام مہام و بعلت مرض تخلف نمودہ در جنگ گاہ حاضر نہ گشتند از جملہ ہشت نفر یکے عثمان بن عفان بود کہ برائے

یہ پہلی لڑائی تھی کہ رسول اللہ صلعم کے ہمراہ انصار اس میں شریک ہوئے لیکن بہت سے اصحاب کبار اس جنگ میں اس خیال سے کہ اس سفر میں جنگ نہو گی ہمراہ نہوئے اور مدینہ میں رہ گئے۔ ان میں سے آٹھ (۸) اشخاص ضرورتوں کی وجہ سے بایماء آنحضرت صلعم حاضر نہیں ہوئے۔ جن میں عثمان بن عفان بھی تھے جو اپنی

تیمارداری زوجۂ خویش دختر پیغمبر بفرمودہ
حضرت در مدینہ توقف نمود مجموع سپاہ
سہ صد و ہفتدہ تن بودند۔ حضرت مقدس
نبوی بر سر چاہ آخرین بدر کہ جنگ در آنجا
واقع شد نزول فرمود۔

نقل است کہ چون آنحضرت بہ عریش
در آمد روے نیاز بہ بارگاہ کارساز
آوردہ دست مبارک بدعا بر داشت
وسہ نوبت گفت الٰہی اگر مشرکان را برین
گروہ غالب خواہی گردانید دین تو قائم
نخواہد ماند اے خداوند سزاے پرستش
بہ آنچہ وعدہ دادی وفا نمائی۔ گویند کہ حضرت
ختم الانبیاء چندان مبالغہ در تضرع و دعا
فرمود کہ رداے اطہر از دوش آنحضرت
بافتاد و ابوبکر صدیق رداے اطہر را
برداشتہ بر دوش مقدس انداخت
و بازوہاے حضرت در بغل گرفتہ گفت
کافی است آنچہ از خداے خویش
مسئلت نمودی۔ زود باشد کہ

زوجہ کی تیمارداری کے لیے
مدینہ مین رہے۔ سپاہ کی تعداد
تین سو سترہ (۳۱۷) اشخاص تھی آنحضرت
صلعم نے بدر کے آخری چاہ پر جہان
لڑائی واقع ہوئی تھی نزول فرمایا۔

نقل کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے
عریش پر رونق افروز ہوکر بارگاہ
ایزدی مین عرض کیا بار خدایا تونے
جو وعدہ کیا ہے وہ پورا کر اور اہل اسلام
کو فتح دے اگر گروہ مشرکین کو اسلام پر
غالب کردے گا تو تیرا دین قائم
نہ رہے گا۔

حضرت صلعم مناجات مین اس درجہ
محو ہوئے کہ چادر دوش مبارک سے
گر گئی۔ حضرت ابوبکر نے اُس چادر کو
اٹھاکر دوش مبارک پر
ڈال دیا اور حضرت صلعم کا
بازو تھام کر کہا کہ جو کچھ
آپنے خدا سے التجا کی ہے

خداوند عزوجل وعدہ خویش با تو راست گرداند

(۲) روایت است کہ حضرت ﷺ نیام
خواب سبک در عریش بہ حبیب خویش
گماشت ابوبکر آنحضرت را بیدار
ساخت۔ گفت یارسول اللہ مشرکان
با نزدیک رسیدند حضرت از خواب
در آمد فرمود کہ یا ابابکر نصرت خدا
رسید آنگاہ از عریش بیرون آمد
واہل اسلام را بر حرب عبدۃ اصنام
تحریص نمودہ فرمود کہ ہرکس مشرکے را
بکشد سلیب القتل از ان او باشد
گفت بدان خدائیکہ نفس محمدؐ بیدِ
قدرت اوست کہ ہیچ مرد با ایشان
جنگ نکند کہ چون اورا بکشند
درحالتیکہ طالب ثواب ورضائے
حق تعالیٰ بودہ باشد دروے
بگریز نیاوردہ باشد مگر آنکہ بہشت
جاودان اورا باشد گویند چون
تلاقی فریقین دست داد خواجۂ کائنات ﷺ

خدا اپنا وعدہ پورا کرے گا۔

حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت صلعم پر
خواب کی سی حالت طاری کر دی تھی۔
حضرت ابوبکر نے آپکو بیدار کر دیا۔
اور کہا یا رسول اللہ مشرکین ہمارے
قریب آپہونچے۔ رسول اللہ صلعم نے
فرمایا اے ابوبکر خدا کی مدد بھی آگئی
پھر حضرت صلعم عریش سے باہر تشریف
لائے اور لشکر اسلام کو جنگ کرنے کی
ترغیب و تحریص کی اور فرمایا کہ جو کوئی
جس مشرک کو قتل کرے گا اُس کا مال
اُسی کو دیا جائے گا۔ بخدا جس کے
ید قدرت مین میری جان ہے جو شخص
صرف خوشنودی اور رضائے الٰہی کی
نیت سے لڑے اور قتل کرے اور
فرار نہو وہ ہمیشہ جنت مین رہے گا
جب دونون لشکر مقابل ہوئے
جناب رسول اللہ صلعم
نے حضرت حمزہ

وعلیؑ و عبیدہ بن الحارث بہ محاربہ
مشرکان نام زد فرمود علیؑ بہ زخم تیغ
نیز ولید را از پائے در آوردہ حمزہؓ
بہ شمشیر خونریز عتبہ را بہ دوزخ فرستاد
و عبیدہ در وادی صفرا بہ ریاض
رضوان خرامید و ہم در آنجا مدفون
گشت از مرتضیٰ علیؑ روایت ست
کہ گفت سہ نوبت از معرکہ بیرون آمدہ
بعریش در رفتم کہ از رسولؐ خبرے
گیرم و در ہر بار آنحضرت را در سجود
یافتم کہ می گفت یا حی یا قیوم برحمتک
استغیث باری تعالیٰ فتح و نصرت
ارزانی داشت و نیز از حضرت
امیر المومنین علیؑ منقول ست کہ گفت
در روز بدر بادِ صعب در وزیدن
در آمد کہ ہرگز بہ صعوبت آن مشاہدہ
نہ کردہ بودم و بعد از ان بادے دیگر
مانند آن پیدا شد در عقب آن
دیگرے مثل باد سابق اوّل جبرئیل بود

اور عبیدہ کو اور حضرت علیؑ کو
مشرکین سے مقابل ہونے کا حکم
دیا۔ حضرت علیؑ نے ولید کو اور
حضرت حمزہؓ نے عتبہ کو واصل جہنم
کیا اور عبیدہ شہید ہو گئے اور
اسی جگہ دفن ہوے۔

حضرت علیؑ فرماتے ہین کہ مین حالت
جنگ مین تین مرتبہ رسول اللہ صلعم
کی خیریت لینے کو عریش پر آیا دیکھا
کہ حضرت صلعم سربسجود ہین اور
فتح و نصرت کی دعا فرما رہے ہین۔
اور یہ بھی فرمایا کہ بدر کے دن ایسی
تیز ہوا چلی کہ مین نے اس سے پہلے
کبھی نہ دیکھی تھی۔ اس کے بعد
پھر دوسری ہوا اور اس کے بعد
اور ایک ہوا چلی۔ ان مین
ہزار ہزار فرشتون کے
ساتھ پہلے حضرت جبرئیلؑ
اور دوسرے میکائیلؑ

به هزار فرشته۔ دوم میکائیلؑ به هزار
فرشته سوم اسرافیلؑ بود به هزار فرشته
نوفل بن خویلد در روز بدر نعره می زد که اے
معشر قریش امروز روز رفعت وعلامت
و چون دید که قوم به هزیمت رفتند
فریاد برآورد که اے آل انصار
شما را از کشتن ما چه فائده مارا اسیر
کنید و خون بها بستانید درین عرصه
حیدر کرار پیش آمد چون نوفل دید
که علیؑ متوجه اوست با جبار گفت
که اے برادر انصاری به لات وعزے
که مردی را می بینم که قصد من دارد
بگو این کیست جبار گفت که این علیؑ
بن ابیطالبؑ ست نوفل گفت
که و الله در کشتن قوم خویش هیچ کس را
شریف تر ازین شخص ندیدم و مرتضی
علیؑ رسیده شمشیر بجانب نوفل
انداخت و شمشیر در سر نوفل محکم شد۔
آنگاه علی مرتضی تیغ خود را از سر او

اور تیسرے اسرافیلؑ تھے۔ نوفل
بن خویلد نعرہ مارتا تھا کہ اے
قریش آج رفعت اور مرتبت
حاصل کرنے کا دن ہے جب اُس نے
دیکھا کہ اُس کے گروہ نے ہزیمت پائی
تو یہ فریاد کی اے آل انصار ہم کو قتل
کرنے سے کیا فائدہ قیدی بناکر خون
بہاے لو۔ اتنے مین اُس نے حیدر
کرار کو دیکھا کہ اُس کی طرف آرہے
ہین۔ اور جبار سے کہا اے بھائی
لاتؑ و عزےٰ کی قسم ہے کہ مین اُس
مرد کو دیکھتا ہون جو میرے قتل کو آرہا ہے
بتاؤ یہ کون شخص ہے کہا کہ یہ علی بن
ابیطالبؑ ہین۔ نوفل نے کہا کہ واللہ
مین نے اپنی قوم کا قاتل اس شخص
سے بڑھکر کسی اور کو نہین دیکھا حضرت
علیؑ نے نوفل کے سر پر اس زور کی تلوار
لگائی کہ تلوار اُس کے سر مین در آئی۔
آپ نے اُس کے سر سے

جُدا ساختہ بر ساقہائے او زد چنانکہ قلم شد و بضرب دیگر مہم او را تمام ساخت و چون بہ مجلس حضرت نبوی سید ازان حضرت شنید کہ می فرمود کہ ہیچ کس از حال نوفل بن خُویلد۔ خبری دارد مرتضی علیؑ جواب داد کہ من او را کشتم حضرت رسولؐ تکبیر گفت فرمود الحمد للہ الذی اجاب دعوتی گویند کہ از مخالفان ہفتاد نفر کشتہ شدند و ہفتاد نفر دیگر اسیر گشتند از آنجملہ سی و شش کس را مرتضی علیؑ کشت زمعہ بن الاسود و حارث بن زمعہ و عمر بن عثمان بن کعب و مالک کہ ہر دو برادران طلحہ بودند از زمرہ قتیلان حضرت امیر المومنین ہستند۔

تلوار جُدا کی اور اُس کی پنڈلیون پر ماری کہ وہ کٹ گئین اور دوسرے وار سے اس کا کام تمام کیا جب حضرت علیؑ رسولخدا صلعم کی خدمت مین حاضر ہوئے تو آپ کو فرماتے سُنا۔ کیا کوئی نوفل بن خویلد کے حال سے بھی آگاہ ہے۔ حضرت علیؑ نے کہا مین نے اس کو قتل کر ڈالا۔ رسول اللہ صلعم نے تکبیر کہی اور فرمایا شکر ہے کہ میری دعا قبول ہوئی منقول ہے کہ لشکر مخالف کے (۷۰) ستر آدمی قتل کیے گیے۔ اور (۷۰) ستر اسیری مین آئے مقتولین مین سے (۳۶) چھتیس اشخاص حضرت علیؑ کے ہاتھ سے قتل ہوے ان مین زمعہ بن الاسود۔ حارث بن زمعہ۔ عمر بن عثمان بن کعب اور مالک ہر دو برادران طلحہ قتیلان حضرت علیؑ سے ہین۔

اصحاب مین باہم مال غنیمت پر تکرار

اسی تاریخ مین یہ بھی لکھا ہے کہ گُروہ اصحاب تین جگہ منقسم تھا ایک گروہ حوالی عریش کی طرف۔ اور ایک مشرکین و کفّار کا مال و اسلحہ جمع کرتا تھا اور تیسرا مصروف جہاد۔ جب قریش نے شکست پائی تو مال غنیمت کے لیے باہم حُجّت و تکرار ہونے لگی۔ ہر ایک گروہ استحقاق مال کا مدّعی تھا۔

مسلمانان روز بدر متفرق سہ فرقہ

بدر کے دن مسلمانون کے تین گروہ تھے

بودند زمرۂ با عدائے دین مقاتلہ ومحاربہ می کردند وگروہے با خذ اسیران وضبط اموال واسلحہ کفار می پرداختند وفرقہ برائے حراست رسول اللہ علیہ التحیۃ والثنا درحوالی عریش مقام می نمودند چون قریش منہزم شدند ہریک ازین سہ فرقہ را داعیہ آن شد کہ غنیمت بایشان انقسام یابد ارباب قتال گفتند یا رسول اللہ اگر جنگ نمی کردیم حصول مال امکان نداشت لاجرم مایان بہ تصرف آن حق داریم محافظین بہ رسول اللہ گفتند یا رسول اللہ از جہت بزدلی رغبتے از ثواب آخرت سست از جنگ باز نداشتیم بلکہ ترسیدیم کہ ناگاہ جمعے از مخالفان قصد تو کنند بدین وجہ در میدان معرکہ نتافتند گروہے کہ غنیمت را جمع کردہ بودند خیال بستند کہ دیگران را در آن دخل نخواہد بود۔

ایک دشمنان دین سے جنگ وپیکار کرتا تھا ایک گروہ قیدیون کا مال اور اسلحۂ کفار جمع کرتا تھا۔ ایک فرقہ رسول اللہ صلعم کی حفاظت کے لیے عریش کے اردگرد تھا۔ جب قریش فرار ہوئے تو تینون گروہ کو غنیمت کی خواہش ہوئی لڑنے والون نے کہا کہ اے رسول اللہ اگر ہم نہ لڑتے تو مال غنیمت کا دستیاب ہونا غیر ممکن تھا۔ لہذا اس مال کا حق ہمین ہے۔ محافظین رسول اللہ نے کہا ہم نے بہ سبب بزدلی کے ثواب آخرت حاصل کرنیکے لیے لڑنے سے منہ نہین موڑا بلکہ اس کا خوف تھا کہ دفعۃً دشمن آپ پر حملہ کرین اس لیے ہم میدان جنگ مین نہین گیے جس گروہ نے مال غنیمت جمع کیا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ دوسرون کو اس مین کچھ دخل نہوگا۔

صحابہ کے اس جھگڑے پر یہ آیت نازل ہوئی۔

یسئلونک عن الانفال قل الانفال للہ والرسول فاتقوا اللہ واصلحوا ذات بینکم واطیعوا اللہ ان کنتم مؤمنین
(اے رسول) مال غنیمت کو تم سے پوچھتے ہین تم کہو کہ مال غنیمت اللہ کا ہے اور اُوسکے رسول کا۔ پس ڈرو اللہ سے اور آپس مین صُلح کرو اور اگر ایمان رکھتے ہو تو اللہ اور اُسکے رسول کے حکم پر چلو۔

اس آیت کی تفسیر یہ ہے۔

جنگ مین بعضے آگے بڑہے۔ بعض پشت پر رہے۔ جب غنیمت جمع ہوئی تو لڑنے والون نے کہا یہ حق ہمارا ہے کہ فتح ہم نے کی ہے۔ اور پشتی والون نے کہا کہ تم۔ ہماری قوت سے لڑے۔ حق تعالیٰ نے دونون کو خاموش کیا۔ کہ فتح اللہ کی طرف سے ہے اپنی قوت سے نہ سمجھو اللہ مال کا مالک ہے اور اُس کا رسولؐ۔

تفسیر شمس العلما مولوی نذیر احمد صاحب۔ صفحہ قرآن مجید (۱۹۷)۔

دوسری۔ اہل بدر در غنائم اختلاف کردند جوانان را ادعا آنکہ ما کہ خدمت کردیم غنیمت از آن ماست پیران گفتند ما نیز مددگار و معاون شما بودیم۔ مہاجر و انصار داعیہ غنیمت داشتند۔ تفسیر حسینی صہ (۲۳۲)۔

حضرت عثمان و دیگر اصحاب جنگ بدر مین غیر حاضر تھے

صاحب روضۃ الصفا کی تحریر سے منکشف ہوتا ہے کہ بہت سے اصحاب کبار جنگ بدر مین نہین آئے جن مین حضرت عثمان بھی تھے۔ ان لوگون کے نہ آنے کا سبب یہ لکھا ہے کہ وہ سمجھتے تھے کہ جنگ نہوگی۔ بلکہ یہ سفر قافلہ کے لوٹنے کی غرض سے ہے اِس لیئے جس کا جی چاہا نہ آیا۔ لیکن محققین و محدثین کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ کا یہ سفر خاص مشرکین و کفار سے جنگ کرنے کا تھا۔ چنانچہ مولوی نذیر احمد صاحب اپنے ترجمہ قرآن مجید مین تحریر فرماتے ہین۔

ابوجہل مقام بدر تک چڑھا چلا آیا تو مسلمانون مین اختلاف ہوا۔ بعض نے کہا ہم قافلہ پر حملہ کرنے کی غرض سے آئے تھے انھین کا تعاقب کرنا چاہیے۔ پیغمبر صاحب کو یہ منظور رہوا کہ دشمن چھاتی پر چڑھا چلا آرہا ہے اُس کا روکنا ضرور ہے۔ آخر پیغمبر صاحب کے سمجھانے بجھانے سے ابوجہل کے ساتھ لڑائی ٹھن گئی اور باوجودیکہ مسلمان تھوڑے اور بے سامان تھے۔ خدا نے اُنکو کافرون پر فتح بھی دی۔ اب الفاظ قرآن مجید کے بعض باتون کی طرف اشارہ کرنا ضرور ہے۔ اول (بعد ما تبین) کے یہ معنی ہین کہ جب لوگون کو معلوم ہوگیا تھا کہ پیغمبر صاحب سچ خدا کے رسوؐل ہین۔ اور جیسا کہ فرماتے ہین اسلام کو کفر پر غلبہ ہوتا ہے تو اُن کو خلاف رائے پیغمبر صاحب منہ پھیرنا نامناسب تھا۔

شمس العلما نے بپاس خاطر اصحاب جنگ سے منہ پھیرنا لکھا ہے حالانکہ خدائے عزوجل فرماتا ہے گویا وہ موت کے منہ مین ہنکائے جارہے ہین۔

کما اخرجك ربك من بيتك	تمھارے پروردگار نے بڑی حکمت کی اور تمکو گھر سے
بالحق وان فريقا من المومنين	نکلنے پر آمادہ کیا اور مسلمانون کا ایک گروہ تمھارے
لكرهون يجادلونك	نکل کھڑے ہونے سے اُس وقت بھی) وہ لوگ
في الحق بعد ما تبين	حق ظاہر ہونے پر تمھارے ساتھ حق بات
كانما يساقون الى الموت	مین جھگڑا کرنے لگے (اور مارے ڈر کے پیچھے ہٹنے لگے)
وهم ينظرون ط	گویا اُنکو (زبردستی) موت کی طرف ڈھکیلا جاتا ہے اور
سورہ انفال	وہ موت کو (آنکھون کے آگے) دیکھ رہے ہین۔

جناب شمس العلما شبلی نعمانی سیرۃ النبی کے صفحہ ۲۶۰ جلد اول مین تحریر فرماتے ہین۔

تمام ارباب سیر بلکہ احادیث کی کتابون مین یہی منقول ہے کہ غزوۂ بدر مین جب آنحضرت

صلعم نے لوگون کو جنگ کی ترغیب دی تو بہت سے لوگ آمادہ نہ ہوئے اور جس کی وجہ یہ تھی کہ وہ جانتے تھے کہ جہاد یا غزوہ نہین ہے صرف قافلہ کا مال لوٹنا ہے اس لیے یہ اپنی رضی پر موقوف ہے جس کا جی چاہے جائے جس کا نہ چاہے نہ جائے۔ لیکن واقعات صریح آیات قرآن کے خلاف ہین قرآن مجید مین یہ تصریح موجود ہے کہ جو لوگ مدینہ سے نکلے ہوئے کسمساتے تھے وہ عدم ضرورت کی وجہ سے تھین بلکہ اس وجہ سے کہ ان کو یہ نظر آتا تھا کہ موت کے منہ مین جا رہے ہین۔

وان فریقًا من المؤمنین	اور مسلمانون کا ایک فریق (تمھارے
لکرھون ط یجادلونک	نکل کھڑے ہونے سے اسوقت بھی) ناراض تھا
فی الحق بعد ما تبین	کہ وہ لوگ حق ظاہر ہونے پر تمھارے ساتھ حق بات
کانما یساقون الی	مین لگے جھگڑا کرنے (اور مارے ڈر کے پیچھے ہٹنے)
الموت ط	گویا انکو (زبردستی) موت کی طرف ڈھکیلا
سورہ انفال	جاتا ہے۔

اب غور فرمائیے کہ ان اصحاب نے رسول اللہ صلعم کی نصرت کی یا اس سے کنارہ کیا۔ انھون نے خدا ؤرسول کے لیے اپنے زن و اطفال کو چھوڑا یا۔ درحقیقت ان کی محبت کے سامنے خدا ؤرسول کو۔ اگر یہ مہاجرین و انصار دل سے ایمان لائے ہوتے اور ہجرت مین ان کی نیت ثواب پر ہوتی تو وہ کبھی گھر چھوڑنے پر حیلے حوالے نہ کرتے۔ اس لیے کہ یہ پہلا جہاد تھا جو مشرکین اور کفار کے مقابلہ مین ہوا تھا اور یہ لوگ بھی اسلام لاکر اپنے دین کو چھوڑ کر خدا کے دین مین داخل ہوئے تھے۔

پس۔ اگر خدا کے لیے صدق دل سے ایمان لائے تھے تو اسی کی راہ مین اپنی جانین نثار کرتے

کیا سچے جان نثار اور پکے وفادار ایسے ہی ہوتے ہین کہ مُنہ سے تو سب کچھ اپنی شدت وصلابت اور وفاداری وجان نثاری جتاتے ہین اور جب اُس کا وقت آئے تو گھر ون مین چھپ رہین۔ اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہانہ کرین جیسا کہ اللہ جلشانہ اپنے حبیب کو آگاہ فرماتا ہے۔

یعتذرون الیکم اذا رجعتم — اے رسوؒل جب تم اِن لوگون کی طرف پھر کر
الیھم قل لا تعتذروا لن نومن — جاؤگے تو وہ بہانہ لائین گے تم کہو کہ بہانہ مت کرو ہم
لکم قد نبانا اللہ من اخبارکم — تمہارا عُذر قبول نکرین گے ہم کو اللہ تمہارے حالات
وسیری اللہ عملکم ورسولہ ثم تردون — بتا چکا ہے اور ابھی دیکھے گا اللہ اور اُسکا رسوؒل
الی عالم الغیب والشھادۃ فینبئکم بما — تمہارے کام اور تمہارے بازگشت اُسکی طرف ہے جو
کنتم تعملون — ہر شئی کا کھُلی ہو یا پوشیدہ اُسکا جاننے والا ہے اور
پ۱۱ س توبہ ۱۳ — وہ تم کو بتا ئیگا جو تم کر رہے ہو۔

جنگ کرنے والون مین حضرت ابوبکر وعمر شامل نہ تھے۔

اگرچہ حضرت ابوبکر وعمر کا آنحضرت صلعم کے ہمراہ آنا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اِن کے جہاد کرنے کا حال کچھ نہ کھُلا حضرت ابوبکر کی نسبت صرف اتنا لکھا ہے کہ (وہ عریش پر رسول اللہ صلعم کے پاس تھے) پس جبکہ وہ جہاد سے الگ رہے تو وہ خدائے پاک کے وعدہائے مغفرت اور بشارت مین داخل نہین ہو سکتے کیونکہ اُس نے توانھین مہاجرین سے جنھون نے "قاتلوا وقتلوا" کا ثبوت دیا یہ وعدے فرمائے ہین۔ بلکہ حضرت ابوبکر کے اِس فعل پر (صدیق آن سرور را بیدار ساخت وعرض کرد یا رسولؐ اللہ مشرکان بانزدیک رسیدند) اکثر عارفون نے اعتراض کیے ہین کہ کسی مُرید کو زیبا نہین ہے کہ وہ مناجات پر اپنے پیرومرشد کو حالت مراقبہ مین چونکائے۔

پس۔ اقتضاء ایمان تو یہ تھا کہ حضرت ابوبکر رسول خدا صلعم کو بیدار کرنے کے بجائے عرش سے اُتر کر دشمنون پر اپنی شدت و صلابت ظاہر کرکے قتل کرتے۔ اِن حضرات کے انہین حالات و حرکات پر نظر کرکے جناب مولوی دلدار علی صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ نے ان کی ہجرت کی نسبت یہ فرمایا ہے (ما دامیکہ مارا علم بہ صحت نیت ابوبکر بہ ثبوت نرسد دخول اودر مدلول این آیہ از تیقن نہ میشود و تا تیقن نشود احتجاج باین آیہ بر علو مرتبہ او نمی تواند شد) پس اہلسنّت انکی فضیلت مین جو چاہین فرماوین مگر وہ آیہ شریفہ " فالذین ھاجروا واخرجوا " سے خارج ہین اِس لیے کہ خود سبحانہ تعالی فرماچکا ہے۔

لایستوی القاعدون من	یعنی برابر نہین مومنین سے وہ لوگ جو
المومنین غیر اولی الضرر والمجاھدون	گھرون مین بیٹھے رہے بغیر نقصان گوارا کرنے
فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم	کے اور جنھون نے جہاد کیا خدا کی راہ مین اپنے
فضل اللہ المجاھدین باموالھم	مال سے اور جانون سے انہین مجاہدین
وانفسھم علی القاعدین درجۃ	کو اللہ نے فضیلت دی ہے بیٹھنے والون پر

آیہ کریمہ۔ لڑنے والے اور بیٹھ رہنے والے برابر نہین ہین۔

اے حضرات اس آیت کو پڑھو اور اپنے اصحاب ممدوحین کے حالات سے ملاؤ جو ایسی لڑائی سے جی چرا کر اور مقابلہ کفار سے ڈر کر گھرون مین بیٹھ رہے۔ اور غور فرماؤ کہ خداوند متعال اِن کے بیٹھ رہنے پر ان کی نسبت کیا فرماتا ہے۔ پھر حضرت شاہ صاحب کے کلام پر بھی نظر فرماؤ جو حفظ قرآن کی برکت سے حضرت عثمان کے حق مین اس آیت سے یہ معنی لیتے ہین۔

این قسم حاضر نشدن بہتر از حاضر شدن ست۔ حالانکہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ صلے ۵۷۷ مین تحریر کرتے ہین بخاری از ابن عباس روایت کردہ است کہ گفت لایستوی القاعدون من المومنین عن بدر والخارجون الی بدر یعنی برابر نہین وہ لوگ جنھون نے جنگ بدر سے تخلف کیا

اور وہ لوگ جو بدر مین حاضر ہوئے۔

حضرت حمزہ۔ عبیدہ وجناب امیر کا مشرکین سے مقابل ہونا

غرض جب لڑائی کی صفین آراستہ ہو گئین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حمزہ عبیدہ بن حارث۔ اور جناب امیر المومنین علی مرتضیٰ علیہ السّلام کو مشرکون سے لڑنے کا حکم دیا اور یہ جان نثار دشمنون کے مقابل ہوئے۔ اُس وقت جناب رسول اللہ صلعم پر سخت خضوع کی حالت طاری تھی محویت اور بیخودی کے عالم مین چادر مبارک دوش سے گر جاتی تھی۔ اور آپ کو خبر بھی نہ ہوتی تھی بیتاب و بیقرار ہو کر سجدہ مین گر جاتے تھے۔ اور بارگاہ کبریا مین دونون ہاتھ پھیلا کر یہ دعا فرماتے تھے۔

پس آور در روسوے یزدان پاک — بنالید و مالید رو را بخاک
بگفت اے نمایندۂ عدل و داد — فرستندۂ انبیا بر عباد
تو دانی کہ من رہنماے قریش — بحکم تو بودم نہ بر راے خویش
کشیدم بر ایشان بحکم تو تیغ — مکن نصرت خویش از من دریغ
الٰہی گر این چند تن از عباد — کہ کردند امر ترا انقیاد
بحکم تو بستند ہر کس میان — ندیدند بیش و کم دشمنان
بمانند از فتح کوتاہ دست — بیابند از دست دشمن شکست
بروے زمین تا قیامت دگر — نہ گردد پرستندہ اے دادگر
باین زاری و عجز رنجیدہ بود — کہ خواہش بفرمان حق در ربود

آیات الٰہی خدا نے فرشتون سے مجاہدین کی امداد کی

خدائے پاک نے اپنے حبیب کی دعا قبول فرمائی۔ اور ان چند انصار کی جو جہاد مین مصروف تھے امداد فرمائی یعنی ملائکہ کو بھیجا چنانچہ اپنی امداد اور احسانات کا ذکر امتناناً اس طرح فرماتا ہے۔

اذ تستغیثون ربکم	یہ وہ وقت تھا کہ تم (مسلمان) اپنے
فاستجاب لکم انی ممدکم	پروردگار کے آگے فریاد کرتے تھے تو اُس نے
بالف من الملئکۃ مردفین	تمھاری سن لی (اور فرمایا) کہ ہم لگاتار
وما جعلہ اللہ الا بشری	ہزار فرشتون سے تمھاری مدد کرین گے.
ولتطمئن بہ قلوبکم	اور یہ فرشتون کی امداد جو خدا نے کی تو
وما النصر الا من عند اللہ	صرف (تمھارے) خوش کرنے کو (کی) اور
ان اللہ عزیز حکیم ۵	تاکہ تمھارے دل اُس کی وجہ سے مطمئن
اذ یغشیکم النعاس امنۃ	ہو جائین - ورنہ فتح تو اللہ ہی کی طرف
منہ وینزل علیکم	سے ہے بیشک اللہ غالب (اور) حکمت
من السماء ماء لیطھرکم	والا ہے اور یہ وہ وقت تھا کہ خدا اپنی طرف
بہ ویذھب عنکم	سے (تم مسلمانون کی) تسکین (خاطر) کے لیے
رجز الشیطان ولیربط	اونگ کو تم پر طاری کر رہا تھا اور آسمان سے
علی قلوبکم ویثبت بہ	تم پر پانی برسا رہا تھا تاکہ اُس کے ذریعہ سے
الاقدام ۵ اذ یوحی ربک	تم کو پاک کرے اور شیطانی گندگی کو تم سے
الی الملئکۃ انی معکم	دُور کرے اور تاکہ تمھارے دلون کی ڈھارس
فثبتوا الذین امنوا	بندھائے اور اُسی (پانی) کے ذریعہ سے (میدان
سالقی فی قلوب الذین کفروا	جنگ مین) تمھارے پاؤن جمائے رکھے - (رکوع غیر)
الرعب فاضربوا فوق	یہ وہ وقت تھا کہ تمھارا پروردگار فرشتون کو حکم
الاعناق واضربوا منھم	دے رہا تھا کہ ہم تمھارے ساتھ ہین تو تم مسلمانون کو

كل بنان ذلك بانهم
شاقوا الله ورسوله ومن يشاقق
الله ورسوله فان الله شديد
العقاب فلم تقتلوهم
ولكن الله قتلهم وما
رميت اذ رميت ولكن الله
رمى وليبلي المومنين منه
بلاءً حسناً ان الله سميعٌ
عليم ذلكم وان الله
موهن كيد الكافرين
ان تستفتحوا فقد جاءكم
الفتح وان تنتهوا فهو
خير لكم وان تعودوا
نعد ولن تغني عنكم
فئتكم شيئاً ولو كثرت
وان الله مع المومنين
اذ يريكهم الله في منامك
قليلا ولو اراكهم
كثيرا لفشلتم ولتنازعتم

جمائے رکھو ہم عن قریب کافرون کے دلون مین
دہشت ڈالدین گے۔ (اچھا، تو لگے (ان کافرونکی)
گردنون پر اور لگے انکی پور پور پر یہ اس بات کی
سزا ہے کہ اُنھون نے اللہ اور اُسکے رسوؐل کی مخالفت
کی اور جو اللہ اور اُسکے رسوؐل کی مخالفت کرے گا
تو (اُسکو ایسی ہی سزا ملے گی کیونکہ) اللہ کی مار
بڑی سخت ہے۔ تو (مسلمانون) کافرونکو تم نے قتل
نہین کیا بلکہ اُن کو اللہ نے قتل کیا اور (اے پیغمبرؐ)
جب تم نے تیر چلائے تو تم نے تیر نہین چلائے بلکہ اللہ نے
تیر چلائے (تاکہ کفر کی بنیاد کو ڈگمگائے) اور تاکہ مسلمانو
اپنی سرکار سے اچھا انعام (یعنی فتح) عنایت فرمائے
بیشک اللہ (سبکی) سُنتا (اور سب کچھ) جانتا ہے یہ بات
(اچھی طرح سُن رکھو) اور (جان لو کہ) خدا کو کافرونکی
تدبیرون کا پُورا کرنا منظور ہے (اے اہل مکہ) تم جو
فتح مانگتے تھے (کہ جو برحق ہے اُسکی فتح ہو) تو (لو) فتح
(بھی) تمھارے سامنے آموجود ہوئے اگر (آئندہ کیلیے اسلام
کی مخالفت سے) باز رہو گے تو یہ تمھارے حق مین
بہتر ہوگا اگر تم پھر (اسلام کی مخالفت) کرو گے تو
ہم بھی پھر (اہل اسلام کی مدد) کرین گے اور

فی الامر ولکن الله	تمھارا جتھا کتنا ہی بہت ہو اور یہ (بھی جانے رہو)
سلّم انه علیم بذات	(اے پیغمبر اُسی وقت کا واقعہ یہ بھی ہے) جبکہ خدا نے
الصدور و اذ یریکموهم	تم کو خواب مین کافر تھوڑے دکھائے اور اگر اُنھین
اذ التقیتم فی اعینکم	تمکو بہت کر دکھاتا تو تم (مسلمان ضرور ہمت ہار دیتے
قلیلا و یقللکم فی	اور لڑائی کے بارے مین بھی ضرور [illegible] آپس مین جھگڑنے لگتے
اعینهم لیقضی الله امرًا	(کہ لڑین یا نہ لڑین) مگر خدا نے تم کو [illegible] رسوائی سے
کان مفعولًا والی الله	بچایا بیشک وہ (لوگون کے) دلی خیالات تک سے واقف
ترجع الامور یا ایها الذین	ہے اور (اسی لڑائی مین) جب تم (دونون فریق) ایک
امنوا اذا لقیتم فئة فاثبتوا	دوسرے سے بھڑ پڑے کافرون کو تم مسلمانون کی
واذکروا الله کثیرًا	آنکھون مین تھوڑا کر دکھایا اور کافرونکی آنکھون مین
لعلکم تفلحون واطیعوا	مسلمانونکو تھوڑا کر دکھایا تاکہ خدا کو جو کچھ کرنا منظور تھا
الله ورسوله ولا تنازعوا	(اُس کو) پورا کر دکھائے اور آخرکار سب کامون کا مدار
فتفشلوا وتذهب	اللہ ہی پر جا کر ٹھہرتا ہے۔ مسلمانون جب (کافرونکی) کسی
ریحکم واصبروا ان الله	فوج سے تمھاری مُٹھ بھیڑ ہو جایا کرے تو ثابت قدم رہو
مع الصابرین ۝ ولا	اور کثرت سے اللہ کو یاد کرو تاکہ (آخرکار) تم فلاح پاؤ
تکونوا کالذین	اور اللہ اور اُسکے رسول کا حکم مانو اور آپس مین جھگڑا نہ کرو
خرجوا من دیارهم	(آپس مین جھگڑا کرنے سے تم ہمت ہار دوگے اور تمھاری
بطرًا و رئاء الناس	ہوا اُکھڑ جائیگی اور (لڑائی کی تکلیفون پر) صبر کرو بیشک اللہ
ویصدون عن سبیل	صبر کرنیوالون کا ساتھی ہے اور ان منافقون جیسے نہ ہونا

الله و الله بما یعملون	جو مارے شیخی کے اور لوگوں کے دکھانے کیلیے اپنے گھروں سے نکل کر
محیط ۔	ہوئے اور خدا کی راہ سے روکتے ہیں۔ اور جو کچھ بھی لوگ کرتے ہیں اللہ
(سورۂ انفال)	کے احاطۂ علم میں ہے۔ (در سورۂ انفال)

المختصر اس طرح اللہ جلشانہ نے اپنے رسول اور اصحاب مومنین کی امداد فرمائی اور دشمنوں کے لشکر کثیر پر فتح دی۔ مورخین نے اصحاب مومنین کی شدت وصلابت کے بارہ میں لکھا ہے کہ

علیؑ بزخم تیغ ولید را از پائے در آورد۔ و حمزہ بہ شمشیر خونریز عتبہ را بدوزخ فرستاد۔

و عبیدہ در وادی صفرا بریاض رضوان خرامید و ہم در آنجا مدفون شد۔

اور شرح تجرید علامہ قوشجی کے صفحہ ۳۸۷ میں ہے۔

جناب امیرؑ نے سرداروں اور نصف مشرکین کو قتل کیا۔

غزوۃ بدر وھی اول حرب	جنگ بدر پہلی لڑائی ہے جس میں
امتحن بھا المومنون لقلتھم	بہ سبب قلت مومنین اور کثرت
وکثرۃ المشرکین فقتل علیؑ	مشرکین امتحان ہوا۔ پس علیؑ نے
ولید بن عقبۃ ثم ربیعۃ ثم شیبۃ	ولید بن عقبہ۔ ربیعہ۔ شیبہ عاص
ثم العاص ابن سعد بن العاص ثم	بن سعد۔ حنظلہ بن ابی سفیان۔
حنظلۃ بن ابی سفیان ثم علقمہ	علقمہ بن عدی اور نوفل بن
بن عدی ثم نوفل بن خویلد ولم یزل	خویلد کو قتل کیا اور برابر لڑتے
یقاتل حتی قتل النصف من المشرکین	رہے یہانتک کہ نصف مشرکین
والباقی من المسلمین وثلاثۃ الاف	کو قتل کیا اور باقی دیگر مسلمانوں
من الملئکۃ المسومین قتل النصف	نے اور تین ہزار ملائکہ نشان دار
الاخر ومع ذلک کانت الرایۃ	نے قتل کیے با این ہمہ علم رسالت

فی یدعلی۔ حضرت علیؑ کے ہاتھ میں

تھا۔

علامہ زمخشری نے روایت کی ہے کہ:۔

جنگ بدر میں جب حضرت علیؑ اور حضرت حمزہؓ و عبیدہؓ ۔ جہاد میں عتبہ اور شیبہ اور ولید سے مقابلہ کے لیے آئے اور تینوں کو واصل جہنم کر کے واپس آئے اُسوقت یہ آیت نازل ہوئی۔

کتب الله لاغلبن انا ورسلی ان الله قوی عزیز۔ یعنی خدانے حکم قطعی دیدیا ہے کہ مین اور میرے پیغمبرؐ ضرور غالب ہین گے بلاشبہہ خدا زبردست اور غالب ہے (تفسیر کشاف جلد ۳ صفحہ ۱۵۱ مطبوعہ مصر)

مؤرخین نے دست یداللہ سے چالیس کفار کا قتل ہونا لکھا ہے ان مین سے بعض وہ اعدائے خدا اور رسولؐ تھے کہ ان کے قتل ہونے پر حضرت صلعم نے سجدۂ شکر ادا کیا جیسا کہ مورخ لکھتا ہے۔

چون علیؑ بمجلس نبوی رسید آنحضرت فرمود کہ ہیچکس از احوال نوفل بن خویلد خبرے دارد۔ مرتضیٰ جواب داد۔ کہ من اورا کشتم۔ حضرت رسول خدا تکبیر گفت۔ فرمود الحمد لله الذی اجاب دعوتی (شکر خدا کہ میری دُعا قبول ہوئی)

القصہ منجملہ اصحاب بدر چند ہی مقدس نفوس نکلے جنھون نے مشرکین وکفار کو قتل کیا اور بعض ان مین سے اپنی جانین بھی نثار کر گئے۔ از آنجملہ سواد بن غربہ تھے جن کا حال یہ لکھا ہے کہ جب میدان بدر مین فریقین نے اپنے لشکر کی صف بندی کی تو لشکر اسلام کی صف بندی جناب رسول اللہ صلعم نے بنفس نفیس کی آپ کے دست مبارک مین ایک تیر تھا حضرت نے

حضرت سواد بن غربہ کی شہادت

سوادبن غزیہ کے سینہ پر جو صف سے آگے ہوئے تھے تیر سے اشارہ کر کے فرمایا کہ صف کے برابر ہو انھون نے عرض کی یا رسول اللہ آپ نے مجھے سخت صدمہ پہونچایا اُس کا قصاص آپ سے چاہتا ہون حضرت نے سینۂ مبارک کھول دیا اور فرمایا کہ قصاص لو۔ اِس پر سواد نے دوڑکر سینہ مبارک کو بوسہ دیا۔ آپ نے فرمایا یہ کیا۔ اُنھون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میری موت کا وقت اب آگیا ہے۔

مین لڑائی مین ضرور مارا جاؤن گا اس لیے مین نے چاہا کہ آپ کے سینۂ مبارک کو مس کر کے داخل جنت ہون۔ حضرت نے اُن کے حق مین دعائے خیر فرمائی آخر کار ایسا ہی ہوا کہ وہ درجۂ شہادت پر فائز ہوئے ؎

بنا کردند خوش رسمے بخون و خاک غلطیدن خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت را

یہ ہین مہاجرین جنھون نے خدا اور رسول کے عشق مین اپنے وطن اور کُنبے قبیلے کو چھوڑا۔ انھین سچے ایمان والون سے ارشاد فرماتا ہے کہ۔

رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ	اللہ اُن سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے
اولٰئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ	راضی ہوئے وہ لوگ اللہ کے گروہ ہین اور آگاہ
ھم المفلحون	ہو جو لوگ خدا کے گروہ سے ہین وہی فائز المرام ہین۔

اب غور فرمائیے کہ جن اصحاب کے جنگ سے ڈرنے پر آیات قرآنی اس وضاحت سے (گویا موت کی طرف ڈھکیلے جا رہے ہین۔ اور موت کو آنکھون سے دیکھ رہے ہین) شہادت دین جن کے بارہ مین خدائے پاک "ان فریقا من المومنین لکارھون" فرمائے جو قاتلوا وقتلوا ے آپکو بچائین۔ جن کی طمع وحرص کا یہ عالم ہو کہ رسول اللہ کو مشورہ دین (یا رسول اللہ بگیر کاروان را وبگذار قتال را) اور جو جان نثار ایسے مشورے دین۔ کہ۔ رسول اللہ صلعم اِن کی طرف سے

منہ پھیرلین اور رخسار مبارک غصہ سے سرخ ہو جائے جن کے حق مین خدائے پاک یہ ارشاد فرمائے۔

ولاتکونوا کالذین	اور ان منافقون جیسے نہ ہو جو مارے شیخی کے
خرجوا من دیارھم بطرا و رياء	اور لوگون کو دکھانے کے لیے اپنے گھرون سے نکل کھڑے
الناس ویصدون عن سبیل الله	ہوئے اور خدا کی راہ سے روکتے ہین اور جو کچھ بھی
والله بما یعملون محیط ۞	یہ لوگ کرتے ہین وہ اللہ کے احاطۂ علم مین ہے۔

شاہد ہو۔ محبان صحابہ آیۂ کریمہ" فالذین ھاجروا واخرجوا الخ" ان کے حق مین بتائین اور خدا کی طرف سے اُن کو اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم کا نغمہ دین یعنی جو چاہو کرو خدا تم کو بخش چکا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

غزوۂ احد

کتب سیر و تواریخ مین ہے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع دیگئی کہ ابو سفیان تین ہزار سوار اور دو ہزار پیادے اور عورات کے ساتھ مدینہ سے باہر دو کوس کے فاصلہ پر دامن کوہ اُحد مین خیمہ زن ہے۔ تو آپ نے اصحاب سے جنگ کے بارہ مین مشورہ کیا۔ انھون نے رائے دی کہ شہر مدینہ ہی مین لڑنا چاہیے۔

رسول اللہ صلعم کا ابوسفیان کی چڑہائی کی خبر سنکر مدینہ سے نکلنا اور اصحاب مین سے تین سو اشخاص کا اثنائے راہ سے پلٹ جانا اور اُنکے بارے مین آیۂ کریمہ نازل ہونا۔

مگر حسب رائے سعد بن معاذ بیرون شہر جنگ قرار پائی۔ جناب رسول خدا صلعم ایک ہزار صحابہ کے ساتھ مدینہ سے نکلے لیکن۔ اثنائے راہ سے تین سو اصحاب مدینہ پلٹ آئے۔ اور رسول اللہ کے ساتھ صرف سات سو صحابہ رہگئے بلکہ ان اصحاب نے انصار عرب کے دو مشہور قبائل بنو سلمہ اور بنو حارثہ کو بھی بہکا کر اپنے ساتھ واپس لانا چاہا تھا۔ اور یہی ان کے

بہکانے پر آمادہ ہو چلے تھے مگر توفیق الٰہی شامل حال ہوئی۔ لہذا واپس نہوئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورۂ انفال میں جنگ اُحد کا مفصل ذکر فرمایا ہے اس میں ان قبائل کے بارہ میں یہ فرمایا ہے۔

اذ ھمّت طائفتٰن منکم
ان تفشلا واللہ ولیھما
وعلی اللہ فلیتوکل
المومنون ٥

(یہ اُسی وقت کا واقعہ ہے) جبکہ تم میں
سے دو گروہوں نے ہمت ہار دینی چاہی مگر
(سنبھل گئے کیونکہ) اللہ اُنکی مدد پر تھا اور مسلمانوں کو
چاہیے کہ خدا ہی پر بھروسہ رکھیں۔

بغرض انکشاف حالات تاریخ روضۃ الصفا سے جنگ اُحد کا اقتباس درج ذیل ہے۔

اقتباس تاریخ روضۃ الصفا۔

حضرت مقدس نبوی عزم کرد کہ از مدینہ بیرون
آمدہ با کافران و مشرکان قتال نماید آنگاہ
سہ تیر طلب داشتہ لوائے مہاجر را کہ
باآنحضرت اختصاص داشت بعلی ابن
ابیطالبؑ تفویض فرمود ہر گاہ کہ مشرکان
لشکر اسلام را تیر باران کردند۔ طلحہ بن طلحہ
کہ علم دار کفار بود پائے جلادت در میدان
مبارزت نہادہ از مسلمانان مبارز خواست
شیر بیشۂ ہیجا علی مرتضیٰؑ کہ از بیم تیغ خون
ریزش شیر فلک بیک جا آرام و قرار
نداشتے و این بیت فردوسی وصف حال اوست

جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ مدینہ سے
باہر مشرکین سے جدال و قتال کریں علم فوج
مہاجرین جو مخصوص آنحضرت کے لیے تھا
حضرت علی کو دیا۔ جبوقت مشرکین نے
لشکر اسلام پر تیروں کی بوچھار کی طلحہ جو
لشکر کا علمدار تھا بڑی شوکت سے میدان
جنگ میں آیا اور لشکر اسلام سے لڑنیوالا
طلب کیا یہ سنکر شیر بیشۂ ہیجا علی مرتضیٰؑ
نے جن کی تیغ خون ریز کی دہشت سے
شیر فلک کو صبر و قرار نہ تھا۔

بہ تن زندہ پیل و بجان جبرئیل　　بکف ابر بہمن بدل رود نیل

مثل سیل بہارے کہ از فراز عزم نشیب کند
روئے بدو نہاد و بیک ضرب کہ بر سرش زد طلحہ
از پائے در آمد و علی مرتضیٰ باز گشتہ در صف خویش
بایستادہ چون عبیدہ رو بانہزام نہاد۔
صحابہ کرام بہ اخذ غنیمت مشغول شدند
و یاران عبد اللہ بن جبیر بجہت جمع غنائم
روئے بہ لشکرگاہ نہادند ہر چند عبد اللہ
ایشان را نصیحت کرد وصیت پیغمبر بیاد
ایشان آورد مفید نیفتاد و با عبد اللہ
پنج شش کس بیش نماند۔ خالد بن ولید
با دیگر مشرکان بر عبد اللہ تاختہ او را با
یارانش شہید ساخت۔ منقول است از
وحشی کہ گفت در روز احد چون آتش
حرب بالا گرفت در میدان علیؓ را دیدم
کہ ناگاہ پیدا شد چون در حال او تامل
کردم دانستم کہ در حرب مہارت تمام
دارد و درین اثنا حمزہ را دیدم کہ مانند
شیر مست بمیدان آمد و صفوف مشرکان را

مثل اُس سیل کے جو ایک بلندی سے نشیب کی طرف
گرتا ہے طلحہ کی طرف رُخ کیا اور ایک ہاتھ تلوار کا
اُسکے سر پہ ایسا لگایا کہ طلحہ زمین پر گر کر ہلاک
ہو گیا۔ اور علی مرتضیٰ اپنی صف مین آکر
کھڑے ہو گئے۔ جب عبیدہ نے ہزیمت پائی
صحابہ کرام مال غنیمت لُوٹنے مین مشغول ہو گئے
ہر چند عبد اللہ نے اُن کو نصیحت
کی اور احکام رسولؐ یاد دلائے مگر کچھ اثر
نہوا۔ آخر عبد اللہ کے ساتھ پانچ چھ اشخاص
سے زیادہ نرہے۔ خالد بن ولید
نے دیگر مشرکون کے ساتھ عبد اللہ پر
حملہ کیا اور اُسکو اور اُس کے ہمراہون کو
شہید کیا۔ وحشی سے روایت ہے کہ
اُحد کے دن جب آتش حرب بھڑکی
تو مین نے علیؓ کو میدان حرب مین
دیکھا کہ فن جنگ سے بہت ماہر ہین۔
اِسی اثنا مین حمزہؓ کو دیکھا کہ میدان مین
مثل شیر مست کے مشرکون کی صفین

برہم زدہ متفرق ساخت من در پس سنگے
کمین کردم تا حمزہ نزدیک آمد حربہ بجانب
اوانداختم - اتفاقاً بتاخت اُو آمدہ از
پُشتش سر بدر آورد و حمزہ متوجہ من شدہ
روے بگریز آوردم و او بیفتاد و دانستم
کہ مُہم حمزہ باتمام رسید لاجرم چندان
صبر کردم کہ مردم از وُے دور شدند
انگہ رفتم و حربہ خود برداشتہ و شکم حمزہ را
شکافتہ جگر او را بیرون آوردہ نزد ہندہ
مادر معاویہ بردہ گفتم این جگر قاتل
پدر تست ہندہ آنرا در دہن گذاشتہ
خواہد کہ بخاید چون نتوانست فرو بینداخت
و زیورے کہ باخود داشت بمن داد چون
ہندہ را بسر حمزہؓ بردم گوش و بینی اورا
قطع کردہ باخود بمکہ برد - گویند چون سائر
مسلمانان بہ جمع غنیمت متوجہ شدند اندران
زمان اضطراب در میان لشکر اسلام
پیدا شد حضرت مقدس نبوی قدم
ثبات فشردہ رُو از معرکہ برنتافت

درہم و برہم کر رہے ہین - مین ایک پتھر
کی آڑ مین چھپ رہا - جب حمزہؓ میرے قریب
آئے تو مین نے اُن پر ایک حربہ چلایا جو
اُن کے ناف پر لگ کر پیٹھ کے باہر نکل آیا
حمزہ نے میری طرف رُخ کیا - مین بھاگا اور
حمزہؓ میرے حملہ سے جان بر نہو سکے - مین نے
اُس وقت تک صبر کیا کہ لوگ ہٹ جائین
مین ٹھیرا رہا - پھر اُن کی نعش پر گیا اور
اپنا حربہ لیکر اُن کا پیٹ چیرا اور جگر نکالکر
ہندہ مادر معاویہ کے پاس لے گیا اور کہا
یہ جگر تیرے باپ کے قاتل کا ہے ہندہ
نے اُسکو مُنہ مین رکھکر چبانا چاہا مگر
چبا نہ سکی - ہندہ نے بطور انعام مجھکو
اپنا زیور دیا جب مین ہندہ کو حمزہؓ کی
نعش پر لایا اُس نے نعش کے ناک کان
قطع کیئے اور مکہ لے گئے - غرض جب تمام
اصحاب مال غنیمت کے لوٹنے مین مشغول ہوگیے
اُسوقت بڑا اضطراب لشکر اسلام مین پڑ گیا
رسول اللہ صلعم نے معرکہ سے قدم نہ سرکایا اور حضرت

چہاردہ کس از اصحاب نزد آنحضرتؐ ماندند
دران وقت ہولناک خالدبن ولید از
کمین گاہ بیرون آمدہ نزدیک لشکر اسلام
رسید بانگ برسر مشرکان زد کہ بگیرانند
این شخص را کُفّار با تیر و نیزہ و شمشیر آہنگ
جنگ کردند و اصحاب روئے بگریز نہادند
و چہار کس از مشرکان باہم عہد بستند کہ
حضرت ختمی پناہ بہ قتل رسانند۔ عبد اللہ
بن قمیئہ۔ و عتبہ بن ابی وقاص۔ و عبداللہ
وابی بن حلیف چندان سنگ برآن حضرت
انداخت کہ رُخسار مبارکش مجروح گشت
وخون از ناصیہ فرخندہ اش روان شد
بعد یکہ بر محاسن وی دامن گرفت و حضرت
رسولؐ بہ ردائے اطہر پاک می کرد۔
انگاہ شیطان بصورت جعل بن سراقہ
متشکل شدہ سہ بار در میان معرکہ فریاد
کرد۔ الاان محمداً قد قتل یعنی
محمدؐ کشتہ شد۔

از امیر المؤمنین منقولست کہ فرمود

چودہ اصحاب آپ کے پاس تھے۔ ایسے
ہولناک وقت مین خالدبن ولید کمین گاہ
سے نکل کر لشکر اسلام کے نزدیک آیا اور
مشرکون کو ندا دی کہ محمدؐ کو پکڑو کفار نیزہ
و تلوار و تیر لے کر آنحضرت صلعم پر حملہ آور
ہوئے اس ہل چل مین وہ اصحاب بھی
حضرت کو چھوڑ کر بھاگ گیے اب لشکر مشرکین
سے چار شخص نے حضرت صلعم کو قتل کرنے کا
عہد کیا۔ عبد اللہ بن قمیہ عتبہ بن
ابی وقاص و عبد اللہ بن حلیف و عتبہ
نے آنحضرتؐ پر ایسی سنگباری کی
کہ رُخسار مبارک مجروح ہوگئے اور
چہرہ و ریش خون سے تر ہوگئی
آنحضرت صلعم اُس خون کو
چادر مبارک سے پونچھتے تھے۔
اُس وقت شیطان نے جعل بن
سراقہ کے ہم شکل ہو کر تین بار
ندا دی کہ محمدؐ قتل ہوگئے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ

چون مشرکان بر اہل اسلام غلبہ کردند
ہرچند نظر کردم رسولؐ را ندیدم با خود
گفتم او ازان نیست کہ از صف کارزار
فرار نماید و در میان کشتگان نیست غالبًا
حضرت عزوجل بواسطہ افعال ناشائستہ
ما غضب فرمودہ حبیب خود را بر آسمان
بردہ ہیچ بہ ازان نیست کہ با مخالفان
مقاتلہ کنم تا کشتہ شوم شمشیر برکشیدم و بر
مخالفان حملہ کردم و ایشان را متفرق ساختہ
رسولؐ را در میان کشتگان دیدم در
گوئے افتادہ دانستم کہ خدائے تعالیٰ
اورا ضمانت نمودہ گویند کہ چون عتبہ
و اصنام از کمین گاہ بیرون آمدند و
بر سر اہل اسلام ریختند و از شدت آن
واقعہ مسلمانان رو بہزیمت نہادند حضرت
رسولؐ در غضب شد و ہرگاہ کہ بغضب
رفتے عرق از جبین ہمایونش مانند
خوش ناب فرود دیدے در آن حال
نظر کردے کہ علی مرتضیٰؑ را در پہلوے

جب مشرکین نے لشکر اسلام پر حملہ کیا
اس وقت مین نے ہر طرف نظر کی مگر
رسول اللہ کو نہ دیکھا مین نے خیال کیا یہ تو ممکن
ہے نہین کہ رسولؐ اللہ صف آعدات قدم
مبارک سرکائین اور کشتگان مین بھی نظر نہین آتے
پس خدا نے اپنے حبیب کو ہمارے افعال
ناشائستہ کیوجہ سے اپنے پاس بلا لیا پس بہتر ہے
کہ مین بھی مشرکین سے اتنا لڑون کہ رسول اللہ
سے جا ملون یہ خیال کر کے تلوار کھینچکر
مخالفین پر حملہ آور ہوئے اور اُن کو متفرق
کر دیا اور رسولؐ اللہ کو درمیان کشتگان
کے دیکھا کہ حضرتؐ ایک گڑھے مین پڑے ہوے
ہین۔ مین سمجھا کہ خدائے پاک نے آپکو بچا لیا۔
روایت ہے کہ جب دشمنون نے کمین گاہ سے
نکل کر لشکر اسلام پر دھاوا کیا اور مسلمان فرار
ہو گئے رسولؐ اللہ کو اس قدر غیظ آیا کہ
پیشانی مبارک عرق سے درفشان
ہو گئی۔ اس حالت مین آپ نے
حضرت علیؑ کو اپنے پہلو کے برابر

خویش ایستاده دید فرمود که اے علیؑ
چونست که بدیگران نه پیوستی قدوۂ اولیاء
جواب داد که۔

لاکفر بعد الایمان

روایتے آمده که چون رسولؐ چشم باز
کرد از علیؑ پرسید که مردم چه ساختند گفت
که نقض عهد نموده فرار کردند واز صفت
قتال رو گردان شدند ترا تنها گذاشتند
رسولؐ علیه التحیة والثنا فرمود که هم
جمعے که قصد من دارند کفایت کن
حیدر کرارؑ بزخم شمشیر آبدار فوج فوج
مشرکان را که مثل ثریا مجتمع بودند چون
بنات النعش پراگنده ومتفرق ساخت
گروهے که آهنگ مصطفیؐ کردند جناب
ولایت مآب باشارت آن سرور ایشان را
نیز منهزم ساخت درین حالت جبرئیلؑ
بارسولؐ گفت که این کمال مواسات
وجوانمردی است که علیؑ بدان قیام
نمود که رسول خدا فرمود هو منی انا منه

کھڑا دیکھا۔ اور حضرت علیؑ سے فرمایا
کیا سبب ہے جو تم اپنے بھائیون سے نہ ملے
پیشوائے اولیاء نے جواب دیا کہ ایمان لانیکے
بعد مین کفر اختیار نہین کر سکتا۔

اور ایک روایت مین ہے کہ جب
رسول اللہؐ کی آنکھ کھلی تو حضرت نے علیؑ
سے پوچھا کہ اصحاب کدھر گئے آپ نے
کہا بد عہدی کر کے فرار ہو گئے آپکو تنہا
چھوڑ گئے دشمنون مین۔ رسول اللہؐ نے فرمایا
جو دشمن مجھے گھیرے ہوے ہین اُنکو ہٹادو
حیدر کرارؑ نے۔ شمشیر آبدار سے مشرکین کی فوج کو
جو مثل عقد ثریا جمع تھے مانند بنات النعش
کے متفرق و پریشان کر دیا ایک دوسرے گروہ
نے پھر حضرت رسول اللہ پر حملہ کیا حضرت علیؑ نے
اُن کو بھی بھگا دیا۔ اس حالت مین جبرئیلؑ
نے عرض کی یہ کمال مواسات اور جوانمردی
سے ہے کہ علیؑ ثابت قدم رہے۔

رسول اللہؐ نے فرمایا یا علی مجھ سے ہے
اور مین علیؑ سے ہون۔

بدرستیکه او از من ست و من از و جبرئیل فرمود
که انا منکما یعنی من از شما هر دو هستم درین
عرصه طائفه دیگر آهنگ رسولؐ کردند
علیؑ باشارت مصطفیٰؐ متوجه آن فرقه شده
عمر بن عبدالله جمحی را بدوزخ فرستاد سائر
کفار از شمشیر آبدار حیدر کرار روگردان
شدند باز گروهٔ دیگر برخاستند علیؑ حمله
بر آن جماعت آورد و بشیر بن مالک
عامری را از پلے در آورد باقی قوم
رو بگریز نهادند. و دیگر کس جرات ننمود.
گویند که درحین کارزار شمشیر آبدار امیرالمومنینؑ
بشکست و علیؑ نزد پیغمبرؐ آمده صورت
حال معروض داشت حضرت ذوالفقار
باو ارزانی فرمود چون علیؑ بدفع مشرکان
مشغول شدند. رسولؐ فرمود اے علی
میشنوی مدح خود را که ملک رضوان بر
آسمان می گوید. که

لا فتیٰ الا علیؑ
لا سیف الا ذوالفقار

جبرئیل نے کہا کہ مین آپ دونون سے
ہون۔ اس عرصہ مین ایک طائفہ نے
رسولؐ اللہ پر حملہ کیا حضرت علیؑ نے
رسولؐ اللہ کے اشارہ سے اس پر حملہ
کرکے عبداللہ جمحی کو داخل جہنم کیا اسکے بعد
بھی دوسرا گروہ حملہ آور ہوا علیؑ نے
حملہ کرکے بشیر بن مالک عامری کو مارا
اور باقی بھاگ گیے۔

پھر کسی شخص کو حملہ کرنے کی جرات نہوئی
مرقوم ہے کہ اس گھمسان لڑائی مین
حضرت علیؑ کی تلوار ٹوٹ گئی حضرت
علیؑ نے صورت حال۔ رسولؐ اللہ سے
عرض کی حضرت صلعم نے اپنی ذو الفقار
عطا فرمائی۔ جبکہ حضرت علیؑ مشرکین کے
ہٹانے مین مصروف تھے رسولؐ اللہ نے
فرمایا اے علیؑ کچھ سنتے ہو کہ آسمان پر ملک
رضوان تمھاری مدح وثنا مین اس طرح رطب اللسان ہے کہ
"لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار"

علیؑ گویند من از غایت مسرت وخوشدلی
کمربستہ شکر نعمت بجا آوردم۔ و بعض
روایات بصحت آمدہ کہ ین مرہب
از عبداللہ مسعود پُرسید کہ شنیدہ ام
کہ در روز اُحد غیر از علیؑ ابودجانہ
وسُہیل بن حنیف نزد رسول اللہ
ہیچ کس دیگرے نماند آیا این خبر
واقعی ست جواب داد کہ نخست کہ
مسلمانان رو بانہزام نہادند نزد
آنحضرت بغیر از علیؑ ہیچ کس نماند
وبعد از ساعتے عاصم بن ثابت وابودجانہ
وسہیل بن حنیف وطلحہ بن عبداللہ
آمدند۔ ودر خدمت خیر البشر کمربستند
پرسیدم کہ ابوبکر و عمر۔ کجا بودند
گفت ایشان نیز بگوشہ رفتہ بودند
واز حال عثمان رضی اللہ عنہ استفسار
نمودم گفت او نیز بطرف رفتہ بود۔
روز سوم از جنگ بخدمت آن
سرور فائز شد۔ رسول اللہ فرمود

یعنی بجز علیؑ کوئی پہلوان اور کوئی تلوار بجز
ذوالفقار کے نہین ہے یہ سُنکر حضرت علیؑ سجدۂ
شکر بجالائے۔ مرقوم ہے کسی نے عبداللہ بن مسعود
سے پوچھا کہ مین سنتا ہون کہ اُحد کے دن رسول اللہ
صلعم کے پاس بجز حضرت علیؑ اور ابودجانہ اور
سُہیل بن حنیف کے اور کوئی رسول اللہ کے پاس
نہ تھا آیا یہ خبر صحیح ہے اُنھون نے جوابدیا کہ
جب حملۂ اول مین رسول اللہؐ کو تنہا
چھوڑکر بھاگ گیے تو اُس وقت حضرت
کے پاس سوائے علیؑ کے اور کوئی
نہ ٹھہرا ایک ساعت کے بعد عاصم بن ثابت
اور ابودجانہ وسہیل بن حنیف وطلحہ بن عبداللہ
حاضر خدمت رسول اللہؐ ہوئے۔
پھر مین نے پوچھا کہ ابوبکر و عمر
کہان تھے اُس نے کہا کہ وہ بھی
ایک طرف چلے گئے تھے۔ عثمان کا
حال پوچھا تو کہا وہ بھی چل دیئے تھے
جنگ کے تیسرے روز آنحضرت کے پاس
آئے رسول اللہؐ نے فرمایا

کہ درین واقعہ بعریش رفتی۔

حافظ ابو محمد غیاث الدین۔ درکتاب مقارب النبوۃ۔ روایت کردند کہ از علیؑ شنیدہ ام کہ می گفت در روز اُحد شانزدہ ضربت بمن رسید کہ دو چار بار از آنہا برزمین اُفتادم ہر بار کہ می افتادم مردے خوبروے بازو مرا گرفتہ برپائے میگرد و می گفت متوجہ کافران شو کہ تو در طاعت خدا و رسولؐ ہستی و ہر دو از تو راضی اند بعد از فراغ جنگ بغرض حضرت مقدس نبوی رسانیدم آن سرور فرمود اے علیؑ خدائے تعالیٰ چشم ترا روشن کند کہ آن جبرئیلؑ بود۔

کہ تم عریش پر چلے گئے تھے۔

حافظ ابو محمدؐ غیاث الدین نے کتاب مقارب النبوۃ مین روایت کی ہے راوی کہتا ہے مین نے حضرت علیؑ سے سنا تھا کہ اُحد کیدن مجھے سولہ زخم کاری لگے جن کے صدمہ سے مین دُو چار بار زمین پر گرا۔ اور جب مین گرتا تھا تو ایک شخص خوش رو میرا بازو پکڑ کر مجھے کھڑا کردیتا تھا اور کہتا تھا کہ اپنے کام مین مصروف ہو اس وقت تم اطاعت خدا و رسول کررہے ہو۔ اور خدا و رسولؐ تم سے راضی ہین بعد جنگ کے مین نے رسول خدا صلعم سے اسکا ذکر کیا آپ نے فرمایا اے علیؑ خدا تمھاری آنکھ روشن رکھے وہ جبرئیلؑ تھے۔

رسول خدا کا پچاس جوانونکو گھاٹی پر متقرر فرمانا انکا اور دیگر اصحاب کا مال غنیمت دیکھکر جنگ چھوڑکر مال غنیمت کے لیے جانا۔ انکے فرار کے بارے مین آیہ کریمہ نازل ہونا۔

اگرچہ برادران اہلسنت عام طور پر مہاجرین و انصار کو "اشداء علی الکفار" اور جان نثار رسولؐ بہت شد و مد سے بتاتے ہین۔ لیکن جب اُن کے حقیقی حالات کی تحقیق کی جاتی ہے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان مین فوج کی فوج اور گروہ کے گروہ منافق تھے۔ چنانچہ اسی جنگ مین ان کا نفاق کھل گیا کہ جب جناب رسول خدا صلعم مدینہ سے ایکہزار اصحاب کے ساتھ جنگ کو نکلے تو اِن مین سے تین سو جان نثار تو اثنا راہ ہی سے پلٹ گئے رہے سات سو اُن کی جان نثاری کا حال یہ لکھا ہے کہ جب لڑائی آغاز ہوئی تو جناب رسولؐ خدا صلعم نے

اِن مین سے عبداللہ ابن جبیر کو پچاس جوانون کا افسر کر کے ایک گھاٹی پر متعین فرمایا اور سخت تاکید فرمائی کہ فتح ہونے پر بھی تم اپنی جگہ سے نہ ہلنا۔ لیکن جب اللہ جلشانہٗ نے اپنے فضل و کرم سے سپاہ لشکر اسلام کو کفار پر غالب کر دیا اور فتح نمایان ہونے لگی اور ان اصحاب کو غنیمت نظر پڑی تو اپنی جگہ چھوڑ کر غنیمت لوٹنے کو چلے آئے۔

اِسی طرح جو اصحاب رزمگاہ مین تھے ان مین سے بھی بہت سے اصحاب جنگ چھوڑ کر غنیمت کی طرف جھک پڑے۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ خود اِن اصحاب سے فرماتا ہے۔

"اے مسلمانو جبتک تم لڑتے رہے تو تمھاری ہی جیت رہی لیکن جب تم جنگ چھوڑ کر غنیمت لوٹنے مین لگ گئے تو تم کو شکست ہوئی اور ہم نے آزمالیا کہ تم لوگون مین کون طالب دنیا ہے اور کون طالب آخرت؟" دیکھو آیہ وافی ہدایہ۔

ولقد صدقکم اللہ	جس وقت تم کافرون کو خدا کے حکم سے
وعدہ اذ تحسونھم باذنہ	تہ تیغ کر رہے تھے (اسوقت) خدا نے تم کو اپنا
اذا فشلتم وتنازعتم	وعدہ (فتح) سچا کر دکھایا یہانتک کہ تم کو
فی الامر وعصیتم من	تمھاری خاطرخواہ جیت دکھا دی اس کے بعد
بعد ما اراکم ما تحبون	تم (مال غنیمت دیکھکر لڑائی) سے بزدل ہوگئے
منکم من یرید الدنیا	اور تم نے آپس مین جھگڑا کیا اور (رسول)
ومنکم من یرید	کی نافرمانی کی بعض تو تم مین سے دُنیا کے پیچھے
الاٰخرۃ ثم صرفکم	پڑ گئے اور بعض آخرت کی فکر مین۔ پھر خدا نے
عنھم لیبتلیکم	تم کو دشمنون کی طرف سے پھیر دیا اور تم بھاگ کھڑے
ولقد عفا عنکم	ہوئے اس سے خدا کو تمھارا ایمان و اخلاص آزمانا

واللہ ذو فضل علی المومنین ۵ — منظور تھا پھر بھی خدا نے تم سے درگذر کی اور مسلمانوں پر خدا کا (بڑا) کرم ہے۔

اس آیۂ وافی ہدایہ کی مفسرین اہل سنّت نے یہ تفسیر کی ہے۔

یعنی اول غلبہ مسلمانون کو تھا کہ کافرون کو مارتے تھے اور وہ بھاگتے تھے اور آثار فتح نظر آتے تھے کسی کو تو خوشی مال کی تھی اور کسی کو غلبہ اسلام کی۔ لیکن جب مسلمانون سے پیغمبر خدا کی بے حکمی ہوئی تب مقدمہ اُلٹا ہو گیا وہ بے حکمی یہ تھی کہ حضرت نے پچاس آدمی تیرانداز پہاڑ کی راہ پر نگہبانی کو کھڑے کیئے تھے باقی لشکر لڑنے لگا۔ جب اِن تیراندازون نے فتح اور غلبہ دیکھا اُس جگہ سے چلے آئے کہ غنیمت لین بعضون نے منع کیا نہ مانا۔ وہان دس آدمی رہ گیے اس طرف سے کافرون کی قوم آپڑی حضرت مُسلمانون کو پیچھے سے پکارتے تھے کہ میری طرف آؤ۔ مگر غنیمت جو نظر آئی لوگ حضرت کے پکارنے پر نہ پھرے۔

بقول مفسرین حضرت دس اصحاب آنحضرت کے پاس رہ گئے تھے آپ اصحاب مفرورین کو بلاتے تھے گروہ پلٹ کر بھی نہ دیکھتے تھے

مفسرین نے صحابہ کو الزام سے بچانے کے لیئے یہ تفسیر کی ہے جس سے بادی النظر مین معلوم ہوتا ہے کہ جو اصحاب مورچے پر متعین تھے وہ چلے آئے اور جو اصحاب لڑائی مین مصروف تھے وہ بدستور لڑتے رہے حالانکہ ایسا نہین ہے۔ بلکہ پہلے وہی اصحاب جو مصروف جہاد تھے وہ غنیمت کی طرف جھک پڑے۔ اِن کو دیکھکر مورچے والون نے بھی اپنی جگہ چھوڑ دی۔ اس کی تصریح آگے ہوگی۔

دشمنون کا آنحضرت پر ٹوٹ پڑنا۔

غرض۔ جب یہ انصار شہید ہو گیے تو جناب رسول خدا صلعم رزمگاہ مین رہے۔ اگرچہ اس وقت آپ کے پاس چوّدہ اصحاب تھے مگر جب خالد بن ولید کمین گاہ سے نکلکر حضرت کے قریب پہونچا اور اپنے لوگون سے کہا کہ محمد کو پکڑ لو۔ کفار نیزے اور تلوارین لے کر آنحضرت پر ٹوٹ پڑے اس نازک وقت مین چوّدہ اصحاب بھی فرار ہو گیے۔ اب حضرت صلعم تنہا رہ گیے

دشمنون نے آپ پر پتھر اور تیر پھینکے رُخسار اور پیشانی مبارک زخمی ہو گئی۔ اور دندان مبارک شہید ہو گئے آپ غش ہو کر ایک گڑھے مین گر گئے۔ ایسے نازک وقت مین ایمان اور محبت رسول کا مقتضا یہ تھا کہ اصحاب جان نثار حضرت صلعم کے سینہ سپر ہوتے اور اپنی جان کی پروا نہ کرتے۔ اس لیئے کہ یہ امر آیت و حدیث سے ثابت ہے کہ کوئی شخص مومن نہین ہو سکتا جب تک اپنی جان و مال اور آل و اولاد سے زیادہ رسولخدا صلعم کی جان کو عزیز نہ رکھے جیسا کہ خدائے عز و جل فرماتا ہے۔

کوئی مومن نہین ہو سکتا جب تک کہ اپنی جان سے زیادہ رسول اللہ کی جانکو نہ سمجھے۔

النبی اولی بالمؤمنین من انفسہم — یعنی مومن تو وہی لوگ ہین جو نبی کی جان اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہین۔

اور تفسیر ابن کثیر مین اس آیت کے تحت مین چند احادیث لکھی ہوئی ہین از انجملہ یہ ہے۔

فی الصحیح والذی نفسی بیدہ لایومن احدکم حتی اکون احب الیہ من نفسہ ومالہ وولدہ والناس اجمعین۔ — صحیح مین ہے کہ (رسول اللہ نے فرمایا) جسکے ہاتھ مین میری جان ہے اسکی قسم کہ تم مین سے کوئی ایمان نہین لا سکتا جب تک مین اسکے نزدیک اس کے نفس سے اور اسکے مال اور اولاد اور سب لوگون سے عزیز ہون۔

لیکن ان جان نثارون کا حال اس کے برعکس تھا کہ وہ اپنی ہی جان کی خیر مناتے تھے۔

اور حضرت عمر نے تو خود رسول اللہ سے کہا۔

قال عمر واللہ لانت یا رسول اللہ احب الی من کل شئ الا نفسی — عمر نے کہا یا رسول اللہ قسم بخدا مین بجز اپنی جان کے آپکو ہر شے سے زیادہ محبوب رکھتا ہون۔

دیکھو جلد اوّل صفحہ ۴۹۵

یہی وجہ ہے کہ ایسے نازک وقت مین رسول اللہ صلعم کو دشمنون کے نرغہ مین تنہا چھوڑ کر

اپنی اپنی جانین بچا لیگئے اور ایسے بدحواس ہوکر فرار ہوئے کہ باوجودیکہ خود رسول اللہ ان کو عباد اللہ فانی رسول اللہ فرماکر بلا رہے تھے۔ مگر انھون نے مڑ کر بھی نہ دیکھا جس پر آیۂ کریمہ۔

آیہ کریمہ کہ صحاب بدحواس ہوکر بھاگے

اذ تصعدون ولا تلون	(اسوقت کو یاد کرو) جبکہ تم (بدحواس) بھاگے
علی احد والرسول یدعوکم	چلے جاتے تھے باوجودیکہ رسول تمھارے پیچھے (کھڑے)
فی اخرٰیکم فاثابکم	تم کو بلا رہے تھے (لیکن) تم مڑ کر کسی کو نہین دیکھتے تھے
غما بغم لکیلا تحزنوا	اس مخالفت سے جو تم نے رسول کو آزردہ کیا (اس)
علی ما فاتکم ولا	رنج کے بدلے خدا نے شکست کا رنج پہونچایا تاکہ
ما اصابکم واللہ خبیر	جب کبھی تم سے کوئی مطلب فوت ہوجائے یا کہ تم پر
بما تعملون	کوئی مصیبت آپڑے تو تم اسکا رنج نہ کرو اور تم کچھ بھی کرو
	اللہ کو اس کی خبر ہے۔

شاہد ہے۔

جب لشکر اسلام کی شکست ہوئی تو اصحاب منافقین مومنین پر طعن تشنیع کرنے لگے کہ ہم نے تو پہلے ہی کہا تھا کہ شہر کے اندر ہی لڑائی ہو مگر پیغمبر نے ہماری بات نہ مانی ہم لوگون کو ناحق ہلاک کرا دیا۔ ان مخالفانہ باتون پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

آیہ کریمہ مومنین کی تعریف اور منافقین کی مذمت مین

ثم انزل علیکم من	(پھر جب تم شکست کا غم زدہ افسوس کرچکے
بعد الغم امنۃ نعاسا یغشیٰ	تو اس کے بعد خدا نے تم پر ایک طمینان کی حالت
طائفۃ منکم وطائفۃ	طاری کی کہ تم مین سے ایک گروہ کو (یعنی سچے مسلمانون کو)
قد اھمتھم انفسھم	نیند نے آدبایا) اور بعض (منافق تھے) جن کو اپنی جان کی (فکر تھی)

يظنون بالله غير الحق ظن
الجاهلية يقولون هل لنا
من الامر من شئ قل ان
الامر كله لله يخفون فى
انفسهم ما لا يبدون لك
يقولون لو كان لنا من
الامر شئ ما قتلنا ههنا
قل لو كنتم فى بيوتكم
لبرز الذين كتب عليهم
القتل الى مضاجعهم و
ليبتلى الله ما فى صدوركم
وليمحص ما فى قلوبكم
والله عليم بذات الصدور

اپنے جانون کی پڑی تھی اللہ کے جناب مین ناحق
(ناروا) جاہلیت (کیوقت) کیسی بد گمانیان کر رہے
تھے (اور) کہتے تھے کہ ہمارے بس کی کیا بات ہے
(اے پیغمبر تم) اُنسے کہدو کہ سب کام خدا کے اختیار مین
ہین اُنکے دلون مین اور اور باتین بھی مخفی ہین جنکو وہ
تم پر ظاہر نہین کرتے (جی ہی جی مین) کہتے ہین کہ ہمارا
کچھ بھی بس چلتا ہوتا تو ہم یہان مارے بھی نہ جاتے (اے
پیغمبر ان لوگون سے) کہدو کہ تم اپنے گھرون مین بھی ہوتے
جنکی قسمت مین مارا جانا لکھا تھا (گھرون سے) نکلنکلنا کر خود اپنے
اپنے پچھڑنے کی جگہ آموجود ہوتے اور (اس لڑائی کے
ہار جانے مین بھی چند در چند مصلحتین تھین از انجملہ یہ کہ)
خدا کو منظور تھا کہ تمھارے مافی الضمیر کو آزمالے اور
تمھارے دلی خیالات کو (وسوسون کے میل کچیل سے)
صاف کرے اور اللہ تو سب کے جی کی بات جانتا ہے۔

جناب شاہ صاحب نے جنگ اُحد مین جمیع اصحاب کا فرار باستثنا تیس کے تسلیم کیا ہے اور حضرت ابوبکر و عمر کے فرار سے انکار کر کے انکا ثابت قدم رہنا بتایا ہے جیسا کہ تحفہ مین ہے۔

قول شاہ صاحب کہ تیس اصحاب ثابت قدم رہے جن مین ابوبکر و عمر بھی تھے اور اصحاب مفرور ہیں۔ معذور ہین کہ بعد خبر شہادت سردار ثبات لشکر دشوار ہے

چون گریختن روز احد از عثمان و از
جمیع صحابہ غیر از سی کس بوقوع آمدہ تنہا

جبکہ اُحد کے دن بجز تیس کے کل
اصحاب فرار ہو گئے تو تنہا

برعثمان جائے طعن نیست معہذا چون حقتعالیٰ	عثمان پر طعنہ زنی کا موقع نہین ہے
عفو از آن کبیرہ در قرآن مجید نازل	سوا اس کے خدا نے یہ گناہ عظیم عفو
فرمودہ دیگر جائے طعن بر ہیچ کس نماند	کر دیا تو پھر کسی پر بھی جائے طعن نہین ہے
قولہ تعالیٰ۔ انّ الّذین تولّوا منکم	جیساکہ قرآن مجید مین فرماتا ہے۔ ان
یوم التقی الجمعان الخ	الذین تولوا الخ
بالفرض اگر عثمان نمی گریخت او را نزد	بالفرض اگر عثمان مفرور نہوتے تب بھی
شیعہ ازین چہ می کشود۔ ابوبکر و عمر کہ نہ	زبان شیعہ سے مخلصی نہ پاتے۔ اس لیے کہ
گریختند و ثابت قدم ماندند کے از زبان	ابوبکر اور عمر فرار نہوئے اور ثابت قدم رہے
شیعہ خلاص شدند کہ اُوی شود اگر از	ان کو شیعہ نے طعن سے کب چھوڑا۔ اگر بنظر
روئے کتب سیر تمام آن واقعہ را کسی بہ	غور کتب تواریخ سے اس واقعہ پر نظر
تامل مطالعہ نماید فرار کنندگان را معذور	کرے تو مفرورین کو معاف رکھے گا۔ کیونکہ
دارد کہ بعد از انتشار خبر کشتہ شدن سردار	بعد انتشار خبر ہلاکت سردار لشکر کا ثابت قدم
ثبات لشکر خیلے دشوار است۔	رہنا نہایت ہی مشکل ہے۔

تردید قول شاہ صاحب و حضرت ابوبکر و عمر کے فرار کے ثبوت مین اسناد۔

حضرت شاہ صاحب کا تیش اصحاب کو عموماً اور خلیفہ صاحب اوّل و دوم کو خصوصاً ثابت قدم بتانا تو تواریخ و اخبار و آثار کے خلاف ہے۔ چنانچہ ان دونون حضرات کا مفرور ہونا اسی تاریخ روضۃ الصفا سے ثابت ہے جس کے الفاظ یہ ہین۔

پرسیدم۔ ابوبکر و عمر کجا بودند۔ گفت ایشان نیز بگوشہ رفتہ بودند۔

اس قول کی تائید مین دیگر علمائے کرام کے بھی چند اقوال و روایات نقل کیے جاتے ہین اور وہ یہ ہین۔

پہلی۔ شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی (مدارج النبوۃ صفحہ ۵۹۴) مین رقمطراز ہین۔

اگرچہ مسلمانان متزلزل شدند و بے صبری کردند۔ نزد آنحضرت صلعم غیر از چہاردہ نفر از مہاجرین و ہفت از انصار کسی نماند ہیچ ذکر نہ کردہ اند کہ عمر بن الخطاب درمیان تیراندازان بود یا باآنہا کہ متزلزل و مختلط گشتند۔ این حکایت مشتبہ ماند۔

دوسری۔ نوبتے زید بن وہب از عبداللہ بن مسعود پرسید کہ چنین شنیدہ ام کہ در روز احد غیر از علی مرتضیٰ و ابودجانہ و سہیل بن حنیف رضی اللہ عنہم در خدمت حضرت رسول ہیچ کس نماندہ بود این خبر آیا مطابق آن واقعہ است جوابداد کہ در دہلہ اوّل کہ سپاہ اسلام رو بانہزام نہادند بجز علی مرتضیٰ احدے نزد مصطفیٰ نماند۔ پرسیدم کہ ابوبکر و عمر کجا بودند گفت آن نیز در گوشہ رفتہ بودند۔ (حبیب السیر جلد اول صفحہ ۳۰)

تیسری۔ در روز احد چون مسلمانان رو بہزیمت نہادند۔ و رسول اللہ را تنہا گذاشتند حضرت در خشم شد در آن حالت نظر کرد علی ابن ابیطالبؑ را دید کہ در پہلوے وے ایستادہ است۔ فرمود۔ اے علیؑ چون بود کہ با یاران ملحق نگشتی۔ گفت یا رسول اللہ ان لی بک اسوۃ بدرستیکہ مرا با تو اقتدا است۔ (در روضۃ الاحباب صفحہ ۲۱۲)

چوتھی۔ معارج النبوۃ مین تو اس تصریح سے ہے کہ رسولخدا صلعم نے بیعت الرضوان کیوقت حضرت عمرؓ کو احد کا فرار یاد دلایا۔ اُسکی نقل یہ ہے۔

رسول خدا صلعم بعد ازان روئے بہ عمر آورد و گفت شما را فراموش شد کہ در روز احد راہ گریز پیش گرفتہ بودید و من شما را می خواندم و ہیچیک از شما را مین مجال التفات نبود و فراموش کردید۔ روز احزاب را کہ دشمنان از اعلیٰ و اسفل متوجہ بودند و آنچہ وعدہ خداوند تعالیٰ بود بانجاز پیوست و بعد ازان یک یک واقعہ کہ فنون

الطاف الٰہی و انجاز وعدہ بود بہ یاری ان داد تا ہمہ در مقام انصاف گفتند ہر چہ خدائے تعالیٰ و رسول او فرمایند راست است (صـ ۱۹۶)۔

پانچویں وفی غزاۃ احد جمع لہ رسول اللہ بین اللواء والرایۃ وکانت رایۃ المشرکین مع طلحۃ بن ابی طلحۃ وکان یسمی کبش الکتیبۃ فقتلہ علی رضی اللہ عنہ فاخذ الرایۃ غیرہ فقتلہ علی رضی اللہ عنہ ولم یزل یقتل واحدا بعد واحد حتی قتل رضی اللہ عنہ تسعۃ نفر فانہزم المشرکون واشتغل المسلمون بالغنائم فحمل خالد بن الولید باصحابہ علی النبی فضربوہ بالسیوف والرماح والحجر حتی غشی علیہ فانہزم الناس عنہ سوی علیؑ فنظر الیہ النبی بعد افاقتہ وقال لہ اکفنی ہولاء فہزمہم عنہ وکان اکثر المقتولین منہ

اور غزوۂ احد میں جمع کیا اونکے لیے رسول اللہ نے درمیان لواء اور روایت کے اور مشرکین کا نشان طلحہ کے ہاتھ میں تھا انکو حضرت علیؑ نے قتل کیا پھر دوسرے نے نشان لیا اوسکو بھی حضرت نے قتل کیا اور ہمیشہ آپ ایک کے بعد ایک کو قتل کرتے تھے یہان تک کہ (نو) آدمی قتل کیے آخر مشرکین کو ہزیمت ہوئی اور سامان غنیمت جھک پڑے۔ خالد بن ولید نے اپنے یارونکو ساتھ لیکر نیزہ اور تلوار و پتھر سے رسول اللہ کو مارنا شروع کیا یہانتک کہ آپ کو غش آگیا اور بجز حضرت علیؑ کے سب صحاب فرار ہوگیے۔ بعد افاقہ جناب رسول اللہ نے حضرت علیؑ کو دیکھا اور فرمایا کہ میرے نزدیک سے ان ظالمون کو ہٹاؤ۔ پس حضرت علیؑ نے انکو بھگا دیا اور اکثر مقتولین آپ ہی کے ہاتھ سے قتل ہوئے (در شرح تجرید علامہ قوشجی صـ ۳۸۴) منقول مجمع البحرین فی ادلۃ الفریقین صـ ۲۳۳

چھٹی۔ علامہ محمد بن جریر طبری اپنی تاریخ میں جس کو اہل سنت اصح التواریخ کا لقب

دیتے ہین یہ تحریر فرماتے ہین۔

فانحاز ابوبکر الی الجبة فاستتر بها ثم هزم الله المشرکین (در تاریخ طبری ص١٠٢)

حضرت ابوبکر قبرستان کی طرف چلے گئے اور اُس مین چھپے رہے پھر خدا نے مشرکین کو شکست دی۔

ساتوین۔ اِن روایتون کے قطع نظر ان حضرات نے خود اپنی زبان سے مفرور ہونے کا اقرار کیا ہے اور ام المومنین حضرت عائشہ رض نے اپنے والد ماجد کے فرار پر شہادت دی ہے جیسا کہ تاریخ خمیس مین ہے۔

قال ابوبکر لما صرف الناس یوم احد عن رسول الله فکنت اول من جاء النبیؐ (تاریخ الخمیس جلد ا مصر ص٤٣١)

حضرت ابوبکر کا بیان ہے کہ جب تمام لوگ اُحد کی لڑائی کے دن رسول اللہ کو چھوڑ کر بھاگ گیے تو مین نبیؐ کے پاس سب سے پہلے آگیا۔

آٹھوین عن عائشہ رضی الله عنہا قالت کلما ذکر احد ابی بکی بکاءً شدیدًا فقلت ما یبکیک فقال بفراری یوم احد

حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ میرے باپ جنگ احد کو یاد کر کے بشدت روتے تھے۔ مین نے رُونے کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ مین اُحد کے دن مفرور ہوا۔

یہی کنز العمال مین ہے:۔

عن عائشۃ قالت کان ابوبکر اذا ذکر یوم احد بکی ثم قال ذاك کان کلہ یوم طلحۃ ثم انشاء یحدث قال کنت اول من جاء یوم احد (ص٢٤٣)

حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ جب حضرت ابوبکر اُحد کے دن کا ذکر کرتے تو رونے لگتے اور فرماتے تھے کہ وہ دن تو سارا طلحہ کا تھا پھر کہتے تھے کہ مین اُحد کے دن سب سے پہلے واپس آگیا تھا

نویں ۔ صاحب درمنثور سیوطی جلد دوم صفحہ ۸۸ بذیل آیہ شریفہ ان الذین تولوا منکم یوم التقی الجمعان خود حضرت عمر کی زبانی نقل فرماتے ہیں ۔

اخرج ابن جریر عن کلیب	کلیب سے ابن جریر نے روایت کی ہے کہ بروز جمعہ
قال خطب عمر یوم الجمعۃ فقرأ	حضرت عمر نے خطبہ میں سورۂ عمران تلاوت
آل عمران وکان یعجبہ اذا خطب ان	کیا اور اس سورہ کا خطبہ میں پڑھنا اُن کو مرغوب
یقرءھا فلما انتھی الی قولہ	تھا ۔ جب "ان الذین تولوا" پر پہونچے فرمایا
ان الذین تولوا منکم یوم التقی	کہ جب جنگ احد ہوی تو ہم سب نے شکست
الجمعان قال لما کان یوم احد ھزمنا	کھائی اور میں یہاں تک بھاگا کہ پہاڑ پر
ففررت حتی صعدت الجبل فلقد رأیتنی	چڑھ گیا ۔ اگر تم دیکھتے تو معلوم ہوتا کہ میں
انزو کانی اروی کنز العمال صفحہ ۲۳۸ مطبوعہ مصر جلد اول	بزکوہی ہوں ۔

دسویں

ومن المنھزمین عمر الا انہ لم یکن	بھاگنے والوں میں حضرت عمر بھی تھے
فی اوائل المنھزمین ولم یبعد بل ثبت	مگر آپ پہلے نہیں بھاگے اور دور نہیں بھاگے
علی الجبل ومنھم عثمان انھزم	بلکہ کوہ احد پر جا کے دم لیا بھاگنے والوں میں
مع رجلین من الانصار یقال لھما	حضرت عثمان بھی تھے اور یہ دو آدمیوں
سعد وعقبۃ انھزموا حتی بلغوا	کے ساتھ جن کا نام سعد وعقبہ تھا بھاگے
موضعا بعیدا ثم رجعوا بعد ثلاثۃ	اور بہت دور تک بھاگتے ہوئے نکل گیے
ایام فقال لھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم	تیسرے روز رسول اللہ کو منہ دکھایا رسول اللہ
لقد ذھبتم فیھا عریضۃ (تفسیر کبیر جلد سوم)	نے فرمایا بڑے بہے گیے

گیارھویں ۔ امام موصوف آیہ شریفہ "شاورھم فی الامر" کی تفسیر میں جناب خلافت مآب کا

فرار ہونا لکھتے ہین کہ۔

	فیصلان عمر کان من المنہزمین ید خل تحت الآیۃ۔	چونکہ عمر بھاگے تھے۔ لہذا ہم قبول کرتے ہین کہ وہ بھی آیت کے حکم مین داخل ہین۔
بارھوین	ان الشیخین ہزما یوم احد ورجع عمر ینشف دموعہ و یسأل علیاً العفو فقال الست المنادی قتل محمد فرجعوا الی ادیانکم فقال انما قالہا ابوبکر ثم نزلت ان الذین تولوا منکم یوم التقی الجمعان انما استزلہم الشیطان (در مسند احمد حنبل)	بہ تحقیق شیخین احد مین بھاگے حضرت عمر اپنے آنسو پونچھتے تھے اور حضرت علیؑ سے معافی مانگتے تھے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا آیا تم نے یہ ندا نہین دی تھی کہ محمد قتل ہوگئے پس اپنے دین کی طرف پلٹ جاؤ انھون نے جواب دیا کہ یہ ابوبکر نے کہا تھا پھر یہ آیت نازل ہوئی تحقیق جو لوگ پلٹ گئے تم مین سے دونو جماعت کے مقابلہ کے دن اُن کو بیشک شیطان نے دہوکہ دیا۔
تیرھوین	عن سالم عن ابی سمع رسول اللہ صلعم اذا یرفع راسہ عن رکوع فی الرکعۃ الاخرۃ من الفجر یقول اللھم العن فلاناً۔ فلاناً۔ فلاناً۔ بعد ما یقول سمع اللہ لمن حمدہ فانزل اللہ ربنا و لک الحمد لیس لک فی الامر شئی	سالم کہتے ہین میرے باپ نے سُنا کہ رسول اللہ صلعم نے نماز صبح مین آخر رکعت مین بعد رکوع سر اُٹھایا اور بعد فرمانے سمع اللہ لمن حمدہ کے یہ دعاے قنوت اللھم العن فلانا فلانا۔ فلانا پڑھی۔

بخاری شریف مین ہے کہ فلان۔ فلان سے مُراد وہ لوگ ہین جو رسول اللہ صلعم کو چھوڑ کر جنگ اُحد مین بھاگ گئے۔ اور اُن مین حضرت عثمان بن عفان بھی تھے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ

رسول اللہ نے تو تینوں کا نام لیا ہو گا مگر اسمعیل بخاری نے بجائے نام کے فلانا۔ فلانا۔ فلانا لکھدیا ہے (دیکھو صحیح بخاری مصححہ خلیل الرحمن صہ ۵۸۲)۔

حضرت عثمان فرار ہو کر تین دن کے بعد آئے

یہ ذکر تو مخصوص حضرت ابوبکر و عمر کا تھا۔ اور حضرت عثمان غنی کی نسبت تمام مورخین و محدثین متفق البیان ہیں کہ غزوہ اُحد میں ایسے فرار ہوئے کہ تین دن بعد دربار رسول اللہ میں حاضر ہوئے۔ چنانچہ شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رقمطراز ہیں۔ کہ

مردے نزد ابن عمر آمد۔ و گفت خبر دہ مرا کہ عثمان روز اُحد گریخت۔ گفت نعم۔ آن مرد گفت آیا میدانی کہ غائب شد عثمان از جنگ بدر حاضر نشد۔ گفت ابن عمر نعم۔ آن مرد گفت آیا میدانی کہ تخلف کرد از بیعت رضوان۔ پس حاضر نشد۔ گفت نعم۔ پس تکبیر بر آورد آن مرد

صحیح بخاری میں ہے کہ کسی شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر سے سوال کیا وہ حدیث طولانی ہے بقدر ضرورت اِس جگہ نقل کی جاتی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔

قال انشدک بحرمة هذا البیت اتعلم ان عثمان بن عفان فر یوم احد قال نعم۔ قال فتعلمه تغیب عن بدر فلم یشهد ها قال نعم۔	(ایک شخص نے عبداللہ بن عمر سے) کہا کہ میں تم سے اس گھر (خانہ کعبہ) کی حرمت کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ آیا عثمان بن عفان روز اُحد بھاگ گئے تھے۔ کہا کہ ہاں پھر اُسنے کہا کہ تم یہ بھی جانتے ہو کہ عثمان جنگ بدر میں غائب ہو گئے تھے پھر حاضر نہیں ہوئے۔ ابن عمر نے کہا کہ ہاں

اصلاح ۱۲-۳۲-۵۹-

آیات الٰہی دربارہ انکشاف ایمان مومنین و منافقین

اِن روایات و تفاسیر و آیات الٰہی سے بخوبی ثابت ہے کہ ان اصحاب میں بہت سے منافق تھے چنانچہ خود اللہ جلشانہ نے اس لڑائی میں معرض اور منافق کا امتیاز اور منافقین کے نقص ایمان کو ظاہر فرمایا ہے۔ قولہ تعالیٰ۔

وما اصابکم یوم التقی الجمعٰن	اور جس دن بمقام احد میں مسلمانوں اور کافروں کی دو جماعتیں

فباذن الله وليعلم المومنين وليعلم	بھر گئیں اور (مسلمانون) تمکو (شکست کی) مصیبت پہونچی
الذين نافقوا وقيل لهم تعالوا قاتلوا	تو خدا کا حکم تم پر یون ہی تھا اور یہ بھی غرض تھی کہ خدا سچے
فى سبيل الله او ادفعوا قالوا لو نعلم	ایمان والون کو معلوم کرے اور منافقون کو (بھی) معلوم کرے اور
قتالا لاتبعناكم هم للكفر يومئذ	منافقون سے کہا گیا کہ آؤ الله کے رستہ مین لڑو یا (دشمن کو) ہٹاؤ
اقرب منهم للايمان يقولون بافواههم	تو لگے کہنے کہ ہم سمجھے (آج) لڑائی ہوگی ہم ضرور تمہارے ساتھ
ماليس فى قلوبهم والله اعلم	ہو لیتے یہ (لوگ) اس روز بہ نسبت ایمان کے کفر سے نزدیک
بما يكتمون الذين قالوا لاخوانهم	تر تھے منہ سے ایسی بات کہتے ہین جو اُنکے دلون مین نہین ہے۔
وقعدوا لو اطاعونا ما قتلوا	اور (خباثت) جسکو چھپاتے ہین الله اُسکو خوب جانتا ہے
قل فادرءوا عن انفسكم الموت	(یہ وہی لوگ ہین) جو (آپ تو) مزے سے بیٹھے رہے اور اپنے (شہید)
ان كنتم صادقين ۝	بھائیوں کی نسبت لگے کہنے کہ ہمارا کہا مانتے تو مارے نہ جاتے (اے پیغمبر
(سورۂ آل عمران پ۴ رکوع ۸)	اُنلوگون سے) کہو کہ اگر تم سچے ہو تو اپنے اوپر سے موت کو ٹال دینا

اس آیہ وافی ہدایہ سے صاف ظاہر ہے کہ خُدائے پاک کی یہ بھی غرض تھی کہ اس جنگ اُحد مین سچے ایمان والون کو معلوم کرلے۔ اور منافقون کو بھی۔ جبکہ کلام آلہی کی اس شہادت سے ثابت ہوا کہ اصحاب رسولؐ مین منافق بھی تھے اس صورت مین اہلسنّت کا یہ اعتقاد کہ ”جمیع صحابہ عدول اند“ باطل ہوا۔ امام فخرالدین رازی تفسیر کبیر مین آیۂ کریمہ۔ اولما اصابتکم مصیبۃ الخ کی تفسیر فرماتے ہین۔

تفاسیر مفسرین اہلسنت کہ خدا نے بروز احد مومن کو منافق سے تمیز دی

اعلم ان هذا متعلق بما تقدم	جاننا چاہیے کہ یہ متعلق ہے قول (اولما اصابتکم)
من قوله اولما اصابتكم مصيبة فذكر	سے پہلی آیت مین ذکر فرمایا کہ اونکے نفسون اور
فى الاية الاولى انها اصابتهم بذنبهم	اُنکے گناہون کی وجہ سے اونپر مصیبت پڑنیکا ذکر کیا اور
ومن عند انفسهم وذكر فى هذه الاية	اس آیہ مین بوجہ آخر اونپر مصیبت پڑنے کو ذکر فرمایا اس لیے کہ

انما اصابتهم لوجه اخروهوان يتميز المومن عن المنافق وفى الاية مسائل المسئلة الاولى قوله يوم التقى الجمعان المراد يوم احد

جسمین مومن اور منافق کی تمیز ہو جائے۔ اور آیہ مین مسائل ہین (یوم التقی الجمعان) سے روز احد مُراد ہے۔

اسی طرح صاحب تفسیر معالم التنزیل آیہ کریمہ۔

ماكان الله ليذر المومنين على ما انتم عليه حتى يميز الخبيث من الطيب (ایضا رکوع ۹)

خدا کی یہ شان نہین ہے کہ مومنون کو اُسی حالت پر رہنے دے کہ جس حالت پر تم ہو (یعنی منافقین) یہانتک کہ ناپاک کو پاک سے جدا نہ کر دے۔

کی یہ تفسیر فرماتے ہین کہ خدائے پاک نے بروز اُحد مومن کو منافق سے تمیز دیدی۔ یہی نہین بلکہ صاف الفاظ مین رقمطراز ہین کہ یہ آیت اُن اصحاب منافقین کے بارہ مین ہے جو کہ بروز اُحد رسول اللہ صلعم کو چھوڑ کر علٰحدہ ہو گیے تھے۔ اُنکی نقل یہ ہے۔

ومعنى الاية حتى تميز المنافق من المخلص فميز الله المومنين من المنافقين يوم احد حيث اظهروا النفاق وتخلفوا عن رسول الله صلعم

یعنی یہانتک کہ منافق مخلص سے متمیز ہو جائے چنانچہ اُس نے بروز اُحد مومنین کو منافقین سے تمیز کرادی کہ منافقین اپنا نفاق ظاہر کرکے رسول اللہ سے الگ ہوگیے۔

یہی تفسیر درمنثور سیوطی جلد ۲ صفحہ ۱۰۴ مین ہے کہ خدائے تعالٰی نے جنگ اُحد کے دن اصحاب مین سے مومن کو منافق سے تمیز کرادیا اس تفسیر سے صاف ظاہر ہے کہ جو اصحاب رسول اللہ کو تنہا چھوڑ گیے وہ ضرور منافق تھے۔ اور جبکہ خود مفسرین عموماً اور امام فخرالدین رازی خصوصاً اصحاب ثلاثہ کو مفرورین اُحد سے بتا رہے ہین تو تفسیر بالا کے رو سے یہ حضرات آیہ "حتی یمیز الله الخبیث" "من الطیب" مین داخل ہین جس سے کسی کو موقع اِنکار نہین ہو سکتا۔

شاہ صاحب کے اقوال پر تنقید

افسوس ایسی جلی شہادتون کے بعد بھی زبدۃ المتکلمین عمدۃ المناظرین حضرت شاہ صاحب یہ فرماتے ہین کہ (ابوبکر و عمر کرنہ گریختند و ثابت ماندند کہ از زبان شیعہ خلاص شدند کہ عثمان ہم شد) نیز شمس العلما جناب شبلی صاحب نعمانی باوجودیکہ باین الفاظ حضرت عمر کا فرار تحریر فرماتے ہین کہ۔

علامہ بلاذری نے انساب الاشراف مین حضرت عمر کے حال مین یہ لکھا ہے (کہ)

وکان فمن انکشف یوم احد فغفرلہ۔ (یعنی) حضرت عمر اُن لوگون مین تھے جو اُحد کے دن بھاگ گیے تھے لیکن خدانے اُنکو معاف کردیا۔

اور (یہ بھی ارشاد فرماتے ہین کہ)۔

جہاد سے بھاگنا ایک ایسا ننگ و عار تھا جسکو کوئی شخص علانیہ تسلیم نہین کر سکتا۔

باین ہمہ جوش محبت فاروق مین بہت شد و مد کے ساتھ اُنکا ثابت رہنا ان الفاظ مین بیان فرماتے ہین کہ۔

یہ امر تمام روایتون سے ثابت ہے کہ سخت برہمی کی حالت مین بھی حضرت عمر جنگ سے نہین ہٹے اور جب آنحضرت کا زندہ رہنا معلوم ہوا تو فوراً خدمت اقدس مین پہونچے۔

جناب شاہ صاحب کی اس توجیہ سے کہ

"اگر از روئے کتب سیر تمام واقعہ راکسی مطالعہ نماید. فرار کنندگان رامعذور دارد کہ بعد از انتشار خبر کشتہ شدن سردار ثبات لشکر خیلے دُشوار است"

اصحاب مفرورین کو حفظ قرآن کی برکت سے معذور بتاتے ہین۔ لیکن خدائے عزوجل مجاہدین کا کوئی عذر قبول نہین فرماتا بلکہ فرار کیا پیٹھ پھیرنے پر بھی سخت عذاب و عتاب کی تہدید فرماتا ہے قولہ تعالیٰ

یا ایھا الذین آمنوا اذا لقیتم — اے ایمان لانے والو جب تم کافرون سے

الذین کفروا زحفًا فلا تولوھم	جنگ میں آمنا سامنا کرو تو ان کو پیٹھ نہ دکھاؤ اور
الادبار ۝ ومن یولھم یومئذ دبرہ	اُسدن جو پیٹھ دکھائے گا سوائے اس کے کہ لڑائی کیلئے
الا متحرفا للقتال او متحیزا الی فئۃ	کتراتے جاتا ہو یا دوسرے گروہ کے پاس جگہ پکڑنا
فقد باء بغضب من اللہ وماویہ	مقصود ہو وہ یقیناً غضب خدا میں گرفتار ہوگا
جھنم وبئس المصیر	اور ٹھکانا اوسکا جہنم ہے اور وہ بہت ہی بُری
(سورہ انفال)	جگہ ہے۔

اب معزز ناظرین غور فرمائیں کہ کس طمطراق سے حضرت ممدوح صحابہ کی خاطر آیہ مذکورہ بالا سے چشم پوشی فرماتے ہیں۔ حالانکہ یہ توجیہ اصحاب مغرورین کے عدم ایمان پر دلالت کرتی ہے کہ نہ اُن کی ہجرت خدا اُور رسولؐ کے لیے تھی اور نہ جہاد فی سبیل اللہ مقصود تھا بلکہ بمصداق

"کفر در دل بر زبان اللہ اکبر داشتن"

ان کا ایمان و اسلام سب دکھانے کے لیئے تھا جو اس موقع پر کُھل گیا کہ جب یقین ہوا کہ رسولؐ اللہ نے شہادت پائی تو پھر اپنی حالت سابقہ پر عود کر گیے جسکی تصدیق آیۂ کریمہ۔

وما محمد الا رسول قد	اور محمدؐ اس سے بڑھکر اور کیا ہے کہ ایک رسولؐ ہیں۔
خلت من قبلہ الرسل افائن	اور بس۔ ان سے پہلے (اور) بھی رسولؐ ہو گزرے ہیں
مات او قتل انقلبتم علی	اگر محمد اپنی موت سے (مر جائیں یا مارے جائیں تو کیا تم اُلٹے
اعقابکم ومن ینقلب	پاؤں (کفر کی طرف) پھر لوٹ جاؤگے اور جو اُلٹے پاؤں لوٹ
علی عقبیہ فلن یضر	جائیگا وہ خدا کا تو کچھ بھی نہ بگاڑ سکے گا اور جو لوگ اسلام
اللہ شیئًا وسیجزی اللہ	کی نعمت کا شکر کرتے ہیں انکو خدا عنقریب جزائے
الشکرین ۝	(خیر) دیگا۔

اس آیۂ شریفہ کی تفسیر یہ ہے۔

اس جنگ اُحد مین بعض مسلمان کامل بھی ہٹ گئے تھے اس واسطے ایک کافر نے اپنی قوم مین پکارا کہ مین نے محمدؐ کو مارا اور حضرت کے زخم سے بہت خون گیا تھا۔ ضعف مین آکر ایک گڑھے مین گرے تھے مسلمانون نے حضرت کو نہ دیکھا تھا۔ اُن کو یقین ہو گیا کہ محمدؐ مارے گئے۔ اور جب حضرت ہوشیار ہوے تو میدان مین جو لوگ حاضر تھے ان کو جمع کر کے پھر لڑائی قائم کی تب کافر چلے گئے سو اللہ نے فرمایا کہ رسول رہے نہ رہے دین اللہ کا ہے اُس پر قائم رہو۔ در قرآن مجید مطبوعہ میرٹھ۔

تفسیر حسینی کہ بعض اصحاب عبد اللہ ابی منافق سے رجوع ہوے۔

صاحب تفسیر حسینی نے ان آیات کی جو تفسیر کی ہے اُس کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اصحاب مفرورین سے کچھ لوگ ابو سفیان سے خوف کرتے تھے کہ مبادا وہ قتل کر ڈالے۔ لہٰذا عبد اللہ ابی منافق سے رجوع ہوئے کہ ابو سفیان سے امان دلا دے۔ اُس کی نقل یہ ہے۔

بدرستیکہ شما بودید کہ از روے اشتیاق بقائے الٰہی از رو برو دید مرگ را یعنی شہادت را در پیش از آنکہ مشاہدہ کنید اسباب آن کہ حرب ست. پس بتحقیق بدیدید۔ آنچہ بطلبید از مقاتلہ کفار و حالا کہ تمامی بگریستید۔ بیاران و برادران شما کہ مقتول می شدند بانہا نظری کردید و دور پیغمبرؐ را تنہا گذاشتہ در خلوص خود می کوشید۔

یعنی تم تو جنگ کے پہلے شہادت حاصل ہونے کی تمنا کرتے تھے۔ لیکن جب تم نے اپنی آنکھ سے اپنے دوست احباب اور بھائیون کو شہید ہوتے دیکھا تو پیغمبرؐ کو تنہا چھوڑ کر چلد یئے۔

آوردہ اند کہ چون حضرت زخم خوردہ درمیان کشتگان نہان شدند۔ ابلیس لعین صدائے الا ان محمداً قد قتل

منقول ہے کہ جب آنحضرت صلعم مجروح ہو کر کشتگان مین چھپ گئے اُسوقت ابلیس لعین نے ندا دی کہ محمدؐ مارے گئے۔

در میان خاص و عام افگند قوے از ضعفائے اہل اسلام خواستہ کہ رجوع بعبد اللہ بن ابی نمودہ التماس کنند کہ از ابو سُفیان برائے ایشان خط امان بستانند و قوم دیگر بگریختند و بعد ازان کہ آنحضرت رسالت منہزمان را فرمود چرا فرار اختیار کردید۔ و پشت بمیدان کارزار آوردہ اید ایشان زبان عُذر کشودہ۔ گفتند کہ بآوازِ قتل تو شنیدم روزگار بر ما شوریدہ شد و از غایت ترس بگریختم۔

اس ندا پر ضعفاء اہل اسلام نے چاہا کہ عبد اللہ ابن ابی سے رجوع ہون اور اُس سے کہین کہ ابو سفیان سے امان دلادے اور جو کچھ اصحاب بھاگ گئے۔ اور جب رسول اللہ صلعم کا زندہ رہنا سُنا تو پھر حضرت کی خدمت مین حاضر ہوے حضرت صلعم نے اِن مفرورین کو بھاگے جانے پر ملامت کی اُنھون نے عذر کیا کہ ہم آپکے قتل کا غُل سنکر زندگانی دنیا ہم پر تلخ ہوگئی اور اسبب انتہا خوف کے مفرور ہو گیۓ۔

اور صاحب کشاف نے آیۂ شریفہ

یا ایھا الذین آمنوا ان تطیعوا الذین کفروا یردّوکم علی اعقابکم فتنقلبوا خٰسرین ۝ بل اللہ مولٰکم وھو خیر النّٰصرین سنلقی فی قلوب الذین کفروا الرّعب بما اشرکوا باللہ ما لم ینزّل بہ سلطانا وما وٰھم النار وبئس مثوی

اے ایماندار و اگر تم لوگون نے کافرون کی پیروی کرلی تو وہ تم کو اُلٹے پاؤن (کفر کی طرف) پھیر کرے جائین گے پھر اُلٹے تمھین گھاٹے مین آجاؤ گے خدا تمھارا سرپرست ہے اور سب سے مددگارون بہتر ہے ہم قریب تمھارا رعب کافرون کے دل مین جما دینگے اس لیے کہ اُن لوگون نے خدا کا شریک بنایا اُس چیز کو جسے خدا نے کسی قسم کی حکومت نہین دی اور (آخر کار) اُنکا ٹھکانا دوزخ ہے اور ظالمونکا

الظلمین ۵ ایضاً رکوع (کیا ہی) بُرا ٹھکانا ہے۔

کے تحت مین یہ لکھا ہے کہ۔

(منافقین مومنین سے کہتے تھے کہ پیغمبر تو مارے گئے اور رایت دولت کا کفار نے غلبہ پایا ہے اب تم پھر اپنے دین پر رجوع کرنا چاہیے) تفسیر حسینی مین اس کا ذکر ان الفاظ مین ہے۔ اقوال مفسرین منافقین کا مومنین سے کہنا کہ رسول تو مارے گئے اب تم اپنے پرانے دین پر پلٹ جاؤ۔

این آیت در شان جمعیت کہ از ابوسفیان طلب امان میکردند۔ در کشاف آوردہ کہ منافقان مومنان را می گفتند کہ این جماعت پیغمبر کشتہ شد۔ رایت دولت استیلا یافت شمارا دیگر بار بدین خود رجوع باید کرد۔

اور عُروج الاسلام ترجمہ تاریخ کامل جلد ششم صفحہ (۲۴۸) مین ہے۔

جس وقت مشہور ہوا کہ رسول اللہ صلعم مارے گئے تو اُس وقت کچھ مسلمانون نے کہا۔ کوئی ایسا ہے کہ جو عبد اللہ بن ابی بن سلول کو جاکر بُلا لائے۔ تاکہ وہ ابوسفیان سے ہمارے لئے امن اُس سے پہلے حاصل کرادے کہ ہم کو وہ قتل کر ڈالین۔ انس نے اُن سے کہا کہ اگر محمدؐ مارے گئے تو مارے گئے محمدؐ کا رب تو نہین مارا گیا۔ جس کے لئے محمدؐ لڑتے تھے اُسی بات کے لئے تم بھی لڑو۔ اے اللہ مین تو وہ بات نہین کہتا جو یہ لوگ کہتے ہین ان کی باتون سے مین بَری ہون پھر لڑا اور مارا گیا۔

تاریخ خمیس کی بھی روایت ملاحظہ ہو جس کی نقل یہ ہے۔

قال بعض المسلمین لیت لنا رسولًا	بعض مسلمانون نے کہا کاش کوئی پیغامبر
الی عبد اللہ بن ابی فیاخذ لنا	ہکو ملتا تو عبد اللہ بن ابی کے پاس بھیجتے کہ وہ
امانا من ابی سفیان وبعضھم جلسوا	ابوسفیان سے ہمارے لیے امان حاصل کرے
والقوا بایدیھم فقال ناس من المنافقین	اور بعضے ہاتھ پر ہاتھ ڈالے بیٹھے تھے اور منافقین

لوکان نبیّا لما قتل ارجعوا الیٰ اخوانکم والیٰ دینکم — کہتے تھے کہ اگر رسول اللہ خدا کے رسول ہوتے تو مارے نہ جاتے اب اپنے بھائیوں اور اپنے دین سابق کی طرف پھر چلو۔ اول صفحہ (۲۸۹)

اصحاب کا خبر شہادت سنکر فرار ہونا۔

پس اگر صادق الایمان ہوتے تو مطلق تردد و انتشار نہ کرتے بلکہ رسول اللہ کی شہادت کی خبر سنکر کفار و مشرکین پر اپنا اشداء علی الکفار ہونا ثابت کرتے کیونکہ رسول اللہ کی شہادت سے گویا اسلام نیست و نابود ہوا تھا۔ لازم تھا ایسے نازک وقت مین رسول اللہ کے جانشین بنکر صبر و استقلال کے ساتھ۔

وجاھدوا فی اللہ حق جہادہ۔ — اور خدا کی راہ مین ایسا جہاد کرو جو حق جہاد کرنے کا ہے۔

پر عمل کر کے کفار و مشرکین کے خون کے دریا بہا کر اسلام کو قائم رکھتے سبحان اللہ کیا سچے اسلام لانے والے اور پکے ایمان والے تھے کہ خلافت حاصل کرنے کے لیے نور رسول اللہ کی لاش غسل و کفن چھوڑ کر سقیفہ پہونچے اور لڑ جھگڑ کر جانشین رسوؐل بن بیٹھے۔ اور جہان اپنی جان جوکھم مین دیکھی تو ہوا ہو گئے۔

افسوس کہ جناب شمس العلماء شبلی صاحب نعمانی قضا کر گئے ورنہ مین الفاروق کی یہ عبارت ملاحظہ کراتا کہ۔

آنحضرت نے جس وقت وفات پائی مدینہ منورہ منافقون سے بھرا ہوا تھا۔ اس بات کے منتظر تھے کہ رسول اللہ کا سایہ اُٹھ جائے تو اسلام کو پامال کر دین اس نازک وقت مین آیا یہ ضروری تھا کہ لوگ جزع و فزع اور گریہ و زاری مین مصروف رہین۔ یا یہ کہ فوراً خلافت کا انتظام کر لیا جائے۔ اور ایک منظم حالت قائم ہو جائے۔

حالانکہ وقت رحلت سرور کائنات صلعم تو کچھ بھی اسلام کو خطرہ نہ تھا۔ یہ باتین محض ان کی پردہ پوشی کی غرض سے بنائی گئی ہین۔ یہان البتہ رسول اللہ صلعم کی خبر شہادت باعث تباہی دین اسلام تھی کہ مشرکین و کفار جو اسلام کی بیخ کنی کے درپے رہتے تھے رسول اللہ کی شہادت ان کے حق مین گویا فتح تھی پس ایسے نازک وقت مین آیا یہ لازم تھا کہ حضرت عمرؓ باطمینان خاطر پہاڑ پر جا کر بیٹھ جاتے۔ اور انس بن نظر کے پوچھنے پر فرماتے کہ۔

رسول اللہ نے تو وفات پائی اب لڑنے سے کیا فائدہ۔

یا تقاضائے ایمان و اسلام یہ تھا کہ میدان حرب مین ثابت قدم رہکر مشرکین و کفار کا قلع و قمع کر کے جہاز اسلام کو غرق ہونے سے بچاتے۔ قصہ مختصر خدائے پاک کے نزدیک تو ایماندار وہی لوگ ہین جو اسکی راہ مین اپنی جان و مال سے جہاد کرین۔

انما المومنون الذین آمنوا	سوائے اس کے نہین۔ کہ مومن وہی ہین
باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا	جو ایمان لاتے ہین اللہ پر اور اس کے رسول پر پھر
وجاھدوا باموالھم وانفسھم	اس مین انکو شک و شبہہ نہین ہوا اور جنھون نے
فی سبیل اللہ۔ اولٰئک ھم الصّٰدقون	جانون اور مالون سے راہ خدا مین جہاد بھی کیے
(سورہ حجرات)	وہی سچے مومن ہین۔

بعد سماعت خبر شہادت رسول امیرالمومنین و حضرت حمزہ کا جوش ایمان۔

چنانچہ یہ آیت جناب امیرالمومنین علیہ السلام اور حضرت حمزہؓ و حضرت انس و دیگر شہداء کے حق مین صادق آتی ہے کہ ان کو رسول اللہ صلعم کی شہادت کی خبر کا مطلق انتشار و تردد نہوا بلکہ اس خبر سے ان کے ایمان کو وہ جوش ہوا کہ اس شدت و صلابت سے لڑے کہ وہین شہید ہو گئے جیسا کہ سیرت ابن ہشام مین ہے۔

قال انتھی انس ابن النضر عم	مروی ہے کہ انس بن نضر جو انس بن مالک کے

انس بن مالك الى عمر بن الخطاب وطلحة بن عبد الله فی رجال من المهاجرین والانصار وقد القوا بایدیهم فقال ما یجلسکم قالوا قتل محمد رسول الله ص قال فما تصنعون بالحیوٰة بعده قوموا فموتوا علی ما مات علیه رسول الله ثم استقبل القوم فقاتل حتی قتل وبه سمی انس بن مالك ۔

چچا تھے۔ عمر بن الخطاب کے پاس پہونچے ان کے پاس طلحہ و نیز اور بہت سے مہاجرین و انصار ہاتھ پر ہاتھ رکھے ہوے بیٹھے تھے انس نے پوچھا کہ تم لوگ یہان بیٹھے ہوے کیا کر رہے ہو اُنھون نے جواب دیا رسول اللہ تو قتل کر ڈالے گئے۔ انس نے کہا جب رسول مر چکے تو تم زندہ رہکر کیا کرو گے اُٹھو جس دین پر رسول اللہ نے انتقال فرمایا اس پر تم بھی مر جاؤ یہ کہکر انس خود کفار سے لڑے اور شہید ہو گئے اور انھین کے نام پر انس بن مالک کا نام رکھا گیا۔

قول شبلی صاحب در بارہ شجاعت حضرت علیؑ۔

اور جناب شمس العلماء شبلی نعمانی جناب امیر المومنین علیہ السلام اور حضرت حمزہ کی شدت اور صلابت کا اظہار اس طرح کرتے ہین کہ۔

حضرت علیؑ اور حضرت حمزہؓ و ابو دجانہ۔ فوجون کے دل مین گھسے اور صفین کی صفین صاف کر دین۔ حضرت حمزہؓ دو دستی تلوار مارتے جاتے تھے اور جس طرف بڑھتے تھے صفین کی صفین صاف ہو جاتی تھین۔ حضرت علیؑ و ابو دجانہ کے بے پناہ حملون سے فوج کے پاؤن اکھڑ گئے اور مطلع صاف ہو گیا لیکن ساتھ ہی مسلمانون نے لوٹ شروع کر دی یہ دیکھکر تیر انداز جو پشت پر مقرر کئے گئے تھے وہ بھی غنیمت کی طرف جھکے۔ عبد اللہ بن جبیر نے بہت روکا لیکن وہ رُک نہ سکے تیر اندازون کی جگہ خالی دیکھکر خالد نے عقب سے حملہ کیا۔ عبد اللہ بن جبیر چند جانبازون کے ساتھ جم کر لڑے لیکن سب کے سب شہید ہو گئے۔ اب راستہ صاف تھا

خالد نے سوارون کے دستے کے ساتھ نہایت بےجگری سے حملہ کیا لوگ لوٹ مین مصروف تھے۔ اتنے مین غُل مچ گیا کہ آنحضرت صلعم نے شہادت پائی۔ اِس آواز سے عام بدحواسی چھا گئی۔ بڑے بڑے دلیرون کے پاؤن اُکھڑ گئے اس ہلچل اور اضطراب مین اکثرون نے تو بالکل ہمت ہار دی لیکن جانبازون کا بن زور نہین چلتا تھا۔ آنحضرت صلعم کی کسی کو خبر نہ تھی۔

حضرت علیؑ تلوار چلاتے اور دشمنون کی صفین اُلٹتے جاتے تھے لیکن کعبۂ مقصود رسول اللہ صلعم کا پتہ نہ تھا۔ حضرت انس کے چچا ابن نضر لڑتے لڑتے موقع سے آگے نکل گئے تو دیکھا کہ حضرت عمر نے مایوس ہو کر ہتھیار پھینک دیئے۔ پوچھا یہان بیٹھے کیا کرتے ہو بولے اب لڑ کر کیا کرین رسول اللہ نے تو شہادت پائی۔ ابن نضر نے کہا کہ ان کے بعد ہم زندہ رہکر کیا کرین گے یہ کہکر فوج مین گھُس گئے اور لڑکر شہادت پائی۔ لڑائی کے بعد اُن کی نعش دیکھی گئی تو اسی سے زیادہ تیر و تلوار اور نیزہ کے زخم تھے۔ کوئی شخص پہچان نہ سکا اُن کی بہن نے انگلی دیکھکر پہچانا۔

از سیرت النبی جلد اول (ص ۲۷۷)۔

حفاظ قرآن غور فرمائین کہ قاتلوا و قُتلوا کے یہ معنی ہین۔ مجاہد اُنکو کہتے ہین۔ خدا اور رسول پر جانثار ایسے ہوتے ہین۔ انہین مجاہدین کی شان مین ہے۔

جاھدوا باموالھم وانفسھم فی — جنھون نے جانون اور مالون سے راہ خدا مین
سبیل اللہ اولٰئک ھم الصادقون ۝ — جہاد کیئے وہی سچے مومن ہین۔

اب مقام انصاف ہے کہ خدائے پاک نے ان خاصان خدا کی تعریف کی ہے اور جنت کی بشارت دی ہے یا اصحاب ثلاثہ کی۔

اگر نظر انصاف سے دیکھو تو ان سچے اسلام لانے والون اور پکے ایمان والون سے تو بعض خواتین اسلام کو ایمان و عقائد مین کامل پاؤ گے۔ چنانچہ روایت ہے کہ۔

ایک عفیفہ کا اپنے باپ بھائی اور شوہر کی شہادت کے بعد انکی لاش دیکھنا

انصار مین سے ایک عفیفہ کے باپ - اور بھائی - اور شوہر - سب اس معرکہ مین مارے گیے تھے - باری باری سے تین سخت حادثون کی صدا اُس کے کانون مین پڑتی جاتی تھی لیکن وہ ہر بار صرف یہ پوچھتی تھی کہ - رسول اللہ صلعم کیسے ہین - لوگون نے کہا خیر سے ہین - اُس نے پاس آ کر چہرۂ مبارک دیکھا اور بے اختیار پکار اُٹھی کل مصیبۃ بعدک جلل

ہر مصیبت بعد آپ کے عظیم ہے -

مین بھی اور باپ بھی شوہر بھی برادر بھی فدا
اے شہ دین تیرے ہوتے ہوئے کیا چیز ہین ہم

منقول ہے - سیرت النبی مولفہ شبلی صاحب نعمانی سے صـ۲۸۱)

خواہر حضرت حمزہؓ کا مقتل مین آنا

اور حضرت صفیہؓ خواہر حضرت حمزہؓ کی حال مین یہ لکھا ہے کہ حضرت حمزہؓ کی بہن شکست کی خبر سنکر مدینہ سے نکلین آنحضرت صلعم نے اُن کے صاحبزادہ زبیرؓ کو بلاکر ارشاد فرمایا کہ حمزہؓ کی نعش دیکھنے نہ پائین - زبیرؓ نے حضرت کا پیام سُنایا - بولین مین اپنے بھائی کا ماجرا سُن چکی ہون لیکن خدا کے راہ مین یہ کوئی بڑی قربانی نہین - آنحضرت صلعم نے اجازت دی - لاش پر گئین خون کا جوش تھا - عزیز بھائی کے ٹکڑے ٹکڑے پڑے ہوئے تھے - لیکن - انا للہ انا الیہ راجعون کہہ کر چپ ہو رہین اور دُعائے مغفرت کی - ایضاً صـ۲۸۱)

یہ روایت بھی اسی مین ہے کہ -

با ایمائے رسول اللہ زنان انصار کا حضرت حمزہ پر نوحہ و بکا کرنا -

آنحضرت مدینہ مین تشریف لائے تو تمام مدینہ ماتم کدہ تھا - آپ جس طرف سے گذرتے تھے گھرون سے ماتم کی آوازین آتی تھین آپ کو عبرت ہوئی کہ سب کے سب عزیز و اقارب ماتم داری کا فرض ادا کر رہے ہین - لیکن حمزہؓ کا کوئی نوحہ خوان نہین ہے رقت کے جوش مین آپ کی زبان سے بے اختیار نکلا کہ حمزہؓ کا کوئی رونے والا نہین ہے انصار نے یہ الفاظ سُنے تو تڑپ اُٹھے سب نے جا کر اپنی بیویون کو حکم دیا کہ در دولت سرا پر جا کر حمزہؓ کا ماتم کرو -

آنحضرت صلعم نے دیکھا تو دروازہ پر، پردہ نشینان انصار ہی کی بھیڑ تھی اور حمزہؓ کا ماتم بلند تھا اُن کے حق مین دعائے خیر کی۔ اور فرمایا مین تمھاری ہمدردی کا شکر گذار ہون۔

غور کرنے کا مقام ہے کہ رسولؐ اللہ تو اپنے چچا کی موت پر گریہ و بکا فرمائین۔ اہل مدینہ کے گھرون سے ماتم کی آواز سُنکر فرمائین حمزہؓ کا کوئی رونے والا نہین انصار براہ ہمدردی اپنی عورتون کو دولتسرائے پر بھیجدین۔ وہ سب حضرت حمزہؓ کا ماتم کرین۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خواتین کے شکر گذار ہون۔ اور اُن کے حق مین دعائے خیر فرمائین۔ مگر آہ۔ صد حیف کہ اُمت رسولؐ مین ایک وہ لوگ بھی ہین جو سبط رسول الثقلین جناب امام حسین علیہ السلام کے مصائب عظیم پر رونا بدعت ٹھہرا کر اُسکو بند کرنے مین کوشان ہون فاعتبروا یا اولی الابصار۔

غرض جو کوئی واقعہ جنگ اُحد پر غور کرے تو اُس کو معلوم ہو گا کہ اول تو اس لڑائی مین سچے اسلام اور پکے ایمان والون کی تعداد ہی کم تھی اس پر بھی تین سو (۳۰۰) جان نثار اثنا راہ سے مفرور ہو گئے۔ اور جو باقی رہے ان مین سے بھی معدودے چند میدان حرب مین آئے اور مرنے مارنے سے جی چراتے رہے۔ حتی کہ اپنے پیغمبرؐ کو دشمنون کے پنجہ مین چھوڑ کر ہوا ہو گیے صرف طبقہ انصار ہی سے چند افراد ایسے نکلے جنھون نے جام شہادت پیکر اپنے مالک سے یہ سند حاصل کی۔

لقد تاب اللہ علی النبی	البتہ خدا نے پیغمبرؐ پر بڑا ہی فضل کیا اور (نیز) مہاجرین
والمھاجرین والانصار الذین	اور انصار پر جنھون نے تنگدستی کے وقت مین پیغمبرؐ کا ساتھ
اتبعوہ فی ساعۃ العسرۃ من بعد	دیا اور ساتھ بھی دیا تو ایسے وقت مین جبکہ انمین سے
ما کاد یزیغ قلوب فریق منھم	بعض کے دل ڈگمگا چکے تھے۔ پھر اُسی نے ان پر بھی

ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ اِنَّهٗ بِهِمْ — اپنا فضل کیا کہ ان کو اس مین شک نہین کہ خدا ان

رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ — سب پہ نہایت درجہ مہربان اور اون کے حال پر

پ۱۱ س التوبہ (۳) — اپنی مہر رکھتا ہے۔

اقوال محدثین اہلسنت در بارہ شجاعت جناب امیرؑ

اور حیدر کرار غیر فرار کی مدح کس سے ہوسکتی ہے کہ رسول خدا صلعم آپ کے نظر سے غائب ہوئی تو آپکو خیال ہوا کہ آنحضرت صلعم شہید ہوگیے اب مین زندہ رہکر کیا کرون گا۔ بہتر یہی ہے کہ یہان تک مقاتلہ کرون کہ مارا جاؤن۔ یہ سونچکر آپ نے کفار پر ایسا سخت حملہ کیا کہ سب کفار بھاگ گیے۔ اس وقت جناب رسول خدا صلعم ایک غار مین بیہوش نظر آئے آپ نے آنکھ کھول کر دیکھا کہ علیؑ میرے پاس کھڑے ہوئے ہین۔ فرمایا اے علیؑ مشرکین مجھے گھیرے ہوے ہین اُنکو ہٹا دو۔ جناب شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی اس موقع پر کرار غیر فرار کی شدت و صلابت کا حال ان الفاظ مین تحریر فرماتے ہین۔

حیدر کرار۔ بشمشیر آبدار فوج فوج مشرکین را کہ مثل ثریا مجتمع بودند مانند بنات النعش پراگندہ و متفرق ساخت درحین کارزار شمشیر علیؑ بشکست رسول ذوالفقار بوی ارزانی داشت۔ ہر گاہکہ شیر بیشۂ ہیجا علی مرتضیٰ بدفع مشرکین مشغول شد رسول اللہ فرمود اے علیؑ می شنوی مدح خود راکہ ملک رضوان بر آسمان می گوید۔ لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار

یہ قول بھی انہین کا ہے کہ جب سب اصحاب فرار ہوگیے اور کرار غیر فرار جہاد مین سرگرم رہے تو جبرئیلؑ نے رسول اللہ سے فرمایا کہ۔

این کمال مواسات و جوانمردی ست کہ علیؑ بدو قیام نمود۔ رسول اللہ فرمود۔ جبرئیلؑ گفت من از ہر دو شما ہستم۔

اسی طرح صاحب روضۃ الصفا کا بیان ہے۔

چون مسلمانان رو بہزیمت نہادند حضرت رسول خدا صلعم در غضب شد۔ وہر گاہ کہ

بعقب رفتے عرق از جبین ہمایونش مانند در خوشاب فرو دویدے در آن حال نظر

کرد علیؑ را در پہلوئے خویش ایستادہ دیدند۔ فرمود اے علیؑ چون ست کہ تو بدیگران

نہ پیوستی قد وہ اولیا جواب داد لا کفر بعد ایمان

لفظ کفر سے ثابت ہوتا ہے کہ فرار ہونے والے اسلام سے بھی خارج کئے گئے۔

پس ان اقوال سے۔

باوجودیکہ جمیع مورخین و محدثین باین توضیح و تصریح۔ ابوبکر و عمر بگوشہ رفتند و عثمان

زان روز بعد سہ یوم در آمدند۔

اپنے خلفاء نامدار کا فرار ہونا قلمبند کریں۔ خدائے عزوجل اصحاب کے فرار پر اور ان الفاظ

پاک میں۔

اذ تصعدون ولا تلون	اسوقت کو یاد کرو جبکہ تم (بدحواس) بھاگے
علی احد والرسول یدعوکم	چلے جاتے تھے اور باوجودیکہ رسولؐ تمہارے پیچھے کھڑے
فی اخریکم	تم کو بلا رہے تھے (مگر تم مڑکر کسی کو نہین دیکھتے تھے۔

شہادت دی۔ اس پر بھی شاہ صاحب اُن کے فرار سے انکار کرکے۔ اس۔ ارشاد سے اُنکی پردہ پوشی

کرتے ہین۔ باین ہمہ حضرت شاہ صاحب رطب اللسان ہین۔

چون عفو ازان کبیرہ در قرآن مجید فرمود دیگر جائے طعن بر ہیچ کس نماند۔

حالانکہ حق سبحانہ تبارک و تعالیٰ نے خود اصحاب مفرورین سے یہ فرماکر

جب تم نے مال غنیمت دیکھا تو جہاد سے بھاگ کھڑے ہوے۔ بعض تو تم مین سے دنیا کے پیچھے

پڑ گئے۔ اور بعض آخرت کی فکر مین۔ خدا کو تمہارا ایمان آزمانا منظور تھا مگر اس پر بھی خدا نے

خدا کا اصحاب مفرورین کو عفو فرمانا۔

در گذر کیا۔ اُن کی خطا معاف فرمائی ہے۔

پس حق تعالیٰ کے اس عفو کا یہ مطلب ہے کہ اس جرم کی دنیا مین سزا نہین دی۔ اس عفو سے یہ لازم نہین آتا کہ وہ جرم فرار سے بھی بری کیے گئے۔ دیکھیے ایک حاکم عدالت کسی مجرم کو بعد ثبوت جرم سزا معاف کر دیتا ہے۔ لیکن وہ نفس جرم سے بری نہین ہوتا بلکہ رجسٹر جرائم مین اُس کا نام درج کر دیا جاتا ہے۔ اور پولیس اس کے کردار۔ رفتار۔ اعمال و افعال پر خاص نظر رکھتی ہے۔

اسی طرح اگرچہ اصحاب بپاداش جرم فرار عذاب الٰہی سے تو بچ گئے لیکن اس عفو سے داغ فرار نہین مٹا اور ہمیشہ کے لیے باقی رہا۔

وھو المطلوب کہ یہان بحث فرار سے ہے نہ کہ سزا سے۔ نیز یہ عفو مخصوص جنگ احد کے لیے ہے۔ نہ کہ دیگر غزوات سے جو اس عفو کے بعد واقع ہوئین اور وہان سے بھی فرار ہوتے رہے۔ پس اس صورت مین شاہ صاحب اس عفو کو اپنے اصحاب ممدوحین کی عیب پوشی کیلیے کہان کہان سپر بنائین گے۔

بدر مین کہ خیبر مین خندق مین کہ حنین مین۔ بیعت الرضوان۔ صلح حدیبیہ۔ غدیر خم۔ تخلف جیش اُسامہ۔ حدیث قرطاس۔ غصب فدک و میراث۔ قصد احراق بیت اشرف بنت رسولؐ اور غصب حقوق شاہ ولایت۔ وغیرہ وغیرہ مین۔ ع

تن ہمہ داغ دار شد پنبہ کجا کجا نہم

دل مین جگر مین سینہ مین پہلو مین آنکھ مین   اے عشق تیری شعلہ فشانی کہان نہین

اب جنگ خندق مین اصحاب "اشداء علی الکفار" کی شدت و صلابت کا حال سنیے۔

غزوۂ خندق

جنگ کی بنیاد

اس جنگ کی بنیاد اس قضیہ پر ہوئی کہ بنی عامر اور بنی نظیر یہود کے دو قبیلہ تھے جو مدینہ سے کچھ فاصلہ پر رہتے تھے۔ عمرو بن ضمری نے بنی عامر کے دو آدمیون کو مار ڈالا۔ چونکہ یہ دونون قبائل رسول اللہ کے ذمہ تھے۔

لہذا۔ آپ چند اصحاب کے ساتھ دونون کا خونبہا دلوانے کی غرض سے بنی نظیر کے پاس آئے اور اُن سے مدد چاہی۔ اُن لوگون نے ظاہر مین تو اپنا خلوص جتایا اور باطن مین خود رسول اللہ صلعم کی ہلاکت کا تہیہ کیا۔ جس کا علم رسول اللہ کو بہ الہام غیبی ہو گیا آپ نے اُن سے کہلا بھیجا کہ تمہاری مکاری ظاہر ہو گئی ہے۔ اب تم ہماری ولایت سے نکل جاؤ۔ یا لڑنے پر تیار رہو۔ غرض وہ لوگ جلاوطن ہو کر شام مین جہان خیبر کے یہودی جا کر آباد ہوئے تھے جا بسے اس واقعہ کا ذکر خداوند تعالیٰ نے سورۃ الحشر مین اس طرح فرمایا ہے۔

خدا نے کفار کے دلون مین دھاگ ڈال دی۔

ھوالذی اخرج الذین	وہ (خدا) ہی تو تھا جس نے کفار اہل کتاب کو اُنکے
کفروا من اھل الکتب من	گھرون سے نکال باہر کیا (اور یہ اُنکی تقدیر کا) پہلا حشر
دیارھم لاول الحشر ماظننتم	(تھا) جس کیلیے نکالے گئے (مسلمانون) تمکو (تو وہم دا)
ان یخرجوا وظنوا انھم	گمان (بھی) نہ تھا اور وہ اس خیال مین (مست) تھے
مانعتھم حصونھم من اللہ فاتھم	کہ اِن کے قلعے اِنکو خدا کی (پکڑ) سے بچا لینگے تو جدہر سے
اللہ من حیث لم یحتسبوا وقذف	اِن کو گمان بھی نہ تھا خدا (کے لشکر) نے اِنکو آ لیا اور اِنکے
فی قلوبھم الرعب یخربون	دلون مین (مسلمانونکی) دھاگ ڈالدی کہ لگے اپنے گھرونکو
بیوتھم بایدیھم وایدی	اپنے ہاتھون اور مسلمانون کے ہاتھون اُجاڑنے تو

المومنین فاعتبروا یا اولی الابصار

اے لوگو جن کے (منہ پر) آنکھین ہین (اس قصہ) سے عبرت پکڑو۔

اِس آیۂ شریفہ کی تفسیر صاحب تفسیر حسینی نے یہ کی ہے۔

آوردہ اند کہ حضرت رسول اللہ صلعم در سال چہارم از ہجرت با جمعی از خواص اصحاب جہت دیت دو مرد عامری کہ در عہد پیغمبر بودند و عمر بن ضمری رضی اللہ عنہ ایشان را کشتہ بود۔ بمنازل یہود و بنی النظیر رفت۔ در وقتیکہ پشت بدیوار خانہ ایشان باز نہادہ بود۔ سنگے بر بام بردند تا بر آن حضرت افگنند۔

منقول ہے کہ ہجرت کے چوتھے سال رسول اللہ صلعم چند اصحاب کو ہمراہ لیکر بنی نظیر یہود کے مکان کو تشریف لے گیے کہ دو شخص عامر کی جو عہد رسول مین تھے جن کو عمر بن ضمری نے مار ڈالا تھا دیت لین۔ آنحضرت صلعم جسوقت ان کے مکان کی دیوار کے نیچے بیٹھے تھے۔ وہ ایک پتھر بالا خانہ پر لے گیے کہ آپ پر گرا دین۔

فی الحال جبرئیل امین بہتر عالم را خبردار گردانید۔ و آنحضرت بمدینہ باز آمدہ کسی بایشان فرستاد کہ چون غدر شما ظاہر شد از دیار ما بیرون شوید و دہ (۱۰) روز ایشان را مہلت داد۔ ایشان بتہیۂ سفر اشتغال نمودند۔

حضرت جبرئیل نے آپ کو مطلع کیا۔ آپ مدینہ چلے آئے اور کسی کے ذریعہ ان کو پیغام بھیجا کہ تمھارا مکر مجھ پر کھل گیا۔ اب تم دس (۱۰) روز کے اندر ہمارے مُلک سے نکل جاو۔ اس پر ان لوگون نے سفر کا سامان کیا۔

و ابن ابی کہ پیشوائے منافقان بود کسے را پیش ایشان فرستاد کہ از دیار خود بیرون مروید و بقلاع خود متحصن باشید کہ من با دو ہزار کس از قوم خود معاون شمام بود بہ سخن آن منافق مغرور شدہ باغی گشتند و خبر

ابن ابی جو منافقون کا پیشوا تھا۔ اُس نے کہلا بھیجا کہ اپنے وطن سے نہ نکلو اور اپنے قلعون مین قیام کرو مین دو ہزار آدمیون کے ساتھ تمھاری مدد کرتا ہون ابی کی باتون پر یہ لوگ غرّا کر کے باغی ہوگئے

آنحضرت رسیده با جمعی بر سر ایشان رفت
و پانزده روز ایشان را محاصره کرد۔ و آن
منافق وعده وفا نکرد۔ و ایشان جلا قبول
کردند۔ و بواسطه ترس و بیمے که خدا اے
در دل ایشان افگند و چون جلا قبول
نمودند و حضرت فرمود که بشرط آنکه اسلحه
خود بگذارید۔ و آن مقدار از اموال که
دواب شما بر تواند گرفت با خود ببرید
برین وجه قرار یافت یهود از درہا و چوبہا و
سنگ ہاے تراشیده از محل آن برکنده
با خود ببردند۔ پس ششصد شتر بار کرده
خود را برآراستند و اظہار جلادت نموده
دف می زدند۔ و سرود گویان از بازار
مدینه گذشتند بعضی بولایت شام رفتند و جمعی
بخیبر۔ (جلد ثانی صفحہ ۳۸۹)۔

رسول اللہ اس خبر کو سنکر چند اصحاب کو لیکر
انکی طرف گئے۔ اور ان کو پندرہ دن تک محصور
رکھا۔ ابی۔ منافق نے اپنا وعدہ پورا نہ کیا۔ اور
خوف و دہشت کی وجہ سے جو خدا نے ان کے
دلوں میں ڈالدیا تھا۔ جلا وطن ہونا اختیار
کیا۔ رسول اللہ نے فرمایا اس شرط سے کہ
سامان اسلحہ چھوڑ کر باقی مال جسقدر چوپائے
اونکے لاد سکیں لے جاویں۔
اس قرار داد پر اپنے محل کے دروازے اور
لکڑی اور تراشی ہوئے پتھر اپنے ساتھ لیے۔
یہ سامان چھ سو اونٹ پر لاد کر اپنے کو
آراستہ کرکے اپنی شان و شوکت دکھاتے
اور گاتے بجاتے ہوئے مدینہ کے بازار سے
نکل گئے ان میں کچھ لوگ شام کو اور کچھ
خیبر کو گئے۔

اقتباس سیرۃ النبی در بارۂ واقعات جنگ

جنگ احزاب (خندق) کے واقعات کا اقتباس سیرۃ النبی مولفہ شمس العلماء شبلی نعمانی سے نقل کیا جاتا ہے۔ وہ یہ ہے۔

یہ تمام لڑائیاں اس عام جنگ کی پیش خیمہ تھیں جو تمام عرب اور یہود متفقہ قوت سے کرنا چاہتے تھے۔ اور جس کو جنگ احزاب کہتے ہیں۔ ۵ھ ہجری میں بنونضیر مدینہ سے

نکل کر خیبر پہونچے تو اُنھون نے ایک نہایت عظیم الشان سازش شروع کی۔ اِن کے رؤسامین سے سلام بن ابی الحقیق وغیرہ مکہ معظمہ گئے اور قریش سے ملکر کہا اگر ہمارا ساتھ دو تو اسلام کا استیصال کر دیا جاسکتا ہے۔ قریش اِس کے لیئے ہمیشہ تیار تھے۔ قریش کو آمادہ کرکے یہ لوگ قبیلہ غطفان کے پاس گئے۔ اور اِن کو لالچ دیا کہ خیبر کا نصف محاصل ان کو ہمیشہ دیا کرین گے یہ فوراً تیار ہوگئے۔ بنو اسد غطفان کے حلیف تھے غطفان نے اِن کو لکھ بھیجا کہ تم بھی فوجین لے کر آؤ۔ قبیلہ بنو سلیم سے قریش کی قرابت تھی اس تعلق سے اُنھون نے بھی ساتھ دیا۔ بنو سعد کا قبیلہ یہود کا حلیف تھا اِس بناپر یہود نے اِن کو بھی آمادہ کیا غرض تمام قبائل عرب سے لشکر گران تیار ہو کر مدینہ کی طرف بڑھا۔ فتح الباری مین تصریح ہے کہ اِن کی تعداد چوبیس(۲۴) ہزار سے زاید تھی۔ یہ لشکر تین مستقل فوجون مین تقسیم کیا گیا۔ اور غطفان کی فوجین عتبہ بن حصین فزاری کی کمان مین تھین جو عرب کا مشہور سردار تھا بنو اسد طلحہ کی افسری مین تھے۔ اور ابو سفیان سپہ سالار کل تھا۔ آنحضرت صلعم نے یہ خبرین سُنین تو صحابہ سے مشورہ کیا۔ حضرت سلمانؓ فارسی نے رائے دی کہ کھلے میدان مین نکلکر مقابلہ کرنا مصلحت نہین ہے ایک محفوظ مقام مین لشکر جمع کیا جائے۔ اور گرد خندق کھود لی جائے۔ تمام لوگون نے اِس رائے کو پسند کیا۔ اور خندق کھودنے کے لیے آلات مہیا کیے گئے۔ آنحضرت صلعم نے تین ہزار(۳۰۰۰) صحابہ کے ساتھ شہر سے باہر نکل کر خندق کی تیاری شروع کی۔ اور حُدود قائم کیئے داغ بیل ڈالکر دس دس آدمیون پر دس دس گز زمین تقسیم کی۔ خندق کا عمق پانچ گز رکھا گیا۔ بیس(۲۰) دن مین تین(۳۰۰۰) ہزار متبرک ہاتھون سے انجام پائی۔

یاد ہوگا کہ جب مسجد نبوی بن رہی تھی تو سرور دو جہان مزدورون کی صورت مین تھے۔

آج بھی وہی عبرت انگیز منظر ہے جاڑے کی راتین ہین اور تین تین دنکا فاقہ ہے۔ مہاجرین و انصار اپنی پیٹھون پر مٹی لاد لاد کر پھینکتے ہین سرورِ عالم بھی مٹی پھینک رہے ہین۔ شکم مبارک پر گرد اٹ گئی ہے۔ پتھر کھودتے کھودتے اتفاقاً ایک سخت چٹان آگئی کسی کی ضرب کام نہین دیتی تھی۔ رسول اللہ صلعم تشریف لائے۔ تین دن کا فاقہ تھا اور پیٹ پر پتھر بندھا ہوا تھا آپ نے دستِ مبارک سے پھاوڑا مارا تو چٹان ایک تودۂ خاک تھی۔ سلع کی پہاڑی کو پُشت پر رکھکر صف آرائی کی گئی مستورات شہر کے محفوظ قلعون مین بھیجدی گئین۔ بنو قریظہ کے یہود اب تک الگ تھے۔ لیکن۔ بنو نظیر نے ان کے بلا لینے کی کوشش کی۔ حُیَی بن اخطب خود قریظہ کے سردار کعب بن اسد کے پاس گیا اور کہا مین فوجون کا دریا بیکران لایا ہون قریش اور تمام عرب اُمنڈ آیا ہے۔ اور ایک محمدؐ کے خون کا پیاسا ہے یہ موقع ہاتھ سے دینے کے قابل نہین اب اسلام کا خاتمہ ہے۔ کعب ابھی راضی نہین تھا۔ اُس نے کہا مین نے محمدؐ کو ہمیشہ صادق الوعد پایا اِن سے عہد شکنی کرنا خلاف مروت ہے لیکن حُیَی کا جادُو رائگان نہین جاسکتا تھا۔

آنحضرت صلعم کو یہ حال معلوم ہوا تو تحقیق اور اتمام حجت کے لیئے سعد بن معاذ اور سعد بن عُبادہ کو بھیجا۔ اور فرمایا کہ اگر درحقیقت بنو قریظہ نے معاہدہ توڑ دیا ہے تو وہان سے آکر اس خبر کو مُبہم لفظون مین بیان کرنا کہ لوگون مین بیدلی نہ پھیلنے پائے۔ دونون صاحبون نے بنو قریظہ کو معاہدہ یاد دلایا تو اُنھون نے کہا کہ ہم نہین جانتے کہ محمدؐ کون ہین اور معاہدہ کیا چیز ہے۔

غرض۔ بنو قریظہ نے اِس بیشمار فوج مین اور اضافہ کردیا قریش یہود اور قبائل عرب کی چوبیس ہزار فوجین تین تین حصون مین تقسیم ہوکر مدینہ کے تین طرف اِس زور و شور سے

حملہ آور ہوئین کہ مدینہ کی زمین دہل گئی قریبًا ایک مہینہ تک اس سختی سے محاصرہ قائم رہا اور اس قدر شدید اور پُرخطر ہوگیا تھا کہ ایکدفعہ آنحضرت صلعم نے لوگون سے خطاب کرکے فرمایا کوئی ہے جو باہر نکل کر محاصرین کی خبر لائے تین دفعہ آپ نے یہ الفاظ فرمائے۔ لیکن حضرت زبیر کے سوا اور کوئی صدا نہین آئی۔ محاصرین نے اِدہر تو خندق کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ اِدہر دوسری سمت سے اس غرض سے مدینہ پر حملہ کرنا چاہا کہ آنحضرتؐ اور صحابہ کے اہل و عیال یہین قلعون مین پناہ گزین تھے۔ محاصرین خندق کو عبور نہین کر سکتے تھے۔ اس لیے دُور سے پتھر اور تیر برساتے تھے۔ آنحضرت صلعم نے خندق مین مختلف حصون پر فوجین تقسیم کردین تھین جو محاصرین کے حملون کا مقابلہ کرتی تھین ایک حصہ خود آپ کے اہتمام مین تھا۔

اب مشرکون کی طرف سے حملہ کا یہ انتظام کیا گیا کہ قریش کے مشہور جنرل یعنے ابوسفیان و خالد بن ولید۔ عمرو بن العاص۔ ضرارہ بن الخطاب کا ایک ایک دن مقرر ہوا ہر جنرل اپنی باری کے دن پوری فوج لیکر لڑتا تھا خندق کو عبور نہین کرسکتے تھے اس لیے باہر سے پتھر اور تیر برساتے تھے۔ چونکہ اس مین کامیابی نہین ہوئی اس لیئے قرار پایا کہ اب عام طور پر حملہ کیا جائے۔ تمام فوجین یکجا ہوئین قبائل کے تمام سردار آگے آگے تھے۔ خندق ایک جگہ سے اتفاقًا کم عریض تھی۔ یہ موقع حملہ کے لیئے انتخاب کیا گیا۔ عرب کے مشہور بہادر دن یعنی ضرارہ۔ جبیرہ۔ نوفل۔ عمرو بن عبدود نے خندق کے اس کنارے سے گھوڑون کو مہمیز کیا تو اُس پار تھے۔ ان مین سب سے زیادہ مشہور بہادر عمرو بن عبدود تھا۔ وہ ایک ہزار سوار کے برابر مانا جاتا تھا جنگ بدر مین زخمی ہو کر واپس چلا گیا تھا اور قسم کھائی تھی کہ جبتک انتقام نہ لون گا مین بالون مین تیل نہ ڈالون گا۔ (انتہی۔ از صفحہ ۳۰۶ تا ۳۱۳)۔

اقتباس تاریخ روضۃ الصفا

چونکہ جناب شبلی صاحب نے بعد کے واقعات چھوڑ دیے لہذا تاریخ روضۃ الصفا سے بقدر ضرورت نقل کیے جاتے ہین ملاحظہ ہو۔

ناقلان آثار - سید ابرار - چنین روایت
کردہ اند کہ عمرو بن عبدود درمیان قبائل
عرب بود بفور جرأت وکمال جلالت
واستعمال آلات طعن وضرب در عرب
مستثنیٰ و امتیاز تمام داشت - وفی المثل اگر
رستم دستان با وے بمنازعت درآمدے
کار بروی بزیان آمدے اگر سہراب قدم
درمضمار مبارزت او نہادے بیتاب
وتوان گشتے شہرت او در شجاعت برتبہ بود
کہ دلیران عرب او را برابر ہزار مرد
مقابل میدانستند ہرگاہ کہ عمرو بن عبدود
در غزاء خندق گذشتہ مبارز طلبید -
مسلمانان در باب قبائل او متامل شدند
و متوقف بودند حضرت از اصحاب
پرسید کہ سبب توقف و اندیشہ
چیست - عمر رض از جانب
اہل اسلام زبان باعتذار کشادہ

ناقلان اخبار سید ابرار بیان
کرتے ہین کہ عمرو بن عبدود قبائل عرب مین
بلحاظ کمال جرأت وکمال شجاعت اور
بفور سلاح حرب وضرب تمام عرب مین
فرد اور ممتاز تھا۔ اگر رستم بھی اس سے
لڑنے کو آتا تو پسپا ہوتا
اگر سہراب اس سے جنگ کرتا
شکست اُٹھاتا۔ اس کی قوت اور
دلیری وبہادری کی اسدرجہ شہرت
تھی کہ دلیران عرب تنہا اسکو ہزار
پہلوانون کے برابر سمجھتے تھے۔ پس جب اس نے
میدان جنگ مین آکر لشکر اسلام سے اپنے
ساتھ لڑنیوالا چاہا۔ تو سارے لشکر اسلام
نے اس سے جنگ کرنے مین تامل
وتوقف کیا۔ رسول اللہ صلعم نے
خوف اور توقف کا سبب پوچھا
حضرت عمر نے کل اہل اسلام کی طرف سے

معروض داشت. کہ یارسول اللہ نوبتے
ہمراہ طایفہ از قریش کہ عمرو بن عبدود در آن
میان بود برسم تجارت بہ مالے وافر و متاعے
متکاثر متوجہ شام گشتیم ناگاہ قریب ہزار کس
از قاطعان طریق از سر راہ بر ما گرفتند۔
و اہل کاروان از مال بلکہ از جان خویش
نیز مایوس گشتند چون عمرو بن عبدود
صورت حال را بدین منوال دید
شمشیر از نیام کشیدہ شتر بچہ را
بہ یکدست ربودہ بجاے سپر بپیش
روے خود نہادہ مانند پیل دمان و شیر
ژیان بر مخالفان حملہ کرد و آن جماعت
بواسطہ توجہ او روے بانہزام نہادند
و قافلہ ما بسبب عمرو بن عبدود سلامت
بگذشت و بالجملہ عمرو عبدود از خندق
بگذشت قدم در میدان شجاعت
نہادہ مبارز خواست و لشکر اسلام کہ
تا غایت تہوری و مردانگی آن ملعون را
میدانستند از ہیبت او چنان خائف شدند

عُذر پیش کیا۔ یارسول اللہ ایکدفعہ
مین طائفہ قریش کے ساتھ مال کثیر
لیکر بغرض تجارت جانب ملک شام
گیا تھا اس وقت عمرو بن عبدود
ہمارے ساتھ تھا اثناء راہ مین ایک
مقام پر ہزار ڈاکوؤن نے ہمارے
طائفہ کو گھیر لیا۔ اور ہم سب نہ صرف
مال بلکہ اپنی جانون سے بھی ہاتھ
دُھو بیٹھے تھے۔ عمرو عبدود نے ہم لوگوں کا
جب یہ خوف و اضطراب دیکھا تو اپنی
تلوار میان سے کھینچی اور شتر بچہ کو بجائے
سپر ہاتھ مین لیا پھر مثل پیل دمان اور
شیر ژیان ان پر ایسا حملہ کیا کہ سب
بھاگ گیے۔ اور اسکی بدولت ہمارا
قافلہ صحیح و سلامت رہا۔ القصہ عمرو عبدود
پکار رہا ہے کہ نکلو اور مجھ سے آکر لڑو مگر
اہل اسلام جو اُس کی بہادری اور دلیری
سے اچھی طرح واقف تھے اسکے رُعب و
ہیبت کا ایسا اثر سارے لشکر پر پڑا

که گوے خون در بدن ایشان نماند و سرہا
در پیش افگنده بایستادند. کانّما علی
رؤسہم الطیر این کلمہ ناطق بآنست که
در ولایت عرب کهنه در سر شتران بسیار
پیدا می شود۔ کلاغ از ہوا فرود آمده بر
سر شتر می نشیند وآنہارا به منقار بر
می چیند ودر ہنگام شتر از خوف
آنکه کلاغ بپرد و کهنه در سراو بماند
مطلق حرکت نمی کند و سر خود را نمی جنباند
بالجملہ چون عمرو عبدود از اہل اسلام مبارز
خواست ہیچ کس از اہل اسلام در
برابر او نیامد. حضرت مقدس نبوی
فرمود که آیا ہیچ دوستیست که شر این
دشمن را از ما کفایت کند. اسد اللہ الغالب
علیؑ ابن ابی طالبؑ برخاست. وگفت
یارسول اللہ انا ابارزہ وبرداتی
گفت انا لہ وآنحضرت در جواب
علیؑ ہیچ نگفت وفرمود که اے علیؑ
این عمرو عبدود است. حضرت امیرؑ گفت

کہ گویا ان کے بدن مین خون ہی نہ تھا۔
سب کے سب سر جھکا کر کانما علی رؤسہم
الطیر کھڑے رہے۔ عرب کا یہ ایک
مقولہ ہے کہ ملک عرب مین ایک کیڑا
جسکو کہنہ کہتے ہین اونٹ کے سر مین
پیدا ہوتا ہے۔ اور کوے اونٹ کے
سر پر بیٹھکر اپنے چونچ سے اُس کیڑے کو
چن لیتے ہین۔ اونٹ اس خیال و
خوف سے کہ مبادا حرکت کرنے سے کوا
اُڑ جائے اور کیڑا سر مین رہ جائے۔ مطلق
حرکت نہین کرتا ہے اور ذرا بھی اپنا سر
نہین ہلاتا۔ آخرکار عمرو عبدود کی صدا پر
لشکر اسلام سے جب کوئی بھی اسکے مقابلہ کو
نہ نکلا تو رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ آیا کوئی ایسا
میرا دوست ہے جو اس شر کو مجھ سے دور کرے۔
اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالبؑ اوٹھے اور
اٹھکر عرض کی یا رسول اللہ اس سے مین لڑونگا
اور یا یہ کہا کہ اسکے واسطے مین ہون آنحضرت صلعم
نے فرمایا کہ اے علیؑ یہ عمرو بن عبدود ہے آپ نے کہا

من علیؑ بن ابی طالبؑ ام - بارِ دُوم عمرو
مبارز طلبید - علیؑ مرتضیٰ رخصت خواست
و مرخص نہ گشت - بارِ سوّم عمرو گفت
آیا در میان شما ہیچ مردے نیست کہ
از برائے جنگ در میدان آید -
ایہا الناس - گمان شماست کہ کشتگان شما
در بہشت روند و کشتگان ما بجہنم شوند آیا دوست نمیدارد
کسی از شما کہ سفر بہشت کند یا دشمنِ
خود را بجہنم فرستد - امیر المومنین
باز دستور خواست تا بان متہور
در محاربہ بیاید -

حضرت نبویؐ شمشیر خود کہ موسوم با
ذو الفقار بود - بہ علیؑ دادہ و زرہ خاص
در جسم او پوشانید و از جہت دفع اصابت
عین الکمال عمامہ خویش بر سرش نہاد
بعد از آن فرمود کہ اللّٰھم اعنہ اے خدا
سزاوار پرستش یاری دہ علیؑ را
بر عمرو عبدود دست ہائے مبارک
بجانب آسمان برداشتہ - فرمود کہ بارِ خدایا

مین بھی علی بن ابی طالبؑ ہون - دوسری بار
پھر عمرو نے مبارز طلبی کی اور علیؑ نے پھر اجازت
چاہی - مگر حضرت صلعم نے پھر بھی اجازت نہ دی -
تیسری بار عمرو عبدود نے پکار کر کہا - ایہا الناس
کیا تم مین کوئی ایسا مرد نہین ہے کہ میدان جنگ مین آوے
تمھارا تو گمان ہے - کہ تمھارے کُشتے بہشت
مین جائین گے - اور ہمارے کُشتے دوزخ مین
رہین گے - آیا تم مین سے کوئی بہشت کا سفر
کرنا پسند نہین کرتا - یا اپنے دشمن کو جہنم مین
بھیجے - امیر المومنینؑ نے پھر عرض کی کہ مجھے
اجازت دیجیے کہ مین اس بہادر کے ساتھ جاکر لڑون -

آخر رسول اللہ صلعم نے اجازت دی اور
امیر المومنینؑ کو خاص اپنی زرہ اپنے دست
مبارک سے پہنائی اور اپنی ذو الفقار کمر مین
باندھی - اصابت عین الکمال کے دفع کے لیے
اور عمامہ مبارک آپ کے سر پر رکھا اور پھر فرمایا
بار خدا اِن کی مدد فرما - اور دونون
ہاتھ اُٹھا کر بارگاہ ایزدی مین یہ
مناجات کی - بار الٰہا تونے

عبیدہ را در روز بدر از من گرفتی و
حمزہ را در روز اُحد از من جدا ساختی
الٰہی این کس علیؑ ست برادر من و
ابن عم من آنگاہ گفت (فلا تذرنی
فرداً وانت خیر الوارثین یعنی
نچھوڑ تو مجھکو تنہا اور تو وارثون کا
بہتر ہے) چون سخن مصطفےٰؐ باین مقام
رسید مرتضیٰ علیؑ بپیادہ پا روان شد
و در آن معرکہ عمرو عبدود سوار بود۔
مرتضیٰؑ سرِ راہ بروے گرفت و خطاب
فرمود۔ چنان مسموع من شد کہ تو پیش
از اسلام می گفتی کہ ہیچ مردے مرا سہ
چیز بخواند۔ الّا یکی از ان قبول کنم۔
گفت بلے چنین است۔ علیؑ فرمود کہ
من ترا می خواہم بہ شہادت اشہد
ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا
رسول اللہ عمرو گفت اے برادر زادہ
من چہرہ این مطلوب در حجاب توقف
ونقاب تاخیر گذار۔

عبیدہ کو جنگ بدر مین مجھ سے لے لیا۔
اور حمزہ کو اُحد مین مجھ سے جدا کر دیا۔
اے میرے پروردگار یہ علیؑ ہے میرا بھائی
ہے عمرو عبدود کے مقابلہ مین تو علیؑ کی
مدد بھیجو اسکو مین تیری حفظ و امان مین
دیتا ہون" فلا تذرنی فرداً وانت
خیر الوارثین" بعد ختم مناجات سرورِ
کائنات علیہ التحیہ والثنا علیؑ پیادہ پا
روانہ ہوئے۔ معرکۂ میدان مین عمرو عبدود
کو دیکھا کہ گھوڑے پر سوار ہے آپ نے
اس سے فرمایا کہ مین نے سنا ہے کہ تو
اسلام سے قبل تو کہتا تھا۔ کہ جو کوئی تجھ سے
تین سوال کرے اُن مین سے تو ایک
قبول کرے گا۔ اس نے کہا۔ ہان صحیح ہے
آپ نے فرمایا کہ میرا پہلا سوال تو یہ ہے
کہ تو کلمۂ شہادتین پڑھ۔
عمرو نے کہا اے میرے برادر
زادے اس خیال کو دل سے
دُور رکھ۔

امیر المومنینؑ گفت امرے دیگر ست۔

امیر المومنینؑ نے فرمایا۔ دوسری بات یہ ہے

عمرو گفت آن کدام است۔

عمرو نے کہا وہ کیا ہے۔

امیرؑ گفت آنکہ دست از محاربہ باز دار کہ اگر محمد مصطفےٰؐ بر دشمنان غالب آید تو بشرط امداد بجاے آوردہ وگر کار برعکس باشد۔ بے مخاصمت و منازعت تو مقصودت حاصل آید۔

امیر المومنینؑ نے فرمایا لڑائی سے باز رہ کہ اگر محمد مصطفےٰ دشمنون پر غالب آگئے اور بشرطیکہ تو برسر امداد رہا تو اپنی حالت پر قائم رہنے کا مختار ہے اور اگر غالب نہ آئے تو بغیر تیرے لڑے ہوئے تیرا مقصد حاصل ہے۔

عمرو گفت زنان قریش این سخن نہ گویند کہ من بر ایفاے نذر خود قادر کردم و دست ازان باز داشتہ روے بوطن آوردہ۔ حالانکہ عمرو بعد از فرار معرکہ بدر نذر کردہ بود کہ تا از محمدؐ انتقام نگیرد روغن در سر خود نمالد۔

عمرو نے کہا جب مین وطن پہنچونگا تو زنان قریش طعنہ زن ہونگی کہ باوجودیکہ عمرو ابن عبدود اپنی نذر پوری کرنے پر قادر تھا پھر بھی جنگ سے دستکش ہو گیا حالانکہ مین نے معرکہ بدر سے فرار ہونے کے بعد منت مانی تھی کہ جب تک محمدؐ سے بدلا نہ لون گا اپنے سر مین تیل نہ ڈالون گا۔

امیر المومنینؑ فرمود کہ اینجا قضیہ دیگر ست

امیر المومنینؑ نے فرمایا ایک بات اور

عمرو پرسید کہ آن کدام است۔

یہ ہے۔ اس نے پوچھا وہ کیا ہے۔

امیر المومنینؑ فرمود از اسپ فرود آئی کہ مقاتلہ کنم۔

آپ نے فرمایا گھوڑے سے اُتر کر مقابلہ کر۔

عمرو ازین سخن در خندہ شد و گفت

عمرو ہنسا۔ اور کہا۔

این خصلتیست که گمان نبردم که کسی
از دلیران عرب این را از من التماس
نماید تو که صغیر هستی و هنوز ترا وقت
آن نرسیده که با مردان مرد بمیدان
آئی - من یکے از آن دو شیخ قریش
یعنی ابوبکر و عمر را می خواهم و نیز
گفت که من دوست ندارم که خون
تو در دست من ریخته گردد و حالانکه
میان من و پدر تو قاعده محبت و
اساس مودت استحکام داشت -

مین اس بات کا گمان بھی نہین کرتا تھا کہ
دلیران عرب سے کوئی بھی مجھ سے ایسا سوال
کرے اور تم تو ابھی بچے ہو - ابھی وہ وقت
نہین آیا کہ تم کسی مرد میدان کے مقابل
ہو - مین نے تو ان دو شیوخ ابوبکر و عمر کو
چاہا تھا اور یہ بھی کہا کہ مین تمھارے خون سے
اپنا ہاتھ رنگنا نہین چاہتا میرے اور
تمھارے والد کے درمیان محبت
اور دوستی کی بنیاد مستحکم تھی -

امیرالمومنینؑ - فرمود که اگر تو دوست
نمیداری که خون من بر دست تو ریخته
شود - مگر من دوست می دارم که خون
تو بر دست من ریخته شود -

امیرالمومنینؑ نے فرمایا اگر تو پسند نہین
کرتا کہ میرا خون تیرے ہاتھ سے بہایا
جائے - مگر مین تو اپنے ہاتھ سے تیرا
خون بہانا مرغوب رکھتا ہون -

عمرو عبدود ازین سخن برآشفت و از
مرکب فرود آمده - اسپ خود را پے کرده
شمشیر از نیام کشیده از سر خشم و غضب
بر علیؑ حمله آورد -
امیرالمومنینؑ از برای دفع ضرب سپر در سر کشید -

عمرو عبدود یہ سنکر غصہ مین گھوڑے سے
اتر آیا اور اپنے گھوڑے کے چارون پاؤن
کاٹ ڈالے - اور تلوار نیام سے نکالکر
بہت غیظ و غضب کے ساتھ علیؑ پر حملہ کیا -
امیرالمومنینؑ نے اپنے بچاؤ کیلئے سپر سر پر رکھی

و آن متہور بیباک تیغے چنان بر سر حضرت امیرؑ زد کہ اگر بر کوہ خارا زدے دو نیم ساختی و از شدت ضرب شمشیر سپر شق شدہ و سر مبارک اندکے مجروح گشت۔

اس بیباک دلاور نے تلوار حضرت علیؑ کے سر پر لگائی کہ اگر کوہ خارا پر پڑتی تو دو ٹکڑے ہو جاتا۔ شدت ضرب شمشیر عبدود سے سپر جناب امیرؑ شق ہو گئی اور خفیف زخم سر مبارک پر پہنچا۔

الغرض حیدرؑ کرار بیک ضرب ذوالفقار بدن خبیث او را از بار سبک گردانید و بآواز بلند تکبیر گفت آواز تکبیر بسمع شریف نبویؐ رسید۔ دانست کہ علیؑ عمرو را بکشت بعد از کشتہ شدن عمرو ابن عبدود چند کفار مثل ضرار ابن الخطاب و جبیرہ بن ابی لہب وغیرہ بقصد جنگ آمدند۔ و ہیبت علیؑ را دیدہ فرار شدند۔

اسکے بعد حیدرؑ کرار نے ایک ہی ضرب ذوالفقار سے اس ملعون کے بدن نجس کو اس کے سر کے بوجھ سے ہلکا کر دیا۔ اور بآواز بلند تکبیر کہی بعد قتل عمرو عبدود اور چند کفار مثل ضرار ابن الخطاب وغیرہ لڑنے کو آئے مگر علیؑ کو دیکھتے ہی خوف سے بھاگ گئے۔

چنانچہ نوفل بن عبد اللہ در حین فرار اسپ وے را در خندق انداخت۔

چنانچہ نوفل بن عبد اللہ کو بحالت فرار گھوڑے نے خندق مین گرا دیا۔

امیر المومنینؑ در خندق رفت و شمشیر بر میانش زد کہ دو نیم شد۔ گویند کہ امیر المومنینؑ سر عمرو عبدود را برید و التفات بر زرہ او بغایت بیش بہا بود نکرد

امیر المومنینؑ نے خندق ہی مین جا کر ایک وار مین کمر سے اسکو دو ٹکڑے کر دیا۔ اور عمرو عبدود کا سر کاٹ لیا۔ اور اسکی بیش قیمت زرہ پر جو پہنے ہوئے تھا کچھ بھی التفات نفرمایا

خواہر عمرو عبدود بر سر برادر رسید۔ و جامہ
و زرہ او را برقرار یافت گفت لا قتلہ
الا کفو کریم نہ کشتہ است او را اگر
ہمسر آنکہ کریم باشد۔

خلاصہ آنکہ امیرالمومنینؑ خرمن حیات
مخالفان را بآتش قہر سوختہ و رخسارہ
فرخندہ اثر مانند شمع فلک برافروختہ
بخدمت حضرت رسالت مبادرت
نمودہ سر عمرو عبدود را در پائے آن
سرور انداخت۔ چون امیرالمومنینؑ
بہ مجلس حضرت در آمد صدیق اکبر و
عمر بن الخطاب برخاستند و سر علی را
بوسہ دادند و عبداللہ بن مسعود برخواند
کہ کفی اللہ المومنین القتال بعلی و
کان اللہ قویاً عزیزاً۔ و رسولؐ در شان
اسداللہ فرمود کہ مبارزۃ علی ابن
ابیطالب یوم الخندق افضل من اعمال
امتی الی یوم القیامہ۔

خواہر عمرو عبدود اپنے مقتول بھائی کے
سرہانے آئی۔ اور اُس کا جامہ و زرہ بدستور
پاکر۔ کہا کہ یہ شخص کریم کے ہاتھ سے قتل
ہوا ہے۔

الغرض امیرالمومنینؑ نے مخالفون کا
خرمن حیات آتش قہر سے جلا ڈالا آپ کے
رخسار مبارک آفتاب کے مانند درخشان
ہوگئے اور جناب رسول اللہ صلعم کی خدمت
مین حاضر ہوے اور آپ کے پائے مبارک پر
عمرو عبدود کا سر ڈال دیا جب جناب امیرالمومنینؑ
مجلس رسولؐ مین تشریف لائے اُسوقت
ابوبکر اور عمر بن الخطاب اُٹھ کھڑے ہوے
اور حضرت علیؑ کے سر کو بوسہ دینے لگے۔
عبداللہ بن مسعود نے یہ پڑھا۔ کفی اللہ المومنین
القتال بعلی وکان اللہ قویاً عزیزاً اور رسول اللہ صلعم
نے اسد اللہ الغالب کی شان مین فرمایا خندق کے
دن علی ابن ابیطالبؑ کی لڑائی میری تمام امت کے
اعمال سے افضل ہے۔ جو وہ تا قیامت بجالائے گی۔

معزز ناظرین جنگ اُحد مین مہاجرین و انصار کی ہجرت کا حال تفصیل کے ساتھ تحریر ہو چکا ہے

کہ بجز معدودے چند سب جان نثار میدان رزم سے جناب رسول خداؐ کو تنہا چھوڑ کر اس بد حواسی سے مفرور ہوئے تھے کہ بقول شبلی صاحب بعضون نے تو مدینہ مین پہنچکر دم لیا اس لڑائی مین بھی اُن کے نفاق و شقاق کا وہی حال تھا کہ فوجون کی کثرت دیکھتے ہی ہیبت اور خوف سے اِن کے کلیجے منہ کو آگئے اور سکرات کی سی حالت طاری ہوگئی۔ خدا ورسولؐ طعنہ زن ہوئے کہ ہم سے جو فتح کے وعدے کئے تھے۔ وہ سب ڈہو کہ تھے۔ انھون نے اصحاب مومنین کو بھی بہکایا کہ دشمنون کی اس بھیڑ مین ٹھہر نہ سکو گے آؤ ہمارے ساتھ نکل چلو حالانکہ جنگ اُحد مین عہد کر چکے تھے کہ آیندہ دشمن کے مقابلہ مین پیٹھ نہ پھیرین گے۔ لیکن اس عہد کو توڑ دیا۔ پیغمبرؐ خدا کے پاس آکر کہا کہ ہمارے گھر محفوظ نہین ہین ہم کو واپس جانے کی اجازت دیجئے۔ اِس لڑائی کا بھی مفصل ذکر قرآن مجید مین اس طرح فرمایا ہے۔

اصحاب منافقین کی بدگمانیان۔

واذ یقول المنٰفقون والذین	اور جبکہ منافق اور وہ لوگ جنکے دلونمین (شبہات کے)
فی قلوبھم مرض ما وعدنا اللہ	روگ تھے (بے اختیار) بول اٹھے کہ خدا اور اُس کے
ورسولہ الا غرورا ۰ واذ قالت	رسولؐ نے جو ہم سے وعدہ کیا تھا بس نرا دھوکا (ہی
طائفۃ منھم یا اھل یثرب	دھوکا) تھا اور جب اِن مین سے ایک گروہ کہنے لگا
لا مقام لکم فارجعوا و	کہ مدینہ کے لوگو تم سے (اس جگہ دشمن کے مقابلہ مین)
یستاذن فریق منھم النبی	نہین ٹھہرا جائیگا بس تو (بہتر ہے کہ) لوٹ چلو اور
یقولون ان بیوتنا عورۃ ط	اِن مین کچھ لوگ لگے پیغمبرؐ سے (گھر لوٹ جانیکی)
وما ھی بعورۃ ان یریدون	اجازت مانگنے (اور) کہنے لگے کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہین
الا فرارا ۰ ولو دخلت	حالانکہ وہ غیر محفوظ نہین (بلکہ) اُنکا ارادہ تو

علیهم من اقطارها ثم	بھاگ گئے ہی کا ہے اور اگر (ایسے ہی) لشکر مدینے کے
سئلوا الفتنة لاتوها وما	اطراف و جوانب سے) اِن پر آگھسین اور اِن سے فساد
تلبثوا بها الا یسیرا	(برپا کرنے) کو کہا جائے تو (بے تامل) فساد برپا کردین
ولقد کانوا عاهدوا الله	اور اپنے گھر دن مین کچھ یونہین سا توقف کرین حالانکہ
من قبل لایولون الادبار	(یہی لوگ اس سے) پہلے خدا سے عہد کر چکے تھے
وکان عهد الله	کہ ہم (دشمن کے مقابلہ مین) پیٹھ نہ پھیرین گے اور
مسئولا قل لن ینفعکم	(اِن لوگون نے جو) خدا کے (ساتھ) عہد (کیا تھا اُس)
الفرار ان فررتم من	کی (تو اِن سے) باز پرس ہو کر رہیگی۔ (اے پیغمبر تم
الموت او القتل و	اِن لوگون سے) کہو اگر موت یا (قتل کے خوف سے) بھاگتے
اذا لا تمتعون الا قلیلا	ہو تو بھاگنا تم کو ہرگز (کچھ بھی) فائدہ نہین دیگا اور اگر
قل من ذا الذی یعصمکم	بھاگ کر بچ بھی گئے تو بس یہی نا کہ (دُنیا مین)
من الله ان اراد بکم	چند روز (اور) جین بس آگے (اے پیغمبر اِن لوگون سے) کہو
سوءا او اراد بکم رحمة	کہ اگر خدا تمھارے ساتھ برائی (کرنی) چاہے تو کون ایسا
ولا یجدون لهم من	(سورما) ہے جو تم کو اُس (کی پکڑ) سے بچا سکے یا تم پر
دون الله ولیا ولا نصیرا	(اپنا) فضل کرنا چاہے (تو کون اسکو روک سکتا ہے) اور
پ ۔ س	خدا کے سوا نہ تو (کسی کو) اپنا حمایتی پائین گے۔ اور نہ
ع	(کسی کو اپنا) مددگار۔

آیہ کریمہ اصحاب مومنین کی تعریف مین

اگرچہ منافقون نے بہت بہکایا مگر مومنین پر جادو نہ چلا۔ بلکہ افواج مخالفین کو دیکھکر خدا و رسول کے وعدہ پر جو یقین تھا کہ اس سے اُن کا ایمان دونا ہو گیا جیسا کہ اللہ جلشانہ

فرماتا ہے۔

ولما رای المومنون الاحزاب قالوا هذا ما وعدنا الله و رسوله و صدق الله و رسوله وما زادهم الا ایمانا وتسلیما۔ من المومنین رجال صدقوا ما عاهدوا الله علیه فمنهم من قضی نحبه ومنهم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا لیجزی الله الصدقین بصدقهم ویعذب المنفقین ان شاء او یتوب علیهم ان الله کان غفورا رحیما ۝

(سورۂ احزاب)

اور جب سچے مسلمانون نے دشمنون کے گروہونکو دیکھا تو بول اُٹھے کہ یہ تو وہی (موقع) ہے جو خدا اور اُسکے رسُول نے ہمین پہلے سے بتا رکھا تھا اور اللہ اور اُسکے رسُول نے سچ فرمایا تھا اور اس (موقع کے پیش آنے) سے لوگونکا ایمان اور شیوہ فرمانبرداری اور بھی زیادہ ہو گیا (انھین) مسلمانو مین کچھ لوگ تو ایسے ہین کہ خدا کے ساتھ جو اُنھون نے (جان نثاری) کا عہد کیا تھا اُسمین سچے اُترے سو بعض تو ان مین سے ایسے تھے جو اپنی منت پوری کر گئے (یعنی شہید ہوئے) اور بعض ان مین سے ایسے ہین جو (شہادت کے) منتظر ہین اور انھون نے (اپنی بات مین) ذرا سا بھی تو رد و بدل نہین کیا (الغرض یہ لڑائی اسلیے پیش آئی) کہ خدا سچے مسلمانون کو اُنکے سچ کا عوض دے اور منافقونکو چاہے سزا دے یا (چاہے) اُنکو توبہ کی توفیق دے اور وہ توبہ کرین (اور خدا اُنکی) توبہ قبول کرے بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ

سورۂ بقر مین یہ آیت گذر چکی ہے۔

ام حسبتم ان تدخلوا الجنة ولما یاتکم مثل

جسکا خلاصہ مطلب یہ ہے۔ کہ کافر تمھارا ترغہ کرین گے اور تمکو چارو ناچار ان سے

الذین خلوا من قبلکم مستھم الباساء والضراء | لڑنا پڑے گا اور لڑائی کی تکلیفین اور مصیبتین
وزلزلوا حتی یقول الرسول والذین امنوا | جھیلنی ہون گی مگر آخر کار خدا تم کو
معہ متی نصر اللہ الا ان نصر اللہ قریب | فتح دے گا۔

توجنگ احزاب مین جو صورت پیش آئی سچے مسلمان سمجھے کہ یہ وہی موقع ہے جس کیلیے خدانے ہم کو پہلے سے آمادہ رہنے کے لیے ارشاد فرمایا تھا۔ (دیکھو ترجمہ مولوی نذیر احمد صاحب)

اصحاب پر عمرو عبدود کی ہیبت

خدائے عزوجل نے جس فتح کا وعدہ مومنین سے فرمایا تھا اب اُس کا حال سُنیے کہ جب عمرو عبدود نے خندق کے پار قدم رکھکر پکارا کہ لڑنے کو نکلو تو اسکی آواز سُنتے ہی مہاجر و انصار ایسے خائف ہوئے گویا تنون مین جان ہی نہ تھی جس پر یہ آیہ کریمہ۔

اشحۃ علیکم فاذا جاء | تو اے پیغمبر جب (کوئی) خوف (کا موقع) پیش آئے
الخوف رأیتھم ینظرون | تو ان کو دیکھتے ہو کہ (مایوسانہ) تم کو دیکھتے ہین
الیک تدور اعینھم کالذی یغشی | ان کی آنکھیں ہین کہ چارون طرف گھومی
علیہ من الموت فاذا ذھب | چلی جاتی ہین جیسے کسی پر (سکرات) موت کی
الخوف سلقوکم بالسنۃ | بیہوشی (طاری) ہو پھر جب خوف دور
حداد اشحۃ علی الخیر اولئک | ہوجاتا ہے اور مسلمانون کی فتح ہوجاتی ہے)
لم یومنوا فاحبط اللہ اعمالھم و | تو مال (غنیمت) پر گرے پڑتے (اور) دل
کان ذلک علی اللہ یسیرا ۝ | خراش باتین کرکے تم پر طعنہ مارتے ہین۔

شاہد ہے۔

حضرت عمر کا عمرو عبدود کی شجاعت بیان کرنا

عمرو عبدود کے رُعب اور دہشت کا اثر سب سے زیادہ تر حضرت عمر پر ہوا کہ جب رسول اللہ صلعم نے اصحاب سے پوچھا کہ اس توقف و تامل کا کیا سبب ہے تو حضرت عمر نے عرض کیا۔

یا رسول اللہ یہ عمرو بن عبدود ہے جو شجاعان عرب مین اپنا ثانی نہین رکھتا یہ وہ بہادر ہے کہ ایک دفعہ ہمارا قافلہ مال لیکر شام کی جانب گیا تھا ہمارے ساتھ عمرو عبدود تھا۔ اثنا راہ مین ایک منزل پر ہمارے قافلہ کو ہزار ڈاکوؤن نے گھیر لیا ہم سب نے نہ صرف مال بلکہ جان سے بھی ہاتھ دھوئے۔ عمرو عبدود نے ہم سب کا یہ خوف و اضطراب دیکھ کر فوراً نیام سے تلوار کھینچی اور ایک شتر بچہ کو بجائے سپر ہاتھ مین لیکر مانند شیر ژیان ڈاکوؤن پر ایسا حملہ کیا کہ سب فرار ہو گیے اور قافلہ اُس کی طرف سے سلامت رہا۔

جناب امیرؑ کا لڑنے کی اجازت مانگنا اور رسولؐ اللہ کا دعا فرمانا۔

جب حضرت عمرؓ اسکی شجاعت کا ذکر کر چکے تو شاہ ذوالفقار حیدر کرار اسد اللہ الغالب علیؑ ابن ابیطالب علیہ السلام نے رسول اللہ صلعم سے اجازت چاہی لیکن اجازت نہ ملی وہ دوبارا پکارا رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ آیا میرا کوئی دوست ہے کہ اس دشمن کے شر سے ہمکو بچائے اس پر بھی بجز نفس رسولؐ کوئی نہ اُٹھا۔ اور اب بھی آپ نے اجازت نہ دی تیسرے بار اُس نے یہ کہا "کہ تمھارا گمان ہے کہ تمھارے کشتے بہشت مین جائینگے اور ہمارے دوزخ مین پھر کیا تم مین کسی کو اشتیاق جنت مین جانے کا اور ہم کو دوزخ مین بھیجنے کا نہین ہے"۔ اس کا جواب بھی بجز نفس رسولؐ کسی نے نہ دیا۔ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے علیؑ یہ عمرو بن عبدود ہے۔ جناب امیر علیہ السلام نے عرض کی یا رسولؐ اللہ مین بھی علی ہون۔ آخر کار رسول اللہ صلعم نے اجازت دی۔ دست مبارک سے اپنی زرہ پہنائی۔ سر پر عمامۂ مبارک باندھا اپنی ذوالفقار عنایت کی اور دونون ہاتھ اُٹھا کر بارگاہ کبریا مین نہایت عجز و الحاح سے یہ دعا کی۔

ز بیچارگی شاہ یزدان پرست — بیازید دیگرفت دستش بدست
بچشمے بروئے علیؑ بنگریست — بچشمے بسوئے سپہر گریست
رخ ماہ را کرد انجم نگار — بنالید بس پیش پروردگار
کہ اے آفرینندۂ نہ سپہر — فروزندۂ مشعل ماہ و مہر

الٰہی علی بندۂ خاص تست | بایمان کامل بصدق درست
بحکمت شب و روز بستہ کمر | فدا کرد در راہ تو جان و سر
نہ پیچید ہرگز عنان از عدو | نہ دیدہ عدو پشت شمشیر او
بہ ہر رزم چندان فشردہ است پائے | کہ بیجان شدہ خصم و بے خصم جائے
نہ گرداند رو از صف کارزار | اگر بود دیگر دو در دہ ہزار
علیؑ آنچہ کردہ است در راہ دین | تو دانی و بس اے جہان آفرین
دگر ہیچکس نیست چون او مرا | ترا پشت دین است و بازو مرا
کنون در دم اژدہا ے رود | ببین بر دل من چہا می رود
گرفتی ز من حمزہ را در احد | عبیدہ بہ بدر اندر آن کشتہ شد
ندارم کنون جز علیؑ مہربان | مکن بیکسم اے کس بیکسان
ز من قوت بازوے من مگیر | مکن دین اسلام را بے ظہیر
نگہدارش از شر این اہرمن | ظفر بخش بر دشمن خویشتن

ایہا المومنون غور کرو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس آہ وزاری و بیقراری سے بارگاہ ایزدی مین عرض کرتے ہین کہ بارخدایا تونے مجھ سے حمزہؑ کو اُحد مین اور عبیدہ کو بدر مین لے لیا اب بجز علیؑ کے کوئی جان نثار نہین ہے۔ خداوندا علیؑ تیرا بندہ ہے جو ایمان و اعتقاد مین کامل ہے۔ ہر وقت تیری اطاعت مین کمر بستہ رہتا ہے۔ اس نے صف جنگ مین تیرے دشمنون سے ایک ہو یا ہزار کبھی منہ نہین موڑا میدان جنگ سے کبھی اپنی پشت نہین پھیری۔ ہر لڑائی مین دشمنون کی صفین صاف کین اُس نے تیرے دین کے پیچھے جو سختیان اُٹھائین اور جو مصیبتین جھیلین ان کو تو ہی خوب جانتا ہے۔ خداوندا علیؑ کے سوا کوئی بھی میرا معین و مددگار نہین ہے۔ وہ تیرے دین کا پشت و پناہ اور میرا قوت بازو ہے۔ بارالٰہا علیؑ اژدہے کے منہ مین جا رہا ہے۔ میرے دل کا جو حال اسوقت ہے وہ تجھپر خوب روشن ہے۔ اے میرے پروردگار مجھے بیکس نہ کیجیو اور میرے قوت بازو کو مجھ سے جدا اور دین اسلام کو بے مونس و غمگسار نہ کیجیو۔

ربّ لاتذرنی فرداً وانت خیر الوارثین۔ — میرے پروردگار مجھے تنہا نہ چھوڑ اور تو سب وارثون سے بہتر ہے۔

حدیث جناب امیرؑ کی فضیلت مین

اسلام کے لیے یہ ایک بہت ہی نازک وقت تھا کیونکہ کفار و مشرکین اسلام پر غالب تھے اور رات دن اسلام کی بیخکنی کی فکر کیا کرتے تھے۔ مکّہ انہین کے قبضہ مین تھا۔

پس جب قاتل المشرکین یعسوب الدین امیر المومنینؑ علیؑ ابن ابیطالب علیہ السلام اس دیو پلیتن کے مقابل ہوئے تو آنحضرت صلعم نے فرمایا۔

قد برز الایمان کلّہ الی الکفر کلّہ — یعنی سالم ایمان اور سالم کفر کا مقابلہ ہے۔

اگر کہین وہ دشمن خدا غالب آجاتا تو اسلام نیست و نابود ہو جاتا۔ اور مہاجرین و انصار کا جو اپنی شجاعت اور بہادری کی لن ترانیان کیا کرتے تھے پتا بھی نہ لگتا۔

احوال جنگ۔

الغرض وہ دیو اور خیرہ آزما بڑے جوش و خروش اور غیض و غضب کے ساتھ گھوڑے سے اُترا۔ پہلے اپنے گھوڑے کی کونچین کاٹین۔ پھر تلوار نیام سے کھینچ کر شیر غضبناک کی طرح شیر خدا شاہ لافتی کے سامنے آیا اور کفر و ایمان مین اس طرح جدال و قتال چھڑی۔

میان شہ دین و آن تیز چنگ — چنین بود از چاشت تا ظہر جنگ
زبار یدن تیغ کین متصل — زمین گشت از آب شمشیر گل
چنین آن دو حارب بہ آداب حرب — زہم رد نمودند ہفتاد ضرب
چو شہ دید پرخاش مردان کین — دل شہ بجوش آمد از درد دین
شجاع غضنفر وصیؑ نبیؐ — نہنگ یم قدرت حق علیؑ
چنان دید بر روئے دشمن ز خشم — کہ شد ساختہ کارش از زیر چشم
برافراخت پس دست خیبر گشائے — پی سربریدن بفشرد پائے
چو شہ کرد شمشیر بازو بلند — سر خصم بیتاب شد چون سپند
بنام خدائے جہان آفرین — بینداخت شمشیر کین شاہ دین

غضنفر بزد تیغ بر گردنش | دراُو رد از پائے بے سرتنش
دم تیغ بر گردنش تا رسید | عمر و صد نگام از تن پرید
بغلطید بر خاک آن زندہ پیل | بزد بوسہ بر دست شہؑ جبرئیلؑ
بر و آفرین کرد یزدان پاک | ملک از فلک گفت روحی فداک
بنالید کفر و بنالید دین | جہان گشت پاک از ملوث زمین
ز شادی مقیمان ارض و سما | فگندند و ستار ہا بر ہوا
نگنجید جبرئیل اندر بپوست | عجب شادی داد این فتح دوست
ملائک ہمہ چہرہ افروختند | شیاطین سراپا زغم سوختند

اللھم صل علی محمد و آل محمد

فوج مشرکین کا فرار

بعد قتل عمرو عبدود حیدر صفدر نے باآواز بلند اللہ اکبر کا نعرہ مارا جناب رسول خدا صلعم نے تکبیر کی آواز سنتے ہی سجدۂ شکر کیا۔ عمرو کے ساتھ جو بعض کفار مثل ضرار و نوفل وغیرہ آئے تھے وہ ضرغام الٰہی کی طرف حملہ آور ہوئے۔ مگر ہیبت اسد اللہی سے بھاگ گیے۔ نوفل نے خندق مین پناہ لی تھی مگر اس مردود کو شیر خدا نے خندق مین جاکر دو ٹکڑے کیا۔

خدا کا مومنین کی امداد فرمانا اور اسلام کی فتح

اللہ جل شانہ نے مومنین سے فتح کا وعدہ کیا تھا وہ اس طرح پورا ہوا کہ ادھر تو قاتل المشرکین یعسوب الدین اسد اللہ الغالب علیؑ ابن ابیطالبؑ نے عمرو بن عبدود کو قتل کرکے گلشن اسلام کو باد خزان سے بچایا اُدھر خدائے عزوجل نے آپ کی امداد فرمائی یعنی ملائکہ کا لشکر بھیجا تو مشرکین سے لڑے جن کو کوئی دیکھ نہ سکا۔ کفار کے لشکر مین پھوٹ ڈالدی ہر قبیلہ دوسرے سے غیر مطمئن ہوگیا۔ ایک آندھی ان پر بھیجی جو بہت سرد اور سخت تھی جس سے ان کے سب خیمہ اُکھڑ گئے طنابین ٹوٹ گئین دیگین اوندھی ہوگئین۔ گھوڑے بھاگ گئے۔ آنکھون مین کوڑے پڑگیے اور آگ بجھ گئی۔ ہر طرف سے فرشتون کی تکبیر ون کی آواز آنے لگی۔ کفار کے دل خوف سے دہل گئے۔ آخر سب کے قدم اُکھڑ گئے۔ ابوسفیان گھبرا کر اپنے اونٹ پر بدحواسی مین سوار ہوکر بھاگا اور اُس کے ساتھ سب کے سب چلتے ہوئے۔ اور اہل اسلام کی فتح ہوئی۔ چنانچہ مومنین سے امتنانًا فرماتا ہے۔

يا ايها الذين آمنوا اذكروا
نعمة الله عليكم اذ جاءتكم
جنودا فارسلنا عليهم ريحا
وجنودا لم تروها وكان الله
بما تعملون بصيرا اذ جاؤكم
من فوقكم ومن اسفل منكم
واذ زاغت الابصار وبلغت
القلوب الحناجر وتظنون
بالله الظنونا ۚ هنالك
ابتلي المؤمنون وزلزلوا
زلزالا شديدا ۚ

ب - س

ع

مسلمانون خدا کے اس احسان کو یاد کرو جو
اس نے تم پر کیا تھا جبکہ تم پر لشکر کے لشکر آچڑھے
تو ہم نے ان پر آندھی بھیجی اور (آندھی ہی کے
علاوہ فرشتون کی) فوج جو تمکو دکھائی نہین
دیتی تھی اور (اس وقت جنگ کی) جو (تدبیرین)
تم لوگ کر رہے تھے اللہ (اسکو بھی) دیکھ رہا تھا
جسوقت کہ (دشمن) تمپر تمھارے اوپر بھی اترے
اور تمھارے نیچے کی طرف سے بھی اور (مارے
خوف کے تمھاری) آنکھین پھری کی پھری رہ گئی
تھین اور کلیجے منہ کو آگئے تھے اور خدا کی نسبت
تم لوگ طرح طرح کے گمان کرنے لگے اسی موقع پر
مسلمانون کے استقلال کی آزمائش کی گئی اور
خوب ہی جھڑ جھڑائے گئے۔

قرآن مجید مین مطبوعہ میرٹھ ان آیات پاک کی جو تفسیر درج ہے اُس کا خلاصہ یہ ہے۔

تفسیر کہ یہ آیت جنگ حد سے فرار کرنے والون کے حق مین ہے۔

ہجرت سے چوتھے برس لڑائی واقع ہوئی۔ مُنافق باتین بولنے لگے اور مومنین ثابت رہے اور آنکھین دکھنے لگین۔ تیور بدلنے لگے دوستی جتانے والے آنکھین چُرانے لگے۔ اور دل ڈر سے دھڑکنے لگے اور گلے تک پہونچے۔ اور اٹکلین کرنے لگے۔ مسلمانون نے سمجھا کہ اب کے بہت سخت آزمائش ہوئی اب کے بار نہ بچین گے۔ مسلمانون کو چاہیے کہ بے ایمانی کی باتین نہ بولین۔ یہ خطاب اُن لوگون سے ہے جنھون نے جنگ اُحد کے بعد اقرار کیا تھا کہ پھر ہم

ایسی حرکت نہ کرین گے یہ لوگ بڑے وقت مین رفاقت سے جی چراتے تھے۔ اور ڈر کے مارے جان نکلتی تھی اور فتح کے بعد مردانگی جتلاتے تھے۔

بھائیو۔ اس آیہ وافی ہدایہ کے ان الفاظ پر غور کرو کہ خدائے عزوجل صاف الفاظ مین فرماتا ہے کہ۔

"جسوقت دشمن تمپر ٹوٹ پڑے تو مارے خوف کے تمہاری آنکھین پھری کی پھری رہ گئین اور کلیجے منہ کو آگئے تھے"

کیا اس خطاب مین وہ لوگ داخل نہین ہین کہ جب عمرو بن عبدود نے مسلمانون پر یہ طعن کی۔ "گمان شما ان ست کہ کشتگان شما در بہشت روند و کشتگان ما بجہنم آیا دوست نمی دارد کسی از شما کہ سفر بہشت کند یا دشمن خدا را بجہنم فرستد"

تو مسلمانون کی طرف سے ایک صاحب مقدمۃ الجیش بن کر رسول اللہ صلعم سے اس کی شجاعت و بہادری کی حکایت بیان کر کے خائف ہو جائین کیا وہ خدا کی اس شہادت سے کہ مارے خوف کے تمہارے کلیجے منہ کو آئین گے خارج ہین۔

اس آیت مین اللہ جل شانہٗ یہ بھی ارشاد فرماتا ہے کہ (اس موقع پر مومنین کے استقلال کی آزمائش کی گئی) اب کوئی انصاف کرے کہ خدائے پاک کے امتحان مین جو لوگ پورے نکلے وہ چار یا دس وہی مخصوص مومنین ہین جو کہ اپنے پیغمبر کے سینہ سپر رہے جن کے سردار وصی احمد مختار حیدر کرار غیر فرار ہین کہ فتح پاکر خندان و شادان جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ اور عمرو بن عبدود کا سر قدم مبارک پر ڈالدیا۔ حضرت ابوبکر و عمر نے آپ کی پیشانی کا بوسہ لیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود نے یہ آیت پڑھی۔

جناب امیر کا آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہونا اور آپکی منزلت مین حدیث

کفی اللہ المومنین القتال یعنی خدا نے اپنی مہربانی سے مومنین کو

بعلی وکان اللہ قویا عزیزا

لڑنیکی نوبت نہ آنے دی علیؑ کے سبب سے اور ہے اللہ قوی اور عزیز۔

اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا۔

قال حذیفة لما دعا عمرو الی مبارزته اجحم المسلمون عنه کافة ما خلا علیا فانه برز الیه فقتله علی یدیه والذی نفس حذیفة بیده لعمله فی ذلک الیوم اعظم اجرا من عمل اصحاب محمد الی یوم القیمة وکان الفتح فی ذلک الیوم علی ید علی علیه السلام وقال النبی صلعم لضربة علی خیر من عبادة الثقلین

ازمجمع البحرین ص۲۲۵

حذیفہ نے کہا کہ جب عمرو نے مبارزہ طلب کیا تو تمام مسلمانوں نے اوس سے اعراض کیا سوائے علیؑ کے پس بیشک وہ اوس کے مقابلہ کو نکلے اور اوسے اپنے ہاتھوں سے قتل کیا قسم ہے اوسکی جس کے قبضہ مین حذیفہ کی جان ہے اوس دن کا عمل علیؑ زیادہ عظیم تھا از روی اجر کے عمل اصحاب محمدؐ سے تا بروز قیامت فتح علی علیہ السلام کے ہاتھ اس روز پر ہوئے اور رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ ہر آئینہ ضربت علی کی بہتر ہے عبادت جن وانس سے۔

سیرۃ الحمد صفحہ ۱۸۱ مین اس حدیث کے یہ الفاظ بھی ہین۔

اذ جاء فی بعض الروایات ان علیا لما بارز عمرو وقال رسول اللہ الیوم برز الایمان

بعض روایات مین آیا ہے کہ تحقیق جب علیؑ نے مقابلہ عمرو کا کیا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل ایمان

کلہ للشرک کلہ کذا فی حیوٰۃ الحیوان کل شرک کے مقابلہ کے لیے نکلا۔

الکبریٰ۔

ان احادیث کے مفہوم کو جناب میر انیس اعلی اللہ مقامہ نے کیا خوب نظم کیا ہے اسکی نقل یہ ہے۔

خندق کی وغا عمرو سیہ کار کی وہ دھوم تھراتا تھا تلوار سے جسکی عرب و رُوم
روکے جو حربون کو بڑا خاصۂ قیوم جھپٹا اسد آ تو یہ ہوا سب کو یہ معلوم
ایک ضرب یمین سے گرزنہ مغفر تھا نہ سر تھا
خندق کے اُدھر لاش سر نحس ادھر تھا

جس وقت ظفریاب ہوئے حیدر کرار ایک ہاتھ مین سر عمرو کا تھا ایک مین تلوار
فرمایا نبی نے یہ اعلان بہ تکرار افضل ہے دو عالم کی عبادت سے یہ اک وار
سر فتح کا تھا پاؤن پہ خالق کے ولی کے
جبرئیل امین چومتے تھے ہاتھ علی کے

اللھم صل علی محمد وآل محمد

یا اس سے مراد حضرت عمر اشداء علی الکفار ہین جنکی شجاعت پر جناب شبلی صاحب یہ روایت تحریر فرماتے ہین کہ۔

روایات درباره جبن حضرت عمرؓ

بعد قتل عمرو عبدود۔ ضرار اور جبیرہ نے حملہ کیا لیکن جب ذو الفقار کا ہاتھ بڑھا تو پیچھے ہٹنا پڑا۔ حضرت عمر فاروق نے ضرار کا تعاقب کیا۔ ضرار نے مڑکر برچھی کا وار کرنا چاہا لیکن رُوک لیا۔ اور کہا عمر اس احسان کو یاد رکھنا۔

مطلب یہ کہ تم مجھے کیا ہلاک کرتے مگر تم میرے پنجہ مین پھنسے ہو اس پر بھی مین تم کو چھوڑتا ہون یہ واقعہ دیگر کتب مین بھی ہے۔ جیساکہ روضۃ الاحباب صفحہ (۳۲۶) مین ہے۔

بعد از کشتہ شدن عمرو عبد ود۔ ضرار ابن
الخطاب وہبیرہ بن ابی وہب۔ حملہ بر
علیؑ کردند۔ علیؑ نیز متوجہ ایشان شد چشم
ضرار کہ بر روئے علیؑ افتاد۔ رو بگریز نہاد۔
زبیر بن العوام و عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
حملہ آوردند بر بقیہ اصحاب عمرو عبدود
ضرار می گریخت و عمر از عقب وے
می رفت۔ ضرار بازگشت۔ و نیزہ بر عمر
رسانید۔ بعد از آن نیزہ را باز گرفت
وگفت اے عمر این نعمت مشکورہ است
کہ بر تو ثابت کردم یاد میدار۔

بعد قتل عمرو عبدود ضرار ابن الخطاب
اور ہبیرہ بن ابی وہب۔ نے حضرت علیؑ پر
حملہ کیا۔ حضرت بھی ان کی طرف متوجہ ہوئے
ضرار حضرت علیؑ کا چہرہ دیکھتے ہی بھاگا زبیر
اور حضرت عمر نے باقی اصحاب
عمرو عبدود پر حملہ کیا۔ حضرت عمر نے
ضرار کا جو بھاگ رہا تھا تعاقب کیا
ضرار عمر کی طرف پلٹا اور اپنا نیزہ حضرت عمر
کے جسم سے چھلا کر کھینچ لیا اور کہا اے عمر
اس میری نعمت کا شکر کر اور ہمیشہ اسکو
یاد رکھ۔

یہی روایت تاریخ خمیس صفحہ (۴۲۷) میں بھی ہے۔ اس کی نقل یہ ہے۔

لما حمل ضرار بن الخطاب
وهبيرة بن ابی وهب علی
علیؑ وهو اقبل الیهما فاما
ضرار فلما نظر الی وجه
علیؑ ولی هاربا وبعد ذلك
سُئِل عن سبب فراره قال خيل لی
ان الموت يرينی صورته واما هبيرة

یعنی ضرار ابن الخطاب اور ہبیرہ بن ابی
وہب نے علیؑ ابن ابی طالبؑ پر حملہ کیا
اور علیؑ ابن ابیطالبؑ ان دونوں کی طرف
متوجہ ہوئے مگر ضرار نے جب علیؑ کی صورت
دیکھی تو وہ بھاگ نکلا جب اس سے بھاگنے کا
سبب پوچھا تو بیان کیا کہ مجھے ایسا معلوم ہوا
کہ موت میرے سر پر کھڑی ہے۔ ہبیرہ نے

فثبت فی مقاتلته حتی اصابه اثر السّیف فعند ذلك القی درعه وهرب وفی روایة حمل الزبیر بن العوام وعمر بن الخطاب بعد قتل علیؑ عمرا علی بقیة اصحاب عمرو وقد کان ضرار بن الخطاب یفر وعمر بن الخطاب یشتد فی اثره فکر ضرار راجعا وحمل علی عمر بالرمح لیطعنه ثم امسك وقال یا عمر هذه نعمة مشکورة اثبتها علیك وید لی عندك غیر مجزی بها فاحفظها۔

ثبات قدم اختیار کیا تھا مگر تلوار کی آنچ لگتے ہی زرہ کو چھوڑ کر بھاگا۔ دوسری روایت مین یہ ہے کہ زُبیر بن العوام وعمر بن الخطاب نے (بعد اسکے کہ حضرت علیؑ عمرو عبدود کو قتل کر چکے) بقیہ اصحاب عمرو پر حملہ کیا ضرار بن الخطاب بھاگا جاتا تھا۔ اور حضرت عمر اس بھاگتے ہوئے کا تعاقب بڑی زور سے کر رہے تھے ایک مرتبہ ضرار نے پلٹ کر نیزہ کو حضرت عمر کی جانب سیدھا کر کے ہاتھ روک لیا اور کہا اے عمر یہ میری نعمت۔ (نوک نیزہ) شکر گذاری کے قابل ہے اسکی جزا تم نہین دے سکتے اسکو یاد رکھنا۔

(استہار بیبی)

اصحاب ناقص الایمان کو اچھا سمجھنا

کہان ہے گوش شنوا اور چشم بینا کہ خدا کی آیتون اور ان روایتون کو دیکھے اور سنے کہ محدثین ومفسرین اصحاب محمد وحنین کی کیسی پردہ دری کرتے ہین اور انکے پوست کندہ حالات لکھتے ہین مگر اس پر بھی محبان صحابہ ثلاثہ طرح طرح سے انکی پردہ پوشی کر کے فرماتے ہین کہ خدا نے جا بجا قرآنِ مجید مین ان کی فضیلتین بیان کی ہین ان کو "اشداء علی الکفار" بتایا ہے۔ اِن کے حق مین رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ فرمایا ہے یعنی خدا ان سے راضی ہے اور وہ خدا سے راضی ہین اِنکی شان مین۔

اعد لهم جنت تجری یعنی خدا نے انکے واسطے وہ ہرے بھرے باغ جنکے

تحتها الانهار خلدین فیها ابدا ذلك الفوز العظیم ۝

نیچے نہرین جاری ہین تیار کر رکھے ہین وہ ہمیشہ ان مین رہین گے یہی تو بڑی کامیابی ہے۔

و دیگر آیات بشارت نازل ہوئی ہین۔

قوله تعالیٰ

فمن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا او کذب بایاتہ انہ لا یفلح المجرمون ۝ (سورۂ یونس)

اور اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو خدا پر جھوٹا بہتان باندھے یا اسکی آیتون کو جھٹلائے بیشک قصور وار فلاح نہین پاتے۔

اب غزوہ خیبر مین ان شجاعون کا حال سنئے۔

غزوۂ خیبر

اقتباس تاریخ روضۃ الصفا بابت حالات و وقعات جنگ

از جملہ معظمات وقایع این سال فتح خیبر است وصورت این حال و تفصیل این اجمال آنکہ چون مقدس نبوی از حدیبیہ مراجعت فرمود بعد از چند روزیکہ در مدینہ توقف نمودہ بارؤسا مہاجرین و انصار فرمود بہ تہیۂ اسباب لشکر قیام نمایند۔ کہ بجانب خیبر می رویم۔ و فرمود لایخرج معی احد الا للجہاد ہیچ کس باین بیرون

اس سال کے تمام اہم واقعات سے فتح خیبر ہے اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جب رسولخدا نے حدیبیہ سے مراجعت فرمائی تو چند روز مدینہ مین توقف فرما کر اکابر مہاجر و انصار سے ارشاد فرمایا کہ سامان حرب تیار کرو کہ ہم خیبر کو جائینگے۔ اور ارشاد ہوا کہ خیبر کو میرے ساتھ صرف وہی اصحاب و انصار چلین

نیاید مگر بجهت جهاد۔

ومقصود ازین سخن آن بود که هرکه را میل
بطمع دنیا باشد۔ وهمت او مصروف بر اخذ
غنیمت بود با من بیرون نیاید۔

القصه چون یهود را خبر لشکر اسلام رسید
با قوم خود گفتند که اکنون در محاربه
نهایت جد و اهتمام بجا آرید که در جنگ
کشته شدن۔ ہزار بار بهتر ست از اسیری۔
یهود دل بر قتال نهاده اہل وعیال خود را
در قلعه محفوظ ساختند۔ و دلیران کارزار
در قلعه نظاره مجتمع گشتند۔

الغرض حضرت نبوی اصحاب را تحریص
بر حرب نموده را از نعمتهاے اخروی نوید
داد و فرمود که اگر صبر کنید ظفر یابید سپاه
اسلام جنگ آغاز نهاده۔ دست به تیر
بکشادند درین آوان که سپاه اسلام به محاصره
حصار قموص استقلال داشتند۔ حضرت
نبوی را درد سر روے نمود و بدان واسطه
در معرکها قدم رنجه نمی فرمود ولیکن هر روز

جن کو جہاد کرنا منظور ہو۔

حضرت کا مقصد اس ارشاد سے یہ تھا
کہ جسکو دنیا کی طمع اور مال غنیمت کی
ہوس ہو وہ میرے ساتھ نہ آئے۔

القصہ۔ جب یہود کو لشکر اسلام کی
خبر ہوی تو اُنھون نے اپنی قوم سے کہا کہ
اب وہ وقت ہے کہ لڑائی مین نہایت درجہ
کوشش اور اہتمام کرنا چاہیے قیدی بننے سے
لڑائی مین مارا جانا ہزار درجہ بہتر ہے تمام یہود قتال
پر آمادہ ہوگئے۔ اور اپنے اہل وعیال کو ایک محفوظ جگہ مین
کردیا دلیران کارزار بالاے قلعہ نظارہ کیلیے جمع ہوگئے۔

الغرض رسول صلعم نے اصحاب کو جہاد کی ترغیب
وتحریص اور آخرت کی نعمتون کی بشارت دی اور
فرمایا کہ اگر میدان حرب مین صبر واستقلال کے ساتھ
جنگ کرینگے تو فتحیاب ہونگے۔ مسلمانون نے جنگ
شروع کی۔ جب فوج اسلام قلعہ قموص کو جو حرب کا
تخت گاہ تھا محصور کرنے مین مشغول تھے رسول صلعم
کو درد سر کی تکلیف شروع ہوگئی اس وجہ سے
میدان حرب مین قدم رنجہ نفرما سکے مگر ہر روز

پس چنانچه ضمیر منیر دخاطر اقتضامی کرد بلطف عیان
مهاجر و اشراف انصار شده رایت نصرت آیت بدست
یکے از اصحاب داده بجنگ می فرستاد۔

و چون آن قلعه بود در غایت حصانت
و نهایت رصانت زیاده کارے از
پیش نمی رفت۔ روزے عمر فاروق
رضی الله عنه متصدی امر محاربه گشت و علم
برداشته با طائفه از صاحبان اسلام بپائے
قلعه اہل شرک و ظلام رفت و ہر چند
دست و پای زد چہرہ فتح در آئینہ مراد
روئے نه نمود روز دیگر صدیق اکبر رایت برگرفته
با جمعے از شجاعان و ابطال به مقاتله اہل ضلال
شتافت و محاربات عظیم درمیان فریقین
واقع شده بے حصول مقصد بازگشت
و در نوبت سوم عمر بن الخطاب بازمره
اصحاب روئے جنگ به محصور آن قلعه قموص
آورده و کوشش بسیار نموده بدستور سابق
مراجعت فرمود۔

بعد ازان که خسرو انجم با علم زرنگار متوجه

حسب مصلحت وصوابدید مہاجرین و
انصار مین سے کسی صحابی کو علم دیکر۔ لڑنے کو
بھیجدیتے تھے۔

چونکہ وہ قلعہ نہایت مستحکم اور عالی شان
تھا اس لیے جو صحابی لڑنے کو جاتا اُس سے کچھ
قابو نہ چلتا تھا ایک روز عمر فاروق رضی اللہ
عنہ کو میدان جنگ مین جانے کا شوق ہوا
علم اور لشکر اسلام سے کچھ لوگ ہمراہ لے کر قلعہ
کو گئے۔ ہر چند ہاتھ پاؤن مارے لیکن فتح
نہوئی۔ ناچار واپس آئے۔

دوسرے دن حضرت صدیق اکبر بہادرونکی
ایک جمعیت کے ساتھ علم دار بنکر لڑنے گئے۔
فریقین مین جنگ عظیم ہوئی لیکن وہ بھی
بے نیل و مرام پلٹ آئے۔

تیسرے دن عمر رضی اللہ علم اور لشکر
لے کر قلعۂ قموص پر گیے۔ بعد کوشش
بسیار مثل روز اول پلٹ آئے

بالآخر جب آفتاب غروب ہوا تو

تسخیر دیار مغرب شد آن سرور بطحا و یثرب برزبان گوہرنثار معجز آثار بگزرانید۔ کہ

سرور بطحی و یثرب نے ارشاد فرمایا کہ۔

لاعطین الرایۃ غدًا رجلًا کرارًا غیر فرار یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ یفتح اللہ علی یدیہ۔

کل اس شخص کو علم دُون گا جو کرار و غیر فرار ہے اور اللہ ورسولؐ اُسکو دوست رکھتے ہین اور وہ اللہ ورسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اُسکے ہاتھ پر فتح عطا فرمائے گا۔

گویند علیؑ کرم اللہ وجہہ بنا بر عارضۂ رمد در مبدا احال در مدینہ توقف فرمود درین اثنا مفارقت آنحضرت بر ضمیر منیرش دشوار آمدہ با اینکہ داشت متوجہ دست بوس گشت و در راہ یا بعد از وصول بر رسولؐ اللہ پیوست

روایت ہے کہ حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ آشوب چشم کے باعث مدینہ مین تشریف فرما تھے۔ بوجہ رفاقت رسول خداؐ پریشان خاطر ہو کر رسول اللہ صلعم کی خدمت مین آکر قدم بوس ہوئے۔

سہل بن سعد می گوید کہ در آن شب کہ حضرت رسالت این سخن فرمودہ غلغلۂ عظیم درمیان اصحاب افتاد۔ آیا رایت بکدام یک زما خواہد داد۔ بریدۃ الحصیب گوید کہ ہر کہ بر رسول اللہ قربے داشت امید داشت کہ صاحب علم او باشد و جمعے از قریش

سہل بن سعد کا بیان ہے کہ جس شب حضرت رسالتمآب نے علم عطا فرمانے کا ذکر فرمایا تھا اُس شب اصحاب مین ایک غلغلۂ عظیم پیدا ہوا اور تمام اہل لشکر اسی خیال مین تھے کہ دیکھیے ہم مین سے کس کو علم عطا ہوتا ہے۔ بریدۃ الحصیب کا قول ہے جو لوگ رسولؐ کے قرابتدار تھے ان کو علم ملنے کی اُمید تھی۔

گفتند مقرر است کہ مراد این مرد علیؑ ابن
ابیطالب نیست - چہ او را چشم چنان
درد می کند - کہ موضع قدم خود را نمی بیند -
چون روز دیگر از نور طلعت خورشید
عالم افروز چشم عالمیان روشنی پذیرفت
واز لمعات آفتاب جہانتاب عرصۂ
گیتی اضاءت پذیرفت سعادت مندان
فیروز جنگ در بیشۂ وغا در کمر پلنگ وندے
و در بحر ہیجا در کام نہنگ نہادندے بر در خیمۂ
اقدس حضرت رسالت پناہ مجتمع گشتند
و ہر یک را تصور آن بود کہ این سعادت
عظمی و موہبت کبرے نصیب او گردد -
سعد بن وقاص گوید کہ در برابر چشم رسول اللہ
بزانو در آمدم و بعد ازان برخاستم -
بامید آن کہ صاحب رایت من باشم - واز
عمر فاروق منقولست کہ گفت من امارت
را ہرگز دوست نداشتم - مگر در آن روز -
القصہ چون حضرت مصطفےٰ صلعم از خیمہ
بیرون آمد فرمود کہ علیؑ ابن ابیطالبؑ

اور قریش کے ایک گروہ کا بیان تھا کہ
رسول اللہ صلعم کی مراد علیؑ ابن ابیطالبؑ سے نہین
ہے اسلیے کہ وہ جناب آشوب چشم مین ایسے گرفتار
ہین کہ اپنے پاؤن بھی نہین دیکھ سکتے -
دوسرے دن جب خورشید عالم نے اپنے
نور سے اہل جہان کی آنکھین روشن کین
اور آفتاب کی چمک سے عرصۂ گیتی منور ہوا سعادتمندان
طالب فتح جو مثل پلنگ بیشۂ دغا و نہنگ
دریاے شجاعت تھے -
رسولخدا صلعم کے خیمۂ اقدس پر جمع ہو گئے
ہر شخص متمنی تھا کہ اس سعادت عظمی اور
منصب اعلی سے مین ہی سرفراز ہون -
سعد بن وقاص کا قول ہے کہ مین رسول اللہ
صلعم کے سامنے اس امید پر زانوے ادب طے کر کے
کھڑا ہو گیا کہ علم بردار مین ہی کیا جاؤن -
حضرت عمر کہتے ہین "کہ مین نے بجز اسدن کے
امارت کو اپنے لیے کبھی پسند نہین کیا تھا -
القصہ جب آنحضرت صلعم خیمۂ مبارک سے باہر
رونق افروز ہوے تو پوچھا کہ علیؑ ابن ابیطالبؑ کہان ہین -

کجاست مردم از ہر طرف آواز برآوردند کہ
چشم او چنان درد می کند کہ پیش پائے
خود نمی بیند۔ فرمان شد کہ او را بیارید
دست علیؑ گرفتہ حاضر ساختند۔
حضرت سر او را بزانوئے مبارک خویش
نہادہ آب دہان مبارک در چشمانش افگند
وگفت۔
اللّٰھم اکفہ الحر والبرد چون مرتضی علیؑ
از طیبہ ۔ مد خلاصی یافت رایت را
باو دادہ۔ فرمود برو التفات مکن
تا آن زمان کہ خدائے عزوعلا خیبر را
بر دست تو مفتوح گرداند علی اندک
مسافتے قطع کردہ آواز برآورد
کہ یا رسول اللہ علی ماذا اقاتل حضرت
فرمود کہ
قاتلھم حتی تشہدوا ان
لا الہ الا اللہ وان محمداً رسول اللہ
گفتہ اند کہ رسول اللہ زرہ خود بعلی مرتضیٰ
پوشانید و ذوالفقار در میان او بستہ

لوگوں نے عرض کیا کہ انکو اسدرجہ آشوب
چشم ہے کہ اپنا پاؤن تک نہین دیکھ سکتے۔
حکم ہوا۔ میرے پاس لے آؤ۔ لوگ
حضرت امیر المومنینؑ کا ہاتھ تھام کر حضرت
رسولؐ اللہ کی حضور مین لائے۔ آنحضرتؐ
نے حضرت علیؑ کا سر زانوئے اقدس پر
رکھا اور لعاب دہن مبارک آپ کی
آنکھون مین ٹپکایا۔ اور فرمایا خداوندا انکو
سردی و گرمی سے محفوظ رکھیو۔ جناب علی مرتضیٰ
علیہ السلام نے آشوب چشم سے فوراً صحت پائی۔
آنحضرت صلعم نے علم لشکر جناب علی مرتضیٰ کو مرحمت
فرمایا۔ اور حکم دیا کہ میدان جنگ مین جاؤ اور
اُس وقت تک کہ خدائے عزوجل اس جنگ
خیبر کو تمہارے ہاتھ پہ فتح بخشے برابر لڑتے رہو۔
علی مرتضیٰ علیہ السلام نے تھوڑی دور جاکر عرض کیا
کہاں تک لڑون۔ فرمایا جبتک وہ کلمۂ شہادتین
پڑھین (روضۃ الاحباب مین ہے کہ جناب رسولخدا
صلعم نے فرمایا۔ فواللہ لان یھدی اللہ
بک رجلاً واحداً خیر لک من

رایت نصرت بدست داده علی مرتضیٰ قدم
درنہاد ونزدیک حصن قموص رسید علم در
تودۂ از سنگ ریزہ فرو برد۔ ودر حین یکے
از احبار یہود۔ بر بالاے حصار آمدہ۔
پرسید۔ کہ اے صاحب رایت تو کیستی وچہ
نام داری۔ حیدر کرارؑ جواب داد کہ منم
علی ابن ابیطالبؑ۔ یہودی با فوج خویش
خطاب کرد کہ بہ توریت سوگند کہ مغلوب
گشتید گویند کہ نخستین کسیکہ از حصن حصین
با فوج خویش بجنگ بیرون آمد حارث
یہودی برادر مرحب بود و حرب آغاز
کردہ مسلمانان را منہزم گردانید امیر المومنینؑ
متوجہ حارث شد۔ و بیک ضرب تیغ
اورا بدوزخ رسانید مرحب چون بہ کشتہ
شدن برادر خویش واقف شد۔ با طائفہ
از اہل شجاعت سلاح پوشیدہ بہ کین
برادر پا از پاے در حصار بیرون نہادہ
مرحب مبارزے بود بالا و بلند و تنومند
کہ سنان نیزہ او سہ من وزن داشت

ان یکون لک حمر النعم یعنی قسم بخدا کہ
تمھارے سبب سے خدا ایک مرد کو راہ رست
پر لائے تو اس سے تمھارے لیے بہتر ہے کے
سرخ بال والے اونٹ تمھارے ملک مین ہون
روایت ہے کہ رسولِ خدا نے اپنی زرہ
علی مرتضیٰ کو پہنائی۔ ذو الفقار آپ کے
کمر مین لگائی اور علم لشکر دست مبارک
مین دیا۔ امیر المومنین رخصت ہو کر
روانہ ہوے اور قلعۂ قموص کے نزدیک
جا کر علم قلعہ کے نیچے ایک پتھریلی زمین
مین گاڑ دیا۔ ایک عالم یہودی نے بالائے قلعہ سے
پوچھا کہ اے علم بردار تم کون ہو اور کیا نام ہے حیدر کرار
نے جواب دیا کہ "مین علی بن ابی طالب ہون" یہ سنکر
اس نے اپنی قوم سے مخاطب ہو کر کہا کہ "توریت کی قسم
ہم سب مغلوب ہوئے۔ کہتے ہین کہ سب سے پہلے جو شخص
لڑنے کے لیے اپنی فوج کے ساتھ قلعہ سے باہر نکلا
وہ حارث مرحب کا بھائی تھا جسنے سب مسلمانون کو
ہزیمت دی تھی امیر المومنینؑ حارث کی طرف جھپٹے اور
ذو الفقار کے ایک ہی وار سے اسکو واصل جہنم کیا

و در شجاعت و مبارزت از مردم خیبر
نظیر نداشت دو زره پوشید و دو شمشیر
حمائل کرد و دو عمامه بر سر بسته و خودے
بر بالاے آن نهاده در میان میدان
آمد در رجزے می خواند که اولش این
بود "قد علمت خیبر انی مرحب" و هیچ کس
از سپاه اسلام نتوانست که با او در مقام
مقاتله آید لاجرم شاه مردان و شیر
یزدان علی بن ابیطالبؑ بجانب او
روان شد۔ و بر زبان مبارکش رجزے
جاری گشت "انا الذی سمتنی امی
حیدره" مرحب خواست که تیغے با
امیر المومنین علیؑ زند۔ امیرؑ پیش دستی نموده
ذوالفقار بر سر آن ملعون تا بکار فرود
آورد۔ چنانچه از سر خود و دستارش
گذشته بدندانهاے روسیاه گذشته
تا قربوس زین رسید۔ و حیدر کرار بکشتن
یهودان باز و کشاده هفت کس از
روساء ابطال خیبر بضرب تیغ

مرحب نے اپنے بھائی کے مارے جانے کی خبر سنکر ہتیار
اپنے بدن پر سجے اور ایک گروہ شجاعان یہود
کے ہمراہ اپنے بھائی کا خونبہا لینے کو قلعہ سے باہر نکلا وہ
ایسا بلند قامت بہادر تھا جس کے نیزہ کی سنان کا وزن
تین من تھا اور شجاعت و مبارزت مین اسکا سارے
خیبر مین نظیر نہ تھا۔ وہ دہری زرہ پہنے تھا دو تلوارین
کمر مین لگا کر اور دو عمامے سر پر باندھے اور اُنکے اوپر
خُود رکھکر اس شان و شوکت سے میدان جنگ مین آیا
اور رجز خوان ہوا کہ سارا خیبر آگاہ ہے کہ مین مرحب
ہون سپاہ اسلام سے کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ اس سے
لڑنے کو نکلے آخر شاہ مردان و شیر یزدان علی بن
ابی طالبؑ اسکے مقابل ہوئے۔ آپ کی زبان مبارک پر
یہ رجز جاری تھا کہ مین وہ ہون جسکا نام میری ماں نے
حیدر رکھا ہے۔ مرحب نے چاہا کہ امیر المومنینؑ پر تلوار
کا وار کرے کہ آپ نے سبقت کر کے ذوالفقار اس کے
سر نحس پر اس زور سے ماری کہ سر اور خود اور عمامہ اور
دندان نحس کاٹتی ہوئی قربوس زین تک پہونچی مرحب کو
قتل کر کے آپ دوسرون کی طرف بڑھے اور رؤساء
خیبر سے سات شخص قتل کیے باقی سب فوج خوف و ہیبت سے

"قدوۃ اولیاء" کشتہ شدند و سائر یہودی
روئے ہزیمت بجانب قلعہ نہادہ علی مرتضیٰ
در عقب ایشان دوان شد و در آن
اثنا یکے از مخالفان خیبرے با امیرالمومنین
علی تیغے زد کہ سپر از دستش بر زمین
افتاد و دیگرے ہم از ایشان سپر گرفتہ
روئے بگریز نہاد۔ امیرالمومنین علیؑ
درین صورت بغایت خشمناک شد
و خود را بر حصار قوص رسانید و در
آہن حصار را برکندہ سپر خویش ساخت
روایت کردہ اند کہ چون علی کرم اللہ
وجہہ در حصن را گرفتہ بجنبانید۔ تمامت
حصار چنان بجنبید کہ صفیہ دختر جن از
تخت افتاد روئے او مجروح شد۔ وبعد
ازان کہ جناب ولایت پناہ را از جنگ
فراغتی روئے نمود۔ آن در را بقدر
ہشتاد وجب۔ از پس پشت خویش
دور انداخت و ہفت کس از لشکر اسلام
کہ در غایت قوت بودند ہر چند خواستند

قلعہ کی طرف بھاگ گیے حیدر کرار نے
انکا تعاقب کیا کسی نے حضرت کو
تلوار ماری جس سے آپکی سپر گر گئی
اور ایک شخص اُس کو لے کر بھاگ گیا۔
حیدر کرار جوشِ دین سے غیظ مین
آکر قلعۂ قموص کے دروازہ تک
پہونچے اور قلعہ کا دروازہ آہنی
اکھاڑ کر بجائے سپر لیا۔ درِ قلعہ
اس زور سے اکھاڑا کہ تمام قلعہ
ہل گیا۔ صفیہ دختر جن تخت پر سے
گر گئی اور چہرہ مجروح ہو گیا۔
جنگ سے فراغت پاکر امیرالمومنینؑ
نے پس پشت سے دروازہ کو اسّی
بالشت کے فاصلہ پر پھینک دیا
لشکر اسلام سے سات آدمیون
نے جو بہت ہی قوی و تنومند تھے
ملکر دروازہ پلٹنے کی کوشش کی
مگر نہ پلٹا سکے۔

کہ باتفاق یکدیگر در را از پہلوے بہ پہلوے
دیگر بگردانند نتوانستند وزن در خیبر ہشت
صد من بود و زمرہ از شیعہ سہ ہزار من گفتہ اند
وہم ایشان گفتہ اند کہ ہفتاد تن از برداشتن
آن عاجز ماندند۔ وبالجملہ چون اہل حصن قموص
وسائر مردم قلعۂ خیبر چنان امر غریب از امیر المومنین
حیدر مشاہدہ کردند فریاد الامان بر آوردند علی ابن
ابیطالب بعد از رخصت حضرت رسالت
ایشان را امان دادہ چون خبر فتح خیبر بسمع
ہمایون رسید بغایت مسرور و شادان گشت
در حین توجہ علی بلازمت از خیمہ باستقبال
قدم مبارک بیرون نہاد و روے او در کنار گرفتہ
ہر دو چشمش بوسید و فرمود سعی مشکور و کردار
مشکور تو بمن رسید خدا از تو راضی ست ومن
از تو راضی ہستم حضرت امیر المومنین را ازین سخن
گریہ دست داد حضرت فرمود کہ اے علی این
گریہ شادیست یا گریہ حزن۔ جواب داد کہ گریہ
فرح است وچگونہ فرحناک وشادمان نباشم کہ
تو از من راضی باشی۔ رسول اللہ فرمود کہ

اس دروازہ کا وزن آٹھ سو من تھا
اور حسب روایت شیعہ تین ہزار
من اور ستر آدمیون نے اس کے
اُٹھانے کی کوشش کی تھی۔ القصہ
جو لوگ اور کل خیبری جو قلعہ
قموص مین پناہ گزین تھے امیر المومنین
کی طاقت اور شجاعت دیکھکر متحیر
ہوکر الامان۔ الامان پکارنے لگے۔
آپ نے رسول اللہ سے اجازت
لیکر انکو امان دی جناب سرور
کائنات علیہ التحیۃ والثنا فتح خیبر کی
خبر سنکر بہت ہی مسرور ہوئے اور
جب امیر المومنین قریب خیمہ پہونچے
تو سرور عالم نے خیمۂ مبارک سے نکل کر
آپ کا استقبال فرمایا اور بغلگیر ہوکر
دونون آنکھون کے بوسے لئے اور
بعد اظہار مشکوری وخوشنودی خدائے
عزوجل ارشاد فرمایا اے علی مین اور خدا تم سے
راضی ہین امیر المومنین علیہ السلام رونے لگے

نہ من تنہا از تو راضی ام بلکہ خدائے عزو علاو فرشتگان و جبرئیل و میکائیل از تو راضی ہستند۔

آنحضرتؐ نے پوچھا کہ یہ گریہ شادی ہے یا گریہ غم۔ عرض کیا کہ گریہ شادی ہے۔ اور کیوں مسرور و شاد نہ ہوں جبکہ حضور مجھے راضی ہیں۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ نہ صرف میں بلکہ خداوند عزوجل اور ملائکہ اور جبرئیل و میکائیل تم سے راضی ہیں۔

کہاں ہیں شیفتگان صحابہ۔ جو اصحاب کو حرص و طمع سے پاک بناتے ہیں۔ ذرا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان الفاظ پاک پر "لا یخرج معی احد الا للجہاد" پر نگاہ کریں جن کو مال غنیمت کی طمع اس درجہ تھی کہ آخر آنحضرت صلعم نے اصحاب سے صاف ارشاد فرمایا ہمارے ساتھ خیبر کو وہی آئے جس کو صرف جہاد کرنا مقصود ہو۔ یعنی جسکو غنیمت کی خواہش ہو وہ نہ آئے۔ آپ کے اس ارشاد کو شبلی صاحب نعمانی نے بھی سیرت النبی جلد اول (صفحہ ۳۵۲) میں بایں الفاظ لکھا ہے۔

اصحاب خواہان غنیمت تھے۔

آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا کہ اس لڑائی میں صرف وہ لوگ شریک ہوں جن کا مقصد محض جہاد اور اعلاء کلمۃ اللہ ہو۔

اب ہم کو یہ دیکھنا ہے کہ اصحاب ثلثہ نے اس جنگ میں "قاتلوا او قتلوا" کا فرض کہاں تک ادا کیا۔

حضرت ابوبکر وعمر کا لڑنے کو جانا اور فرار ہونا۔

واضح ہو کہ خیبر میں جو چھ (۶) قلعہ تھے اُن میں بیس ہزار سپاہی موجود تھے اِن سب میں قلعہ قموص بہت مضبوط اور محفوظ تھا مرحب عرب کا مشہور پہلوان جو ہزار سوار کے برابر مانا جاتا تھا اسی قلعہ کا رئیس تھا۔ رسول اللہ صلعم ہر روز کسی ایک صحابی کو علم دار بنا کر فوج کے ساتھ لڑنے کو بھیجتے تھے مگر وہ ناکام واپس آتے تھے۔

ایکروز حضرت عمر علم اور لوگوں کو ساتھ لے کر گئے مگر وہ بھی مثل اوروں کے پلٹ کر آئے۔ دوسرے دن حضرت ابوبکر گئے مگر اُن کو بھی کامیابی نہ ہوئی۔ تیسرے روز پھر حضرت عمر معہ علم

وسپاہِ اسلام گئے لیکن مثل روزِ اوّل ناکام واپس ہوئے۔ اسی شام کو رسول خدا صلعم نے اصحاب سے خطاب کرکے فرمایا لاعطین الرایۃ غداً رجلاً کراراً غیر فرار یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ یفتح اللہ علی یدیہ یعنی کل مین اسکو علم دون گا جو کرار غیر فرار ہے اور اس کو خدا اور رسول دوست رکھتے ہین۔ اور وہ خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے۔ کل مورخین متفق البیان ہین کہ "عمر فاروق گفت من امارت راہرگز دوست نداشتم مگر دران روز" حضرت عمرؓ کی یہ تمنا عجیب وغریب و دلچسپ ہے کہ بقول صاحب حملۂ حیدری ؎

عجب زو کہ این آرزوئے نمود ؎ وے لفظ فرار نہ شنیدہ بود

اگرچہ اس حدیث کو سب مورخین اور محدثین نے لکھا ہے مگر بعض حضرات اہلسنت حدیث کے یہ الفاظ کرار غیر فرار اور حضرت عمر کے فرار کرنے سے انکار کرتے ہین چنانچہ آپ بھی انھین لوگون کے ہم خیال ہوکر تحریر فرماتے ہین۔

"اگرچہ قلعۂ خیبر حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر کے ہاتھ پر فتح نہین ہوا۔ لیکن فتح نہ ہونا مستلزم فرار نہین ہے۔ بھاگنا جنگ خیبر سے حضرات شیعہ نے کہان سے ثابت کیا۔"

اور جناب شبلی صاحب نے تو اس روایت کو جناب امیر المومنینؑ علیہ السلام نے قلعۂ قموص کے دروازہ کو اکھاڑ کر سپر بنالیا بازاری قصہ بتاتے ہین جیساکہ سیرۃ النبی ط (۳۵۸) مین تحریر فرماتے ہین

"یہ سب لغو روایتین اور بازاری قصے ہین۔"

اسناد علماء اہل سنت در بارۂ فرار

حالانکہ یہ حدیث اور در قلعہ کا سپر بنانا اور فرار حضرات شیخین جمیع کتب اہلسنت وغیرہ یعنی روضۃ الاحباب حبیب السیر۔ معالم التنزیل۔ ازالۃ الخفا۔ وغیرہ وغیرہ سے ثابت ہے۔ بعض اقوال اس جگہ نقل کیے جاتے ہین۔

پہلا ۔ روز اول (۱) عمر جنگ کرد۔ و روز دوم ابوبکرؓ (۲) و روز سوم باز عمر (۳) بجنگ رفت وحصن

مفتوح نگشت شب ہنگام حضرت رسالت مآب صلعم فرمود لاعطین الرایۃ غدا رجلا کرارا غیر فرار یحب اللہ و رسولہ ویحبہ اللہ و رسولہ یفتح اللہ علی یدیہ" امیر المومنینؑ در آن روز ہفت کس از روسا و شجعان یہود بقتل آورد۔ یہود ہمہ بجانب قلعہ فرار نمودند۔ امیر المومنینؑ از عقب ایشان میرفت در آن حالت یہودی ضربت بدست امیرؑ زد، چنانکہ سپر از دستش بیفتاد و یہودی دیگر مبازرت نمودہ آنرا برداشت علیؑ بغایت در غضب شدہ حملہ کردند تا خود را بدر حصار رسانید۔ و یک در آہن حصار را برکندہ و سپر خویش ساخت۔ بعد از آنکہ جنگ آخر شد۔ علی مرتضیٰؑ کرم اللہ وجہہ آن در را از پس سر خود ہشتاد وجب دور انداخت۔ ہفت تن خواستند کہ باتفاق آن را از روی بار روی دیگر گردانند نتوانستند و چہل تن خواستند کہ بعد ہم دیگر آن را بردارند عاجز شدند۔ (از روضۃ الاحباب صفحہ ۳۸۷)۔

۳۱ قال فان رسول اللہ	حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے
صلی اللہ علیہ وسلم بعث ابا بکر	ابوبکر کو بھیجا اور ان کو فوج دیکر علم ان کے ہمراہ
وعقد لہ الرایۃ فرجع فبعث	کیا وہ لوگوں کے ساتھ واپس آگئے پھر عمر کو فوج
عمر وعقد لہ الرایۃ فرجع بالناس	دیکر علم اونکے ہمراہ کیا وہ بھی لوگوں کے ساتھ واپس
فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ	آگئے پھر حضرت نے فرمایا۔ البتہ ہم علم ایسے
وسلم لاعطین الرایۃ رجلا یحب	شخص کو دیں گے جو اللہ اور اللہ کے رسول کو
اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ	محبت کرتا ہے اور اللہ و رسول اس سے
کرارا لیس بفرار وارسل الی	محبت کرتے ہیں وہ کرار غیر فرار ہے رسول اللہ
وانا ارمد فقلت انی ارمد. فتفل	نے آدمی بھیجکر بلایا۔ میری آنکھیں دکھ رہی تھیں

فی عینی وقال اللّٰھم اکفہ اذی
الحر والبرد فما وجدت حرا بعد
ذلك ولا بردا
(اخرجہ احمد والنسائی) ازارجح المطالب صـ ۶۰۶

میں نے عرض کیا مجھے آشوب چشم ہے آنحضرت نے
اپنا لعاب دہن لگایا اور فرمایا اے پروردگار
انکو گرمی و سردی کی ایذاء سے بچا پس اس کے
بعد مجھے گرمی نے ستایا نہ سردی نے۔

تیسرا[۳]۔ ازانجملہ آنکہ در غزوۂ خیبر در فتح حصنی از حصون
در نگ واقع شد رایت بدست حضرت مرتضیٰ
دادند و بآنجانب روان ساختند فتح آن
حصن بر دست او تحقق گشت۔

قال محمد بن اسحاق حدثنی
بریدۃ بن سفیان عن ابیہ عن سلمۃ
بن الاکوع قال بعث رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ابابکر برایتہ الی
بعض حصون خیبر فقاتل ورجع
ولم یکن فتح وقد جھد ثم بعث من
الغد عمر فقاتل ثم رجع ولم یکن فتح
وقد جھد فقال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم لاعطین الرایۃ غدا رجلا
یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ
کرارا غیر فرار لا یرجع حتی یفتح اللہ

حاصل ان روایتون کا یہ ہے کہ
جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
ابوبکر کو علم دیکر جنگ خیبر مین روانہ
کیا۔ اور وہ بلا فتح کے واپس
آئے۔
دوسرے دن عمر کو روانہ کیا وہ بھی بہت
مشقت اٹھا کر پلٹ آئے۔ آنحضرت صلعم
نے فرمایا کل ہم اُس شخص کو علم دین گے
جو خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے اور
خدا اور رسول اسکو دوست رکھتے ہین۔
وہ شخص کرار غیر فرار ہے اور بغیر فتح واپس

علی یدیہ قال یقول سلمۃ فدعا
علیًا وھو ارمد العینین فتفل فی
عینیہ ثم قال خذ ھذہ الرایۃ فامض
بھا حتی یفتح اللہ علیک قال یقول
سلمۃ فخرج بھا یھرول ھرولۃ
وانا لخلفہ نتبع اثرہ حتی رکز رایتہ
فی رخم من حجارۃ تحت الحصن
فاطلع الیہ الیھود من راس الحصن
قالوا من انت قال انا علیؑ بن
ابی طالبؑ قال تقول الیھود علوتم
وما انزل علی موسی اوکما قال فما
رجع حتی فتح اللہ علی یدیہ قال
ابن اسحاق حدثنی عبد اللہ بن
حسن عن بعض اھلہ عن ابی رافع
مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قال خرجنا مع علی بن ابی طالبؑ
حین بعثہ رسول اللہ برایتہ فلما دنا
الحصن خرج الیہ اھلہ فقاتلھم
فضربہ رجل من یھود فطرح ترسہ

نہ ہوگا پھر حضرت علیؑ کو طلب فرمایا حالانکہ حضرت
کو آشوب چشم تھا رسولؐ اللہ نے اپنا لعاب
دہن آنکھون مین لگایا اور علم دیکر فرمایا
اب جاؤ اور یہانتک لڑو کہ خدا تمھارے
ہاتھ پر فتح کرے سلمہ کہتے ہین کہ حضرت علیؑ
دوڑتے ہوے چلے حضرت کے پیچھے پیچھے
مین بھی تھا یہان تک کہ آپ قلعۂ قموص
کے قریب پہونچے آپ نے علم کو ایک پتھر
مین گاڑ دیا۔ ایک یہودی نے بالاے
قلعہ سے پوچھا تم کون ہو آپ نے فرمایا
مین علیؑ ابن ابیطالب ہون اُس نے
کہا توریت کی قسم کہ تم عالی اور غالب
ہوے۔ پس جبتک حضرت نے قلعہ فتح
نہ کیا مراجعت نہ فرمائی۔

ابورافع غلام رسولؐ خدا صلعم سے
منقول ہے کہ جب جناب امیرؑ متصل قلعہ
پہونچے اور قتل شروع ہوا تو ایک یہودی
نے ضربت لگائی جس سے سپر چھوٹ پڑی
پس جناب امیرؑ نے در قلعہ قموص کو اُکھاڑ کر

من يده فتناول علیؓ بابا كان
عند الحصن فترس به عن نفسه
فلم يزل في يده وهو يقاتل حتى فتح
الله على يديه ثم القاه من يده
حين فرغ فلقد رأيتني في نفر
سبعة انا منهم نجهد على ان
نقلب ذلك الباب فما نقدر۔
اخرج البخاري عن سلمة بن الاكوع
قال كان علیؓ بن ابی طالب تخلف
عن النبی فی خیبر كان رمدا وقال
انا اتخلف عن النبی صلی الله
علیه وسلم فلحق به فلما بتنا اللیلة
التی فتحت قال لاعطین الرایة
غدا ولیاخذن الرایة غدا رجل
یحبه الله ورسوله یفتح الله
علیه فنحن نرجوها فقیل هذا
علیؓ فاعطاه ففتح علیه

ازالة الخفا مقصد دوم صفحہ ۲۵۶
مطبوعہ مطبع صدیقی

دست مبارک مین بجائے سپر کے لیا
اور لڑتے رہے یہان تک کہ قلعہ فتح
ہوا اور آپ نے اُس در کو پھینکدیا ہم لوگ
سات آدمی ملکر چاہتے تھے کہ اُس کو
حرکت دین مگر باوجود کمال کوشش
کے اسکو جُنبش نہوئی۔
اور بخاری نے روایت کی ہے
کہ حضرت علیؓ کو آشوب چشم تھا
اس وجہ سے رسولؐ اللہ کے
ہمراہ خیبر نہین گئے
مگر حضرت علیؓ کو رسولؐ اللہ کی
مفارقت گوارا نہوئی اور اُسی حالت
مین چلے آئے اور آنحضرتؐ سے
ملے۔ جس صبح کو قلعہ فتح ہوا رسولؐ اللہ نے
فرمایا کل ہم علم اُس کو دین گے جسے خدا اور رسولؐ
دوست رکھتے ہین ہم سب اسکے متمنی تھے مگر
آنحضرت صلعم نے علم حضرت علیؓ کو عطا کر کے
فرمایا خدا اسکے ہاتھ پر فتح دیگا پس علیؓ نے
قلعہ فتح کیا۔

چوتھی

واشتهار جهاده فيها غير	رسول اللہؐ نے دس دن سے زیادہ
خفي وفتح الله تعالى على يده	تک قلعہ کا محاصرہ رکھا اور آپ کا علم
فان النبي عزم حصر حصنهم بضعة	حضرت علیؑ کے ہاتھ مین تھا مگر اُن کو
عشر يوما وكان الراية بيد عليؑ	آشوب چشم تھا۔
فاصابه رمد فسلم النبي الراية	لہذا۔ حضرت ابو بکر کو دیکر ایک
الى ابي بكر فانصرف مع	گروہ کے ساتھ لڑنے کو بھیجا وہ گئے
جماعة فرجعوا منهزمين	مگر مع جماعت شکست اُٹھا کر اور خوف
خائفين فدفعها من ابي بكر	زدہ ہو کر واپس چلے آئے۔
الى عمر ففعل مثل ذلك	دوسرے دن حضرت عمر کو اُسی شان سے
فقال النبي لاسلمن الراية	بھیجا لیکن یہ بھی مثل حضرت ابو بکر واپس
غدا الى رجل. يحبه الله	آئے۔ اب رسول اللہ نے فرمایا کہ کل مین
ورسوله ويحب الله ورسوله	ایسے شخص کو علم دون گا جس کو خدا اور
كرارا غير فرار. ائتوني بعليؑ	اُس کا رسول دوست رکھتا ہے اور وہ
فقيل به رمد فتفل في	خدا اور رسولؐ کو۔ وہ حملہ پر حملہ کرنیوالا ہے
عينيه ودفع الراية اليه	اور بھاگنے والا نہین ہے۔ پھر فرمایا کہ
فقتل مرحبا فانهزم اصحابه	علیؑ کو بلاؤ اصحاب نے کہا کہ انکو درد چشم
واغلقوا الابواب وفتح علي	ہے۔ حضرت علیؑ آئے آنحضرت نے
الباب وقلعه وجعله جسرا	لعاب دہن مبارک آپ کی آنکھون مین
على الخندق وعبروا	لگایا اور علم دیکر بھیجا آپ گئے اور مرحب کو

وظفروا فلما انصرفوا اخذه
بيمينه ورماه اذرعا و
كان يغلقه عشرون رجلا
وعجز المسلمون عن نقله
سبعون رجلا وقال علیؑ
ما قلعت باب خيبر
بقوة جسمانية ولكن قلعته
بقوة ربانية

شرح تجرید علامہ قوشجی صفحہ ۳۸۶

(از مجمع البحرین فی اولة الفریقین)

صفحہ ۲۳۶

قتل کیا۔ اور مشرکین شکست پا کر قلعہ مین
بھاگ گئے اور دروازہ قلعہ کا بند کر لیا حضرت
علیؑ نے جوش شجاعت مین قلعہ کا دروازہ
اکھاڑ کر اپنے ہاتھ مین لے لیا اور چند ہاتھ دور
اسے پھینکدیا اس دروازے کو بیس آدمی
بند کرتے تھے اوسیکا پل خندق پر بنایا آپ
معہ ہمراہیان خندق پر سے اوسی پل پر سے
عبور کر گئے۔ ستر مردون نے ملکر اُس دروازہ
کو اُٹھانا چاہا مگر نہ اُٹھا سکے۔ حضرت علیؑ نے
فرمایا کہ در قلعہ مین نے قوت جسمانی سے
نہین بلکہ قوت ربانی سے اُکھاڑا تھا۔

پانچوین۔ یہی تاریخ ابو الفداء جلد اول صفحہ ۱۴۸۔ مین ہے۔

چھٹی۔ سار رسول الله الی خيبر فلما اتاها بعث عمر ابن اثیر جزری نے اپنی تاریخ کامل مین لکھا ہے کہ ایک یہودی نے حضرت علیؑ کے ایک تلوار ماری جس سے علیؑ کے ہاتھ مین سے ڈھال گر گئی۔ اسواسطے حضرت علیؑ نے دروازہ اپنے ہاتھ مین اُٹھا لیا اور اُسے اپنی ڈھال بنا لیا اور اسی کو ہاتھ مین لیے اُس وقت تک لڑتے رہے کہ یہ لڑائی تمام ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے قلعہ اُن کے ہاتھ سے فتح کرا دیا۔ جب قلعہ فتح ہو گیا تو اُنھون نے اُسے پھینکدیا۔ ساٹھ آدمیون نے ہر چند کوشش کی کہ اسے پلٹ دین مگر یہ دروازہ ایسا بھاری تھا کہ پلٹ بھی نہ سکے۔ (منقول از تاریخ عروج الاسلام ترجمہ تاریخ کامل جلد ۲ صفحہ ۹۵)

ساتوین — سار رسول اللہ الی خیبر — رسول اللہ صلعم خیبر کی طرف تشریف لیے چلے

فلما اتاها بعث عمرؓ وبعث — جب وہان پہونچے تو عمر کو اور لوگون کے ساتھ

الناس الی مدینتهم او قصرهم — خیبریون کے شہر یا قصر کی طرف بھیجا پس

فقاتلوهم فلم یلبثوا ان — اُن لوگون نے قتال کیا تھوڑی دیر نگزری

هزموا عمرؓ واصحابه فجاءوا — تھی کہ یہودیون نے عمر اور اُن کے ساتھیون کو

یجبنونه ویجبنهم اخرجه — ہزیمت دی۔ پس وہ لوگ عمر کو نامرد

الحاکم (ازالة الخفا مقصد دوم صفحه ۲۶۰ مجتبائی بریلی) — بتاتے تھے۔ اور عمر اُن کو۔

آٹھوین۔ یہی روایت تاریخ طبری مین بھی ہے۔ جسکی نقل یہ ہے۔

عن بریدة الاسلمی قال — بریدہ اسلمی سے روایت ہے کہ

لما کان حین نزل رسول الله — جب رسول اللہ صلعم نے قلعہ خیبر کے پاس

صلعم بحصن اهل خیبر اعطی — نزول فرمایا تو اپنا علم لشکر حضرت عمر کو دیا۔

رسول الله صلعم اللواء عمر بن — عمر اور اُن کے ساتھ جو لوگ گئے تھے وہ

الخطاب ونهض من نهض معه — اہل خیبر کے مقابلہ مین آئے مگر حضرت عمر

من الناس فلقوا اهل خیبر — اور اُن کے اصحاب بھاگ نکلے اور رسول اللہ

فانکشف عمر واصحابه — کی طرف پلٹے حضرت عمر اپنے ساتھیون کو

فرجعوا الی رسول الله صلعم — بودا کہتے تھے اور لشکر حضرت عمر کو بودا

یجبنه اصحابه ویجبنهم — کہتا تھا۔

فقال رسول الله صلعم لاعطین — تب رسول اللہ نے فرمایا کہ کل مین علم اُس شخص

اللواء غدا رجلا یحب الله — کو دون گا جو خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے

ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ فلما — اور خدا اور رسول اُس کو دوست رکھتے ہین

کان من الغد تطاول لها ابوبکر — دوسرے دن پھر حضرت ابوبکر و عمر کو علم کی تمنا

وعمر فدعا علیا عم وهو ارمد — ہوئی مگر رسول اللہ نے۔ قاتل المشرکین امیر المومنین

فتفل فی عینیہ واعطاہ اللواء — علی ابن ابیطالب ع کو علم لشکر دیا اور آپ کے آشوب

(تاریخ طبری جلد سوم صفحہ ۹۳) — چشم کا علاج رسول اللہ نے اپنے لعاب دہن سے کیا۔

نوٹ:۔ قلعہ قموص مرحب کا تخت گاہ تھا اس مہم پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر و عمر کو بھیجا۔ لیکن دونون ناکام واپس آئے۔ طبری مین روایت ہے کہ جب خیبری قلعہ سے نکلے تو حضرت عمر کے پاؤن جم نہ سکے اور آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہوکر شکایت کی کہ فوج نے نامردی کی لیکن فوج والون نے اِن کی نسبت خود یہی شکایت کی۔

(جلد اول ص ۳۵۶) سیرۃ النبی مولفہ شمس العلماء شبلی نعمانی۔)

الحاصل اِن تمام اقوال و الفاظ سے۔ کرار غیر فرار کی صحت ثابت ہے جس مین بغرض حجت صحابہ کی تحریف کی گئی ہے۔ مگر بمضمون شعر۔

تہیدستان قسمت راچہ سود از رہبر کامل — کہ خضر از آب حیوان تشنہ می آرد سکندر را

اگر لفظ فرار سے انکار ہے تو کیا خدا کی اِس آیت سے بھی انکار کرین گے

آیہ کریمہ جنگ مین کفار کو اپنی پشت نہ دیکھاؤ۔

یا ایها الذین امنوا اذا — اے ایمان لانیوالو جس وقت کافرون سے

لقیتم الذین کفروا زحفا — جنگ مین سامنا کرو تو اُنکو پیٹھ نہ دکھاؤ اور

فلا تولوھم الادبار و من یولھم — اُسدن جو پیٹھ دکھائے گا سوائے اِسکے کہ لڑائی

یومئذ دبرہ الا متحرفا لقتال — کے لیے کترا کے جاتا ہو یا دوسرے گروہ کے

او متحیزا الی فئۃ فقد باء بغضب — پاس جگہ بچکر نا مقصود ہو وہ یقیناً غضب خدا مین

من اللہ وماوٰہ جھنم وبئس المصیرہ (پ - س انفال)
گرفتار ہوگا اور اُسکا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے۔

اس آیت مین صاف حکم ہے کہ صادق الایمان وہی ہے کہ جو میدان جنگ مین کفار سے مقابل ہو تو یہانتک لڑے کہ ان پر فتحیاب ہو یا وہین شہید ہو کر جنت مین جائے۔ ورنہ مستوجب عذاب ہے پس جبکہ یہ حضرات میدان کارزار مین گئے اور ہر بار مع الخیر پلٹ آتے رہے تو ہم نہین جانتے کہ محبان صحابہ فقد باء بغضب من اللہ وماوٰہ جھنم وبئس المصیر کی کیا تاویل کرین گے۔

حدیث در بارہ تفضیلت حضرت علی علیہ السلام۔

دوسرے اگر کرّار غیر فرار سے انکار ہے تو حدیث کے ان الفاظ یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ سے تو انکار نہین ہے جو صحیح بخاری مین ہے جس کی تصدیق شبلی صاحب بھی اس تصریح سے کرتے ہین۔

اسقدر صحیح ضرور ہے کہ اس مہم پر جو پہلے بڑے بڑے صحابہ ہی بھیجے گیے تھے لیکن فتح کا فخر کسی اور کی قسمت مین تھا جب مہم مین زیادہ دیر ہوئی تو ایک دن شام کو آنحضرت صلعم نے ارشاد کیا کہ کل مین اُس شخص کو علم دونگا جس کے ہاتھ پر خدا فتح دیگا۔ اور جو خدا اور اُس کے رسول کو چاہتا ہے۔ اور خدا اور خدا کا رسول بھی اُس کو چاہتے ہین۔

یہ صحیح بخاری کے الفاظ ہین سیرۃ النبی (ص ۳۵۶)

اس حدیث مین یہ آیۂ کریمہ" ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ کی طرف اشارہ یعنی۔ خدائے پاک فرماتا ہے اے رسوؐل کہدو ان سے اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری اطاعت کرو تاکہ خدا بھی تم کو دوست رکھے۔ پس ان الفاظ پاک سے ثابت ہے کہ صحابہ رسوؐل مین کوئی صحابی بجز جناب امیر علیہ السلام کے خدا اور رسول کا حبیب نہ تھا۔ اور نہ خدا اور رسول سوائے

نفس رسول کے کسی کو محبوب رکھتے تھے۔ اور علی الخصوص حضرت ابوبکر و عمر تو اس تعریف و توصیف سے قطعاً خارج ہین۔ کیونکہ جناب رسول اللہ نے ان دونون صاحبون کے مقابلہ مین ان کے فرار ہونے کے بعد یہ حدیث ارشاد فرمائی تھی۔

پس این حدیث سے جناب امیرؑ کا کامل الایمان اور ان حضرات کا ناقص الایمان ہونا ثابت ہوا۔ و این عین مطلوب شیعان ست۔

اب اگر یہ تعصب نہین ہے تو پھر کیا ہے کہ جس کرار غیر فرار نے مشرکین و کفار کا قلع و قمع کیا جس کی شجاعت کا یہ حال ہو کہ "مرحب خواست تیغ بر امیر المومنینؑ زند۔ علیؑ تہید ستی نمودہ ذو الفقار بر سر آن ملعون فرود آورد۔ چنانکہ از سر خود و دستارش گذشتہ بدندانہائے روسیاہ پیوستہ تا قربوس زین رسید" اس کے مقابلہ مین ان اصحاب کو جن کا میدان حرب سے باربار پلٹ آنا تصریح و توضیح سے بیان کرین اشجع الصحابہ۔ اشجع الناس اشدا علی الکفار بتائین۔ اللہ اللہ جس کی دینی خدمات پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ مرتبت و منزلت فرمادین" از خیمہ مبارک باستقبال امیر المومنینؑ قدم بیرون نہادہ اورا در کنار گرفت و ہر دو چشمش بوسید" جس لڑائی کے فتح ہونے پر صاحب ما ینطق عن الہوے فرمادین "اے علی نہ من تنہا از تو راضیم بلکہ خدائے عزوعلا۔ و فرشتگان و جبرئیلؑ و میکائیل از تو راضی ہستند" اس کرار و غیر فرار پر مفرورین کو فضیلت دین۔ جس روایت پر شاہ ولی اللہ صاحب اور دیگر محدثین کا اتفاق ہو"

چون علی کرم اللہ وجہہ در حصن را بجنبانید تمامی حصار چنان بجنبید کہ صفیہ دختر حی از تخت افتاد و روئے او مجروح شد و اہل قلعہ چون آن قوت دیدند امان طلبیدند۔ حضرت امیرؑ بعد از استجازہ رسولؐ اللہ صلعم ایشان را امان داد۔

طعن مولوی علی حیدر صاحب

جناب شبلی صاحب اس کو لغو اور بازاری قصے بتائیں اور جناب مولوی علی حیدر صاحب اس کلام سے منتہی الکلام کو زینت دیں۔

انچہ از آن جناب حضور پیغمبر صلعم از قلعہ	یعنی حضرت علیؑ کی شجاعت جو قلعۂ خیبر
باب خیبر وغیر ذلک صدور یافتہ بلاریب	اور مثل اُس کے دیگر لڑائیوں میں بیان کیجاتی ہے
از قبیل معجزہ و برکات سرورکائنات بودہ	وہ پیغمبر خدا کے معجزات کے سبب سے تھے اور اگر
پس اگر در واقع بصفت شجیعت انصاف	حضرت علیؑ واقعیٔ شجاع ہوتے تو جسوقت اعوان
میداشت لااقل در وقتیکہ اعوان و	وانصار خلیفہ اول نے دروازہ سیّدہؑ کے
انصار و خلیفۂ اول دروازہ را بر شکم	شکم مبارک پر گرایا تھا۔ اور گھر کو جلا دیا
مبارک سیدۃ النساء فرو گرفتند و خانہ	قرآن مجید کو تحریف کیا۔ اور امّ کلثوم کو
او سوختند و قرآن مجید را تحریف	غصب سے لیگئے۔ اِن واقعات کے وقت
و تحریق کردند و اُمّ کلثوم را بغصب	بھی کچھ شجاعت دکھائی ضرور تھی حالانکہ ایسے
بردند چیزے از شجاعت بظہور میکرد	واقعات سترگ میں کچھ بھی شجاعت اِن کی
و حالاکہ بتاکید تمام مامور بحفظ ناموس	ظاہر نہیں ہوئی۔
اہلبیت بود واثرے از آن ظہور نمود	اس پر دعوائے شجاعت کیا
پس دعوے شجاعت راچہ معنی۔	جاتا ہے۔

تردید قول باطل

اس موقع پر بمصداق شعر

خوشتر آن باشد کہ سرِ دلبران　　گفتہ آید در حدیث دیگران

انہیں کے پیر و مرشد اور خاتم المحدثین حضرت شاہ صاحب کا یہ قول قابل ملاحظہ ہے۔

باید دانست کہ در عالم ہیچ کس نبودہ است	جاننا چاہیے دنیا میں کوئی ایسا شخص

الا زبان بدگویان وعیب جویان بطعن
وقدح او جاری شده بلکه حرف در جناب
کبریا الٰہی ست ومعلوم ست کہ معتزلہ
بتقریب انکار عصمت انبیاء ہیچ پیغمبرے را
از ابتدائے آدم تا حضرت پیغمبر ما نہ گذشتہ اند
کہ صغائر وکبائر بجناب الشان نسبت نکردہ
وہمچنین فرقہ یہود در انکار عصمت ملائکہ
ہمین جادہ را پیمودہ اند وخوارج
ونواصب در جناب حضرت واہلبیت
کرام ہمین وتیرہ پیش گرفتہ اند لیکن
بر عاقلان پوشیدہ نیست کہ
ہمہ عوعو سگان نسبت بنور افشانی
ماہ است اصلا نقص بمنزلت آن
بزرگان نمی کند۔

تحفۂ اثناء عشریہ صہ ٢٧٢

نہین گذرا جس پر بدگویون نے زبان درازی
اور عیب جوئی اور نکتہ چینی نہ کی ہو۔ حتی کہ
خدا پر بہتان کیا ہے۔
معتزلہ نے انبیاے انکار کرکے حضرت
آدمؑ سے لے کر جناب ختم الانبیا تک کو نہین
چھوڑا کہ اُن کو گناہ کبیرہ وصغیرہ سے متہم کیا ہو
اور یہی طریقہ یہود نے ملائکہ عصمت مین اور
خوارج ونواصب نے جناب امیرالمومنین
اور اہلبیت کی شان مین اختیار کیا ہے
لیکن عقلاء سے پوشیدہ نہین ہے کہ
اس الزام کی وقعت بالکل ویسی ہے جیسے
چاند کی روشنی دیکھکر کتے چاند پر بھونکنا شروع
کردیتے ہین اسی طرح ان بدگویون اور زبان
درازون کے عیب جوئی سے ان بزرگون کے
عصمت پر کوئی دھبہ نہین آیا۔

واضح ہو کہ وہ موقع اور وقت شجاعت دکھانے کا نہ تھا بلکہ صبر کا تھا ؎

کم زور دست بازوئے شیر خدا نہ تھا — سب قدرتین وہی تھین پہ حکم خدا نہ تھا

چنانچہ جو مصائب وآلام آپ کے صحابہ کے ہاتھ سے آل رسولؐ پر بعد رحلت آنحضرت صلعم گذرنے والے تھے ان سب کی حضرت صلعم پیشین گوئی کر گئے تھے۔ اور ان پر صبر وشکر کرنیکی وصیت

فرما گئے تھے ان مصائب کا کچھ ذکر جلد اول مین ہو چکا ہے۔ باقی جلد سوم مین انشاء اللہ المستعان تحریر کیے جائین گے۔

قاتل المشرکین۔ سافک وماء المارقین۔ والقاسطین۔ والناکثین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کی شجاعت اور صلابت صرف حضرت صلعم کے حیات ہی تک محدود نہین تھی۔ صفین۔ اور جمل۔ اور نہروان وغیرہ مین جن شجاعتون کا ظہور ہوا کیا اُس کا علم آپ کو نہین ہے۔ جن مفسدین کے دماغ بادۂ نخوت ورشک وحسد سے مخمور تھے صاحب لافتیٰ نے ذوالفقار کے پانی سے اُن کا خمار دور کیا ہے۔ خود حضرت ام المومنین جو قلب لشکر مین اونٹ پر سوار ہو کر اور لشکر آعدا کی سپاہ سالار بن کر بہ نفس نفیس، رونق افزا تھین نہایت عاجزی اور بیقراری سے الامان پکارنے لگین۔ ام المومنین کو شکست کھانے پر جو ندامت ہوئی تھی اُس کو آپ ہی حضرات کے دل خوب جانتے ہین۔ آپ کے پیر ومرشد باین الفاظ تحفہ مین اسکا ذکر فرماتے ہین۔

ہر چند درین مین بجناب حرم محترم رسولؐ اہانتے وذلتے کہ رسید اظہر من الشمس ست۔

اور بخاری مین ہے کہ ام المومنین جنگ جمل کو یاد کرتی تھین اور اس قدر رُوتی تھین کہ بال اُن کے آنسون سے تر ہو جاتے تھے۔ غرض اللہ جل شانہ نے دیگر صفات کے ساتھ آل محمدؐ کو شجاعت بھی عطا فرمائی تھی۔ جس کا ظہور اِن خاصان خدا سے ہر موقع وہر محل پر ہوا کیا ؎

بھوک مین پیاس مین ایک ایک ہزارون سے لڑا
کیا بہادر تھے محمدؐ کے گھرانے والے

قال اللہ تبارک وتعالی یاایھا الناس انما بغیکم علی انفسکم متاع الحیوٰۃ الدنیا ثم الینا مرجعکم فینبئکم بما کنتم تعملون ۵

اے لوگو تمھاری سرکشی تمھاری ہی جانون پر پڑے گی۔ دنیا کا مزہ تھوڑا ہے۔ پھر تمھاری ہی طرف تم کو لوٹنا ہے۔ اُسوقت ہم بتا دین گے جو تم کرتے تھے۔

اب جنگ وادی الرمل کا حال سنئے

سریۂ وادی الرمل

اقتباس تاریخ مسند کربلا
رسول خدا کا حضرت ابوبکر
وعمرو ابن عاص کو
سپہ سالار بناکر باری باری
جنگ پر بھیجنا مشرکین کا
اُن پر حملہ کرنا۔ اور سپہ سالار
کا مع فوج فرار ہونا۔

بعد از غزوۂ تبوک اعرابی نزد رسول اللہ آمدہ معروض داشت کہ قومی از عرب وادی الرمل مجتمع شدہ۔ داعیہ آن دارند کہ بر سبیل شبخون بجانب مدینہ توجہ نمایند۔ چون پرتو این خبر بنگاہ ضمیر انور تافت فرمان داد کہ تا یاران جمع شدند۔

حضرت خیر البرایا۔ لوا را بہ صدیق رض داد۔ و اورا بر آن طائفہ امیر گردانید و بر سر اعدا فرستاد۔ بالجملہ صدیق بموجب فرمان روی بہ مخالفان آورد۔ و بعد از قطع منازل قریب بمنزل ایشان خواست کہ پای در وادی نہادہ دست بروی نماید۔ کہ ناگاہ ارباب نفاق بہ ہیئت اجتماعی از وادی بیرون آمدہ دست بہ شمشیر و نیزہ بردند۔ عافیت چشم زخمی بہ سپاہ اسلام

بعد غزوۂ تبوک ایک اعرابی نے جناب رسول خدا کی حضور میں آکر عرض کیا کہ عرب کے لوگ وادی الرمل میں جمع ہوئے ہیں۔ اور مدینہ پر شبخون کرنے کا قصد رکھتے ہیں۔ حضرت صلعم نے اصحاب کبار کو جمع کیا۔

اور علم و فوج ابوبکر صدیق رض کو دیکر سپہ سالار بناکر دشمنوں کی طرف روانہ کیا۔ بعد قطع مسافت جب مخالفین کے پڑاؤ کے قریب پہونچے تو حضرت ابوبکر نے چاہا کہ اسی جگہ لشکر کو ٹھیرا کر دشمنوں پر حملہ کریں کہ سب مخالفین اپنے مقام سے نکل کر تلوار اور نیزہ ہاتھوں میں لیے ہوئے۔ لشکر اسلام پر ٹوٹ پڑے سپاہ اسلام ان کے حملہ کی تاب نہ لا سکے

رسید۔ و مسلمانان بعض بہ شہادت فائز
شدہ۔ برخے منہزم گشتہ مراجعت بمدینہ
نمودند و بعد از اطلاع رسول اللہؐ برائے
اہل اسلام رایتے ترتیب کردہ بفاروق
داد۔ او را با طائفہ از مسلمانان بانتقام
ارباب خلاف نامزد فرمود۔ عمرؓ
بجانب آنہا شتافت دوران حین کہ
میل درآمدن وادی کرد مشرکان از
موضع کمین ایشان بیرون آمدہ روے
بہ مسلمانان نہادند بعد از کشش و کوشش لشکر
اسلام بطریق انہزام بمدینہ معاودت نمودہ۔

چنانچہ بعض شہید ہو گئے اور
جو باقی رہے وہ ہزیمت اُٹھا کر
مدینہ واپس آئے اسکے بعد حضرت صلعم
نے دوبارہ لشکر تیار کیا۔ اور
حضرت عمرؓ کو امیر لشکر اور علم دیکر
روانہ کیا۔ جب یہ اس میدان مین
پہونچے تو فوج مخالفین نے کمین گاہ
سے نکل کر مسلمانون پر حملہ آور
ہو کر ہزیمت دی۔

بعد از وقوع این قصہ عمرو بن عاص را
حضرت مقدس نبوی بہ امارت جیشے از
مسلمانان سرفراز ساختہ بجانب دشمنان
روان گردانید و با ایشان در مقام مقابلہ
و مقاتلہ آمدہ منہزم باز گشت و بعضے
از مسلمانان نیز شہادت یافتند۔ بعد از
مراجعت عمرو بن عاص حضرت مقدس
نبوی جہت امیر المومنین علیؑ لوائے بستہ

اسکے بعد حضرت صلعم نے عمرو بن عاص کو
امیر لشکر کرکے ان کی طرف بھیجا
لیکن یہ بھی مقابلہ و مقاتلہ نہ کر سکے
آخر کچھ لوگ شہید ہو گیے
باقی سپاہ لیکر مراجعت فرمائی
مدینہ ہوئے۔
اب رسول اللہ صلعم نے جناب
امیر المومنین علی علیہ السلام کیلیے لشکر تیار کرایا

رسول اللہ کا لشکر تجہیز
دیکر جناب امیرؑ کو جنگ پر
بھیجنا۔ اور حضرت ابوبکر
و عمر اور عمرو بن عاص کو
مطیع امیر المومنین کرکے
لشکر مین شامل کرنا۔

و دست بجانب آسمان برداشته در شان
او دعائے نیکو بزبان معجز بیان بگذرانید
و تا بہ مسجد احزاب بہ تشییع علیؑ مرتضیٰ قدم
رنجہ فرمودہ فرمان داد کہ صدیقؓ و فاروقؓ
و عمرو عاص در آن سفر با علیؑ مرافقت
نمایند و از صوابدید او تجاوز روا ندارند و
مرتضیٰ علیؑ از طریق وادی الرمل اعراض
نمودہ متوجہ عراق عرب گشت بعد از طے
چند منزل عزیمت محاربہ مخالفان بفہم دادہ
بجانب مقصد شتافت چون از حرکات
و سکنات امیر المومنین علیؑ نسیم فتح و ظفر
بہ مشام عمرو عاص رسید۔ لاجرم با صدیق
و فاروق گفت کہ درین راہ از وحوش
خطرہا ست اکنون مصلحت وقت آنست
کہ از وادی بر سر دشمنان شبخون بریم و شیخین اخ
درین باب با مرتضیٰ علی گفتہ مبذول
نیفتاد عمرو عاص گفت اے سلمانان
ما نفوس خود را ضایع نمی توانیم کرد بیایید
تا از طرف وادی بر دیم سپاہ اسلام

اور علم آپ کے ہاتھ مین دیا اور دونون ہاتھ
اُٹھا کر آپ کے حق مین دعا فرمائی اور مسجد
احزاب تک مشایعت کی حضرت ابو بکر و
عمر فاروق اور عمرو بن عاص وغیرہ صحابہ کو
جناب امیرؑ کے ہمراہ کر کے امیر المومنین کے تابع
فرمان رہنے کا حکم دیا۔ جناب امیرؑ وادی الرمل
کی راہ چھوڑ کر عراق عرب کی طرف
چلے بعد طئی مراحل منازل مخالفین سے
حربہ کرنے کے لیے چلے۔ جناب امیر المومنین
علیؑ اُس مقام پر پہونچے اور آپ کے
حرکات و سکنات سے عمرو بن عاص کو
آثار فتح معلوم ہوے تو حضرت ابو بکر
و عمر سے کہا کہ اس راہ مین وحوش
کا خطرہ ہے مصلحت یہ ہے کہ اسی
مقام سے دشمنون پر شبخون کیا جائے۔
اُنھون نے حضرت علیؑ سے کہا مگر
آپ نے اس رائے سے اتفاق نہین
کیا عمرو عاص نے اہل اسلام سے کہا کہ
ہم جانین کیون ہلاکت مین ڈالین آؤ وادی جنگل کی طرف چلین

جواب دادند۔ کہ پیغمبرؐ مارا از مخالفت علیؑ نہی فرمودہ۔ اکنون چگونہ سخن ترا بشنویم۔ علیؑ راے عمرو بن العاص را خطا شمردہ۔ ہمچنان می راند۔ تا در طلوع فجر بر سر عدوان رسیدہ بطریقے کہ خاطر او میخواست۔ از آن قوم سفاک انتقام کشید۔

چنانچہ۔ سورۂ و العادیات درین باب نازل گشتہ حضرت رسولؐ اصحاب را بفتح بشارت داد۔ چون علیؑ مراجعت نمودہ نزدیک بمدینہ رسید۔ آن سرور یاران را باستقبال امیرالمومنین حیدر امر فرمود۔ وخود ہمیش الشان روان شد۔ ودر آن زمان کہ چشم مبارک جناب ولایت مآب بروے فرخندہ حضرت نبوتؐ انتساب افتاد از اسپ پیادہ گشت۔ آن سرور فرمود کہ اے علیؑ سوار شو کہ خدا و رسولؐ از تو راضی ہستند علیؑ از غایت فرحت گریان شد۔ رسول اللہؐ فرمود اگر اندیشہ آن نمی داشتم کہ طوائف

اہل لشکر نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے تو ہمکو علیؑ کی مخالفت سے منع کیا ہے ہم تمہارا حکم کیون کر مانین۔ غرض امیرالمومنینؑ عمرو عاص کی رائے خطا سمجھکر اسی راہ سے آگے چلے اور طلوع فجر تک دشمنون کے سر پر پہونچے جیسا خاطر مبارک مین آیا اس قوم سے جنگ کی فتح کرکے پھرے۔

جناب امیرؑ کو معہ لشکر بر سر اعدا بھیجنا اور انتقام لینا۔ اور سورۂ والعادیات نازل ہونا۔

حق سبحانہ تعالی نے سورۂ والعادیات امیرالمومنینؑ کی تعریف مین نازل فرمایا۔ رسولؐ اللہ نے اصحاب کو فتح کی بشارت دی۔ جب امیرالمومنینؑ نزدیک مدینہ پہونچے تو حضرت صلعم نے اصحاب کے ساتھ استقبال کیا جب امیرالمومنینؑ نے رسول اللہؐ کو دیکھا تو گھوڑے سے اُتر کر پیادہ پا ہو گئے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا اے علیؑ خدا اور رسولؐ تم سے راضی ہین سوار ہو جاؤ۔ امیرالمومنینؑ خوشی سے گریان ہوئے رسول اللہؐ نے فرمایا اے علیؑ اگر مجھے اپنی اُمت سے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ وہ بھی

رسول اللہؐ کا معہ اصحاب جناب امیرؑ کا استقبال فرمانا اور آپکی پیشانی کو بوسہ دینا اور حدیث منزلت

امست در شان تو گویند۔ انچہ در بارۂ مسیح — تمہاری شان مین وہی کہنے لگے جو عیسیٰ

یعنی عیسیٰ ابن مریم گفتہ اند ہر آئینہ در حق تو — بن مریم کی شان مین کہا تو مین تمہارے

سخنی می گفتم کہ بر ہیچ گروہے نہ می گذشتے — شان مین ایسی بات کہتا کہ جس راہ سے

مگر آنکہ خاک از تحت ہر دو قدم تو بر داشتندے — تم نکلتے لوگ تمہارے دونون پاؤنکی خاک

(از روضۃ الصفا) — اُوٹھا لیتے

اس روایت سے ظاہر ہے کہ بعد غزوہ تبوک یہ لڑائی پیش آئی اس میں جناب سرورِ عالم صلعم نے حضرت ابوبکر و عمر کو امیر لشکر بنا کر بھیجا مگر یہان سے بھی منہزم ہوے آخر یہ لڑائی بھی کرار غیر فرار ہی کے دست مبارک پر فتح ہوئی۔ اور حق سبحانہ تبارک و تعالیٰ نے "سورہ والعادیات" جناب امیر علیہ السلام کی شان مین نازل فرمایا۔ غرض سے

ہین انکے قدم راہ رہ جادۂ تسلیم — ان قدمون پہ جو سر ہو وہ ہے لایق تعظیم

ہاتھ آئے ہین کیا پاؤن زہے عزت و تکریم — ثابت قدمی ان سے صدا پاتی ہے تعظیم

روشن جو زمین ہے تو یہ پرتو ہے انھین کا

جو راہ خدا مین ہے وہ پیرو ہے انھین کا

ہین فاتح بدر و اُحد و خندق و خیبر — ان ہاتھون سے مارا گیا مرحب دلاور

اک ضرب مین کاٹا سر عمرو و سر عنتر — دو اُنگلیون سے چاک کیا کلۂ اژدر

منصور و مظفر رہے تائید احد سے

کعبہ مین سرلات کو توڑا ہے لگد سے

اللھم صل علی محمد و آل محمد

اب مین غزوہ حنین کا احوال لکھکر سلسلۂ غزوات ختم کرتا ہون۔

غزوۂ حنین

اقتباس تاریخ مذکور بالا درباره جنگ

چون رسول الله مکه را فتح فرمود اشراف هوازن وثقیف بایکدیگر گفتند که محمد بر قریش ظفر یافت وچون خاطر او از مهم ایشان فارغ شد محتمل که متوجه ما گردد مصلحت آن ست که پیش از آنکه لشکر بطرف ما آید ما برسر او رویم بالجمله سی هزار مرد بر محاربه حضرت مقدس نبوی اتفاق نمود - چون حضرت مقدس نبوی از توجه مخالفان آگاهی یافت با شانزده هزار کس روی به حُنین نهاد گویند ابوبکر صدیق بعد از ملاحظه کثرت لشکر اسلام گفت امروز ما از قلت سپاه مغلوب نخواهیم گشت. این حدیث را حضرت مقدس نبوی شنید مکروه داشت - وخدای عزوعلا بواسطه این سخن در مبداء حال لشکر اسلام را منهزم گردانید تا بر عالمیان روشن گردد که فتح وظفر ونصرت بعنایت ملک اکبر است نه بکثرت لشکر - چون تلاقی

بعد فتح مکہ اشراف ہوازن وثقیف نے آپس میں یہ مشورہ کیا کہ محمدؐ نے قریش پر فتح پائی ہے - چونکہ وہ اس مہم سے فراغت پاچکے ہیں اس لیئے احتمال ہے کہ اب وہ ہماری طرف متوجہ ہوں پس مصلحت یہ ہے کہ قبل اس کے کہ ہماری طرف لشکر لے کر آئیں ہم ہی ان پر چڑھائی کردیں اس پر تیس ہزار مردان محارب جناب رسول اللہ صلعم سے لڑنے پر آمادہ ہوے - جب آنحضرت کو مخالفین کے اس ارادہ کی خبر ہوی تو آپ سولہ ہزار اصحاب ساتھ لے کر جانب حنین روانہ ہوے - ابوبکر صدیق نے لشکر اسلام کی یہ کثرت دیکھکر کہا کہ آج ہم بوجہ کثرت سپاہ مغلوب نہ ہونگے رسول اللہؐ کو یہ قول انکا مکروہ معلوم ہوا - اور آخر حضرت صدیق کے اسی قول کے سبب سے خدائے عزوجل نے لشکر اسلام کو ابتداءً ہزیمت دی تاکہ سب لوگ جان لیں کہ فتح ونصرت خدائے پاک کی عنایت پر موقوف ہے نہ کہ کثرت سپاہ پر - جب دونوں

فریقین نزدیک شد پیغمبر صلعم ترتیب سپاہ
اسلام پرداختہ علمی بعمر بن الخطاب داد و لوائے
دیگر بہ علی مرتضیٰؑ و دیگرے بہ سعید بن ابی وقاص
سپرد و متوجہ مخالفان شد۔ مخالفان یکبار بر
مسلمان حملہ کردند و تنزلزل و رعبی بحال
ایشان راہ یافت روئے بہ فرار نہادند و انہزام
سپاہ بمرتبہ رسید کہ بیش از معدودے چند بیش
حضرت رسولؐ نماند۔ از جملہ دلاوران کہ ثبات
قدم نمودند علیؑ بود عباس و عبداللہ مسعود
ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب۔
و اولاد جعفر و ربیعہ و پسران عباس قثم
و فضل و اسامہ بن زید و برادرش
و برادر مادر او ام ایمن۔ حضرت مقدس نبوی
چون بدید کہ اصحاب بمقتضیٰ "الفرار مما لا یطاق
من سنن المرسلین" عمل می فرمایند خواست کہ
ایشان را بنجوائے۔ "فاصبر کما صبر اولوا العزم من
الرسل" تسکین دہد تا بر محاربہ مصابرت نمایند
لاجرم بر زبان گوہر افشان چند نوبت بگذرانیدہ
کہ "یا انصار اللہ و انصار رسولہ من بندہ و رسول خدایم"

فوجیں مقابل ہوئیں تو پیغمبر خدا نے لشکر اسلام کی
ترتیب فرمائی اور ایک علم حضرت علی مرتضیٰ۔ عمر
بن الخطاب اور سعید بن ابی وقاص کو عنایت فرمایا
اور ان کو فوج اسلام کے ساتھ مخالفین سے لڑنیکو
بھیجا۔ مخالفین کفار نے لشکر اسلام پر یکایک
ایسا حملہ کیا اور اُن کا رعب لشکر اسلام پر
اسقدر چھا گیا کہ بے تحاشہ بھاگنے لگے۔
علیؑ مرتضیٰ عبداللہ بن مسعود
ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب
و جعفر اور اسامہ بن زید۔ اور اُسکے
دو بھائی کے سوا اور کوئی ثابت قدم
نہ رہا رسول اللہ نے دیکھا کہ اصحاب
بمقتضائے۔
"الفرار مما لا یطاق من سنن المرسلین"
پر عمل کر رہے ہیں تو آپ نے بنجوائے
فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل لشکر اسلام
کو جدال و قتال پر ثابت قدم رہنے کیلیے بھاگنے
والوں کو خود زبان مبارک سے بایں الفاظ پکارا
"یا انصار اللہ و انصار رسولہ" میں بندۂ خدا۔

ودر روایتے چنین فرمود کہ "الی این ایہا الناس" ہرچند
حضرت اشارت بصبر وثبات می فرمود از
غایت دہشتی کہ بر مسلمانان استیلا یافتہ بود
ہیچ کس روے باز پس نمی کرد۔ درین اثنا
رسول اللہ بتحریک شتر بچہ بر آن سوار
بود سعی می کرد تا بجانب مخالفان رود۔
جابر رضی اللہ عنہ گوید کہ ما رفتیم با وادیٔ
حُنین ومخالفان در شعاب وادی کمین
کردہ بودند۔ ناگاہ سپاہے دیدم با شمشیر
ونیزہ بیکبار حملہ آوردند مردم ما فرار
اختیار کردند۔ چنانچہ ہیچ کس بدیگرے
نمی پرداخت۔ چون مالک عوف متوجہ
پیغمبر شد۔ ایمن بن ام ایمن سر راہ مردے
گرفتہ جنگ می کرد تا شہادت یافت۔
آوردہ اند چون مسلمانان منہزم ومتفرق
گشتند مشرکان قریش وجمعے از مردم مکہ کہ طوعاً
وکرہاً مسلمان شدہ بود۔ مسرور گشتند و
قاہرہ خدا ایشان اشتعال یافتہ سخنان
نامناسب بر زبان آوردند کہ اصحاب محمدؐ

اور اُس کا رسول ہوں میری طرف پلٹو۔
ہرچند حضرت اُن کو پکارتے رہے مگر
مسلمانوں پر کفار کی ایسی دہشت غالب
ہوگئی تھی کہ کسی نے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔
رسول خدا خود جس شتر پر سوار تھے
کفار کی طرف چلے۔
جابر رضی اللہ کا بیان ہے کہ ہم حُنین کے
جنگل میں گئے اور دیکھا کہ کفار کمین گاہ
میں ہیں۔ ناگاہ ایک سپاہ نے شمشیر
ونیزہ سے ہم پر حملہ کیا۔ اور ہمارے
ساتھی ایسے فرار ہوئے کہ کسی کو
کسی کا خیال نہ تھا جب مالک
عوف نے رسول اللہ کی طرف
رُخ کیا تو ام ایمن رسول اللہ کی
حفاظت کیلئے بڑھے۔ اور جنگ کی آخر
شہادت پائی۔ منقول ہے کہ جب مسلمان
ہزیمت پاکر متفرق ہوگئے تو کفار قریش
اور مکہ کے چند لوگ جو مسلمان ہوگئے تھے
اسقدر خوش ہوئے کہ پکار پکار کر کہتے تھے کہ محمدؐ کے

چنان روئے بہ گریز نہادہ اند۔ کہ تا کنار	اصحاب ایسے بھاگے جا رہے ہین کہ تا لب
دریا در ہیچ جائے توقف نخواہند کرد	دریا۔ کہین بیچمین نہ ٹھیرین گے۔ اور کسی نے
دیگرے گفت بشارت باد ترا اے صفوان	صفوان کو اصحاب محمدؐ کے میدان سے
کہ یاران محمدؐ روئے از معرکہ بر تافتند آوردہ	بھاگنے کی بشارت دی۔ روایت ہے کہ
اند کہ چون مسلمانان در روز جنگ حنین	جب مسلمان روز جنگ بھاگ رہے تھے
متفرق شدند حضرت مقدس نبوئی با عباس	تو رسول اللہ نے حضرت عباس سے جو
کہ آوازے بلند داشت فرمود کہ یاران را	بلند آواز تھے فرمایا کہ ان اصحاب کو
ندا کن باین وجہ یا معشر الانصار یا اصحاب	یہ کہکر پکارو "یا معشر الانصار یا اصحاب
الشجرۃ یا اصحاب سورۃ البقرہ و عباس	الشجرہ" یا اصحاب سورۃ البقرہ۔ چنانچہ
بموجب فرمودہ۔ آواز بر کشید۔ اصحاب کہ	حضرت عباس نے اسی طرح آواز دی۔
ندا او را استماع نمودند۔ از اطراف	اصحاب آواز سنکر چارون طرف سے
و جوانب لبیک گویان بخدمت سید	آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہوئے۔
کائنات شتافتند و آن سرور را بسلامت	اور آپ کو صحیح و سلامت پایا سب سے پہلے
یافتند۔ و اول گروہے کہ بر تقبیل رکاب	جس گروہ نے شرف حضوری حاصل
فلک فرسائے فائز شدند طائفۂ انصار بودند۔	کیا وہ طائفۂ انصار تھا۔ آپ نے
از انصار حضرت از ایشان پرسید کہ با شما	اُن سے پوچھا تمھارے ساتھ اور
دیگر ہست گفتند نے۔	بھی کوئی ہے۔ عرض کیا نہین۔
نقلست کہ در وادئے حنین شخصے از	منقول ہے کہ وادئ حنین مین سے ایک شخص
مشرکان ابو جرول۔ نام بر اشتر سوار	کفار سے جسکا نام ابو جرول تھا ایک شتر پر سوار

روئے بمسلمانان نہاد۔ او شجاعی بود۔ سفاک وبیباک عظیم الجثہ طویل القامت کہ ہیچکس از مبارزان عرب ہائے درمعرکہ او قدم نہ نہادے و دربرابر وے دست جرأت از آستین جلاوت بیرون نیاوردے۔ و این ابوجردل از سر تہور وغرور رجزے می خواند و مبارزمی طلبید واصحاب نصرت انتساب درمحاربہ او توقف می نمودند کہ ناگاہ شیر بیشہ ہیجا وابن عم مصطفٰے علیؑ مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ متوجہ ابوجردل شد۔ وبزخم تیغ آبدار دمار از روزگاران مدبر خاکسار برآورد وبہرام خون آشام از مشاہدۂ این حال انگشت تحیر بدندان تفکر گرفت واہل اسلام از ملاحظۂ این صورت مستظہر وقوی دل و مشرکان خوار وخجل گشتند وچہار کس از سپاہ نصرت بعز شہادت فائز شدند و وہفتاد کس از مخالفان بدوزخ رفتند وہوازن وثقیف بلافتح وظفر روئے از معرکہ برتافتند

ہو کر مسلمانوں سے لڑنے کو آیا۔ وہ ایک بڑا شجاع سفاک بیباک اور عظیم الجثہ طویل القامت تھا کہ دلیران عرب سے کوئی بھی معرکہ کارزار میں قدم نہ رکھتا تھا اور اُس کے سامنے آنیکی کسی کو جرأت نہ ہوتی تھی۔ الغرض ابوجردل نے بہت ہی غرور وتکبر سے رجز پڑھکر لشکر اسلام سے مبارز طلب کیا مگر سب اصحاب نے لڑنے میں توقف وتامل کیا۔ ناگاہ شیر بیشۂ ہیجا علیؑ مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ابوجردل کی طرف بڑھے۔ اور تلوار کے ایک ہی وار سے اوس کو ہلاک کر دیا۔ اس واقعہ کو دیکھ کر ہر شخص تعجب اور حیرت سے انگشت بدندان ہو گیا اور اہل اسلام قوی دل اور کفار خوار وخجل ہوئے۔ لشکر اسلام سے چار آدمی شہید ہوئے۔ اور لشکر مشرکین سے ستر قتل ہوئے۔ قبائل ہوازن وثقیف منہزم ہو گئے۔

صاحب روضۃ الصفا نے ایک تاریخی واقعہ لکھا ہے جس سے کوئی انکار نہین کر سکتا لیکن اگر ایک تاریخ پر اطمینان نہو تو روضۃ الاحباب۔ حبیب السیر مدارج النبوۃ۔ تاریخ طبری۔ وغیرہ وغیرہ مین ملاحظہ فرمالین کہ سب مورخین نے لکھا ہے اور علمائے کرام ومحدثین ومتکلمین بھی اِن واقعات کی صحت کے قائل ہین۔ مگر بہ سبب مودت وعقیدت کے جواُن کو اصحاب سے ہے کسی طرح اِن کے نقص ایمان واعمال کا اقرار نہین کرتے اور جہان تک ہوسکتا ہے کیا اپنے آئمہ کے اقوال (کیا احادیث نبوی) کیا آیات الٰہی سب پر تحریفات معنوی اور توجیہات وتلبیسات کر کے ان کی پردہ پوشی کرتے ہین۔ چنانچہ شاہ صاحب اصحاب کے فرار سے صاف انکار کرتے ہین۔ جیسا کہ تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۳۴۲ مین تحریر فرماتے ہین۔

خلاصۂ عبارت تحفہ دربارۂ عدم فرار صحابہ۔

اما فرار روز حنین در حقیقت فرار نہ بود۔	حاصل یہ کہ روز حنین بھاگنا درحقیقت فرار
بلکہ بسبب بی تدبیری وسبقت خالد بن	نہ تھا بلکہ بہ سبب بے تدبیرے وسبقت خالد بن
ولید وغفلت از کمینگاہ کہ از چپ وراست	ولید اور جائے پناہ کفار کی غفلت سے جو چپ وراست
درمیان بیشہ نشاندہ بودند وگذرگاہ تنگ بود۔	درمیان بیشہ بٹھائے گئے تھے اور راستہ تنگ تھا۔
پس وپیش نشیب وفراز در لشکر روداد	لشکر مین نشیب وفراز اور پس وپیش ہوگیا تھا
ودر آن اثنا بعضے مردم کہ پشت دادند	اِس حالت مین بعض اشخاص نے پیٹھ پھیری
از صحابہ کبار نہ بودند۔ بلکہ طلقاء مکہ ومسلمۃ	وہ صحابۂ کبار سے نہ تھے بلکہ طلقاء مکہ نے
بالفتح باز بر آن اصرار نکردند بلکہ برگشتند	اُس پر اصرار نہین کیا اور پلٹ آئے۔
وفتح شد بدلیل کلام الٰہی۔ ثم انزل اللہ	اور بدلیل کلام الٰہی ثم انزل سکینۃ"
سکینۃ علی رسولہ وعلی المومنین وانزل جنودا	فتح حاصل ہوئی۔ نیز آنحضرت
لم تروھا ونیز آنحضرت کسی را برین امر عتاب نفرمود۔	صلعم نے کسی پر عتاب نہین فرمایا۔

زیراکہ عذر معلوم داشت پس دیگرآن راہم جائے طعن وعتاب نماند۔ معہذا این قدر گناہ مقادم طاعات ومشقات جہاد ایشان نمی تواند شد۔ وبشارا تیکہ درحق ایشان منصوص قطعیہ قرآن واحادیث متواترہ آمدہ است۔ ازآن چشم پوشیدن این عیوبات نادرہ ایشان راتجسس کردن شان ایمان نیست اگر صدور گناہ ازوے شود چہ باک این قدر ہست کہ اہلسنّت جمیع اُمور صحابہ راازحقوق صحبت خدمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجانبازیہا وترک خانمان وبذل مال ونفس درراہِ خدا وترویج دین وشریعت وآیات نازلہ درشان ایشان واحادیث ناطقہ برفعت وعلو مکان ایشان درنظر دارند وفرقہ شیعہ غیراز عیوب گناہ ایشان چیزے نمی بینند۔

اس لیے کہ عذر معلوم تھا اسلیے دوسرون کو جائے طعن نہین ہے باین الفاظ یہ خفیف گناہ اصحاب کی اطاعت ومشقت جہاد کے لحاظ سے قابل الزام نہین ہوسکتا جو بشارتین قرآن مجید مین نص قطعی اور احادیث متواترہ اِن کے حق مین وارد ہین۔ اِن سے چشم پوشی کرنا اِن کے شاذونادر عیب ڈھونڈنا شان ایمان نہین ہے۔ پس اگر کوی گناہ اِن سے سرزد بھی ہوجائے تو محل خوف نہین ہے بات یہ ہے اہلسنت صحابہ کے سب امور کو بپاس صحبت رسولؐ اور پیغمبرؐ کی اطاعت وخدمتگذاری جانبازی اور گھربار چھوڑنا اور راہِ خدا مین جان ومال نثار کرنا دین شریعت پھیلانا اور ان آیات اور احادیث کو جو اُن کی فضیلت ومرتبت مین وارد ہین پیش نظر رکھتے ہین اور امامیہ بجز عیب وگناہ کچھ نہین دیکھتے۔

اگرچہ شاہ صاحب نے اپنے اصحاب ممدوحین کو محترم ومعظم بتانے مین بہت کچھ ارشاد فرمایا ہے مگر بفحوائے آیہ کریمہ۔

آیات آلہی واسناد کتب حدیث وسیر وبارہ فرار جمیع صحابہ بجز حضرت علی وحضرت عباس وابوسفیان وعبداللہ بن مسعود۔

کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم کیا بڑی بات ہو کر اُنکے منہ سے نکلتی ہے۔

ان یقولون الا کذبا (اگر) سب جھوٹ ہے جو کہتے ہین۔

اخبار و آثار کے خلاف ہے جسکی تردید خود انہین کے محدثین و متکلمین کے اقوال مندرجہ ذیل سے ہوتی ہے۔

پہلا قول۔ تاریخ روضۃ الصفا سے منکشف ہوتا ہے کہ جنگ حنین مین سولہ اصحاب ہمراہ رکاب سعادت انتساب تھے۔ مگر صرف دس جن مین (۹) خاص بنی ہاشم سے تھے جو ثابت قدم رہے باقی سب کے سب فرار ہوے۔ صاحب روضۃ الاحباب بھی جس کو شاہ صاحب بہت معتبر سمجھتے ہین تحریر فرماتے ہین کہ۔

ہیچکس با پیغمبر نماند الا چہار کس سہ از بنی ہاشم و یکے از غیر ایشان یعنی علیؑ و عباس و ابو سفیان بن حارث و عبد اللہ بن مسعود۔ روضۃ الاحباب جلد اول (صفحہ ۴۵)

دوسرا۔ پہلے ہی حملہ مین جب غنیم نے تیر باری شروع کی تمام مسلمان درہم و برہم ہوگئے اور سب کے پاؤن اکھڑ گئے صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھ چند افراد میدان مین رہ گئے آپ نے یہ دیکھکر حضرت عباس سے فرمایا کہ لوگون کو پکارو ان کے بلند آواز سنکر انصار پلٹے جب ان کی تعداد ایک سو ہوگئی تو انھون نے کفار پر حملہ کیا۔ تاریخ الامت (صہ ۱۴۱)

تیسرا۔ شمس العلماء شبلی نعمانی رقمطراز ہین کہ فوج اسلام نے جن کی تعداد بارہ ہزار تھی صبح کے وقت حملہ کیا۔ ادھر کمینگاہون سے تیر اندازون کے دستے نکل آے اور تیرون کا مینہ برسا دیا۔ مقدمۃ الجیش ابتری کے ساتھ بے قابو ہو کر پیچھے ہٹا اور پھر تمام فوج کے پاؤن اکھڑ گئے صحیح بخاری مین ہے۔ فادبروا حتی بقی وحدہ یعنی سب لوگ ٹل گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکیلے رہگیے۔ تیرون کا مینہ برس رہا تھا بارہ ہزار فوجین ہوا ہو گئین تھین لیکن ایک پیکر مقدس پا بر جا تھا جو تنہا ایک فوج ایک ملک و ایک اقلیم ایک عالم بلکہ مجموعۂ کائنات تھا۔ سیرۃ النبی جلد اول صہ ۱۹۱

امام محمد اسمٰعیل نے اُن چار جان نثارون کو بھی جو آنحضرت کے ساتھ موجود رہے تھے عام مفرورین مین شامل کردیا ہے اس قول سے امام صاحب نے اپنے عقیدت و ارادت کا اظہار کیا ہے جو مخصوص وصی رسول و دیگر ارکان بنی ہاشم سے اور اسی سبب سے بخاری شریف کو بعد کتاب الباری بخاری کا مرتبہ اور درجہ دیا گیا ہے۔

چوتھا۔ صحیح بخاری کتاب المغازی (ص۴۹۲) جنگ حنین مین قتادہ سے روایت ہے۔

وانهزم المسلمون وانهزمت	جنگ حنین سے دیگر مسلمین بھی بھاگے اور مین بھی
معهم فاذا بعمر بن الخطاب فی	بھاگا ناگاہ مین نے عمر کو بھی انہین بھاگنے والون
الناس فقلت له ما شان الناس	مین پایا تو پوچھا کہ لوگون کا کیا حال ہے تو عمر نے
قال امر الله (صلاح ۹ صفہ ۳۲۵ ۱۳۲۸م)	کہا حکم خدا (اس مین کیا چارہ ہے)

پانچوان قال رجل للبراء بن عازب افررتم	یعنی حنین مین بھاگنا کچھ تعجب نہین یہ
عن رسول الله یوم حنین۔ قال	تو احد و خیبر مین بھی خوف کے مارے بھاگ
لکن رسول الله لم یفر۔	گئے تھے۔

چھٹا۔ ابن ابی الحدید معتزلی کا قصیدہ رائیہ منجملہ سبع علویات ملاحظہ ہو جس مین عالم مذکور نے یہ لکھا ہے

ولیس بنکر فی حنین فرارہ	اور نہین ہے بروز حنین اوسکا فرار کرنا
وفی احد قد فر خوفا وخیبرا	قابل انکار اور احد مین اور خیبر مین از روے
ایضا صفحہ ۴۲	خوف کے تحقیق کہ وہ بھاگا۔

ساتوان۔ شرح تجرید علامہ قوشجی (ص۳۷۱) مین ہے۔

وقد سار النبی فی عشرة	رسول اللہ صلعم کے ساتھ دس ہزار مسلمان
الاف من المسلمین فتعجب	تھے ابوبکر نے اس کثرت پر عجب کیا اور کہا

ابوبکر من کثرتهم وقال	آج قلت لشکر کی وجہ سے ہم مغلوب نہ ہونگے
لن نغلب الیوم لقلتهم فانهزموا	مگر مع جمعیت ہزیمت پائی اور بجز علیؑ وعباس
باجمعهم ولم یبق مع النبی صلعم	اور اونکے دونون بیٹون قثم وفضل اور
سوی تسعة نفر علی والعباس وابنیه قثم وفضل و	ابوسفیان ونوفل وربیعہ وعبداللہ وعتبہ
ابوسفیان بن الحارث ونوفل بن الحرث وربیعة بن	اور معتب کے رسول اللہ صلعم کے پاس
الحرث وعبدالله بن مسعود وعتبة ومعتب ابنا ابی لهب	کوئی نہ تھا۔ (ازمعیار الفضل صفحہ ۱۴۰)

آٹھوان۔ تاریخ خمیس دیاربکری مین ہے۔

فی روایة لم یبق معه صلعم الا اربعة	روایت ہے نبی صلعم کے پاس
ثلاثة من بنی هاشم علی والعباس وابوسفیان	صرف تین چار شخص رہے تین ہاشم سے
بن الحارث وواحد من غیرهم وهو عبدالله	علی اور عباس اور ابوسفیان تھے۔
بن مسعود فعلی والعباس یحفظانه صلعم من	اور ایک غیر یعنی عبداللہ بن مسعود پس علیؑ
قبل وجهه وابوسفیان بن الحارث اخذ	اور عباس تو آن حضرت صلعم کے سامنے
بعنانه وابنه وعبدالله بن مسعود	آپکی حفاظت کر رہے تھے۔ اور ابوسفیان
یحفظ من الجانب الایسر۔ الخ	وعبداللہ بن مسعود سواری کی عنان پکڑے
(ایضاً)	آنحضرت کے دہنے وبائین تھے۔

نوان۔ اسی طرح فتح الباری مین ہے۔

لما فر الناس یوم حنین جعل	حنین کے دن سب لوگ بھاگ گئے
النبی یقول انا النبی لا اکذب فلم	آنحضرت صلعم اُن کو پکار کر فرماتے تھے مین نبی ہون
یبق معه صلعم الا اربعة نفر ثلاثة	دروغ نہیں کہتا حضرت صلعم کے پاس

من بنی ھاشم ورجل من غیرھم علی و	سوائے علیؑ وعباسؓ اور ابوسفیان کے جو
عباس بین یدیہ ابوسفیان بن الحارث	بنی ہاشم سے تھے اور ایک غیر شخص کے کوئی
اخذ بالعنان (ایضاً ۲۴۰)	نہ ٹھیرا۔

دسواں۔ جناب شمس العلماء شبلی نعمانی سیرۃ النبی (صفحہ ۲۹) میں رقمطراز ہیں کہ۔

فتح کی بجائے وہلہ اول میں مطلع صاف تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر اٹھا کر دیکھا تو رفقائے خاص میں سے بھی کوئی پہلو میں نہ تھا حضرت ابوقتادہ جو شریک جنگ تھے۔ اُن کا بیان ہے کہ جب لوگ بھاگے تو میں نے ایک کافر کو دیکھا کہ ایک مسلمان کے سینہ پر سوار ہے میں نے عقب سے اس کی شانہ پر تلوار ماری جو زرہ کو کاٹ کر اندر اُتر گئی۔ اس نے مجھکو اس زور سے دبوچا کہ میری جان پر بن گئی لیکن پھر وہ ٹھنڈا ہو کر گر پڑا۔ اسی اثناء میں میں نے عمر کو دیکھکر پوچھا کہ مسلمانوں کا کیا حال ہے۔ بولے قضائے الٰہی یہی تھی (صحیح بخاری غزوہ حنین)

گیارھواں۔

روایت است کہ ان روز چہار کس پیش	روایت ہے کہ اُسدن چار آدمی سے
آنحضرت نماندند۔ سہ از بنی ہاشم عباس	زیادہ آنحضرت کے نزدیک نہ تھے۔ عباسؓ
وعلیؑ وابوسفیان بن حارث ویکے دیگر ابن	وعلیؑ وابوسفیان اور ابن مسعودؓ۔ عباسؓ
مسعود رضی اللہ عنہ عباس وعلیؑ پیش روئے	وعلیؑ رسولؐ اللہ کے سامنے کی حفاظت
آنحضرت نگاہ داشتند۔ وابوسفیان عنان	کرتے تھے اور ابوسفیان مہار شتر ہاتھ میں
شتر گرفتہ بود وعبداللہ بن مسعود طرف	لئے ہوئے تھے اور ابن مسعود بائیں جانب
چپ آنحضرت محافظت می نمود (مدارج النبوۃ جلد ۲)	آنحضرت کی حفاظت میں مشغول تھے۔

جیسا کہ صاحب روضۃ الصفا نے اصحاب کے فرار پر مشرکین کا ہنس ہنس کر یہ کہنا کہ۔

اصحاب محمد چنان روبگریز نہادند کہ تاکنار دریا ہیچ جائے توقف نخواہند کرد۔

لکھا ہے یہی تاریخ کامل مین بھی ہے۔

جب مسلمان لگ بھاگ گئے تو ابوسفیان بن حرب نے کہا مسلمانون کی ہزیمت یہین ختم نہ ہو گی بلکہ سمندر تک ایسے ہی بھاگتے چلے جائین گے۔ عروج الاسلام جلد ہفتم صفحہ ۱۰۱۹)۔

آیہ کریمہ۔اصحاب کا غرور وفرار اور امداد غیبی۔

یہ شہادتین تو امام بخاری اور دیگر محدثین کی تھین۔ اب آیت آلٰہی کی شہادت پر غور فرمایا جائے جو اصحاب کے کبر و تکبر اور اُن کے مغرور ہونے اور امداد غیبی مین ہے۔

لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ	(مسلمانون) خدانے تمہارے بہتیرے مقامات پر
ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم فلن	(غیبی) امداد کی جنگ حنین کے روز جب تمہین اپنی
تغن عنکم شیئا وضاقت	کثرت نے مغرور کر دیا تھا پر وہ کثرت تمہین کچھ بھی
علیکم الارض بما رحبت	کام نہ آئی اور (تم اُلٹے گھبرائے کہ) زمین باوجود
ثم ولیتم مدبرین ثم انزل	اس وسعت کے تم پر تنگ ہو گئی پھر تم پیٹھ پھیر کر
سکینۃ علی رسولہ وعلی المومنین	بھاگ نکلے تب خدانے اپنے رسول پر اور مومنین
وانزل جنودا لم تروھا وعذب	پر اپنی (طرف سے) تسکین نازل فرمائی اور فرشتون
الذین کفروا ذلک جزاء	کے لشکر بھیجے جنہین تم دیکھتے بھی نہ تھے اور کفار پر عذاب
الکفرین۔ (سورۂ توبہ)	نازل فرمایا۔ اور کافرون کی یہی سزا ہے۔

تفسیر حسینی

اس آیۂ وافی ہدایہ کی تفسیر یہ ہے۔

بدرستیکہ یاری کرد خدا شمارا اے مومنان	اے مسلمانون خدانے تمہاری امداد
چون روز بدر وحرب بنی نظیر وجنگ بنی قریظہ	جنگ بدر حرب بنی نظیر و بنی قریظہ و احزاب
وروز احزاب و صلح حدیبہ وحرب خیبر وفتح	و صلح حدیبہ و خیبر و فتح مکہ اور
مکہ و در مواطن روز حنین و آنچنان بود کہ	جنگ حنین کی ہے۔

وقتیکہ ہوازن وثقیف متفق شدند۔ قصد بامسلمانان نمودہ خبر بحضرت صلعم رسید۔ بادوازدہ یا شانزدہ ہزار مرد متوجہ ایشان شد۔ وایشان چہاردہ ہزار مرد بودند۔ یکے از اصحاب گفت امروز ما از قلت لشکر مغلوب نخواہم گشت۔ بکثرت سپاہ اعجاب نمود۔ این سخن حضرت نہ پسندید وبسبب این عجب در وہلہ اول حال شکست بر لشکر اسلام آمد۔ پس حق سبحانہ تعالیٰ این قصہ را بیاد مومنان میدہد۔ کہ خدا شما را یاری داد و در روز حنین بشگفت آورد۔ شما را بسیاری لشکر شما۔ بس واقع بگیرد از شما۔ آن کثرت شما چیزے را از صولت دشمن و تنگ شد۔ بر شما زمین آن وادی بافراخی وکشادگی کہ داشت پس پشت بر دشمن کردید وبرگشتید۔ از حرب در حالتیکہ ہزیمت کنندگان بودید۔

جب قبائل ہوازن وثقیف نے متفق ہو کر مسلمانوں سے جنگ کا قصد کیا جب یہ خبر رسول اللہ نے سماعت فرمائی تو آپ بارہ یا سولہ ہزار کا لشکر لے کر حنین گئے۔ اصحاب نے کہا آج تو ہم قلت لشکر کے سبب مغلوب نہونگے یہ غرہ لشکر کے کثرت پر تھا۔ جو رسول اللہ کو برا معلوم ہوا۔ اور اسی وجہ سے وہلہ اول میں مسلمانوں کو شکست ہوئی۔ پس خدائے عزوجل نے اسکی انکو یاد دلا کر فرمایا کہ ہم نے تمہاری امداد کی اور تم اپنی جس کثرت پر پھولے تھے وہ دشمنوں کی صولت وشوکت کے آگے کچھ بھی تمہارے کام نہ آئی باوجود وسعت کے زمین تم پر تنگ ہو گئی کہ تم دشمن کو پیٹھ دیکر فرار ہوگئے۔

آوردہ اند کہ تمامی لشکر منہزم شدند و باحضرت رسالت پناہ چار تن مانند علیؑ

منقول ہے کہ تمام لشکر فرار ہو گیا۔ سوائے علیؑ وعباس وابوسفیان

وعباس وابوسفیان بن حارث وعبداللہ بن مسعود. حضرت درآن روز بر اشتر سوار بود چون اصحاب ہزیمت کردند دشمنان تمامی رو بآنحضرت آوردند ایشان اشتر خود را نہیب میدادند و روئے بدشمن حملہ میفرمودند انا النبی لاکذب وانا ابن عبدالمطلب وعباس و ابوسفیان رکاب و لجام اشتر گرفتہ نمی گذاشتند کہ آنحضرت میان دشمن درآید وازین صورت بکمال شجاعت سیدؐ عالم استدلال میتوان کرد کہ در چنان روز بر اشتر کہ در معرکہ حرب کر و فرے ندارد سوار شدہ۔ وبے مددگار متوجہ حرب کفار گشتہ نسبت خود را اظہار میفرمود۔

القصہ چون عباس آنحضرت را نگذاشت کہ محاربہ نماید حضرت رسالتؐ پناہ فرمود کہ اصحاب را باز خوان چون عباس مردے بلند آواز بود ندا کرد کہ یاعباداللہ ہذا رسول اللہ یا اصحاب الشجرۃ یا اصحاب سورۃ البقرۃ۔ مردم باآواز عباس باز گشتند وجمعے کہ عدد

اور عبداللہ بن مسعود کے کوئی آنحضرت کے نزدیک نر ہا۔ رسولؐ اللہ اُس دن شتر پر سوار تھے جب اصحاب مفرور ہوئے تو دشمنون نے آنحضرت پر حملہ کیا آپ نے شتر اُنکی طرف بڑھا کر فرمایا مین پیغمبر ہون یہ جھوٹ نہین ہے مین عبدالمطلبؑ کا بیٹا ہون حضرت علیؑ اور عباس نے بغلہ کی باگ اور رکاب پکڑلی کہ آنحضرت دشمنون مین نجائین۔ یہ آنحضرت کی کمال شجاعت کی دلیل ہے کہ بغیر شان وشوکت اور یاور و انصار دشمنون مین جاکر رجز فرمادین۔

القصہ جب حضرت عباس نے آپ کو نہ چھوڑا کہ کفار سے لڑین۔ تو آنحضرت نے عباس سے فرمایا کہ اصحاب کو پکارو عباس ایک بلند آواز مرد تھے ان الفاظ مین پکارا۔ یا اصحاب الشجرۃ یا اصحاب سورۃ البقرۃ جو تعداد مین سو سے زیادہ نہ تھے پلٹے

دشمنان بصد نمیرسد۔ بملازمت پیوستہ پذیرائے حملۂ کفار شد۔ حضرت خاک و سنگریزہ بر طرف کفار ریخت ہیچ کس نماند کہ چشم و دہان او از فال سنگریزہ پر نشد و شکست بر دشمنان افتاد و دلہائے مومنان آرام پذیرفت۔

جلد اول صفحہ ۲۵۲

اور پھر لڑائی شروع ہوئی رسول اللہ صلعم نے سنگریزہ و خاک لے کر کفار کی آنکھوں اور منہ مین جھونکی ان مین ایک شخص بھی ایسا نہ تھا اُسکا منہ اور آنکھین خاک مین آلودہ نہوئی ہون آخر دشمنون کو شکست اور مومنین کو فتح اور اُن کے دلون کو راحت و مسرت حاصل ہوئی۔

دیگر تفاسیر مین بھی ہے اس آیت سے ظاہر ہے جب اصحاب تعداد کثیر مین ساز و سامان کے ساتھ حنین کو چلے تو صحابہ نے کثرت اور ساز و سامان پر غرّا کیا اور کہا کہ آج ہم مغلوب نہون گے۔ اصحاب کا یہ کبر و غرور باعث عتاب الٰہی ہوا۔

جیسا کہ تاریخ الامت اُو جامعہ ملیہ اسلامیہ علیگڑھ مین ہے۔

آنحضرت کو جب خبر ملی کہ بنی ثقیفہ اور ہوازن کے قبائل مسلمانون سے مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہو کر آئے تو صحابہ کو لے کر مکہ سے اُن کے مقابلہ کے لیے نکلے۔ اسلامی فوج کی تعداد اسوقت بارہ ہزار تھی اور ساز و سامان بھی وافر تھا صحابہ جو ہمیشہ تھوڑی تعداد سے بڑی بڑی فوجون پر غالب آجایا کرتے تھے۔ اپنی اس کثرت اور شوکت کو دیکھکر کہنے لگے کہ اب ہمارے اُوپر کون غالب آسکتا ہے انکی یہ بات درگاہ الٰہی مین ناپسند ہوئی۔

(حصہ اول صفحہ ۱۴۱)

جناب شمس العلماء شبلی نعمانی بھی یہی تحریر فرماتے ہین۔

اسلامی فوجین جن کی تعداد بارہ ہزار تھی اس سرو سامان سے حنین پر بڑھین کہ صحابہ کی

زبان سے بے اختیار یہ لفظ نکل گیا کہ آج ہمپر کون غالب آسکتا ہے لیکن ایزدی مین یہ

نازش پسند نہ تھی۔ درسیرۃ النبی جلد اول صفحہ ۳۹۰۔

واضح ہو کہ یہ کلمہ کبر و غرور کا حضرت ابو بکر رضؓ نے فرمایا تھا معتقدین نے اِن کا نام چھپا کر عام صحابہ کا لفظ لکھدیا۔ جیسا کہ صاحب روضۃ الصفا تحریر فرماتے ہین۔ روضۃ الصفا مین ہے کہ کلمہ غرور حضرت ابو بکر نے فرمایا تھا۔

گویند کہ ابو بکر صدیقؓ بعد از ملاحظہ کثرت لشکر اسلام گفت امروز ما از قلت سپاہ مغلوب نخواہم گشت۔

یہی روضۃ الاحباب مین بھی ہے جسکی نقل یہ ہے۔

مرویست کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بعد از وقوف بر عدد لشکر دشمن و ملاحظہ کثرت اسلام ما پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم گفت امروز ما از جہت قلت مغلوب نخواہم گشت (جلد اول ص۴۴۰)

اب بعض علمائے اہلسنت کی وہ جسارت سُنیئے جو انھون نے اپنے حضرت صدیق کے خاطر کی ہے کہ یہ کلمہ خود رسول اللہ صلعم نے فرمایا تھا۔ چنانچہ عروج الاسلام ترجمہ تاریخ کامل جلد ہفتم صفحہ ۱۶۸ مین جو لکھا ہے اُس کی نقل یہ ہے۔ عروج الاسلام کہ یہ کلمہ رسول اللہ کی کی زبان مبارک سے نکلا تھا۔

اُس وقت آپ کے ساتھ دو ہزار مسلمان تھے۔ جو بعد فتح مکہ مسلمان ہوئے تھے۔ اور دس ہزار پہلے اصحاب مین سب بارہ ہزار آدمی تھے۔ جب رسولؐ اللہ نے اپنے ہمراہیون کی کثرت دیکھی تو کہا کہ قلت فوج کے باعث آج ہم مغلوب نہون گے چنانچہ یہی بات اللہ تعالی نے اپنے اس قول مین بیان کی ہے۔ لقد نصرکم اللہ الخ

یہ روایت صاحب روضۃ الاحباب نے بھی درج کی ہے مگر جس کلمہ کو رسول اللہ صلعم کی طرف منسوب کیا ہے اِس سے اتفاق نہین کیا۔ وہ یہ ہے۔

دربعض کتب سیر ہست کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بعد از ملاحظہ کثرت لشکر خویش فرمود۔ لن نغلب الیوم من قلۃ (یعنی ہم قلت سپاہ کی وجہ سے مغلوب نہوں گے) غالباً این سہو یست کہ از آن بعض واقع شدہ زیرا کہ مناسب منصب آنحضرت نیست کہ متعجب بہ کثرت لشکر خویش شود۔

جناب امام فخر الدین رازی کا بھی یہی قول ہے۔

قال رجل من المسلمین لن	یعنی مسلمانوں میں سے کسی نے کہا آج
نغلب الیوم من قلۃ فھذہ الکلمۃ	کے دن قلتِ لشکر سے ہم مغلوب نہ ہوں گے
ساءت رسول اللہ صلعم وھی المراد	پس یہ کلمہ رسول صلعم کو بُرا معلوم ہوا یہی مراد
من قولہ اذ اعجبتکم کثرتکم وقیل ان قالھا	قولِ خدا۔ اذ اعجبتکم کثرتکم سے اور
رسول اللہ وقیل ابوبکر واسناد ھذا الکلمۃ	یہ بھی اقوال ہیں کہ خود رسول اللہ صلعم نے
الی رسول اللہ صلعم بعید لانہ	یہ کلمہ فرمایا اور یہی قول ابوبکر نے کہا رسول اللہ
کان فی اکثر الاقوال متوکلا	کی طرف اس کلمہ کو منسوب کرنا بعید ہے اسلئے
علی اللہ منقطع القلب عن الدنیا	کہ آپ اکثر اقوال میں متوکل بخدا اور دنیا
واسبابھا (در تفسیر کبیر)	اور اُسکے اسباب سے منقطع القلب تھے۔

روضۃ الاحباب و تفسیر کبیر۔ آنحضرت کی طرف اس کلمہ کو منسوب کرنا بعید ہے

پس ان تمام شہادتوں سے بخوبی ثابت ہے کہ حضرت ابوبکر کے مزاج میں تکبر بھی تھا۔ اور یہی کبر باعث شکست ہوا۔ اور اللہ عزوجل کو بھی یہ کلمہ ناپسند ہوا اور اصحاب سے خطاب کر کے فرمایا کہ

تم کو اپنی جس کثرت پر غرہ تھا وہ کچھ تمہارے کام نہ آیا۔ اور اتنی بڑی زمین باوجود وسعت تم پر تنگی کرنے لگی پھر تم پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے۔

چنانچہ جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے اور کفار پسپا ہوئے تھے کہ اتنے میں اصحاب لڑائی

چھوڑ کر غنیمت لوٹنے مین جھک گئے ناگاہ کفار نے مسلمانون پر سخت حملہ کیا آخر مسلمانون کے پاؤن اکھڑ گئے اور سب بھاگ کھڑے ہوئے۔ رسول اللہ صلعم کے پاس بجز دس آدمیون کے جن مین نو بنی ہاشم تھے کوئی اور نہ ٹھہرا جناب امیر المومنین علی مرتضی علیہ السلام کے سامنے مصروف جہاد تھے اور حضرت عباسؓ و فضل دہنے بائین جانب اور ابو سفیان بن الحارث رسول اللہ کے چچازاد بھائی اور نوفل و ربیعہ و عبد اللہ بن زبیر اور عتبہ ارد گرد تھے۔ ہر چند کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بھاگنے والون کو پکارا اگر کسی صحابی نے منہ پھیر کر بھی نہ دیکھا حضرت عباس نے جو بلند آواز بھی تھے ایک ٹیلہ پر چڑھ کر حسب ارشاد آنحضرت صلعم ان الفاظ مین مفرورین کو پکارا۔ یا معشر اصحاب سورۃ البقرۃ یا معشر الانصار یا اصحاب الشجرہ کدھر بھاگے جارہے ہو ادھر آؤ رسول اللہ تنہا کھڑے تم کو بلا رہے ہین اس پر سو اصحاب پلٹے جو طبقہ انصار سے تھے مہاجرین سے کوئی بھی نہ تھا۔ جیسا کہ تاریخ روضۃ الصفا مین ہے کہ یہ سو آدمی انصار قبائل عصاب تھے ان سے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پوچھا کہ اور لوگ بھی تمھارے ساتھ ہین۔ عرض کیا نہین۔ اور درمنثور ص۲۲۵ مین بھی یہی ہے۔

رسول اللہ کا اصحاب کو پکارنا

حضرت عباس کی آواز پر انصار کا پلٹنا۔

تفسیر درمنثور

اخرج ابو الشیخ والحاکم و صححہ	ابو شیخ وغیرہ نے انس سے روایت کی
ابن مردویہ عن انس قال لما اجتمع	ہے کہ بروز حنین جب اہل مکہ و مدینہ
یوم حنین اھل مکۃ واھل	جمع ہوئے تو انھون نے اپنی کثرت پر ناز
المدینۃ اعجبتھم کثرتھم فقال	کیا اور ایک قبیلہ نے کہا کہ قسم بخدا آج ہم
القوم واللہ نقاتل فلما التقوا	لڑین گے۔ پس جب دونون فوجین ملین
واشتد القتال ولوا مدبرین	اور قتال کی شدت ہوئی تو پیٹھ پھیر گئے۔
فندب رسول اللہ الانصار	رسول اللہ نے جنگ کے لئے انصار کو

فقالوا الیک واللہ حسبنا فکثوا | طلب فرمایا انھوں نے کہا قسم بخدا ہم حاضر خدمت
رؤسھم ثم قاتلوا حتی فتح اللہ | ہوتے ہیں پس وہ حاضر ہوئے اور یہانتک
(درمعیار فضائل صفحہ ۱۴۵) | لڑے کہ خدائے تعالی نے فتح دی۔

اور عروج الاسلام جلد سات صفحہ ۱۴۷ میں ہے۔

عباس اسوقت آپ کے بغلہ کی لجام پکڑے ہوئے تھے آپ اُسپر سوار تھے عباسؓ ایک بڑے جسیم اور بڑے بلند آواز شخص تھے۔ رسول اللہؐ نے ان سے کہا عباس چلا کر کہو یامعشر الانصار یا اصحاب الشجرۃ۔ عباس نے حکم کی تعمیل کی جنھون نے آواز سنی وہ لبیک۔ لبیک۔ کہکر رسول اللہؐ کے پاس دوڑے اس طرح رسول اللہؐ کے پاس کوئی سو آدمی جمع ہو گئے اور آپ دشمنون کی طرف چلے اور اُن سے لڑنے لگے۔

اصحاب کا ابو جرول سے ڈرنا۔ جناب امیر کے ہاتھ پر لڑائی فتح ہونا

غرض جب سو اصحاب انصار پلٹ کر آئے تو پھر لڑائی شروع ہوئی لشکر کفار سے ایک پہلوان ابو جرول نامی رجز پڑھتا ہوا میدان جنگ مین آیا اس کی صولت و شجاعت سے اصحاب اسقدر مرعوب ہوئے کہ بجز شاہ لافتی علی مرتضیٰ کے کسی کو اُس سے مقابل ہونے کی جرات نہ ہوئی کرار غیر فرار نے اس دشمن خدا کو فی النار و السقر کیا آخر کار کفار کو شکست ہوئی۔ اور ستر آدمی اُن کے قتل ہوئے جنمین سے چالیس نفر دست یداللہ سے واصل جہنم ہوئے باقی دیگر اصحاب بنی ہاشم و بنی عباس کے ہاتھ سے۔

شاہ صاحب کے کلام پر تنقید۔

اب اگر کوئی چشم انصاف سے ان اقوال پر غور کرے تو اُس پر واضح ہوگا کہ چودہ ہزار (۱۴۰۰۰) اصحاب مین سے صرف چار یا دس اصحاب جہاد مین ثابت قدم رہے باقی کلھم اجمعین۔ پیغمبر خدا کو چھوڑ کر ایسے بدحواس ہو کر مفرور ہوئے کہ غنیم کے لوگ طعن کرتے تھے کہ۔

"اصحاب محمد چنان روے بگریز نہادہ اند۔ کہ تا کنار دریا و ر ہیچ جائے توقف نخواہند کرد"

مگر بھاگنے والون کو یہ طعن سنکر بھی کچھ جوش نہ آیا۔

واہ۔ کیا رفیقان جان نثار تھے کہ خود جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِن کو باین القاب یا انصار اللہ و انصار رسولہ یا اصحاب الشجرۃ یا اصحاب سورۃ البقرۃ انا النبی لاکذب یعنی مین پیغمبر ہون جھوٹ نہین ہے پکارتے تھے مگر بقول مورخین عظام۔

ہر چند حضرت اشارت بصبر و ثبات می فرمود مگر از غایت دہشت بر مسلمانان استیلا یافتہ بود ہیچ کس روئے باز پس نمی کرد۔

افسوس باوجودیکہ خدائے عزوجل خود اصحاب مفرورین سے خطاب کر کے اس صراحت سے ثم ولیتم مدبرین "یعنی پھر تم پیٹھ پھیر کے بھاگ نکلے" اِنکی فرار کی شہادت دی اور جناب شاہ صاحب حفظ قرآن کی نعمت سے یہ فرمائین "اما فرار حنین در حقیقت فرار نہ بود" حیرت کا مقام ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو حضرت عباس سے فرمائین کہ ان بھاگنے والون کو یہ کہکر پکارو "یا اصحاب سورۃ البقرۃ یا اصحاب الشجرۃ" یعنی اصحاب بیعت رضوان والو۔ اور بیعت رضوان والون مین سے خود سردار صحابہ حضرت عمرؓ بروایت صحیح بخاری۔

قتادہ راوی ہے کہ جنگ حنین مین سے جب مسلمان بھاگے اور مین بھی بھاگا۔ ناگاہ مین نے عمر کو بھی انہین بھاگنے والون مین پایا تو پوچھا کہ لوگون کا کیا حال ہے تو عمر نے کہا حکم خدا۔ اس مین کیا چارہ ہے۔

اپنے فرار کا اقرار کرین اور جناب شاہ صاحب بجائے اس کے یہ فرمادین۔

درین اثنا بعض مردم کہ پشت دادند از صحابہ کبار نہ بودند۔

اب حضرت شاہ صاحب کے اس قول۔

فتح شد بدلیل کلام الٰہی۔ ثم انزل اللہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المومنین وانزل جنوداً لم تروہا۔

پر غور فرمائین کہ خدائے تبارک وتعالیٰ تو صاف الفاظ مین یہ فرماتا ہے کہ

ہم نے رسول اللہؐ اور مومنین پر تسلی نازل کی اور ملائکہ بھیجکر انکی امداد کی اور اُن کو فتح دی۔

اور حضرت شاہ صاحب اس آیت کا اطلاق ان اصحاب مفرورین پر کرین۔ جن سے خدائے پاک ثم ولیتم مدبرین یعنی۔ تم پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ فرما چکا ہے۔ اگرچہ اس آیت مین صاف تحریف معنوی کی ہے۔ جس کیلئے کسی دلیل کی حاجت ہے نہ کسی برہان کی ضرورت۔ تاہم صاحب درمنثور نے جو تفسیر کی ہے۔ اُس پر غور فرمائین کہ صرف انصار حاضر ہوئے۔

اهل مكة واهل المدينة	اہل مکہ و مدینہ جمع ہوئے تو اُنھون نے
اعجبتهم كثرتهم فقال القوم	اپنی کثرت پر ناز کیا اور ایک گروہ نے کہا قسم بخدا
اليوم والله نقاتل فلما التقوا	آج ہم قتال کرین گے پس جب دونون
واشتد القتال ولوا مدبرين	فوجین مقابل ہوئین اور قتال اشتداد کو پہنچا
فندب رسول الله الانصار	تو یہ لوگ بھاگے رسول اللہؐ نے جنگ کیلئے
فقالوا لبيك الله حسبنا فتقوا	انصار کو بُلایا اُنھون نے کہا ہم حاضر خدمت
رؤسهم ثم قاتلوا حتى	ہوتے ہین پس وہ لوگ رسول خداؐ کی خدمت
فتح الله۔	مین آئے اور جنگ کرنے لگے تا اینکہ خدائے
(از معیار فضائل صفحہ ۱۲۵)	تعالیٰ نے فتح دی۔

پس آیہ کریمہ ثم انزل الله سكينته الخ سے وہ انصار مراد ہین جو حضرت عباسؓ کی آواز پر دوڑ کر آنحضرتؐ کے نزدیک آئے اور پھر میدان حرب مین جا کر لڑے۔ اصحاب ثلٰثہ اور اُن کے تابعین پر اس آیت کا اطلاق کب ہو سکتا ہے۔ نیز یہ حضرات جنگ اُحد مین بھی تو فرار کر گئے تھے اور جبکہ خدائے عزوجل نے اس فرار کو عفو فرما دیا تھا تو لازم تھا کہ اس عفو کو یاد رکھ کر آیندہ کسی جنگ سے مفرور نہ ہوتے چنانچہ بیعت رضوان مین تو اسی شرط پر بیعت کی گئی تھی کہ آیندہ نہ بھاگین اور خدائے پاک تے

اِن بیعت کرنیوالون سے فرمادیا تھا۔ وان تتولوا کما تولیتم من قبل یعذبکم عذابًا الیمًا (یعنی) اگر اب بھی اسی طرح بھاگے جیسے اِس سے پہلے (جنگ اُحد سے) بھاگے تھے تو تمھارے لئے عذاب دردناک موجود ہے۔

پس جبکہ انھون نے جنگ خیبر۔ خندق۔ اور حنین وغیرہ سے فرار ہو کر یہ بیعت توڑ دی تو حسب آیۂ کریمہ۔

ولقد کانوا عاهدوا	حالانکہ (یہی لوگ اس سے) پہلے خدا سے عہد کر چکے
الله من قبل لا یولون الادبار	تھے کہ ہم (دشمنون کے مقابلہ مین) پیٹھ نہ پھیرین گے
وکان عهد الله مسئولا	اور (اِن لوگون نے جو) خدا کے (ساتھ) عہد کیا تھا
(سورۂ احزاب)	اس اکی (تو ان سے) بازپرس ہو کر رہیگی۔

تو آیۂ کریمہ ومن یولهم یومئذٍ دبره الخ (یعنی) اور جو شخص اُسدن کفار کی طرف پیٹھ پھیرے گا تا آخر کے مصداق ہین نہ کہ آیات فضیلت و بشارت۔

رضی الله عنهم ورضوا	اللہ اُن سے اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے
عنه واعد لهم جنات تجری	اور اللہ نے اُن کے واسطے ایسی جنتین بنا ئین
من تحتها الانهار خالدین فیها	جن کے نیچے نہرین جاری ہین جس مین وہ
ابدًا ذلك الفوز العظیم	ہمیشہ رہین گے اور یہی پوری کامیابی

-۴-

قصہ مختصر چونکہ اصحاب ثلثہ اور اُن کے تابعین کی فضیلت کا استدلال آیۂ شریفہ فالذین هاجروا واخرجوا سے کیا تھا اور اس آیہ وافی ہدایہ مین الفاظ قاتلوا وقتلوا بھی ہین اس لیئے مین نے چھ سات غزوات کے حالات لکھے ہین۔ جن کے ملاحظہ سے معزز ناظرین پر ظاہر ہو گا کہ

بروئے اقوال مورخین ۔متکلمین ۔محدثین اور مفسرین و شہادت آئی ان حضرات کا فرار ہر جنگ سے بخوبی ثابت ہے ۔ اسیر اور محبان صحابہ فرار سے انکار کرتے ہین اور فقط اپنے علمائے کرام و فضلائے عظام ہی کی شہادتون کی تکذیب نہین کرتے بلکہ نصوص قرآنی پر بھی نظر نہین کرتے جو متعدد ان حضرات کے جنگ سے جی چرانے کفار سے خوف کھانے ۔اور معرکہ سے فرار کرنے پر شاہد ہین ۔

افسوس جن کے فرار پر آیۂ کریمہ ۔

اذ تصعدون ولا تلوٗن	وہ وقت یاد کرو جبکہ تم بھاگے جاتے تھے اور
علی احد والرّسول یدعوکم	باوجودیکہ رسول اللہ تمھارے پیچھے کھڑے تم کو
فی اخرٰىكم ۔	بلا رہے تھے لیکن تم مڑ کر بھی کسی کو نہین دیکھتے تھے ۔

شاہد ہو ۔

جن کے ارتداد پر آیۂ کریمہ ۔

وما محمد الّا رسول قد	اور محمد اس سے بڑھکر اور کیا کہ ایک رسول ہین اور ان سے
خلت من قبلہ الرّسل افان	پہلے ۔ (اور) بھی رسُول ہو گذرے ہین اگر محمد اپنی موت سے
مات او قتل انقلبتم علی	مر جائین یا مارے جائین تو کیا تم اُلٹے پاؤن (کفر کی طرف)
اعقابکم ومن ینقلب علی	لوٹ جاؤگے اور جو اُلٹے پاؤن (کفر کی طرف) لوٹ جائیگا
عقبیہ فلن یضر اللہ شیئاً	وہ خدا کا تو کچھ بھی نہین بگاڑ سکے گا اور جو لوگ شکر کرتے
وسیجزی اللہ الشّٰکرین	ہین اُنکو خدا عنقریب جزائے (خیر) دیگا ۔

نص جلی موجود ہو جن مجاہدین کا دشمنون کے مقابلہ مین خوف اور دہشت سے موت کی سی بیہوشی طاری ہونا خدائے عزوجل ان الفاظ پاک مین ظاہر فرمائے ۔

اذا جاؤکم من فوقکم	جسوقت کہ (دشمن) تمپر تمھارے اوپر کی طرف بھی

ومن اسفل منکم واذ زاغت	اترے اور تمہارے پیچھے کی طرف سے ریلے، اور رہا ہے خوف کے
الابصار وبلغت القلوب الحناجر	تمہاری آنکھین پھری رکی پھری رہ گئین تھین اور کلیجے
وتظنون باللہ الظنونا۔	نرخون کے آگے تھے اور خدا کے نسبت تم لوگ طرح طرح کے
	کے گمان کرنے لگے تھے۔

واعجباہ کہ خاتم المحدثین سرآمد متکلمین حضرت شاہ صاحب ان شہادتون سے کسی جگہ تو یہ فرما کر کہ۔

اہل سنت صحابہ کے سب امور کو بپاس صحبت رسولؐ اور پیغمبرؐ کی اطاعت و خدمتگذاری و جانبازی اور گھر بار چھوڑنا۔ اور راہ خدا مین جان مال نثار کرنا۔ دین و شریعت پھیلانا۔ اور اُن آیات و حدیث کو جو اُن کی فضیلت مرتبت مین وارد ہین پیش نظر رکھتے ہین اور شیعہ بجز عیوب کچھ نہین دیکھتے۔

چشم پوشی کرتے ہین۔ اور کہین اس طرح رطب اللسان ہو کر اُن کی عیب پوشی فرماتے ہین کہ۔

درحق این اشخاص بتخصیص حق تعالیٰ بشارتہا و وعدہائے نیک در قرآن مجید نازل فرمودہ"

ان اللہ اشتریٰ من المومنین	بتحقیق اللہ نے مومن کے نفسون اور مالون کو خرید
انفسہم واموالہم بان لہم الجنۃ	کر لیا ہے کہ اُن کیواسطے جنت ہے وہ اللہ کی راہ مین جہاد
یقاتلون فی سبیل اللہ فیقتلون و	پس قتل کرتے ہین اور خود قتل ہوتے ہین یہ پکا وعدہ ہے
یقتلون وعداً علیہ حقاً فی التوراۃ	اسکو پورا کرنا خدا پر لازم ہے اور ایسا پکا ہے کہ توریت و
والانجیل والقران ومن اوفیٰ بعہدہٖ	انجیل و قرآن سب مین لکھا ہے اور اپنے عہد کو پورا
من اللہ فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم	کرنیوالا خدا سے بڑھکر کون ہے۔ پس خوش ہو اپنی اوس
بہ وذلک ہو الفوز العظیم۔	خرید و فروخت سے کہ اوسکے ساتھ کی ہے اور یہ بڑی بڑی کامیابی ہے

وذلك هو الفوز العظیم — رستگاری بزرگ ہے۔

دیگر

یبشرھم ربھم برحمۃ منہ و — اُنکا پروردگار انکو اپنی مہربانی اور رضامندی

رضوان وجنات لھم فیھا نعیم مقیم — ہرے بھرے باغون کی خوشخبری دیتا ہے جنمین اُنکے لئے

خالدین فیھا ابدا ان اللہ عندہٗ — دائمی عیش ہوا اور یہ لوگ ان باغون مین ہمیشہ رہینگے

اجر عظیم ہ — بیشک خدا کے پاس اجر عظیم ہے۔

بالآخر اس پر فیصلہ قطعی فرماتے ہین کہ :۔

"بالجملہ حافظ قرآن را ممکن نیست کہ در بزرگی صحابہ تردد داشتہ باشد زیراکہ اکثر قرآن مملو است از تعریف و توصیف این جماعت اسمرا گر پدر من غیر حفظ قرآن بمن ہیچ تعلیم نمی کرد از عہدہ شکر آن بزرگوار عالی مقدار نمی توانستم برآمد ؎

روح پدرم شاد کہ میگفت باستاد — فرزند مرا عشق بیاموز دگر ہیچ

این ہمہ نعمت حفظ قرآن است کہ در ہر مشکل دینی بآن رجوع آوردہ حل آن می کنم"

فاعتبروا یا اولی الابصار

قل ان الذین یفترون علی اللہ — (اے رسول) تم یہ کہدو کہ بیشک وہ لوگ جو

الکذب لا یفلحون متاع فی الدنیا — خدا پر جھوٹا بہتان باندھتے ہین فلاح نہ پائینگے

ثم الینا مرجعھم ثم نذیقھم العذاب — دنیا مین نفع اُٹھانا تھوڑے دن کا ہے پھر

الشدید بما کانوا یکسبون ۵ — اُنکی بازگشت ہماری طرف ہوگی۔

حافظ وظیفہ تو دعا گفتن است و بس — دربند آن مباش کہ نشنید یا شنید

قال

تیسری آیت

والسابقون الاولون من المہاجرین والانصار والذین اتبعوهم باحسان رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ واعد لہم جنٰت تجری من تحتها الانہار خالدین فیہا ابدًا

صحابۂ سابقین الاولین کی فضیلت مین داخل ہین یا نہین

اس آیت مین اللہ جل شانہ مہاجرین وانصار کی نسبت اپنی رضامندی ظاہر فرماتا ہے اور اُن کو اور انکی پیروی کرنے والون کو جنت کی خوشخبری پہونچاتا ہے۔ ہمارے نزدیک اگر کوئی شخص اس آیت پر ذرا بھی غور کرے اور اسکے مطلب کو سوچے تو ہرگز صحابہ کبار اور مہاجرین انصار کی نسبت سوا فضیلت اور بزرگی کے دوسرا اعتقاد نہ رکھے اسلئے کہ جب انکی شان مین اللہ جل شانہٗ فرمائے (رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ) مین انسے راضی اور وہ مجھسے راضی اور انکے حق مین اللہ تبارک تعالیٰ ارشاد کرے واعد لہم جنات کہ تیار کر رکھی گئی ہین انکے لئے جنتین اور آراستہ کردی گئی ہین انکے لئے بہشتین تو پھر کون ہے کہ انکی فضیلت کا قائل نہو پس شیعیان پاک کو صرف اسقدر غور کرنا چاہیئے کہ مہاجرین وانصار مین صحابہ کبار جن سے وہ عداوت رکھتے ہین داخل ہین یا نہین۔ اگر ہین تو پھر انکے جنتی ہونے مین کیا شک ہے اور اگر نہین ہین تو یہ خطاب خدا کا کس سے ہو۔

اے بھائیو! ذرا سوچو کہ قرآن مجید پر ایمان اسی کا نام ہے جنکے حق مین اللہ رضامندی ظاہر کرے انسے تم ناراض ہو اور جنکے جنتی ہونے کی خبر دے اُن کو تم مسلمان بھی نہ سمجھو۔

اقول

تردید۔ اور جناب امیر سابق الاسلام ہین

دوسری آیت مین مہاجرین کی فضیلت کا حال بالتفصیل بیان کیا گیا ہے کہ ہجرت صدق ایمان اور صدق نیت کے ساتھ مشروط ہے اور حضرت ابوبکرؓ کا پچاس اشخاص کے بعد اور حضرت عمرؓ کا چھ سال کے بعد اسلام لانا آیات محکمات جلد اول مین ثابت ہو چکا ہے پس آیہ شریفیہ ۔ والسّابقون الاوّلون کی فضیلت سے یہ حضرات خارج ہین۔

اس آیت سے وہی لوگ مراد ہین جنھون نے زمرۂ مہاجرین و انصار سے اسلام قبول کرنے مین سبقت کی اور سب سے پہلے ایمان لائے اور اس پر قائم رہے اور وہ لوگ جنھون نے صدق دل سے اسلام و ایمان قبول کرنے مین ان کا اتباع کیا انھین سے اللہ جل شانہ نے یہ خطاب رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ فرمایا ہے کہ مین ان سے راضی اور وہ مجھسے راضی۔ انھین کے حق مین اللہ تبارک و تعالی نے ارشاد کیا ہے واعدلھم جنات کہ انکے لیے جنتین تیار کر رکھی گئین ہین۔ اور آراستہ کردیگئی ہین ان کے واسطے بہشتین۔ یہ ظاہر ہے کہ شرف سابق الاسلامی کل صحابہ مین جناب امیر المومنین و امام المتقین علی بن ابی طالب علیہ السلام کو حاصل ہوا ہے۔ چنانچہ آیات محکمات جلد اول مین آنجناب کا سابق الاسلام و الایمان ہونا باسناد معتبر کتب اہل سنت مندرج ہے ملاحظہ ہو صـ ۱۸۲ ۔

نیز اس موقع پر بھی اور دو چار روایتین ملاحظہ کے لیئے پیش کیجاتی ہین اور وہ یہ ہین۔

پہلی۔ عالم کامل ابن عبد البر کا قول ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے جناب سیدہ علیہا سلام سے ارشاد فرمایا۔

زوجك سيدا في الدنيا	اے فاطمہ تمھارا شوہر دنیا و آخرت
والآخرة وانه اول اصحابي	دونون مین سردار ہے اور وہ میرے تمام
اسلاما واكثرهم علما واعظمهم	اصحاب سے اسلام مین اول اور علم مین زیادہ ہے
حلما۔	اور حلم مین عظیم تر ہے۔

دوسری — ترمذی نے روایت کی ہے۔

بعث النبي صلى الله عليه	رسول خدا صلعم دوشنبہ کے دن مبعوث
وسلم يوم الاثنين وصلى	برسالت ہوے اور حضرت علی نے سہ شنبہ کے
عليؑ يوم الثلثاء (ینابیع المودة مطبوعہ مصر)	دن اُنکے ساتھ نماز پڑھی۔

تیسری — ابن مغازلی شافعی نے روایت کی ہے۔

صلت الملائكة عليّ وعلى	آنحضرت نے فرمایا کہ فرشتون نے مجھپر
علي سبع سنين لانه لم يكن معي	اور علی پر سات برس تک درود بھیجا اسلئے
من الرجال غيره (ایضاً)	کہ مردون مین بجز علی کے کوئی مسلمان نہوا تھا

چوتھی — عن العباس بن عبد المطلب

قال سمعت عمر بن الخطابؓ	عباس بن عبد المطلبؓ کہتے ہین
وهو يقول كفوا عن ذكر علي بن	کہ مینے عمر بن الخطابؓ کو کہتے ہوے سنا کہ
ابيطالب فاني سمعت رسول الله	علی کے ذکر غیبت سے باز رہو مین نے
صلى الله عليه وسلم يقول في	جناب رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوے سنا ہے
في علي ثلث خصال وددت ان لي	کہ علی مین ایسی تین باتین ہین کہ اگر ان مین
واحدة منهن كل واحدة منهن	سے ایک بھی مجھے حاصل ہوتی تو سب

احب الی مما طلعت علیہ الشمس	ان چیزون سے کہ جن پر آفتاب طلوع ہوتا ہے
کنت انا و ابو بکرؓ و ابو عبیدۃ ابن	اسکو بہتر سمجھتا ہین و ابو بکر و ابو عبیدہ اور چند
الجراح و نفر من اصحاب رسول اللہ	نفر اصحاب رضی اللہ عنہم جناب رسول خدا صلعم کے
صلی اللہ علیہ وسلم اذ ضرب رسول اللہ	حضور مین حاضر تھے کہ حضرت نے جناب امیر کے
صلی اللہ علیہ وسلم علی کتف	کندہے پر ہاتھ مار کے ارشاد کیا کہ اے علی تم سب
علیؑ فقال یا علی انت اول المسلمین	مومنون سے ایمان لانے مین پہلے ہو اور سب
اسلاما و انت اول المومنین ایمانا	مسلمانون سے اسلام لانے مین مقدم ہو اور
انت منی بمنزلہ ھارون من موسی	تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو موسی سے۔ وہ
کذب یا علی من زعم انہ یحبنی و	شخص دروغگو ہے جو کہ مجھ سے محبت کا دعوی
یبغضک (اخرجہ الطبری و ابن السمان)	کرتا ہو در آنحالیکہ تم سے بغض رکھتا ہو۔

(از اسنح المطالب یعنی سوانح عمری حضرت علی ابن ابی طالب)

پانچوین - اس امر کے تو خود اہلسنت بھی قائل ہین کہ حضرت علی سابق الاسلام ہین چنانچہ فرقہ تفضیلیہ تو آنجناب کو صحابہ ثلاثہ رضی پر فضیلت دیتا ہے اور بعض علما جو یہ توجیہ کرتے ہین کہ وہ جناب اسلام لانیکے وقت کم سن تھے اور حضرت ابو بکر رض کے اسلام کو انکی کبرسنی کی وجہ سے فضیلت دیتے ہین یہ محض تعصب اور کدورت کا سبب ہے حالانکہ بزرگی بعقل است نہ بسال۔ چنانچہ یہ مسئلہ خلیفہ مامون الرشید کے مشہور مناظرہ سے صاف ہوگیا ہے۔ اس جلیل القدر خلیفہ کا سنی ہونا تو اسی سے ظاہر ہے کہ وہ بنی عباس کا چھٹا خلیفہ اور حضرات اہلسنت کا خلیفۃ المسلمین بلکہ امیر المومنین تھا اور اوسکے متعصب ہونے پر جناب امام علی رضا علیہ السلام کی شہادت شاہد ہے۔ چنانچہ جناب شمس العلما شبلی نعمانی نے اپنی تالیف المامون مین جو نہایت درجہ مشہور ہوی اور ہندوستان کے تعلیم یافتہ اسلامی جماعت نے

اسے قبولیت کا شرف بخشا اس جلیل القدر خلیفہ کے حالات مین لکھا ہے کہ:۔

اسلام کو آج تیرہ سو برس سے کچھ زیادہ ہوئے اس وسیع مدت مین ایک تخت نشین بھی ایسا نہین گذرا جو فضل وکمال کے اعتبار سے مامون کی شان یکتائی کا حریف ہوسکتا افسوس کہ سلطنت کے انتساب نے اوسکو خلفاء وسلاطین کے پہلو مین جگہ دی ورنہ شاعری۔ ایام العرب۔ ادب۔ فقہ اور فلسفہ کونسی بزم ہے جہان فخر وشرف کے ساتھ اوسکا استقبال نکیا جاتا اور بقول جناب مولانا سید علی حیدر صاحب سلمہ اللہ تعالی، اوس کے نہایت کمال دوست اور قدر دان علوم وفنون ہونے مین بھی کوئی شک نہین ہے اس زمانہ مین ہر فن اور ہر علم کے جو کاملین وماہرین موجود تھے ان سب کا اگر مخزن تھا تو صرف دربار مامون الرشید۔ اسکو مباحثات ومناظرات سے بھی بڑی دلچسپی تھی۔ اور خود بھی ہر فن کے مناظرہ مین ید طولی رکھتا تھا چنانچہ کتابون کی ورق گردانی سے اسکے متعدد مناظرون کا پتہ چلتا ہے جو اس نے مختلف اوقات مین مختلف مذاہب کے علماء سے کئے ہین اور جس مین اسکو کامیابی حاصل ہوتی رہی ہے۔

انہین مین مناظرہ متذکرہ بالا بھی ہے۔

یہ پورا مناظرہ جو خلیفہ موصوف نے چالیس اکابر علماء اسحق وغیرہ سے ایک جلسہ مین کیا تھا کتاب آیات محکمات جلد اول مین درج ہوچکا ہے اس جگہ بنظر سہولت معزز ناظرین صرف وہ عبارت جو جناب امیر علیہ السلام کے اسلام کے بارہ مین ہے نقل کی جاتی ہے۔

مامون ۔ اچھا اسحق یہ بتاؤ کہ جسوقت آنحضرت صلعم مبعوث برسالت ہوئے تھے اسوقت سب سے افضل عمل کیا تھا۔

اسحق۔ خلوص دل سے کلمہ شہادتین پڑھنا۔

مامون۔ کیا اسلام قبول کرنے مین سبقت کرنا افضل عمل نہین تھا۔

اسحق - بیشک تھا۔

مامون - کلام مجید کے اسی آیہ والسابقون السابقون اولئک المقربون ہ کو پڑھو اسمین سابقون سے مراد وہی لوگ ہین جنھون نے اسلام قبول کرنے مین سبقت کی۔ تو کیا تمھارے علم مین علیؑ سے بھی قبل کوئی مسلمان ہوا تھا۔

اسحق - حضور علیؑ تو کم سنی مین مسلمان ہوے تھے جبکہ آنحضرت انکو کسی امر کی تکلیف دے ہی نہین سکتے تھے اور ابوبکرؓ سن کمال پر پہونچکر مسلمان ہوے جب ان سے تکلیف متعلق ہو چکی تھی۔

مامون - اول مجھے یہ بتاؤ کہ کون شخص سب سے پہلے مسلمان ہوا پھر مین تم سے کم سنی یا کمال سن کے متعلق مناظرہ کرون گا۔

اسحق - بیشک ابوبکرؓ سے پہلے علی نے اسلام قبول کیا لیکن اسی شرط کے ساتھ کہ وہ کم سن تھے۔

مامون - ہان ٹھیک ہے کہ علی کم سنی مین مسلمان ہوے۔ اب مجھے یہ بتاؤ کہ علی آنحضرت کے دعوت کرنے سے مسلمان ہوے یا انکو الہام خدا ہوا تھا۔

اسحق کہتا ہے کہ مامون کے اس سوال سے پریشان ہو کر مین سوچنے لگا کہ پھر مامون نے کہا تم یہ تو کہہ ہی نہین سکتے کہ علی کو الہام ہوا کیونکہ اس صورت مین تم علی کو آنحضرت سے بھی بڑھا دوگے اسلئے کہ اسوقت تک تو آنحضرت کو بھی الہام نہین ہوا تھا بلکہ جبرئیل کے آنے سے حضرت نے اسلام کو جانا۔

اسحق - بیشک علی کو الہام نہین ہوا بلکہ آنحضرت نے ہی اسلام کی طرف آپکو دعوت دی۔

مامون - تو اب دو حال سے خالی نہین یا تو آنحضرت نے خدا کے حکم سے علی کو اسلام کی دعوت دی ہوگی۔ یا اپنے دل سے یہ بات بنائی ہوگی۔ اسحق کہتا ہے کہ اس سوال سے پریشان ہو کر مین سوچنے لگا کہ پھر مامون نے کہا۔ اسحق رسولخدا پر تو اپنی خواہش نفس سے کام کرنیکا

الزام تم قائم ہی نہین کر سکتے کیونکہ خدا حضرت کے بارہ مین فرماتا ہے وما انا من المتکلفین کہدو اے رسول کہ مین اپنے دل سے بات بنانیوالا نہین ہون۔

اسحٰق۔ بیشک ایسا نہین ہے بلکہ خدا ہی کے حکم سے آنحضرت نے علی کو دعوت دی تھی۔

مامون۔ تو کیا خداے جبار کے لئے یہ زیبا ہے کہ اپنے رسولون کو ایسے شخص کی دعوت کا حکم دے جس پر کسی قسم کی تکلیف جائز نہو۔

اسحٰق۔ معاذ اللہ ہرگز نہین۔

مامون۔ تم نے جو کہا کہ علی کم سنی مین اسلام لاے جب ان پر کسی قسم کی تکلیف جائز نہین تھی تو کیا اس سے تمھارا یہ خیال ہے کہ آنحضرت صلعم نے بچون کو اسلام کی دعوت دیکر ایسے امر کی تکلیف دی جو اونکی طاقت سے باہر تھا پھر آنحضرت کی دعوت قبول کر کے مسلمان ہونیکے بعد اگر وہ بچے مرتد ہو جاتے تو کیا انکے مرتد ہو جانیکی کوئی سزا نہین ہوتی اور کیا آنحضرت کا انکو کسی چیز کی تکلیف دینا جائز نہین ہوتا کیا تم اس امر کو آنحضرت کے بارہ مین کہہ سکتے ہو۔

اسحٰق۔ معاذ اللہ ہرگز نہین۔

مامون۔ تو ثابت ہوا کہ تم اس امر کے قائل ہو کہ آنحضرت نے علی کو اسلام کی دعوت دیکر تمام مخلوقات سے انکو فضیلت دی اور بسبب اس فضیلت کے علی کو ان سب سے ممتاز کر دیا تاکہ لوگ آپ کے فضائل کو سمجھین ورنہ اگر خدا نے آنحضرت کو مطلقاً بچون کی دعوت کا حکم دیا ہوتا تو مثل علی کے دوسرے بچون کو بھی آنحضرت نے دعوت دی ہوتی۔

اسحٰق۔ بیشک۔

مامون۔ تو کیا تم کو معلوم ہے کہ رسولخدا صلعم نے اپنے اہل و عیال اعزا و اقربا سے کسی اور بچے کو بھی اسلام کی دعوت دی تھی۔ مین یہ سوال اسلئے کرتا ہون کہ تم یہ نہ کہہ سکو کہ علی چونکہ چچازاد بھائی تھے اس سبب سے آنحضرت نے ان سے بھی مسلمان ہونیکو کہدیا علی کی کوئی ذاتی خصوصیت نہ تھی

اسحق - مجھکو معلوم نہین لہذا مین نہین کہہ سکتا کہ آنحضرت نے اور کسی بچے کو دعوت دی یا نہین۔

مامون - اسحق کیا تم سمجھتے ہو کہ جس چیز کو تم نہ جانتے ہو اور نہ سمجھتے ہو اسکے بارے مین قیامت مین تم سے سوال کیا جائیگا۔

اسحق - نہین۔

مامون - تو خدا نے جس امر کی تکلیف ہم سے اور تم سے ساقط کر دی ہے اس کا ذکر کیون کرتے ہو یعنی جب تمکو معلوم نہین کہ آنحضرت نے اپنے اہل و عیال سے اور کسی بچہ کو اسلام کی دعوت دی تو تم ایسا کیون کہو۔ سمجھ لو کہ حضرت نے کسی بچہ کو دعوت نہین دی یہ فضیلت علی سے مخصوص تھی۔ بالآخر سب علمانے بالاتفاق خلیفہ مامون رشید سے کہا کہ حضور نے طالبان خیر کے لئے حق کو واضح کر دیا اور ایسے دلائل سے اپنے دعوی کو ثابت فرمایا جسکو کوئی رد نہین کر سکتا۔

اس مناظرہ سے ثابت ہے کہ کل علماء کرام نے بالاتفاق بمقابلہ حضرت ابوبکرؓ جناب امیر علیہ السلام کی سابق الاسلامی کا فیصلہ قطعی کر دیا جس مین مطلق چون و چرا کی گنجایش نہین۔

افسوس کہ ایسے مہتم بالشان متفقہ فیصلے پر بھی جو خود انہین کے خلفاء اور علماء کرام و فضلاء عظام کا ہے ہمارے بھائی اپنے عقیدے کی اصلاح نہین کرتے اور انہین کو ایمان اور اسلام مین سبقت اور فضیلت دیتے ہین جنکا نقص ایمان اور ہجرت خود انہین کی مستند کتب سے مسلم ہے۔ حیرت ہے کہ جو لوگ حسب اقوال امام بخاری و دیگر علماء ہر جنگ سے فرار ہوتے رہے بہ شد و مد انہین کو ؎

بانی ورشد اید و اموال بذل ارواح کردہ داموال

جان نثار خدا و رسول ٹھہراتے ہین۔

اہل حق کے نزدیک اگر کوئی شخص تعصب چھوڑ کر آیات الٰہی کے معانی پر ذرا بھی غور کرے اور انکے مطالب کو سوچے تو ہرگز ہرگز اصحاب مہاجرین و انصار ناقص الایمان کی فضیلت و بزرگی کا اعتقاد

نہ رکھے۔ اسلئے کہ جب خود اللہ جل شانہ خاص صحابہ سے خطاب کرکے ان کا پچھلا فرار یاد دلاکر فرمائے۔ وان تتولوا کما تولیتم من قبل اگر تم پھر بھاگو جیسا کہ اس سے پہلے بھاگ چکے ہو"۔ اور ان کے حق مین ارشاد کرے ثم ولیتم مدبرین کہ تم پیٹھ دیکر بھاگ کھڑے ہوئے"۔ تو پھر بقول جناب شاہ صاحب بجز حفاظ قرآن کون ہے کہ اُنکے فضیلت کا قایل ہو۔

پس ہمارے بھائیون کو صرف اسقدر غور کرنا چاہیے کہ مہاجرین وانصار مین وہ اصحاب جن سے وہ محبت وعقیدت رکھتے ہین زمرہ مفرورین مین داخل ہین یا نہین اگر ہین تو پھر ان کے ناقص الایمان ہونے مین کیا شک ہے۔ اگر نہین ہین تو خدا کا یہ خطاب ثم ولیتم مدبرین تم پیٹھ دیکر بھاگ کھڑے ہوئے۔ کس سے ہے اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے اس قول سے کہ" ابوبکرؓ وعمرؓ بگوشۂ رفتند و عثمان ازان روز تا سہ یوم در آمدند" کون اصحاب مراد ہین۔ بھائیو ذرا سوچو کیا قرآن مجید پر ایمان لانا اسی کا نام ہے کہ اللہ تبارک وتعالی تو جنگ مین پیٹھ دینے والونکے حق مین

فقد باء بغضب من اللہ وماواہ	وہ یقیناً غضب خدا مین گرفتار ہوگا اور
جہنم وبئس المصیر (پ ۹ ع ۱۶)	اسکا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے۔

فرمائے۔ اور تم مفرورین کو خدا کی طرف سے یہ سند دو۔

رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ واعدلھم	خدا اون سے راضی اور وہ خدا سے راضی
جنت تجری من تحتہا الانہار	انکے لئے بہشتین تیار رکھی گئی ہین جن کے نیچے
خالدین فیہا۔	نہرین بہتی ہین وہ ہمیشہ ان مین رہینگے

قال

اگر اس آیت پر بھی کوئی ایمان نہ لاے اور یہ شبہ کرے کہ اسمین خلفاء ثلثہ کے نام تو مذکور ہی نہین ہین اس سے انکی فضیلت کا انکار مستلزم انکار آیت نہین ہے تو اوسکے شبہ دور کرنے کے لئے ہم امام محمد باقر علیہ السلام کی شہادت پیش کرتے ہین جس طرح پر انھون نے خلفاء ثلثہ کو داخل حکم اس آیت کے بیان کیا ہے اسکو ہم بیان کرتے ہین اسکو ذرا دل سے سنو اور اپنے ہی مذہب کی کتاب سے اسکی سند لو موہذا۔

بموجب کتاب امامیہ خلفاء ثلثہ اس آیت مین داخل ہین۔

صاحب فصول نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی کہ ایک روز حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا گذر ایک جماعت پر ہوا جو کہ خلفاء ثلثہ کی عیب جوئی کر رہے تھے۔ آپ نے پوچھا کہ مجھے بتلاو کہ تم ان مہاجرین مین سے ہو کہ جو خدا کے لئے گھر سے نکالے گئے اور خدا کے لئے ان کا مال لوٹا گیا اور جنھون نے خدا و رسول کی مدد کی۔ انھون نے کہا کہ ہم انمین سے نہین ہین تب آپ نے پوچھا کہ پھر کیا تم ان لوگون مین سے ہو جنھون نے دار ہجرت مین اور دار ایمان مین گھر بنایا تھا اور مہاجرین کو آرام دیا تھا۔ کہا کہ نہین۔ تب آپ نے کہا کہ خود تم بیزار ہوے اور نہین چاہتے کہ دونون فریق مین سے ہو اور مین اس بات پر گواہی دیتا ہون کہ تم ان مین سے بھی نہین ہو جنکی نسبت خداوند تعالے فرماتا ہے کہ جو لوگ بعد ان مہاجرین اور انصار کے آئینگے وہ ایسے مومن ہونگے کہ یہ دعا کیا کرینگے کہ الٰہی ہمارے اور ہمارے اگلے بھائیون کے جو ہم سے ایمان مین سبقت لے گئے ہین مغفرت کر اور ہمارے دلون مین مسلمانون کی طرف سے کینہ مت رکھ بیشک تو نرمی کرنے والا مہربان ہے۔

اقول

تردید قول

خداے پاک کے کلام مین توجیہات وتلبیسات وہی حضرات کرتے ہین جو اپنے اصحاب ممدوحین کی نشہ محبت مین سرشار ہین۔ الحمد للہ امامیہ اس شک وشبہ سے پاک ہین اور آیت مین نام نہونے سے کوئی محل شبہ کا نہین ہو سکتا اسلئے کہ اصحاب مین مومن بھی تھے اور منافق بھی اور خداے پاک نے دونون کے بارے مین جدا جدا آیات نازل فرمادی ہین یعنی مومنین کی شان مین " اولٰئک ھم المفلحون ٥ اعد لھم جنت تجری من تحتھا الانھار خلدین فیھا ذلک الفوز العظیم " فرمایا (یہی لوگ ہین جنکے لئے دنیا وآخرت کی) سب خوبیان ہین اور وہی لوگ فلاح پانے والے ہین اللہ نے انکے لئے جنتین تیار کی ہین جنکے نیچے نہرین بہتی ہین یہ اون مین رہنے والے ہونگے یہی تو بڑی کامیابی ہے)۔ اور منافقین کے حق مین ارشاد کیا ان المنفقین فی الدرک الاسفل من النار ولن تجد لھم نصیرا اس مین شک نہین کہ منافقین جہنم کے سب سے نیچے کے طبقہ مین ہونگے (اے رسول) تم وہان کسی کو ان کا حمایتی نہ پاوگے۔ اس قسم سے دونون گروہ کے بارہ مین صدہا آیتین ہین پس جو کوئی آیات الٰہی سے اصحاب کی فضیلت اور مذمت کا خواستگار ہو اسکو چاہئے کہ پہلے اصحاب مومنین ومنافقین مین امتیاز کرکے نیک نیتی کے ساتھ انکے افعال واعمال پر نظر کرے۔ پھر لحاظ انکے اعمال نیک وبد کے اوسی قسم کی آیات کا اونکو مصداق ٹھہراے جیسا کہ امامیہ کرتے ہین نہ یہ کہ حالات تو کفر ونفاق کے ہون اور بجاے آیات منقصت آیات فضیلت سے انکی بزرگی اور فضیلت کا استدلال کرین۔ جیسا کہ حضرت شاہ صاحب کا عمل ہے اور آپ بھی ہمارے بھائیون کو خوش کرنے کے لئے اوسی جادہ پر چل رہے ہین۔

آپ نے اپنے بیان کی تائید مین جو روایت درج کی ہے اور صاحب الفصول کو علماء امامیہ سے

بتایا ہے وہ روایت کتب امامیہ کی نہین ہے اور نہ صاحب الفصول کوئی علماء امامیہ سے ہین۔ چنانچہ صاحب مری الجرات نے جو مذہب امامیہ سے ہین کتاب مذکور کے صفحہ (۲۴۴) مین ان الفاظ سے اسکی تردید کی ہے کہ ہم "نہ فصول کو مانتے ہین نہ صاحب الفصول کو کہ کون صاحب ہین کتاب غیر مشہور کی توثیق کلام علماء معتبرین سے لازم تھی اور بعد اوسکے ضرور تھا کہ اس کا ثابت کرنا کہ صاحب کتاب مصدق روایت ہے ممکن ہے کہ اس روایت کو اہل سنت سے نقل کیا ہو" جناب ممدوح کے بیان کی تائید ہم ایک اور روایت سے بھی کرتے ہین کہ جناب حافظ مولوی سید عمار علی صاحب علی اللہ مقامہ نے جو ایک علماء معتبرین امامیہ سے ہین اپنی تفسیر عمدۃ البیان مین جو بمقام دہلی مطبوعہ یوسفی مین طبع ہوی ہے جسکی تقریظ عالیجناب مولوی نقی صاحب قبلہ نے لکھی ہے اوس کے صفحہ (۵۴۶) مین ان صاحب الفصول کی نسبت یہ تحریر فرمایا ہے کہ۔

صاحب الفصول نے جو روایت امام محمدؑ باقر علیہ السلام سے کی ہے کہ ان کا گذر ایک جماعت مین ہوا وہ ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ کی مذمت کرتے تھے امام نے انکو منع کیا یہ روایت معتبر نہین ہے اسواسطے کہ صاحب الفصول مالکی اہل سنت تھا شاہ عبد العزیز صاحب نے دروغ اور کذب سے ان کو مذہب امامیہ مین لکھدیا انکی کتاب کو دیکھکر سب سنی ایسا ہی کہتے ہین۔

قال

امامیہ اپنے آئمہ کے اقوال تسلیم نہین کرتے

اے بھائیو تم اپنے آپکو امامیہ کہتے ہو اور ائمہ کرام کے اقوال کو کم از آیات نہین سمجھتے مگر معلوم نہین کہ ان اقوال کو جو صحابہ کے فضائل مین ہین کیون نہین مانتے اور کیون امامو کی پیروی نہین کرتے اور کیون انکو صحابہ کے فضائل بیان کرنے مین جھوٹا جانتے ہو۔

اقول

تردید

بیشک امامیہ ائمہ اطہار علیہم السلام کے کلام کو بر بناء حدیث شریف علی مع القران والقران مع علی اور حسب فتوائے شاہ صاحب "ہر کہ انکار قرآن و عترت کند خارج از دین است" کم از آیات نہیں سمجھتے تعجب ہے کہ آپ صحابہ کی فضیلت مین سند تو جعلی پیش کرین اور امامیہ سے انکی فضیلت و منزلت کی توقع رکھین۔ ہان اگر کوئی سچی شہادت ائمہ اطہار علیہم السلام کی ان حضرات کی نسبت آپکو ملے تو پیش کیجئے۔ اور اوسکا ملنا معلوم کہ آپ خود ہی آیات بینات جزو ثانی صفحہ اول مین کتاب صوارم کی یہ عبارت نقل کرتے ہین کہ۔

احادیث فضائل صحابہ از طرق امامیہ باوجود کثرت احادیث مختلفہ در ہر امر جزئی از جزئیات اصلیہ فرعیہ اگر تمام کتب احادیث امامیہ ورق ورق بنیت تفحص بمطالعہ در آرند ظنون آنست کہ زیادہ از سہ چار حدیث کہ سرو پا درست نداشتہ باشد دست بہم ندہد۔ اما احادیث مثالب آنہا بلا اغراق انیست کہ متجاوز از ہزار حدیث باشد"

اے حضرات تم اپنے آپکو اہل سنت والجماعت کہتے ہو اور امام بخاری کے کلام کو قرآن مجید کے برابر سمجھتے ہو مگر نہین معلوم کہ بخاری شریف کے ان بے شمار حدیثون کو جو بالخصوص تمہارے ممدوح مہاجرین وانصار اور صحابہ کے آمنوا وعملوا الصلحت کے خلاف مین ہین مثل حدیث حوض یعنی بروز حشر ملائکہ عذاب کچھ لوگونکو کشان کشان رسول اللہ صلعم کے سامنے سے لیجائینگے اونکو دیکھکر آپ عرض کرینگے ربّی ربّی یہ لوگ تو میرے اصحاب ہین۔ خدائے پاک فرمائیگا اے رسول تم کو اُن احداث کی کیا خبر ہے جو تمہارے بعد انھون نے کئے کیون نہین مانتے۔ اور جب رسول اللہ صلعم نے شہدائے بدر پر نماز جنازہ پڑہی اور انکے حق مین دعائے مغفرت فرمائی تو حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا۔

یارسول اللہ جیسے یہ لوگ ایمان لائے ویسا ہی ہم بھی لائے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ دنیا سے باایمان گئے

اور مجھے معلوم نہین کہ تم لوگ میرے بعد کیا احداث کروگے۔

اس قول مین حضرت صدیق کو کیون صادق الاقرار نہین سمجھتے۔ اور جب خود حضرت ام المومنین عائشہ کی

اس شہادت کی

میرے باپ جنگ احد یاد کرکے روئے مین نے رونے کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ احد کے دن فرار ہوا تھا۔

کیون تصدیق نہین کرتے اور حضرت عمر فاروق نے جو خود اپنی زبان مبارک سے بقول شمس العلماء شبلی نعمانی

یہ فرمایا تھا۔

یا بنت رسول اللہ واللہ اگر لوگ گھر مین سے نہ نکلین گے تو مین گھر کو آگ لگا دونگا۔

اسکی تکذیب کیون کرتے ہو۔

قال

بجز تقیہ جواب نہین دے سکتے

غرضکہ اس حدیث سے امام باقر علیہ السلام کے ثابت ہوا کہ انکے نزدیک خلفاء ثلثہ اس آیت کے حکم مین داخل ہین اور جو وعدے جنت وغیرہ کے خدانے مہاجرین و انصار سے کئے ہین ان مین وہ شریک ہین اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ جو لوگ انکی عیب جوئی کرتے ہین ان سے حضرت امام موصوف بیزار تھے اور انکو اسلام اور ایمان سے خارج سمجھتے تھے۔ پس سوائے تقیہ کے اور تو کوئی دوسرا جواب ہو ہی نہین سکتا۔ لیکن معلوم نہین کہ کہانتک تقیہ کا عذر کیا کرینگے اور کب تک تقیہ کو سپر بناتے رہین گے۔

افسوس کہ جب خدا صاف صاف مہاجرین و انصار کی تعریف کرے اور ائمہ علیہم السلام خلفاء ثلثہ کی صاف فضیلت بیان کرین اور پھر بھی حضرات شیعہ قائل نہون تو اب معلوم نہین کہ مہاجرین و انصار کی فضیلت کے لئے کیسی دلیل چاہتے ہین۔

اقول

جواز تقیہ کا ثبوت

جو روایت کہ آپ نے اوپر لکھی ہے اوسکا جواب عرض کر چکا ہون کہ یہ روایت کتب امامیہ کی نہین ہے اور اوس سے امام علیہ السلام کی تصدیق خلفاء ثلثہ کی فضیلت کے نسبت ثابت نہین ہوی پس ہم آپ سے اپنے مذہب کی کتابون سے سند چاہتے ہین نہ کہ جھوٹی اور جعلی اور تقیہ پر اہلسنت کی طعن بیجا ہے اسلئے کہ وہ کلام الٰہی سے ثابت ہے۔ قولہ تعالیٰ۔

من کفر باللہ من	جو شخص کفر پر مجبور کیا جاے مگر اسکا دل ایمان
بعد ایمانہ الا من اکرہ وقلبہ	کی طرف سے مطمئن ہو اس سے کچھ مواخذہ نہوگا۔
مطمئن بالایمان ولکن من	لیکن ایمان لانے کے بعد خدا کے ساتھ کفر کرے
شرح بالکفر صدرا فعلیھم	اور کفر بھی کرے تو جی کھولکر تو ایسے لوگون پر
غضب من اللہ ولھم عذاب عظیم ۝	خدا کا غضب اور ان کے لیے سخت عذاب ہے۔

(سورہ نحل) ع ۱۴

تفسیر درمنثور جلد سوم صفحہ (۱۳۲) مطبوعہ مصر مین ہے کہ:۔

"حضرت عمار بن یاسر اور انکے باپ اور ماں ایمان لا چکے تھے"۔

اسپر کفار حضرت عمار کو سخت ایذائین دیتے تھے اور کہتے تھے کہ جب تک ہمارے لات وعزا کو اچھا اور محمد کو گالیان نہ دوگے نہ چھوڑینگے۔ وہ روتے ہوے رسول اللہ کی خدمت مین حاضر ہوے اور یہ حال بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تم اپنے دلمین ایمان کو کیا سمجھتے ہو۔ عرض کیا میرے دلکو اپنے ایمان سے اطمینان ہے آپ نے فرمایا اگر اب وہ لوگ تمھین ایذا دین اور تمسے جو کچھ کہلائین تم وہی کہدینا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوی۔

پس جو کوئی خدا پاک کے کلام پر ایمان رکھتا ہے وہ تقیہ کو بھی تسلیم کرے گا تقیہ صحابہ کے اس ایمان واسلام سے لاکھ درجے بہتر ہے کہ رسول اللہؐ کے سامنے تو اپنا ایمان شدومد سے جتاتے تھے آنحضرت کے پیچھے نمازین پڑھتے تھے لیکن راتونکو مسجدمین بیٹھکر رسول اللہؐ کے خلاف سازشین اور شورے کیا کرتے تھے۔ انکے اس نفاق وشقاق سے اہلسنت کسی طرح انکار نہین کرسکتے اسلئے کہ خود خدا پاک اسکی تصدیق کرتاہے۔ اور رسول اللہ کو انکی حالات سے آگاہ فرمایا ہے۔ قولہ تعالیٰ۔

ویقولون طاعۃ فاذا برزوا	یہ لوگ منہ سے تو کہدیتے ہین کہ آپکا ارشاد
من عندک بیت طائفۃ منھم	قبول ہے لیکن جب تمھارے پاس سے چلے
غیر الذی تقول واللہ یکتب	آتے ہین تو بعض لوگ تمھارے باتون کے
ما یبیتون فاعرض عنھم وتوکل	خلاف شورے کرتے ہین خدا انکے نامۂ اعمال
علی اللہ وکفی باللہ وکیلا ہ	مین لکھ لیتاہے۔ تم ان کا کچھ خیال نکرو اور
(پ۵ ع ۸)	خدا پر توکل کرو اور خدا ہی کافی وکیل ہے۔

اسی طرح دوسری آیت مین ارشاد فرماتا ہے۔

واذا لقوکم قالوا امنا واذا	(اے رسول) وہ جب تم سے ملتے ہین تو
خلوا عضوا علیکم الانامل من	کہتے ہین کہ ہم بھی ایمان لاے اور جب اکیلے
الغیظ قل موتوا بغیظکم ان	ہوتے ہین تو تمھارے برخلاف غصہ سے اپنی
اللہ علیم بذات الصدور ہ	انگلیان اپنے دانتون سے کاٹتے ہین ان سے
سورۂ ال عمران	کہدو کہ تم آپ ہی اپنے غصہ سے مرجاو بیشک
ع ۱۲	اللہ دلون کے حال سے خوب واقف ہے۔

غرض باوجود اسکے کہ خدا صاف صاف ان مہاجرین وانصار کی جنھون نے بطمع دنیا ہجرت کی تھی

نقص ایمان کی شہادت دے اور خود ان سے مخاطب ہوکر تریدون عرض الدنیا تم طالب دنیا ہو فرمائے اور رسول اللہ صلعم صاف صاف صحابہ سے انکے احداث کی خبر دین جسکو سنکر حضرت صدیق روئین اور بہ جمیع علماء و محدثین بالاتفاق رسول اللہ صلعم کا اصحاب مغرورین کو باین الفاظ۔ یا انصار اللہ ورسولہ۔ یا اصحاب الشجرہ انا محمد رسول اللہ انا نبی اللہ پکارنا بیان کرین اور خود خدائے تبارک و تعالیٰ تصدیق کرے اذ تصعدون ولا تلون احد والرسول یدعوکم فی اخرٰکم الخ اسوقت کو یاد کرو جبکہ تم بدحواس بھاگے چلے جاتے تھے اور باوجودیکہ رسول تمھارے پیچھے کھڑے تمکو بلا رہے تھے مگر تم مڑ کر بھی نہین دیکھتے تھے۔ پھر بھی اُنکے نقص ایمان کے قائل نہون تو بفحوائے آیہ کریمہ فبای حدیث بعدہٗ یومنون (المرسلت) پس اس (قرآن) کے بعد وہ کونسی بات پر ایمان لائینگے اب معلوم نہین کہ انکے فرار کے لیے اور کیسی دلیل چاہتے ہین۔

قال

مہاجرین کی ہجرت و انصار کی نصرت بطمع دولت نہ تھی

حضرات شیعہ بعض مرتبہ یہ شبہ کرتے ہین کہ اللہ جل شانہ نے ان مہاجرین و انصار کی تعریفین کی ہین جنھون نے خاص خدا کیلئے ہجرت اور نصرت کی نہ کہ انکی جنھون نے دنیا کی طمع سے کی۔ اس شبہ کو ہم تین طرح سے رد کرتے ہین اول یہ کہ جب مہاجرین نے ہجرت کی اور انصار نے نصرت اسوقت دنیا اور دولت کہان تھی جسکی طمع ہوی۔ جب مہاجرین نے مکہ سے ہجرت کی تب کیا مدینہ مین کسی خزانہ کے نکلنے کی اُنھین خبر ملی تھی جسکے لوٹنے کو گئے ہون یا جب انصار نے مہاجرین کی خاطر کی اور انکو اپنے گھرون مین ٹھہرایا تو کیا مہاجرین بہت سا مال اپنے ہمراہ لے گئے تھے جس کے چھین لینے اور لوٹ لینے کی نیت سے انھون نے انکی مدد کی ہو۔ اگر مہاجرین نے خدا کے لیے ہجرت اور انصار نے اللہ کے واسطے نصرت نہین کی تو پھر ان کی ہجرت و نصرت کا کیا سبب تھا۔

اقول

مہاجرین کا مدینہ مین آکر غنی ہونا

شیعہ کیا بلکہ ہر شخص جس کا نفس اغراض ذاتیات سے پاک ہے وہ اس امر کا یقین کرے گا کہ اللہ جل شانہ نے انھین مہاجرین و انصار کی تعریفین کی ہین جنھون نے خاص خدا کے لیے ہجرت و نصرت کی تھی۔

چنانچہ جن مہاجرین نے خدا کے لیے ہجرت کی تھی انھون نے غزوات مین اپنی جانین نثار کین یا فتح کے ساتھ پھرے اور وہ اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب علیہ السلام اور حضرت حمزہؓ و امثالہم رضی اللہ عنہم ہین اور جنھون نے جہاد پر جانے سے تخلف کیا یا اگر کفار کے مقابلہ کو گئے تو اون کے اوچھے حملہ کی بھی تاب نہ لائے اور مع الخیر لپٹ آے اونکو جمیع آیات فضیلت سے خارج کرتے ہین اور یہ امر کہ جب مہاجرین نے مکہ سے ہجرت کی تب کیا مدینہ مین کسی خزانہ نکلنے کی خبر ملی تھی جس کے لوٹنے کو گئے تھے،، اس کا حال جناب امام فخر الدین رازی اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب سے پوچھیے جنھون نے آیہ کریمہ الم یان للذین امنوا الخ کی یہ تفسیر کی ہے، کہ یہ آیت مہاجرین اولین کے حق مین ہے کہ جب اصحاب مدینہ مین آے تو عیش و آرام طلبی مین مشغول ہو کر اپنے اعمال مین کوتاہی کرنے لگے اس آیت سے ان پر عتاب ہوا،، اور صاحب تفسیر حسینی سے پوچھیے جو فرماتے ہین ،، مومنان در مکہ با فقر و فاقہ بعد تمام قواعد طاعت را تمہید کردند بعد ہجرت کہ مال بسیار بدست آمد و نعمت بر ایشان فراخ شد آثار فتور و قصور در اوراد و وظائف و عبادت ایشان ظاہر گشت،، یہ حال اسی جلد مین بعنوان شواہد نقلی تفصیل سے ہمنے لکھا ہے ملاحظہ فرمائین۔

یہ تو انکی دولت و ثروت کی ابتدا تھی اور جب لڑائیون کا سلسلہ چھڑا تو مال غنائم کی نیت سے مجاہدین کے ساتھ ہو جاتے تھے۔ چنانچہ جب مال غنائم بدر جمع کیا گیا تو باہم اصحاب مین اتنا جھگڑا ہوا کہ اللہ تعالی نے سورۂ انفال نازل فرمایا کہ یہ مال خدا اور رسول کا ہے۔ جب رسول اللہ بعد انفراغ مبایلے ہوازن سے سوار ہو کر روانہ ہوے لوگ آپ کے پیچھے دوڑے اور کہنے لگے کہ ہماری غنیمت ہمکو تقسیم کیجیے

جب اپنی مراد پوری نہوی تو ایک درخت کے پاس آپ سے جا لپٹے اور چادر مبارک آپکی کھینچ لی آپ نے فرمایا اے صاحبو میری چادر تو مجھے دیدو مین کیا تمکو دینے مین بخل کرتا ہون۔ جب مہاجرین و انصار نے آنحضرت سے یہ گستاخیان کین اور آپ پر خیانت اور عدل نکرنیکی تہمت کی اور تقسیم غنیمت پر خلاف شان آنحضرت کلام کئے تو آیہ کریمہ ومنھم من یلمزک فی الصدقات نازل ہوی۔

اے رسول انہین سے کچھ ایسے بھی ہین جو لوگون کے مال کی خیرات کی تقسیم مین بے انصافی کا تمکو الزام دیتے ہین پھر اگر ان مین سے انہین حسب خواہش دیا جاے تو خوش ہو گئے اور اگر انکی مرضی کے موافق نہین دیا گیا تو بس فوراً بگڑ جاتے ہین،، غزوہ حنین مین انکی طمع وحرص کی یہ حالت تھی کہ طرفین سے تلوارین چل رہی تھین قریب تھا کہ دشمن پسپا ہون کہ اتنے مین مجاہدین کو غنیمت نظر پڑی پھر کیا تھا اسکو دیکھتے ہی صرف دس اشخاص رسول اللہ کے پاس رہ گئے باقی سب کے سب غنیمت لوٹنے مین لگ گئے جس کی وجہ سے وہلہ اول مین شکست ہوی۔ اسی طرح احد مین بھی۔

ہم یہ حالات بتوضیح و تصریح آیات محکمات جلد اول مین لکھ آئے ہین ملاحظہ ہون صفحہ ۲۴۳ تا ۲۵۱۔

اس مین سیرت النبی مولفہ شمس العلما شبلی نعمانی کا بھی کلام شامل ہے اسکا یہ فقرہ مخصوص لائق غور ہے۔

عین فتح کے وقت جبکہ مجاہدین فتح کے نشہ مین چور ہین مال غنیمت فروخت ہو رہا ہے۔ ایک ایک کو ہزارون کی رقمین وصول ہو رہی ہین ایک ایک صحابی خوش آتے ہین اور جوش مسرت مین کہتے ہین یا رسول اللہ آج مین نے مال غنیمت سے جسقدر نفع اُٹھایا کبھی نہین اٹھایا تھا پورے تین سو اوقیہ آے ایک اوقیہ دس روپیہ کے برابر ہوتا ہے (یعنی تین ہزار روپیہ)۔

غرض بجز خالص مومنین کے باقی سب مہاجرین و انصار کی ہجرت و نصرت کے یہ اسباب تھے اگرچہ خدا اور رسول وقتاً فوقتاً حرص دنیا سے متنبہ کرتے رہے اور رسول اللہ صلعم نے بھی وقت رحلت مسجد مین جو طولانی خطبہ ارشاد فرمایا تھا اس مین خاص اصحاب سے مخاطب ہو کر صاف ارشاد فرما دیا تھا۔

در حق اصحاب گفت کہ نمی ترسم من بر شما از شرک ولیکن می ترسم کہ از دنیا رغبت کیند و تقاتل کیند همدیگر،، مدارج النبوة ص ۴۴۰۔

خدائے عزوجل نے بھی صحابہ سے خطاب کرکے فرمایا۔

فھل عسیتم ان تولیتم — قریب ہے کہ تم حاکم ہو جاؤ تو تم زمین مین

ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا — فساد اور قطع رحم کرو۔ یہی تو وہ لوگ ہین جن پر

ارحامکم اولئک الذین لعنھم اللہ — اللہ نے لعنت کی اور ان کو بہرا اور اندھا

فاصمھم واعمی ابصارھم — کردیا۔

مگر ان پر کچھ اثر نہوا۔ آخر اُنکے عہد حکومت مین جو فسادات وکشت وخون وقطع رحم وظلم وستم عموماً اور آل رسول پر خصوصاً ہوئے ان کا کچھ ذکر جلد اول مین ہوچکا ہے۔

حضرت عمرؓ کا بیت المال قائم کرنا

پس ان سب واقعات کا سبب بھی حرص وہوا ہی تو تھی جس نے انکو غنی کردیا مسند نشین خلافت ہوتے ہی وصایائے رسول فراموش کرکے اپنی خلافت کی پائداری اور بمقابل حکومت خاندان رسالت ونبوت کو پست وذلیل رکھنے کی غرض سے خلاف روش رسولؐ راہ اختیار کی چنانچہ جناب رسولخدا صلعم نے کبھی کوئی بیت المال قائم نہین کیا تھا جو رقم حضرت کے پاس آتی آپ سکو فوراً مسلمانون پر تقسیم کردیا کرتے تھے۔ بخلاف اسکے حضرت عمرؓ نے بیت المال قائم کردیا جیسا کہ شمس العلماء شبلی نعمانی الفاروق مین تحریر فرماتے ہین کہ۔

یہ صیغہ بھی حضرت عمر کی ذات سے وجود مین آیا۔ آنحضرت کے زمانہ مین سب سے آخر جو رقم وصول ہوی وہ بحرین کا خراج تھا جسکی تعداد آٹھ لاکھ درہم تھی۔ لیکن آنحضرت نے یہ کل رقم ایک ہی جلسہ مین تقسیم کردی۔ تقریباً ۱۵ھ مین حضرت ابوہریرہ کو حضرت عمر نے بحرین کا عامل مقرر کیا وہ سالتمام مین پانچ لاکھ کی رقم اپنے ساتھ لائے حضرت عمر نے مجلس شوریٰ کا اجلاس عام کرکے

کہاکہ ایک قم کثیر بحرین سے آئی ہے آپ لوگوں کی کیا مرضی ہے۔ حضرت علیؑ نے رائے دی کہ جو رقم آئے وہ سال کی سال تقسیم کر دیجائے اور خزانہ مین جمع نہ رکھی جائے حضرت عثمان نے اس کے خلاف رائے دی۔ ولید بن ہشام نے کہا مین نے سلاطین شام کے ہان دیکھا ہے کہ خزانہ اور دفتر جدا جدا قائم ہے حضرت عمر نے اس رائے کو پسند کیا اور بیت المال کی بنیاد ڈالی۔ (حصہ دوم صفحہ ۵۹)۔

جناب رسولخدا صلعم کا دستور تھا کہ جو رقم آتی تھی اوسکو علی السویہ تقسیم فرماتے نہ کسی کو زیادہ نہ کسی کو کم خلفاء ثلاثہ اپنی ذاتی مصلحتون پر نظر رکھکر خاص خاص اشخاص کو تو مالامال کر دیتے تھے باقی لوگون کو تھوڑا بہت دیکر ٹال دیا کرتے تھے اور ضعفا و غربا کی طرف تو آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھتے تھے۔ آخر کار قیام بیت المال اور اس تقسیم عمل سے چند ہی دن مین ایسے متمول ہو گئے کہ اکثر اصحاب تو بعد مرگ بھی مال و دولت کثیر چھوڑ گئے جیسا کہ کتب اہلسنت مین مذکور ہے۔ چنانچہ بعض اصحاب عشرۂ مبشرہ کی دولت و ثروت کے بارہ مین چند روایات نقل کیجاتی ہین۔ ملاحظہ ہون۔

تمول حضرت ابو بکرؓ

آپ کی وفات کے بعد حضرت عمر نے کئی ہزار روپیہ نقد انکے گھر سے ضبط کر کے بیت المال مین داخل کیا۔ (ریاض النضرۃ جلد ۱ صفحہ ۱۳۷)۔

ابن اثیر۔ جلد ۲ صفحہ ۲۰۵ مین ہے کہ حضرت صدیق کے پاس چالیس ہزار نقد تھے۔

اور دربارۂ تمول حضرت عائشہؓ کتاب تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری مطبع احمدی لاہور کتاب الہبہ باب ہبۃ الواحد للجماعۃ صفحہ ۳۲ ثلث پر ہے کہ۔

اسماء بنت ابی بکر نے قاسم بن محمد بن ابو بکر اور عبداللہ بن ابی عتیق سے کہا مجھے اپنی بہن عائشہ کے ترکہ مین سے غابہ مین کچھ جائداد ہاتھ آئی ہے اوسکے عوض معاویہ مجھے ایک لاکھ روپیہ دیتے تھے مگر

مین نے نہین بیچی یہ جائداد تم دونو لیلو۔"

حضرت عمرؓ

آپ نے اپنے خاص مال سے اپنے ایک خسر کو دس ہزار درہم دئے (طبقات ابن سعد جلد ۳ قسم اول ص ۲۱۹۔

حضرت عمرؓ نے ام کلثوم سے عقد کیا اور چالیس ہزار درہم مہر مین دئے۔

(طبقات ابن سعد جلد ۳ ص ۳۴۰) اپنے عہد خلافت مین پانچہزار روپیہ اپنی تنخواہ مقرر کی اسپر بھی قناعت نہ کی بلکہ بیت المال سے جسقدر چاہتے لے لیا کرتے تھے۔ چنانچہ جناب شمس العلماء شبلی نعمانی الفاروق حصہ اول ص ۲۰۲ امین رقمطراز ہین کہ۔

وقت رحلت جب قوم کے کام سے فراغت ہو چکی تو اپنے ذاتی مطالب پر توجہ کی۔ عبد اللہ اپنے بیٹے کو بلا کر کہا کہ مجھپر کسقدر قرض ہے معلوم ہوا کہ چھیاسی ہزار درہم فرمایا کہ میرے متروکہ سے ادا ہو سکے تو بہتر ورنہ خاندان بنی عدی سے درخواست کرنا اور اگر وہ بھی پورا نہ کر سکین تو کل قریش سے (یہ صحیح بخاری کی روایت ہے) لیکن عمر بن شیبہ نے کتاب المدینہ مین بسند صحیح روایت کی ہے کہ نافع جو حضرت عمر کے غلام تھے کہتے تھے کہ عمر پر قرض کیونکر رہ سکتا تھا حالانکہ انکے ایک وارث نے اپنے حصہ وراثت کو ایک لاکھ پر بیچا تھا (دیکھو فتح الباری مطبوعہ مصر جلد ۷ صفحہ ۵۳) حقیقت یہ ہے کہ حضرت عمر پر چھیاسی ہزار کا قرض ضرور تھا لیکن وہ اس طرح ادا کیا گیا کہ ان کا مکان مسکونہ بیچڈالا گیا جسکو امیر معاویہ نے خریدا۔

ان روایتون سے روشن ہے کہ آپ اپنی ذات کے لئے حسب خواہش بیت المال سے بیدریغ رقم ادھار لیتے تھے جو منافی شان امانت ہے اور یہ رقم کثیر اپنے بارہ سال کے عہد خلافت مین بھی داخل بیت المال نہ کی۔ یہ تو اندرونی حالت تھی اور بظاہر اپنے کو پاک دامن بتانے کے لئے اپنے عہد خلافت مین فرماتے تھے کہ عمر کے لئے بیت المال سے صرف اسقدر جائز ہے کہ دو کپڑے پہننے کے لئے لے اور حج وغیرہ کے لئے سواری اور اپنے اہل وعیال کا خرچ ایک اوسط درجہ کے آدمی کے خرچ کے برابر لیا کرے (ابن سعد جلد ۳ قسم اول ص ۱۹۷)

(۲) ایک دفعہ بیمار ہوے لوگون نے علاج کے لیے شہد کا استعمال تجویز کیا تو مجمع عام مین آکر اصحاب سے فرمایا کہ اگر تم لوگون کی اجازت ہو تو بیت المال مین جو شہد رکھا ہوا ہے اوس مین سے کچھ لے لون لوگون نے اجازت دیدی۔ (ابن سعد جلد ۳ قسم اول صفحہ ۱۹۸)

(۳) ایک مرتبہ احنف بن قیس رؤساء عرب کے ساتھ حضرت عمر سے ملنے کو گئے دیکھا تو دامن چڑہاے ادہر اودہر دوڑتے پھرتے ہین احنف کو دیکھکر کہا آؤ تم بھی میرا ساتھ دو بیت المال کا ایک اونٹ بھاگ گیا ہے تم جانتے ہو کہ ایک اونٹ مین کتنے غریبون کا حق شامل ہے ایک شخص نے کہا امیر المومنین آپ کیون تکلیف اٹھاتے ہین کسی کو حکم دیجئے وہ ڈہونڈ کے لائیگا فرمایا ای عبد اعبد منی یعنی مجھسے بڑہکر کون غلام ہوسکتا ہے۔ (الفاروق حصہ دوم صفحہ ۲۳۲)

پس روایات مندرجہ بالا سے جناب خلافتمآب کا تمول روشن ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ تمول موروثی تھا یا کسبی آپکی موروثی حالت وحیثیت کے متعلق ہم خود کچھ کہنا نہین چاہتے مگر حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے ایک طولانی روایت ازالۃ الخفا صفحہ ۱۸۳ مقصد دوم مین لکھی ہے بقدر ضرورت اسی کا اقتباس ہدیہ ناظرین کرتے ہین اور وہ یہ ہے۔

قال لعن اللہ یوما کنت	یعنی عمرو عاص نے سلمہ سے کہا خدا اوس
فیہ والیا لابن الخطاب واللہ لقد	روز پر لعنت کرے کہ جس روز ہم ابن خطاب
رأیتہ ورأیت اباہ وان علی کل	کی طرف سے والی ہون قسم بخدا مینے اسکو اور
واحد منہما عباءۃ قطرانیۃ	اوسکے باپ کو دیکھا ہے کہ ایک عباے
مؤتزرا بہا ما تبلغ ماربض رکبتیہ	قطرانی کا لنگ باندہے ہوے تھے جس سے
وعلی عنق کل واحد منہما حزمۃ	ان کا گھٹنا بھی نہین چھپتا تھا اور دونون کی
من حطب۔	گردن پر لکڑی کا گٹھا تھا۔

اور مداح مہر و ماہ فلک اسلام (شبلی صاحب) رقم فرماتے ہین کہ۔

""سن رشد کو پہونچ کر خطاب دن کے (حضرت عمر) کے باپ نے انکو جو خدمت سپرد کی وہ اونٹونکا چرانا تھا خطاب نہایت بیرحمی کے ساتھ اون سے سلوک کرتے تھے جس میدان مین حضرت عمر کو یہ مصیبت انگیز خدمت انجام دینی پڑتی تھی ایکدفعہ خلافت کے زمانہ مین حضرت کا اودہر گذر ہوا تو اونکو نہایت عبرت ہوی آبدیدہ ہو کر فرمایا اللہ اکبر ایک وہ زمانہ تھا کہ مین یہان نمدہ کا کرتا پہنے ہوے اونٹ چرایا کرتا اور تھک کر بیٹھ جاتا تو باپ کے ہاتھ سے مار کھاتا آج یہ دن ہے کہ خدا کے سوا میرے اوپر اور حاکم نہین۔ (الفاروق حصہ اول صفحہ ۲۱)

تمول حضرت عثمانؓ

ایک ہزار اونٹ غلہ سے لدے ہوئے شام سے آے۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ صفحہ ۱۰۱)

ایک کنوان پینتیس ہزار درہم مین خرید کیا (ایضاً جلد ۲ صفحہ ۹۲)

پچیس ہزار درہم مین ایک زمین خرید کی۔ (ایضاً)

غزوہ تبوک کے لیے حضرت عثمانؓ نے نوسو پچاس اونٹ۔ پچاس گھوڑے اور ایک ہزار دینار عطا فرمائے۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ صفحہ ۹۱)

شہادت کے وقت آپ کے خزانچی کے پاس تین کروڑ پانچ لاکھ درہم اور ایک لاکھ دینار تھے۔ اور ہزار اونٹ زبدہ مین موجود تھے۔ (طبقات ابن سعد جلد ۳ قسم اول ص ۵۳)

حضرت عبدالرحمن بن عوف داماد حضرت عثمان ومیر مجلس۔ مجلس شوریٰ

آپ نے وقت وفات چالیس ہزار نقد پانسو گھوڑے اور ڈیڑھ ہزار اونٹ چھوڑے۔

(ریاض النضرۃ جلد ۲ ص ۲۸۸)

منجملہ اور چیزون کے سونے کے بڑے بڑے ٹکڑے چھوڑے جو کلہاڑیون سے

کاٹے گئے۔ (طبقات ابن سعد جلد ۳ قسم اول صـ۹۶)

اپنی مملوکہ ایک زمین حضرت عثمان رضؓ کو چالیس ہزار دینار مین فروخت کی۔ (ایضاً صـ۹۴ جلد ۳)

اور حسب وصیت پچاس ہزار دینار صرف ہوے وقت انتقال مال کثیر ہزار اونٹ سو گھوڑے تین ہزار بکری اور زمینداری چھوڑ گئے۔ (ایضاً صـ۹۶)

استیعاب مین ان کے متروکہ کا حساب یون لگایا گیا ہے کہ ہزار اونٹ تین ہزار بکری سو گھوڑا چھوڑا۔ اور نقدی کا حساب یون لگایا گیا ہے کہ چار عورتون سے ایک عورت کو زمانہ مرض مین طلاق دیدی تھی جو چوتھائے ثمن کی مالک تھی اوس سے تراسی ہزار پر مصالحہ ہوا۔ جب ایک ثمن کا چوتھا حصہ اتنا تھا تو پھر ان کا مال کتنا ہوگا حساب لگا لیجے۔

حضرت شاہ صاحب تحفہ مین تحریر فرماتے ہین کہ۔

"درہمین اثنا عبد الرحمن بن عوف کہ بالقطع بشر بجنت دیکی از دہ یار بہشتی بود رحلت فرمود ومال فراوان گذاشت بحدیکہ بعد از ادای دیون وتنفید وصایای او۔ چون ترکہ او را تقسیم نمودند ثمن مال باقی اش بچہار زن او رسید بنجملہ آن چہار یک را از یاد برہشتاد ہزار درہم در حصہ میرسید چون اورا در مرض مطلقہ نمودہ بود تمام حصہ اش ندادند برہشتاد ہزار درہم حصہ نمودند۔

یعنی یہ صورت مالداری کی تھی کہ قرضہ وغیرہ ادا کرنے اور تمیل وصایا کے بعد جو بچا اُس کے آٹھوین حصہ کو چار بیبیون پر تقسیم کرنے سے ایک بی بی کو جس نے مرض الموت مین مطلقہ ہونے کی وجہ سے پورا حصہ نہین پایا تو بھی اسی ہزار درہم ملے۔

حضرت طلحہ داماد حضرت ابوبکر رضؓ

آپ کی املاک وجائداد کوفہ اور مدینہ مین اندازہ شمار سے زیادہ تھی اور دوسری جگہ بھی مکانات بہت مضبوط گچ وغیرہ اور ساکھو کی لکڑی سے بنے تھے اور غلہ کی قیمت جو عراق مین تھا ایک دن مین

ہزار دینار آتے تھے۔

آپ کو عراق کی کاشت سے چار پانچ لاکھ اور سیرات کی کاشت سے کم وبیش دس ہزار دینار وصول ہوتے تھے۔ (طبقات ابن سعد جلد ۳ قسم اول ص ۱۵۸)

ایک دفعہ ایک دن مین لاکھ درہم خرچ کئے۔ زمینداری بہت بڑے وسیع پیمانہ پر تھی۔ اور اور ایک زمین سات لاکھ درہم مین فروخت کی اور چار لاکھ نقد۔ (ایضاً)

ایک زمین حضرت عثمان کے ہاتھ چالیس ہزار دینار مین فروخت کی (ایضاً صفحہ ۹۴)

اور بھی ایک زمین حضرت عثمان کے ہاتھ سات لاکھ درہم مین فروخت کی۔ (ایضاً صفحہ ۱۵۷)

آپ نے بائیس لاکھ درہم اور دو لاکھ دینار نقد اور تین کروڑ درہم کی جائداد چھوڑی (ایضاً)

تمول حضرت زبیر ہمشیر زادہ حضرت عائشہ رض

آپ نے اپنی مملوکہ ایک زمین چھ لاکھ مین فروخت کی۔ ایک گھر چھ لاکھ درہم مین فروخت کیا۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ص ۲۷۲)

آپ نے تین کروڑ باون لاکھ درہم کی جائداد چھوڑی۔ چار بیبیون مین سے ہر ایک کو بتیسوان حصہ یعنی گیارہ گیارہ لاکھ درہم ملے۔ (ایضاً جلد ۲ ص ۲۷۷)

اور تاریخ خمیس صفحہ ۲۱۳ جلد ۲ مین ہے۔

وقد خلف املاکاً بیعت بنحو فی اربعین الف الف درھم و ھذا

لم یسمع بمثلہ قط (ردتحفہ) ص ۱۲۰

یعنی زبیر نے اسقدر ملک چھوڑی تھی کہ چار کروڑ درہم مین انکی املاک بیع ہوی اور یہ وہ مقدار ہے کہ جو کسی کے لیے نہین سنی گئی۔

حضرات طلحہ و زبیر کے سچے اسلام اور پکے ایمان کا حال یہ تھا کہ سب سے پہلے جناب امیر علیہ السلام کی

بیعت کرنے والے یہی تھے اور پھر بیعت سے منحرف ہو کر بغاوت کا جھنڈا کھڑا کرنے والے اور جنگ جمل وغیرہ کے سرغنہ بنے۔

آیات و روایات طالبان دنیا کی مذمت مین

پس مہاجرین و انصار کی دولت و ثروت پیش نظر رکھکر خداے پاک کے اس ارشاد پر غور کرو۔

تریدون عرض الدنیا واللہ یرید الاخرۃ	تم خواستگار دنیا ہو اور خدا آخرت کا خواہان ہے۔

قولہ تعالی

من کان یرید العاجلۃ عجلنا	جو شخص دنیا کا طالب ہو تو ہم جسے چاہتے
لہ فیہا ما نشاء لمن نرید ثم جعلنا	ہین اُسے دنیا مین سر دست دیدیتے ہین۔
لہ جہنم یصلٰہا مذموما	(مگر) پھر (آخر کار) ہمنے اوس کے لئے دوزخ
مدحورا و من اراد الاخرۃ	ٹھہرا رکھی ہے جسمین وہ برے حالون راندہ
وسعی لہا سعیہا وھو مومن	(درگاہ خدا) ہو کر داخل ہوگا اور جو شخص طالب
فاولئک کان سعیہم مشکورا	آخرت ہوگا اور آخرت کے لئے جیسی کوشش
سورہ بنی اسرائیل	کرنی چاہئے ویسی اس کے لئے کوشش بھی
پارہ (۱۵)	کرے اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو تو یہی لوگ ہین
ع ۲	جنکی محنت (خدا کے ہان) مقبول ہو گی۔

اس موقع پر سیرۃ النبی جلد اول صفحہ ۲۴۴ کی یہ عبارت بھی قابل ملاحظہ ہے۔

"جہاد مین فتح پانے اور زمین پر قبضہ حاصل کرنے کا مقصد یہ نہین قرار دیا گیا کہ فاتح دولت و مال اور حکومت کا لطف اٹھائین بلکہ یہ غرض رکھی گئی کہ لوگون کو عبادت و ریاضت اور فقرا کی دستگیری کی تلقین کرین اور اچھی باتین پھیلائین اور برے کامون سے لوگون کو روکین۔

الذین مکنّاھم فی الارض اقاموا الصلوۃ واٰتوا الزکوٰۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر ۔ یعنی وہ لوگ کہ اگر ہم انکو زمین پر قبضہ دین تو وہ نماز کے پابند ہون گے زکواۃ ادا کرینگے اچھی باتون کا حکم دین گے اور بری باتون سے روکین گے ۔

کسی ملک کی فتح سے جو دولت و مال ہاتھ آتا تھا وہ فاتح کا خاص حصہ ہوتا تھا جسکو وہ اپنے مصارف عیش مین استعمال کرتا تھا ۔ اور دربار کے امرا درجہ بدرجہ اس سے ستفید ہوتے تھے لیکن اسکا مصرف یہ قرار دیا ۔ واعلموا انما غنمتم الخ اور جان لو کہ جو کچھ مال غنیمت ملے تو اسکا پانچوان حصہ خدا کا ہے اور رسول کا اور رشتہ دارونکا اور قیدیونکا اور غریبونکا اور مسافرون کا ۔ جہاد نہ صرف حقیقت کے لحاظ بلکہ صورۃً بھی عبادت بنا دیا گیا مجاہدین کو تاکید تھی کہ عین جنگ کے وقت بھی خدا کا نام لیتے رہین ۔

یا ایھا الذین اٰمنوا اذا لقیتم فئۃ فاثبتوا واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون (انفال) مسلمانو جب کسی گروہ سے مڈبھیڑ ہو جائے تو ثابت قدم رہو اور بار بار خدا کا نام لیتے جاؤ تو تم کامیاب ہوگے (جلد اول ص۴۴)

اب انکے مال غنائم لوٹنے اور زر و مال جمع کرنے پر نگاہ رکھکر فرمائے کیا یہی وہ اصحاب ہین جن کی نسبت آپنے شد و مد سے تحریر فرمایا ہے کہ وہ قدم بقدم اپنے پیغمبر کے چلتے تھے اور حرص و ہوا کو کسی کام مین دخل نہ دیتے تھے ۔

حدیث الفقر فخری

کیا سرورعالم صلعم نے بیت المال قائم کیا تھا اور جو مال آتا تھا اوسکو رکھ چھوڑتے تھے ۔

کیا تقسیم مال مین رعایت فرمایا کرتے تھے ۔

کیا حضرت صلعم کے حالت حیات و ممات مین ایک درہم بھی بیت الشرف سے نکلا ۔

فقر وفاقہ کو کون دوست رکھتا تھا۔ اور الفقر فخری کس کا قول تھا۔

جہیز حضرت فاطمہ زہرا

رسول الثقلین نے جو دین و دنیا کے شہنشاہ تھے اپنی اکلوتی بیٹی کو جو جہیز دیا تھا اُسکی تصریح جناب مولوی شبلی صاحب یہ کرتے ہین ۔

شہنشاہ کونین نے سیدہ عالم کو جو جہیز دیا وہ بانده کی چارپائی چمڑے کا گدا جس مین روئی کے بجائے کھجور کے پتے تھے ایک چھاگل ایک مشک دو مٹی کے گھڑے تھے ۔ (سیرت النبی جلد ۱ صفحہ ۲۶۶)

مہر حضرت فاطمہ زہرا

بس صحابہ ممدوحین کا تو قدم بہ قدم اپنے پیغمبر کے چلنا بے بنیاد ہے ۔ ہان آل رسول بیشک قدم بہ قدم اپنے پیغمبر کے چلتے تھے اور حرص و ہوا سے پاک تھے جس کا کچھ ذکر ہم اس جلد مین بعنوان شواہد نقلی کر چکے ہین اس جگہ اوس مہر کا ذکر کرتے ہین جس کا حال جناب شمس العلما نے تحریر فرمایا ہے اسکی نقل یہ ہے۔

جب حضرت علی نے رسول اللہ سے درخواست کی تو آپ نے حضرت فاطمہ کی مرضی دریافت کی وہ چپ رہین یہ ایک طرح کا اظہار رضا تھا۔

آپ نے حضرت علی سے پوچھا کہ تمھارے پاس مہر مین دینے کے لئے کیا ہے بولے کچھ نہین۔ آپ نے فرمایا وہ زرہ کیا ہوئی (جنگ بدر مین ہاتھ آئی تھی) عرض کی وہ تو موجود ہے آپنے فرمایا بس وہ کافی ہے۔ ناظرین کو خیال ہو گا کہ بڑی قیمتی چیز ہو گی لیکن اگر وہ اوسکی مقدار جاننا چاہتے ہین تو جواب یہ ہے کہ صرف سو ۱۰۰ روپیہ کا مال تھا زرہ کے سوا اور جو کچھ حضرت علی کا سرمایہ تھا وہ ایک بھیڑ کی کھال اور ایک بوسیدہ یمنی چادر تھی حضرت علی نے یہ سب سرمایہ حضرت فاطمہ کے نذر کیا۔ (ایضاً ص ۲۶۷)

جس طرح آل رسول کے فقر کی یہ حالت تھی اسی طرح معیشت کی بھی یہی کیفیت تھی کہ مثل رسول فاقے پر فاقے گزرا کرتے تھے۔ پانی سے افطار کر کے روزہ پہ روزہ رکھتے تھے لیکن سائل کو

محروم نہ پھیرتے اور اپنی نذر پوری کرتے تھے۔ جس پر خود کلام الٰہی شاہد ہے۔

شان نزول آیۂ کریمہ یوفون بالنذر الخ

مروی ہے کہ ایک دفعہ حسنین علیہما السلام بیمار ہوے جناب امیر اور جناب سیدہ علیہما السلام نے نذر کی کہ اگر پروردگار عالم ان دونون کو اس بیماری سے صحت دے تو تین روزے رکھین گے۔ شافی مطلق نے صحت عطا فرمائی جناب امیر اور جناب سیدہ علیہما السلام نے اپنی نذر پوری کی یعنی پیاپے تین روزے رکھے اور ہر افطار پر سائل آتے رہے اور یہ خاصان خدا اپنے اپنے حصہ کی روٹی انکو دیتے رہے اور پانی پی پی کر تین روزے مسلسل رکھے۔ حق سبحانہ تعالیٰ نے سورہ دہر انکی شان مین نازل فرمایا اوس مین یہ آیات پاک ملاحظہ ہون۔

یوفون بالنذر ویخافون	یہ وہ لوگ ہین جو نذرین پوری کرتے ہین اور
یوما کان شرہ مستطیرا ۵	اسدن سے جسکی سختی ہر طرف پھیلی ہوگی ڈرتے ہین
ویطعمون الطعام علی حبہ	اور اسکی محبت مین محتاج اور یتیم اور اسیر کو کھانا
مسکینا ویتیما واسیرا ۵	کھلاتے ہین اور کہتے ہین کہ ہم تو تمکو خالص خدا کیلئے
انما نطعمکم لوجہ اللہ لا نرید	کھلاتے ہین ہم تم سے نہ بدلے کے خواستگار ہین
منکم جزاء ولا شکورا ۵ انا	اور نہ شکر گزاری کے ہمکو تو اپنے پروردگار سے
نخاف من ربنا یوما عبوسا	اسدن کا ڈر ہے جسمین منہ بن جائینگے اور چہرے
قمطریرا ۵ (سورہ دہر)	ہوایان اڑتی ہونگی۔

مفسرین اہلسنت نے اس سورے کا شان نزول یہ لکھا ہے۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حسن حسین علیہما السلام بیمار ہوے تو جناب رسولخدا صلعم کچھ لوگون کے ساتھ عیادت کو تشریف لاے بعد دیکھنے کے جناب امیر سے فرمایا اے ابوالحسن بہتر ہوتا اگر تم ان دونون فرزندون کی صحت کے لیے نذر کرتے یہ سنتے ہی جناب امیر فاطمہ زہرا اور

فضہ نے تین تین روزون کی نذر کی۔ جب دونون صاحبزادے اچھے ہوے اور نذر کے پورا کرنیکا وقت آیا تو گھر مین کچھ نہ تھا جناب امیر نے شمعون یہودی سے تین صاع جو قرض لئے جناب سیدہ نے ایک صاع جو پیسا اور پانچ روٹیان پکائین شام کو کھانا ہی چاہتے تھے کہ ایک سائل نے آواز دی السلام علیکم یا اہلبیت محمدؐ مین ایک مسلمان مسکین ہون مجھے کھانا دو خدا انھین جنت کے خوان عطا کرے گا۔ یہ آواز سنتے ہی سب نے اپنے اپنے آگے کی روٹیان دیدین اور فقط پانی پیکر سو رہے۔ دوسرے دن۔ پھر روزہ رکھا جناب سیدہ نے پھر پانچ روٹیان پکائین اور کھانے بیٹھے تھے کہ ایک یتیم نے آواز دی سب نے اپنی اپنی روٹی اوسکو دیدی اور صرف پانی سے افطار کیا۔ تیسرے روز پھر روزہ رکھا اور افطار کرنے بیٹھے تھے کہ ایک قیدی نے آواز دی پھر سب بزرگوارون نے اپنی اپنی روٹی دیدی چوتھے دن صبح کو جناب امیرؑ صاحبزادون کے ہاتھ پکڑے ہوے حضرت رسولؐ کی خدمت مین حاضر ہوے جب رسول اللہ کی نظر پڑی کہ بھوک کی شدت سے کانپ رہے ہین تو فرمایا کہ مین تم لوگون کو کسقدر تکلیف کی حالت مین دیکھ رہا ہون پھر خود اٹھے اور اون کے ساتھ جناب سیدہ کے مکان مین آئے تو فاطمہ زہرا کو محراب عبادت مین دیکھا انکی پیٹھ پیٹ سے ملگئی ہے۔ اور آنکھین دھنس گئی ہین یہ دیکھکر حضرت کو بہت رنج ہوا کہ یکایک حضرت جبریل نازل ہوے اور کہا لیجیے یا رسول اللہ آپ کو مبارک ہو کہ خدا نے یہ سورہ آپ کے اہل بیت کی شان مین نازل کیا ہے اور سورہ دہر کی تلاوت فرمائی،، (دیکھو تفسیر کشاف جلد سوم صہ ۲۳۹ سطر ۲۹ مطبوعہ مصر)۔

اس روایت کو بیضاوی وغیرہ نے بھی ذکر کیا ہے۔ (منقول از ترجمہ قران مولوی حافظ فرمان علی صاحب صہ ۹۲۴)۔

عبادت رسولؐ و وصی رسولؐ

جناب سید المرسلین۔ امام المتقین۔ خاتم النبیین رحمۃ للعالمین علاوہ فرائض نبوت و رسالت عبادت مین بھی بہت مشقت فرماتے تھے دس برس تک پنجون کے بھل کھڑے ہو کر رات رات بھر نماز پڑہی حتیٰ کہ آپ کے پاؤن سوج گئے اور رنگ زرد ہو گیا خدائے عز و جل نے آیہ کریمہ۔

طٰہٰ ما انزلنا علیک	(اے) طٰہٰ (رسول اللہ) ہمنے تمپر قرآن
القرآن لتشقی الا تذکرۃ	اس لئے تو نازل نہین کیا کہ تم (اسقدر)
لمن یخشیٰ ؕ	مشقت اٹھاؤ مگر جو شخص خدا سے ڈرتا ہے
	اس کیلئے نصیحت (قرار دیا) ہے۔

نازل فرما کر اپنے حبیب کو اسقدر مشقت سے روکا۔ آل رسول نے اس مین بھی آپ کا اتباع کیا۔ چنانچہ وصی رسول کا دن و رات مین ایک ہزار رکعت نماز پڑہنے اور خضوع و خشوع کا حال اوپر "شواہد نقلی" مین لکھا گیا ہے۔

عبادت جناب امام زین العابدینؑ

احوال جناب امام زین العابدین علیہ السلام مین منقول ہے کہ ایک شخص امام علیہ السلام کے پاس آیا اور گستاخانہ کہنے لگا کہ آپ نماز کی حقیقت سے بھی واقف ہین فرمایا البتہ مین نماز کو خوب جانتا ہون۔ اُس نے افعال نماز مبطلات نماز۔ نوافل نماز۔ فرائض نماز۔ سبکو پوچھنا شروع کیا حضرت نے سب کا جواب دیا یہان تک کہ اوس نے پوچھا افتتاح نماز یعنی ابتدا اسکی کیا چیز ہے فرمایا تکبیر۔ اوس نے کہا برہان نماز کیا ہے فرمایا قرأت۔ پوچھا خشوع نماز کیا ہے فرمایا نظر سجدہ گاہ پر رکھنا۔ کہا تحریم نماز کیا ہے فرمایا تکبیر۔ کہا تحلیل نماز کیا ہے فرمایا تسلیم۔ پوچھا جوہر نماز کیا ہے فرمایا تسبیح۔ کہا آخر نماز کیا ہے فرمایا تعقیب کہا تمامی نماز اور مکمل نماز کیا ہے فرمایا درود بھیجنا محمدؐ اور آل محمدؐ پر۔ پوچھا سبب قبول نماز کیا ہے فرمایا ہم اہلبیت کی محبت اور ہمارے دشمنون سے کراہت۔

یہ سنکر کہنے لگا کہ آپ نے کوئی حجت اٹھا نہین رکھی اور یہ آیت پڑھتا ہوا چلا گیا۔

اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ — اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ اُس نے اپنی رسالت کہاں قرار دی ہے۔

خوف خدا کا یہ حال تھا کہ جب وضو فرماتے تھے تو رنگ چہرۂ مبارک کا زرد ہو جاتا تھا اور تمام جسم مین لرزہ پڑ جاتا تھا۔ جب کوئی پوچھتا تھا تو فرماتے تھے کیا تم نہین جانتے کہ کس کے سامنے کھڑے ہونیکو اور کس سے باتین کرنے کو جاتا ہون۔ جب نماز کو کھڑے ہوتے تھے تو رنگ بدل جاتا تھا اور اس طرح کھڑے ہوتے تھے جس طرح عبد ذلیل بادشاہ جلیل کے سامنے کھڑا ہوتا ہے خوف خدا سے بند بند بلکہ تمام اعضا کانپنے لگتے تھے اور آپ اپنے سر نیاز کو درگاہ بے نیاز مین رکھے یہ عرض کرتے تھے۔

الٰهی نامت العیون وغارت النجوم وانت الملك الحی القیوم غلقت الملوك ابوابها واقامت علیه حراسها وبابك مفتوح للسائلین جئتك لتنظر الی برحمتك یا ارحم الراحمین

خداوندا سب لوگ سو گئے۔ آسمان پر ستارے ڈوبنے لگے مگر تو ایسا بادشاہ زندہ وقیوم ہے جو کبھی نہین سوتا۔ بار الٰہا بادشاہان دنیا نے اپنے دروازے بند کر لیے اور دروازون پر دربان مقرر کر دیے ہین کہ کوئی وہان پہونچ نہین سکتا مگر تیرا دروازہ سائلین کے واسطے کھلا ہوا ہے مین تیرے در پر حاضر ہوا ہون تو میری طرف عین عنایت اور نظر رحمت سے دیکھ کہ تو ارحم الراحمین ہے

اشعار

یا من یجیب دعا المضطر فی الظلم — یا کاشف الضر والبلوی مع السقم

اے قبول کرنیوالے دعا مضطر کے بیچ تاریکی مین — اے دور کرنے والے مصیبت و بلا کے مع بیماری کے

ادعوك رب دعاء قد امرت بہ — فارحم بکائی بحق البیت والحرم

مین تیرے حکم کے بموجب تجھ سے دعا کرتا ہون — اس خانہ معظم اور حرم محترم کا واسطہ میرے رونے پر رحم کر

ان کان عفوك لا يرجوه ذو سرف — فمن يجود على العاصين بالنعم

اگر تیرا فضل اور تیرا عفو گناہگارون کے واسطے نہو — تو پھر گنہگارون پر کون رحم کرنے والا ہے

ایک مرتبہ امام محمد باقر علیہ السلام اپنے پدر بزرگوار کی خدمت مین گئے دیکھا کہ آپ کی عبادت انتہا کے مرتبہ کی بڑھی ہوی ہے۔ جاگنے سے رنگ زرد ہے رونے سے آنکھین ورم کر گئین ہین کثرت سجود سے پیشانی پر گھٹہ پڑ گیا ہے۔ اور کثرت قیام سے دونون پاون پر ورم آگیا ہے۔ امام علیہ السلام فرماتے ہین کہ جب مین نے یہ حال دیکھا رونے لگا تھوڑی دیر کے بعد وہ حضرت میری طرف متوجہ ہوے اور فرمایا اے فرزند وہ صحیفہ جس مین عبادت علی ابن ابی طالب لکھی ہے لے آو۔ جب مین نے لاکر دیا تھوڑا سا اس مین سے پڑھا اور گھبرا کر رکھدیا اور فرمایا کس کی مجال ہے کہ مثل علی ابن ابی طالب کے عبادت کر سکے۔ اور جنکو آپ رسول اللہ کے قدم بہ قدم چلنا بتاتے ہین اُن کی نماز کا حال بقول شبلی صاحب یہ تھا کہ۔

> کوئی ضروری کام آپڑتا تو حضرت عمر پہلے اسکو انجام دیتے۔ ایکدفعہ اقامت ہو چکی تھی اور صفین درست ہو چکی تھین کہ ایک شخص صف سے نکلکر آپکی طرف بڑھا وہ اس کی طرف متوجہ ہوگئے اور دیر تک اس سے باتین کرتے رہے۔

ہمنے جو حالات آپ کے زہد و تقوی اور روزہ نماز کے الفاروق سے لے کر اسی جلد مین بعنوان شواہد نقلی لکھے ہین وہ ملاحظہ فرمائین۔ غرض خلق و مروت۔ مرتبت و ہمت۔ اطاعت و عبادت سخاوت و شجاعت حلم و حیا صبر و رضا۔ زہد و اتقا۔ جود و سخا۔ مہر و وفا۔ خلت و صفا۔ اور رحم و کرم وغیرہ وغیرہ صفات مین کونسی صفت ایسی ہے جس مین آل رسول نے آنحضرت صلعم کی پیروی نہین کی۔ اللھم صل علی محمد و آل محمد

پس یہی خاصان خدا ہین جو ہر امر مین رضائے الٰہی ملحوظ رکھتے تھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم بہ قدم چلتے تھے جسکا مداح خود خداوند عالم ہے نہ کہ وہ مہاجرین و انصار جو طالب دنیا تھے۔ جو اپنے اغراض کی خاطر خلاف سنت رسول مقبول صلعم بیت المال قائم کرکے غنی بن گئے۔ چونکہ ان حضرات کو خوب معلوم تھا کہ حضرت علیؑ تو ہر امر مین رسول کے قدم بقدم چلین گے اسی لئے مجلس شوریٰ مین اُن جناب سے خلافت دینے کے لئے سیرت شیخین پر عمل کرنیکی شرط کی گئی تھی جس سے آپ نے قطعاً انکار کیا اور فرمایا کہ مین کتاب خدا اور سنت رسول پر عمل کرونگا۔

علامہ ابن ابی الحدید معتزلی نے شرح نہج البلاغہ جلد اول صفحہ ۹ مقدمہ کتاب مین خلفا ثلاثہ کے طرز عمل کی طرف اشارہ کیا ہے۔

جناب امیرؑ صاحب الرائے اور مدبر تھے

واما الرای والتدبیر فکان	یعنی رائے اور تدبیر مین حضرت علی کا
من اسدّ الناس رایا واصحھم	درجہ سب سے بڑھا ہوا تھا آپ کی رائے
تدبیرا وھو الذی اشار علی	سدید ہوتی تھی اور تدبیر آپ کی صحیح حضرت
عمر لما عزم علی ان یتوجہ بنفسہ	ہی نے عمر کو اسوقت رائے دی تھی جبکہ وہ خود
الی حرب الروم والفرس بما اشار	حرب روم و فارس کو جا رہے تھے اور انھون
وھو الذی اشار علی عثمان	نے اوسپر عمل کیا حضرت نے عثمانؓ کو
بامور کان صلاحہ فیھا ولو قبلھا	کیسی کیسی رائین دین کہ اگر وہ ان پر
لم یحدث علیہ ما حدث وانما	عمل کرتے تو ان آفتون مین نہ مبتلا ہوتے۔
قال اعداءہ لا رأی لہ لانہ	یہ جملہ آپ کے دشمنون نے گڑھا ہے کہ
کان متقیدا بالشریعۃ لا یری	حضرت صائب رائے نہ تھے کیونکہ آپ
خلافھا ولا یعمل بما یقتضی	پابند شریعت تھے اوسکے خلاف کرنا

الدين تحريمه وقد قال عليه السلام
لولا الدين والتقى لكنت ادهى العرب
وغيره من الخلفاء كان يعمل بمقتضى
ما يستصلحه وليستوفقه سواء كان
مطابقا للشرع او لم يكن ولا ريب ان
من يعمل بما يودى اليه اجتهاده ولا يقف
مع ضوابط وقيود يمتنع لاجلها مما يرى
الصلاح فيه تكون احواله الدنياوية
الى الانتظام اقرب ومن كان
بخلاف ذلك تكون احواله الدنياوية
الى الانتشار اقرب

(از رد تحفہ ص ۲۵۵)

جائز نہ جانتے اور وہ باتین نہ کرتے جواز روے
دین حرام تھین۔ چنانچہ خود حضرت نے
فرمایا اگر خیال دین و تقوی نہوتا تو ہم
تمامی عرب سے زیادہ چالاک ہوتے۔
دوسرے خلفاء اس طرح پابند نہ تھے وہ
مصلحت وقت کے مطابق عمل کرتے تھے
خواہ شریعت کے موافق ہو یا اسکے خلاف۔
اور ظاہر ہے کہ جو شخص اپنی راے اور
اجتہاد پر عمل کرتا ہے وہ کسی ضابطہ شرعی
و قاعدہ دینی کا پابند نہین ہوتا اسکے امور
دنیویہ منتظم ہوتے ہین اور جو اوسکے خلاف
کرتا ہے اکثر امور دنیویہ مین انتشار ہوتا ہے

اور صفحہ ۸۰ مین اور زیادہ تفصیل سے لکھا ہے اور وہ یہ ہے۔ سبب مخالفت جناب امیرؑ۔

وروى علي بن محمد بن ابي سيف
المدائني عن فضيل بن الجعد قال
آكد الاسباب في تقاعد العرب عن
امير المومنين عليه السلام امر المال
فانه لم يكن يفضل شريفا على مشروف
ولا عربيا على عجمي ولا يصانع الرؤساء

علی بن محمد ابو یوسف مدائنی فضیل بن
جعد سے روایت کرتے ہین کہ سب سے بڑا
سبب عرب کی مخالفت کا جناب امیر سے
یہی مال تھا کہ وہ حضرت نہ کسی شریف کو
زیادہ مال دیتے نہ عربی کو عجمی پر فضیلت
دیتے نہ روسا نہ امراء قبائل کا زیادہ خیال

وامراء القبائل كما يصنع الملوك
ولا يستميل احدا الى نفسہ وكان
معاوية بخلاف ذلك فترك الناس
عليا والتحقوا بمعاوية فشكى على عليہ
السلام الى الاشتر تخاذل اصحابہ
وفرار بعضهم الى معاوية فقال
الاشتر يا امير المومنين انا قاتلنا
اهل البصرة باهل البصرة واهل
الكوفة ورأى الناس واحد وقد
اختلفوا بعد وتعادوا وضعفت
النية وقل العدد وانت تاخذهم
بالعدل وتعمل فيهم بالحق
اذ عموا بہ واغتموا من العدل
اذ صاروا فيہ وراؤ صنائع معاوية
عند اهل الغناء والشريف
فتاقت انفس الناس الى الدنيا
وقل من ليس للدنيا بصاحب
واكثرهم يجتوى الحق ويشترى
الباطل ويوثر الدنيا فان تبذل

کرتے جو قاعدہ سلاطین کا ہے اور نہ کسی کو
مال کے ذریعہ سے اپنی طرف مائل کرتے اور
معویہ کا عمل اسکے خلاف تھا اس وجہ سے عرب
نے حضرت کا ساتھ چھوڑ دیا اور معاویہ سے
مل گئے جناب امیر نے اسکی شکایت کی مالک
اشتر سے کہ لوگ ہمارا ساتھ چھوڑ کر معویہ سے
ملے جاتے ہین تو مالک اشتر نے جواب دیا کہ
یا حضرت پہلے ہمنے خود اہل بصرہ کے ساتھ
اہل بصرہ و اہل کوفہ کی معیت مین جہاد کیا
اوس وقت رائے ایک تھی اسکے بعد اختلاف
پیدا ہوا اور نیتین ضعیف ہوگئین اور تعداد
اونکی کم ہوگئی آپ سب کے ساتھ عدل
کرتے ہین اور حق کے مطابق عمل کرتے ہین
وضیع و شریف مین آپ کے نزدیک کوئی
فرق نہین تو جو لوگ آپ کے ساتھ ہین وہ بھی
آپ کے عدل و انصاف سے گھبرا اوٹھے
اور اون ترکیبون کو دیکھا جو معاویہ کرتا ہے
اہل غنا و شرف کے ساتھ کیونکہ کم لوگ
ایسے ہین جو دنیا کے خواہان نہون اکثر تو

المال یا امیر المومنین یمیل
الیك اعناق الرجال وتصف
السنتهم لك ویستخلص ودهم
صنع الله لك یا امیر المومنین
وکبت اعداءك وقص جمعهم
واوهن کیدهم وشتّت امورهم
انه بما یعلمون خبیر فقال علی
علیه السلام امّا ما ذکرت
من عملنا وسیرتنا بالعدل
فان الله عزوجل یقول من
عمل صالحا فلنفسه ومن اساء
فعلیها وما ربك بظلام
للعبید وانا من ان اکون
مقصرا فیما ذکرت اخوف واما
ما ذکرت من ان الحق ثقل
علیهم ففارقونا لذلك
فقد علم الله انّهم لم یفارقونا
من جور ولا لجؤا اذ فارقونا الی عدل لم
یلتمسوا الا دنیا زائلة عنهم کان قد فارقوها

ایسے ہوتے ہین جو حق کو بیچکر باطل خریدتے
ہین اور دنیا کو اختیار کرتے ہین۔ پس اگر
آپ مال دنیا سے بخشش کرین تو دیکھین کسطرح
لوگون کی گردنین آپ کی طرف جھکتے ہین
اور کیسے خیر خواہ بنجاتے ہین خدا آپ کے
امور کو درست کرے اور دشمنون کے جمعیت
اور کید و مکر کو پراگندہ کرے۔ انه
بما تعملون خبیر
جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا تمنے جو کہا کہ
ہم عدل و انصاف سے کام لیتے ہین تو
خداوند عالم فرماتا ہے من عمل صالحا
فلنفسه ومن اساء فعلیها وما ربك
بظلام للعبید یعنی جس نے
اعمال نیک کئے تو اپنے واسطے کئے اور اگر
اعمال بد ہین تو اوسکا وبال اوسی پر پڑے گا
اور اللہ اپنے بندون پر ظلم نہین کرتا۔
اب اگر ہم اس مین تقصیر کرین تو خدا سے
خوف کرتے ہین۔ رہا یہ امر کہ حق اون پر گران
گذرتا ہے اس وجہ سے وہ ہم سے جدا ہو جاتے ہین

وليسئلن يوم القيٰمة الدّنيا
ارادوا ولله عملوا واما ما ذكرت
من بذل الاموال واصطناع
الرجال فانه لا يسعنا ان نوتي
امرا من الفئ اكثر من حقه
وقد قال الله سبحانه وتعالى
وقوله الحق كم من فئة قليلة
غلبت فئة كثيرة باذن
الله والله مع الصابرين وقد
بعث الله محمدا صلى الله
عليه واٰله وحده فكثره بعد
القلة واعز فئة بعد الذلة
وان يرد الله ان يولينا
هذا الامر يذلل لنا صعبه
ويسهل لنا حزنه وانا
قابل من رايك وما
كان لله عز وجل
رضا وانت من امن الناس
عندي وانصحهم لي

توخدا جانتا ہے کہ انھون نے اسوجہ سے مفارقت
نہین کی کہ ہم نے اون پر کوئی ظلم کیا ہوا ورنہ
ہمکو چھوڑ کر وہ کسی عادل کی پناہ مین جاتے
ہین بلکہ اونکی غرض وہی دنیا ہے جو زائل
ہونے والی ہے اُسی کی خواہش مین جاتے ہین
اور بروز قیامت ان سے سوال کیا جائے گا
کہ دنیا کی خواہش کی تھی یا خدا کے لئے عمل
کیا تھا۔ رہا یہ امر کہ ہم بھی بذل مال کرین اور
اس ذریعہ سے لوگون کو مایل کرین تو ہمکو جائز
نہین کہ مال غنیمت سے کسی کو اُس کے حق سے
زیادہ دین حالانکہ خداوند عالم فرماتا ہے۔
ایسا بھی ہوتا ہے کہ خدا کے حکم سے گروہ قلیل
گروہ کثیر پر غالب آتا ہے اور خدا صبر کرنے والونکے
ساتھ ہے اور خدا نے حضرت کو مبعوث برسالت
کیا جو تنہا تھے پھر بعد قلت خدا نے انکو بڑھایا
اور بعد ذلت عزیز کیا تو اگر خدا کو یہ منظور ہے
کہ ہمارے امور کی اصلاح کرے تو ان سختیونکو
دور کر دے گا اور اُس کی دشواریونکو آسان
کرے گا اور ہم تمھاری وہ رائے قبول کرینگے

واوثقهم فی نفسی ان شاء الله -	جس مین خداوند عالم کی رضا ہے اور تم ہمارے نزدیک سب سے زیادہ امین و معتمد علیہ اور خیر خواہ ہو۔
(ایضاً صفحہ ۲۵۲)	

کون پیغمبر کا پیرو تھا

اب ہمارے بھائی چشم انصاف سے ان روایتون کو ملاحظہ فرمادین اور خود ہی فیصلہ کرین کہ آل رسول اور اصحاب رسول مین کون اپنے پیغمبر کے قدم بقدم چلتا تھا۔ کون پابند حرص و ہوا تھا۔ اور کون اُس سے پاک رہا۔ کس نے بمقابلہ آخرت دنیا کو ترجیح دی اور کس نے آخرت کو۔

قولہ تعالیٰ

تلک الدار الآخرۃ نجعلہا للذین لا یریدون علوا فی الارض ولا فسادا والعاقبۃ للمتقین	دنیا کی نعمتین تو ہر کس و ناکس کو مل جاتی ہین مگر یہ آخرت کا گھر ہے جسکی نعمتون کو ہمنے اُن لوگون کیلئے خاص کر رکھا ہے جو شخص دنیا مین کسی طرح کی شیخی نہین کرنا چاہتے اور نہ فساد کے خواہان ہین۔ اور انجام بخیر تو پرہیزگارون ہی کا ہے۔
(سورۂ قصص)	

الحاصل اگر کل مہاجرین و انصار کی ہجرت و نصرت محض رضائے خدا کے لئے تھی تو میدان جنگ مین اپنے پیغمبر کو تنہا دشمنون مین چھوڑ کر غنیمت لوٹنے مین مشغول ہو جانے اور تقسیم مال کے وقت باہم لڑنے جھگڑنے اور صرف اپنے ہی آپ کو مال کا مستحق بتانے اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے "اعدل یا محمد" کہنے، اور خدائے پاک کا سورہ انفال نازل فرمانے کا سبب کیا تھا۔

اگر حضرت ابوبکرؓ اور دیگر اصحاب نے قیدیان بدر سے فدیہ لینے کا مشورہ بنظر ترحم دیا تھا تو نزول آیہ کریمہ۔

تریدون عرض الدنیا	تم خواستگار دنیا ہو اور خدا آخرت چاہتا ہے

والله یرید الاخرة لولا کتاب من الله سبق الخ

اگر نہ لکھ چکا ہوتا خدا اپنے علم میں تو اس فدیہ لینے سے تم پر سخت عذاب نازل کرتا۔

کا باعث کیا تھا۔ اگر کلہم اجمعین طمع وحرص سے پاک تھے تو خدائے پاک کا یہ ارشاد کہ

منکم من یرید الدنیا ومنکم یرید الاخرة

تم میں سے کوئی طالب دنیا ہے اور کوئی طالب آخرت۔

کن لوگوں کے نسبت ہے۔

قال

دوسرے اگر تمام مہاجرین و انصار نے ہجرت و نصرت دنیا کی طمع پر کی تھی تو خدا کا مہاجرین و انصار کی تعریف کرنا معاذ اللہ فضول و مہمل ہوا جاتا ہے۔ اس لئے جبکہ کسی نے خدا کے لیے ہجرت و نصرت نہیں کی تو کس کی شان میں خدا والسابقون الاولون من المہاجرین والانصار فرماتا ہے۔ اور جب سب کے سب منافق تھے تو کن کے نسبت لقد رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ ارشاد کرتا ہے۔ اور بعضوں کی ہجرت اور نصرت خدا کے لیئے اور بعضوں کی دنیا کے لئے تھی تو اونکا نشان دیکھئے کہ وے کتنے صاحب تھے جنہوں نے خدا کے لئے ہجرت و نصرت کی جب نام لینا اور نشان دینا شروع کروگے تو سوائے تین چار کے اور کوئی نہ نکلے گا اور تین چار کی ہجرت اور نصرت کے ثبوت سے کچھ فائدہ حاصل نہ ہوگا۔

اقول

کون کہتا ہے کہ جمیع مہاجرین وانصار نے ہجرت ونصرت بطمع دنیا کی تھی معاذ اللہ حالانکہ صدہا مہاجرین وانصار تھے جنھون نے غزوات مین خدا ورسول پر اپنی جانین نثار کین اور ایمان پر خاتمہ کیا۔ اللہ جل شانہ والسابقون الاولون اون کی شان مین فرماتا ہے جنھون نے پہلے پہل دین کیلئے گھر چھوڑے اور ہر طرح کی ایذائین اُٹھائین اور ہنگام جدال وقتال اپنے سینون کو تیرون سے غربال کیا مگر اپنے پیغمبر کے تن پاک پر ایک بھی تیر نہ آنے دیا انھین کے حق مین رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ فرماتا ہے۔ اُن خالص مخلصون کے اسلام اور ہجرت کا حال تفصیل کے ساتھ جلد اول مین درج ہو چکا ہے لیکن اگر بروے اعتقاد اہلسنت تمام مہاجرین وانصار نے ہجرت اور نصرت خدا کے لئے کی تھی تو خدا کا مہاجرین وانصار کی مذمت وعتاب فرمانا معاذ اللہ فضول ومہمل ہوا جاتا ہے اسلئے جبکہ کلہم اجمعین نے خدا ہی کے لئے ہجرت اور نصرت کی تھی تو پھر خدا کس کی شان مین

منکم من یرید الدنیا ومنکم — تم مین کوئی طالب دنیا ہے اور کوئی

من یرید الاخرۃ — طالب آخرت۔

فرماتا ہے اور جب سب کے سب پکے مسلمان اور پکے ایمان والے تھے تو۔

فاعتذروا قد کفرتم — بہانہ مت کرو تم ایمان لانے کے بعد

بعد ایمانکم — پھر کافر ہو گئے۔

کس کے حق مین ارشاد کرتا ہے۔

قال

آیات الٰہی کہ مہاجرین و انصار کی ہجرت و نصرت خدا کے لئے تھی۔

تیسرے اللہ جل شانہ نے خود اپنی کتاب مین اس شبہ کو دور کر دیا اور اپنے مہاجرین و انصار کی طرف سے جواب دیدیا چنانچہ اور دو آیتون مین اللہ جل شانہ اس امر کی تصدیق کرتا ہے کہ مہاجرین و انصار نے جو کچھ کیا میرے ہی واسطے کیا ہے چنانچہ ہم دو آیتون کو ایک مہاجرین کی نسبت دوسری انصار کی نسبت بیان کرتے ہین۔

پہلی آیت — اللہ جل شانہ مہاجرین کے نسبت فرماتا ہے۔

الذین اخرجوا من دیارھم — جو لوگ نکالے گئے اپنے گھرون سے انسے کوئی قصور

بغیر حق الا ان یقولوا — نہین ہوا تھا سوا اسکے کہ وہ اللہ کو اپنا پروردگار

ربنا اللہ — کہتے تھے اور کفر کو چھوڑ کر مسلمان ہو گئے تھے۔

اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مہاجرین کے ہجرت کا باعث سوا اسکے دوسرا نہ تھا کہ کفار ان کے اسلام لانے سے خفا ہو گئے تھے اور اونکے خدا کو رب نہ کہنے سے ناراض ہو گئے تھے اسی قصور مین انھون نے ایذا دہی شروع کی اور بہ مجبوری انکو گھر بار چھوڑنا پڑا۔ اب اس آیت کو سن کر بھی حضرات شیعہ یہ کہین کہ مہاجرین نے بہ طمع دنیا ہجرت کی تھی تو اونکو زیبا ہے ہمارے تو منہ سے ایسی بات نکل ہی نہین سکتی۔

اقولُ

تردید بلاشبہ اللہ جل شانہ نے ”الذین اخرجوا من دیارھم الخ“ سے خاص خاص مہاجرین کی ہجرت کی تصدیق کی ہے نہ کلہم اجمعین کی ؎

ولیکن نہ جملہ زرا ہِ یقین | بکے بھر دنیا بکے بھر دین

چنانچہ مہاجرین طالبان دنیا کے قول کے بارہ مین جو روایتین ہم اوپر نقل کر آئے ہین وہ انکی دنیا طلبی پر شاہد ہین۔

ان مہاجرین نے دنیا کو دین پر ترجیح دی حتی کہ میدان جنگ سے غنیمت لوٹنے کو فرار ہو جاتے تھے۔ چنانچہ مال غنائم کی نسبت جناب مولوی شبلی صاحب سیرت النبی جلد اول صفحہ ۲۴۴ مین یہ تحریر فرماتے ہین کہ :۔

ابوداؤد کتاب الجہاد جلد اول صفحہ ۳۴۴ مین ہے کہ کسی نے آنحضرت صلعم سے پوچھا ایک شخص خدا کی راہ مین جہاد کرنا چاہتا ہے لیکن کچھ دنیوی فائدہ بھی چاہتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اسکو کچھ ثواب نہین ملے گا۔ قرآن مجید مین غنیمت کے متعلق متاع دنیوی کا لفظ آتا تھا اور اوسکی طرف انہماک اور وارفتگی پر ملامت کی جاتی تھی۔ جنگ احد مین اس بنا پر شکست ہوئی کہ کچھ لوگ کفار کا مقابلہ چھوڑ کر غنیمت مین مصروف ہو گئے تو یہ آیت اتری۔

منکم من یرید الدنیا ومنکم من یرید الاخرۃ | تم مین کچھ لوگ دنیا کے طلب گار ہین اور کچھ آخرت کے۔

چونکہ خدائے عز و جل ہر ایک کے حالت قلبی سے واقف و آگاہ ہے اور وہ مومن و منافق کو خوب جانتا ہے اس لئے اوس نے دوسری آیتون مین مہاجرین کی نسبت صاف الفاظ مین ارشاد فرما دیا۔

کہ مہاجرین یہ خیال نکرین کہ وہ صرف بحیثیت مہاجر ہونے ہی کے خوشنودی خدا کے مستحق ہو جائینگے۔ بلکہ ہم انکو آزمائینگے کہ آیا جہاد مین ثابت قدم رہے۔ اور سختیان اور تکلیفین صبر و تحمل کے ساتھ برداشت کین۔

قولہٗ تعالیٰ

ثم ان ربك للذين هاجروا	بیشک تمھارا پروردگار۔ ان لوگون کو جنھون نے
من بعد ما فتنوا ثم جاهدوا	اپنے گھر چھوڑے اور جہاد کیا اور صبر کیا انکی
وصبروا ان ربك من بعدها لغفور الرحيم ۵ پ ۱۴ ع ۲۰	آزمایش کرنے کے بعد بخشنے والا اور مہربان ہے

اس سے ماقبل کی آیت فالذين هاجروا واخرجوا من ديارهم مین بھی یہ توضیح فرما دی ہے کہ "جنھون نے ہماری راہ مین ایذائین اٹھائین اور قتل کیا اور قتل کئے گئے" اصحاب ثلثہ کا خدا کی راہ مین گھر چھوڑنا اوس کی راہ مین ایذائین اٹھانے کا حال اوپر تفصیل سے بیان ہو چکا ہے حضرت ابوبکر جو سب صدیقون کے سردار اور افضل الصحابہ اور افضل المہاجرین کہے جاتے ہین ان کی ہجرت کا حال یہ ہے کہ پہلی ہی منزل سے ابن الدغنہ کافر کے ساتھ مکہ واپس آ گئے مشرکین و کفار نے حسب رائے ابن الدغنہ پھر آپ سے کچھ تعرض نہ کیا آخر حضرت اپنی قوم کے ساتھ امن و امان سے مکہ مین رہے۔

پس ان آیتون سے بخوبی منکشف ہوتا ہے کہ کل مہاجرین و انصار کی ہجرت و نصرت خدا کے لئے نہتھی یہی سبب ہے کہ جو ان مین منافق تھے انھون نے تقسیم مال غنیمت مین آنحضرت صلعم پر خیانت کا الزام لگایا خلاف آداب رسالت گفتگو کی جسکو ہم مفصل پہلی جلد مین بیان کر آئے ہین غرض اللہ جل شانہ کے کلام سے شیعون کے عقائد کی تصدیق ہوتی ہے نہ کہ اہلسنت والجماعت کی۔ جو اپنے اغراض کی خاطر خدا کی رضامندی منافقین سے منسوب کرتے ہین پس باوجود اس علم کے کہ صحابۂ ممدوحین کا نہ ایمان درست تھا نہ ہجرت اور نہ نصرت اسپر بھی حضرات اہلسنت وجماعت یہ فرمائین کہ کل مہاجرین نے خدا کیلیے ہجرت کی تھی اور جمیع انصار نے اللہ کیلیے نصرت کی تو یہ فرمانا انھین کو زیبا ہے ہمارے منہ سے تو ایسی بات نکل ہی نہین سکتی

قال

دوسری آیت مین اللہ جل شانہ انصار کی شان مین فرماتا ہے۔

والذین تبوء الدار والایمان	اور جو لوگ مہاجرین سے پہلے مدینہ مین رہتے
من قبلھم یحبون من ھاجر الیھم و	تھے وہ چاہتے ہین ان لوگون کو جو ہجرت کرکے
لایجدون فی صدورھم حاجۃ مما اوتوا	ان کے پاس آئین اور جو کچھ مہاجرین کو دیاجاتا ہے
ویوثرون علی انفسھم ولوکان	اس کا کچھ خیال نہین کرتے اگرچہ وہ خود ہی محتاج
بھم خصاصۃ ومن یوق شح	ہین اور اپنی جانون سے زیادہ مہاجرین کو چاہتے
نفسہ فاولئک ھم	ہین اور کچھ بھی حرص وطمع نہین رکھتے اور جو ایسے
المفلحون	ہین وہی فلاح پائینگے۔

پس دیکھنا چاہئے کہ خدا انصار کی کیسی تعریف کرتا ہے اور اس امر کی کہ انکی نصرت صرف واسطے خدا کے ہے کیسی توصیف فرماتا ہے پس ہم حیران ہین کہ جب اللہ جل شانہ مہاجرین کی ہجرت کو صرف اپنے واسطے فرماے اور انصار کی نصرت کو فقط اپنے لئے تصدیق کرے اوسپر بھی شیعون کے منہ سے یہ بات نکلے کہ اونکی ہجرت ونصرت دنیا کے واسطے تھی۔

اقول

اللہ جل شانہ کی تصدیق انہین انصار کے نسبت ہے جنہون نے لوجہ اللہ مہاجرین کو اپنے گھرونمین ٹھیرایا اور انکی مدد کی اور جب جہاد کا حکم ہوا تو رسول اللہ صلعم کے قدمون پر اپنی جانین نثار کین اور خاتمہ ایمان پر کیا اللہ جل شانہ نے اون انصار کی تصدیق نہین کی جنہون نے دنیا کے لئے ٹھرایا تھا۔ اور بقول علمار مفسرین اہلسنت۔

جب روز حنین خدا نے غنیمت مال ہوازن عنایت کی تو رسول اللہ صلعم نے اوس مین سے سو شتر قریشیون کو دئے اوسپر انصار نے کہا کہ خدا رسول کی مغفرت کرے کہ وہ قریشیون کو دیتے ہین اور ہمکو نہین دیتے حالانکہ ہماری تلوارون سے خون قریش ٹپکتا ہے اور جب شدت کا وقت ہوتا ہے اوسوقت ہم پکارے جاتے ہین اور غنیمت کا مال جو ہمارا ہے غیرونکو دیا جاتا ہے۔"

(دیکھو آیات محکمات جلد اول دوسری دلیل)

بلکہ حق سبحانہ وتعالی ایسے انصار و مہاجرین کی حرص و ہوس اور طمع کی تصدیق فرماتا ہے۔

یسئلونک عن الانفال قل	(اے رسول) لوگ تم سے مال غنیمت کے بارہ مین
الانفال للہ والرسول فاتقوا	پوچھتے ہین تم کہدو کہ وہ اللہ اور رسول کا ہے اور
اللہ واصلحوا ذات بینکم و	تم اللہ سے ڈرتے رہو اور اپنے باہمی جھگڑونکی اصلاح
اطیعوا اللہ ورسولہ ان کنتم	کرو۔ اور اگر تم مومن ہو تو اللہ اور اوسکے رسول کی
مومنین۔	اطاعت کرو۔

پس ہم حیران ہین کہ جب اللہ جل شانہ بہشتر مہاجرین کی ہجرت کو صرف دنیا کے لئے فرمائے اور آیت انفال نازل فرماکر انصار کے طمع کی تصدیق کرے پھر بھی ہمارے بھائیونکے منہ سے

یہ بات نکلے کہ کل مہاجرین کی ہجرت اور جمیع انصار کی نصرت خدا کے واسطے تھی۔ اِن ہذا الشئی عجاب۔ قولہ تعالیٰ۔

افلا یتدبرون القران ام	کیا وہ لوگ قرآن پر غور نہین کرتے اور
علی قلوب اقفالھا	نہین سمجھتے کیا اونکے دلون پر قفل لگے ہوئے ہین

قال

اے یارو ذرا تو سوچو کہ تم خدا کے کلام کی تصدیق کرتے ہو یا تکذیب۔ اللہ کے حکم کو مانتے ہو یا اوس سے مقابلہ کرتے ہو۔ خدا تو فرمائے کہ مہاجرین و انصار اچھے اور تم کہو کہ نہین وہ برے سے برے۔ وہ کہے کہ مین اون سے راضی اور وہ مجھسے راضی۔ تم کہو کہ نہین بالکل غلط نہ خدا اون سے راضی اور نہ وہ خدا سے راضی۔ اللہ فرمائے کہ انھون نے میرے لئے ہجرت کی اور نصرت میرے واسطے کی اور تم کہو نہین وہ دنیا کی طمع سے نکلے۔ حرص و دولت کے پیچھے پیغمبر کی نصرت مین شریک ہوے۔ آخر ذرا تو غور کرو کہ کیا کہتے ہو اور کیا کرتے ہو۔ ۱۱ میہ خدا کے کلام کی تصدیق نہین کرتے

اے بھائیو ایک آیت دو آیتین ہون تو اوسکی تاویل ہو سکتی ہے اوسکے معنی بن سکتے ہین جب سارا قرآن مجید مہاجرین و انصار کے ذکر سے بھرا ہے تو کہان کہان تاویل کروگے کس کس آیت کی تحریف معنوی فرماوگے۔

تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہی

حقیقت یہ ہے کہ مذہب تو عبد اللہ بن سبا کا اختیار کر لیا مگر اب کوئی بات بن نہین پڑتی نہ تو قرآن مجید سے انکار ہو سکتا ہے نہ اسکی تصدیق کیجاتی ہے ؎

عشق چہ آسان نمود آہ چہ دشوار بود ۔۔۔ ہجر چہ دشوار بود یار چہ آسان گرفت

اقول

امامیہ تصدیق کرتے ہین۔

الحمد للہ علی احسانہ شیعیان علی خدا ورسول کے احکام پر چلتے ہین اور ان کا مذہب بموجب حدیث قرطاس قرآن واہلبیت پر ہے۔ عبد اللہ بن سبا ایک یہودی کافر تھا جو جناب امیر علیہ السلام کو خدا مانتا تھا اُن جناب نے اسکو بہت سمجھایا ڈرایا کہ اس کفر سے باز رہے مگر وہ نہ مانا آخر آپ نے اسکو جلوا دیا۔ جناب شاہ صاحب نے اپنے مذہب کو فروغ دینے کی خاطر مذہب امامیہ اثنا عشریہ کو اُس ملعون سے منسوب کر دیا ہے۔ پس ہم خدائے پاک کے کلام کی تصدیق کرتے ہین۔ چونکہ مہاجرین و انصار مین مومن و منافق دونون گروہ شامل تھے لہذا محض ہجرت ایمان کامل کی دلیل نہین ہے۔ قرآن مجید مین متعدد مقامات پر اصحاب منافقین کا ذکر ہے ان کے بارہ مین متعدد آیتین آیات محکمات جلد اول مین اور اس جلد مین بھی درج ہو چکی ہین۔ پس اُن مین جو مومن تھے انہین کو خدائے عزوجل نے اچھا فرمایا ہے۔ اور ہم بھی حسب قول باریتعالیٰ ولیعلمن اللہ الذین آمنوا ولیعلمن المنفقین، ضرور اللہ انکو بھی جان لیگا جو ایمان لے آے اور وہ منافقون کو بھی خاطر خواہ جان لیگا، مومنین کو اچھا اور منافقین کو برا سمجھتے ہین۔

بھائیو ذرا تو سوچو کہ تم خدائے پاک کے کلام کی تصدیق کرتے ہو یا تکذیب۔ اللہ کے حکم کو مانتے ہو یا اوس سے مقابلہ کرتے ہو۔ خدا تو اصحاب رسول کی نسبت صاف ارشاد فرماے کہ۔

منھم المومنون واکثرھم الفاسقون ۝ اُن مین مومن بھی ہین اور بہتیرے فاسق

تم کہو نہین نہین جمیع صحابہ عدول اند، وہ تو بابن شروط۔

ثم ان ربك للذین ھاجروا من بعد ما فتنوا ثم جاھدوا وصبروا ان ربك من بعدھا لغفور رحیم ۝ بیشک تمہارا پروردگار اُن لوگون کو جنھون نے اپنے گھر چھوڑے اور جہاد کئے اور صبر کیا اُنکی آزمایش کرنے کے بعد بخشنے والا اور مہربان ہے۔

وعدہ مغفرت فرمائے، تم کہو سب غلط خدا نے اُنکے حق مین فرمادیا ہے کہ اعملوا ماشئتم فقد غفرت لکم۔ جو چاہو کرو مین نے تمکو بخشدیا۔ اللہ تعالی تو غزوہ حنین سے اصحاب کے فرار ہوجانے پر بایں الفاظ پاک۔

لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ	خدا نے تمھاری بہتیرے مقامات پر (غیبی) امداد کی
ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم	اور جنگ حنین کے روز جب تمھین اپنی کثرت نے
فلم تغن عنکم شیئاً وضاقت	مغرور کردیا تھا پھر وہ کثرت تمھین کچھ بھی کام نہ آئی
علیکم الارض بما رحبت ثم	اور تم ایسے گھبرائے کہ زمین باوجود اس وسعت کے
ولیتم مدبرین ۝	تم پر تنگ ہوگئی پھر تم پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے۔

شہادت دے۔ اور جناب شاہ صاحب فرمائین۔ اما فرار حنین در حقیقت فرار نبود۔

عزیزو ایک آیت ہو دو آیتین ہون انکی تاویل ہوسکتی ہے اُس کے معنی بن سکتے ہین۔ جب سارا قرآن اصحاب منافقین کے ذکر سے بھرا ہوا ہے تو کہان کہان تاویل کروگے اور بہ نسبت حفظ قرآن کس کس آیت کی تحریف معنوی فرماؤگے۔ ع

تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہی

حقیقت یہ ہے کہ مذہب تو تمنے اپنے اُن پیشواؤن کا اختیار کرلیا جنھون نے خلاف اطیعوا اللہ ورسولہ عمل کیا۔ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انی تارک فیکم الثقلین الخ کو پس پشت ڈال کر ایک نیا دین ومذہب قائم کرلیا تھا مگر اب کوئی بات بن نہین پڑتی۔ نہ قرآن مجید سے انکار ہوسکتا ہے اور نہ اوس کی تصدیق کی جاتی ہے ؎

عشق چہ آسان نمود آہ چہ دشوار بود   ہجر چہ دشوار بود یار چہ آسان گرفت

قال اللہ تبارک وتعالی۔

وقد کان فریق منھم	حالانکہ ایک گروہ اُن مین ایسا ہے کہ

يسمعون كلام الله ثم يحرفونه — کلام خدا کو سنتے ہین پھر بعد اس کے کہ اُسے سمجھ
من بعد ما عقلوه وهم يعلمون ۝ — چکے ہون جان بوجھکر اُس مین تحریف کرتے ہین
(س بقرہ ع ۹)

احوال ہجرت و شہادت انصار سید الشہداء علیہ السلام

اس موقع پر ہم معزز ناظرین کی توجہ آیہ کریمۂ والسابقون الاولون سے ان الفاظ پاک والذین اتبعوهم باحسان الخ پر مبذول کراتے ہین اور کچھ ذکر ان خالص مومنین کا کرتے ہین جنھون نے ان مہاجرین وانصار کا اتباع کیا اور بسبب قبول حسن طاعت در یافت خوشنودی خدا حاصل کی اور اس آیت کے مصداق ہوئے۔ چنانچہ تفسیر حسینی مین ہے۔

وآنانکہ متابعت کردند سابقان را بایمان وطاعت مراد سائر صحابہ اند مہاجر و انصار کہ پیروی سابقان کردند وگفتہ اند کہ متابعت ایشان کند تا قیامت از زمرۂ متابعان خوشنود شد خدا ے از ایشان بقبول طاعت ایشان ۔ سابق ولاحق درین رضا داخل اند۔ (جلد اول صفحہ ۲۶۷)۔

ان سے مراد ہماری وہ چند نفوس پاک ہین جنھون نے در دوین سے محض خدا اور رسول کی خوشنودی کیلئے اپنے عیال واطفال اور گھر بار چھوڑ کر سبط رسول الثقلین جناب امام حسین علیہ السلام کی نصرت وحمایت کی اور اپنی جانین امام علیہ السلام پر نثار کین۔ صاحب مجمع البیان علیہ الرحمہ آیہ وافی ہدایہ۔

اذن للذين يقاتلون — اجازت دیگئی ان لوگون کو جن سے (مشرکین)
بانهم ظلموا وان الله على — لڑا کرتے ہین اسوجہ سے کہ ان پر ظلم کیا گیا بہ تحقیق
نصرهم لقدير ۝ الذين — کہ اللہ ان (مومنین) کی مدد کرنے پر قادر و توانا
اخرجوا من ديارهم — ہے وہ لوگ ایسے ہین کہ اپنے گھرون سے

بغیر حق الا ان یقولوا ربنا — ناحق نکالے گئے۔ انکا اسکے سوا کوئی قصور نہ تھا

اللہ ؕ (پ ۱۷ع ۱۳) — کہ وہ یہ کہا کرتے تھے کہ ہمارا پروردگار خدائے واحد ہے۔

کی یہ تفسیر کرتے ہین کہ یہ اول آیت ہے جو جہاد کے بارہ مین نازل ہوی جب آنحضرت صلعم مکہ مین تھے تو کفار مسلمانون کو بہت اذیت پہنچایا کرتے تھے وہ لوگ آکر جناب رسول خدا صلعم سے شکایت کیا کرتے تھے حضرت فرما دیتے تھے کہ صبر کرو ابھی ہمین حکم جہاد نہین ہوا ہے یہان تک کہ آپ نے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی اسوقت یہ آیت نازل ہوی۔

آیہ والسابقون کا اتمام اہلبیت پر

جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ آیت شان مین تو مہاجرین کے نازل ہوی مگر اسکا انجام و اتمام اہلبیت رسول خدا پر ہوا کہ ان پر ظلم کیا گیا اور وہ ناحق اپنے اپنے گھرون سے نکالے گئے۔

امام حسین کا خطبہ مکہ مین۔

جناب امام حسین علیہ السلام کے لئے ایک امر خاص تھا جو اور کسی کے واسطے نہ تھا وہ یہ کہ اس جناب کو آوارہ وطن ہی نہین کیا بلکہ تمام شہرون سے اور ملکون سے آپ کو منع کیا کہ کسی جگہ اور کسی مقام پر بھی حضرت کو امان نہ ملے۔

وہ حضرت خود فرماتے تھے کہ اگر سوراخ مار وکژدم مین بھی پناہ لون تو وہان سے بھی ظالم مجھے نکال کر قتل کرینگے اور یہ ظلم وستم فقط اُن حضرت پر ہی منحصر نہ تھا بلکہ آپ کے سب عزیز و انصار و عیال و اطفال مبتلائے مصائب و آلام ہوے۔ واحسرتا کہ مدینہ سے جدا ہو کر خدا کے گھر مین پناہ لی مگر وہان بھی پناہ نہ ملی۔ حج بھی نکرنے پائے تھے کہ وہان سے بھی عورتون اور بچون کے ساتھ سفر غربت اختیار کرنا پڑا۔ چنانچہ جسوقت آپ نے وہان سے کوچ فرمانے کا ارادہ کیا تو ایک خطبہ مسجد الحرام مین ارشاد کیا اور حاجیون سے خطاب کرکے فرمایا۔

ایہا الناس جو شخص راہ خدا مین جان دینا چاہے وہ میرے ہمراہ ہو کہ کل صبح یہان سے میرا کوچ ہے قسم بخدا مین دیکھتا ہونکہ گویا گرگان صحرا میرے جسم کو درمیان نواویس و کربلا کے پارہ پارہ کررہے ہین

مگر کسی نے جواب ندیا۔ حالانکہ حاجیون کا مجمع کثیر تھا جنمین صحابہ و تابعین سب جمع تھے مثل عبداللہ بن عمر و عبداللہ بن زبیر وغیرہ کے اور سب اسلام کے مدعی تھے۔ سبط رسول بہ سبب جبر و تشدد حج چھوڑ کر اپنی قتل گاہ کی طرف جا رہا ہے مگر ان حجاج اور صحابہ اور تابعین مین کوئی بھی ایسا مسلمان نہ تھا جس کے دل مین رسول اللہ کی اتنی بھی محبت ہوتی کہ وہ فرزند رسول کی حمایت اور نصرت کو جزو ایمان سمجھتا اور نصرت کرتا۔ باوجودیکہ اکثر وہ اصحاب بھی اس مجمع مین موجود تھے جو بلاواسطہ خود جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد سن چکے تھے کہ میرا بیٹا حسین زمین کربلا پر مارا جائیگا جو تم مین سے اسوقت موجود ہو اسکی مدد کرے۔

واخرج ابن السکن والبغوی	یعنی کتاب الصحابہ مین ابن السکن اور بغوی
فی الصحابۃ وابو نعیم من طریق	اور ابو نعیم نے سخیم سے روایت کی ہے کہ انس بن
سخیم عن انس بن الحارث قال	حارث نے کہا کہ مین نے جناب رسول اللہ سے
سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ	یہ فرماتے سنا کہ یہ بیٹا میرا اس زمین مین مارا
وسلم یقول ان ابنی ھذا یقتل	جائیگا جس کا نام کربلا ہے پس جو شخص تم لوگون مین
بارض یقال لھا کربلاء فمن یشھد	سے وہان موجود ہو اسکی مدد کرے۔ پس انس
ذلک منکم فلینصرہ فخرج انس بن الحارث	بن حارث کربلا گئے اور امام حسین کے ساتھ
الی کربلا فقتل بھا مع الحسین	شہید ہوے۔ (دیکھو سر الشہادتین شاہ عبدالعزیز صفحہ ۲۹)

مگر چند نفوس نے جو سید الشہدا کے ہمراہ تھے بلاشبہ سعادت حاصل کی اور اپنی جانین سبط رسول پر قربان کین۔

احوال شب عاشور

خطبہ شب عاشور

جناب امام حسین علیہ السلام نے اپنے لشکر کے کل اصحاب و انصار کو جمع کیا اور ایک خطبہ بفصاحت

وبلاغت شب نہم ماہ محرم کربلا مین ادا فرمایا۔

یعنے مین حمد و ثنا خداوند عالم کی بجالاتا ہون ہر حال مین خواہ وہ وقت خوشی و مسرت کا ہو یا رنج و مصیبت کا بار الہا مین اس بات کا شکر کرتا ہون کہ تونے ہمکو فضیلت نبوت و رسالت کے ساتھ بزرگی و شرف بھی عطا فرمایا ہے اور ہمکو قرآن مجید تعلیم فرمایا اور مسائل حلال و حرام اور احکام دین سے واقف و آگاہ گردانا ہے۔ پروردگارا تونے ہمکو اپنے فضل و کرم سے گوش شنوا اور چشم بینا اور قلب آگاہ مرحمت فرمایا ہے۔ پس ہمکو تو شاکرین مین محسوب فرما۔ اس کے بعد حضرت فرماتے ہین کہ مین نہین جانتا ہون کسی کے اصحاب کو کہ وہ میرے اصحاب سے زیادہ وفادار ہون۔ اور نہ کسی کے اہلبیت کو زیادہ بہتر و نیکوکار اپنے اہلبیت سے خدا تم سب کو جزا خیر دے۔

بعد اسکے اپنا حال بیان فرماتے ہین کہ

میرا یہ حال ہے کہ ان اشقیا سے ضرور مجھے جنگ کرنی ہوگی اور یہ اشقیا ضرور مجھے قتل کرینگے۔ پس لے میرے اصحاب اعزا آگاہ ہو کہ مین نے تم سب کو اجازت دیدی۔ یہ پردۂ شب تمکو گھیرے ہوے ہے جس طرف جی چاہے چلے جاؤ اور مجھکو تنہا ان دشمنون مین چھوڑ جاؤ کہ یہ لوگ فقط میری ہی جان کے خواہان ہین اور کسی سے انکو کچھ کام نہین ہے "

انصار حسینؑ کا صدق ایمان

شہ نے فرمایا کہ ہو جائینگے کل راہین بند　　جسکو جانا ہو وہ لشکر سے نکل جائے ابھی

رفقا ہنسکے یہ کہتے تھے کہ دہشت کیا ہے　　تیغ کل چلتی ہو گردن پہ تو چل جائے ابھی

الحق ؎

وہ عاشق صادق تھے وہ تھے مومن کامل　　دی تھی انھین خالق نے تمیز حق و باطل

کیا ہوش تھا کیا فہم تھی کیا عقل تھی کیا دل　　کس حسن سے طے کرگئے وہ عشق کی منزل

محراب عبادت خم شمشیر کو سمجھے

جادہ وہ مسافر دمِ شمشیر کو سمجھے

دنیا کے نہ خواہان تھے نہ تھی خواہش اجلال — تھے دوست فقیرون کے نہ تھی حبِ زر و مال
نہ یاد وطن تھی نہ انھین الفت اطفال — شبیرؑ کے عاشق تھے زہے بخت خوشا حال
مقصود یہ تھا جی سے گذر جائینگے پہلے
اس بات پہ مرتے تھے کہ مرجائینگے پہلے

کچھ پیاس کا شکوہ تھا نہ فاقون کی شکایت — ایک ایک تھا پروانۂ مصباح ہدایت
تھی دل مین ولاے پسر شاہ ولایت — لب پر فسیکفیکھم اللہ کی آیت
ہر چند نہ سامان وغا ان کی طرف تھا
حضرت کے یہ تھے ساتھ خدا انکی طرف تھا

مست مئی عرفان تھے وہ سب عاقل و ذی ہوش — تھی غیر خدا سب کی انھین یاد فراموش
دنیا سے بری بار علائق سے سبکدوش — دل یاد الٰہی مین جو یون دیکھو تو خاموش
ہر دم سر تسلیم تھا خم راہ خدا مین
بڑھتے چلے جاتے تھے قدم راہ خدا مین

مرحبا ان کے صدق ایمان و اعتقاد اور صبر و رضا پر۔

کیا جوانان خوش اطوار تھے سبحان اللہ — کیا رفیقان وفادار تھے سبحان اللہ
صفدر و غازی و جرار تھے سبحان اللہ — زاہد و عابد و ابرار تھے سبحان اللہ
زن و فرزند سے فرقت ہوئی مسکن چھوڑا
مگر احمد کے نواسے کا نہ دامن چھوڑا

اللہ اللہ عجب فوج عجب غازی تھے — عجب اسوار تھے بے مثل عجب تازی تھے

گو بہت کم تھے پہ آمادہ جانبازی تھے　　لائق مدح و سزاوار سرافرازی تھے
پیاس ایسی تھی کہ آ آ گئی جان ہونٹون پر
صابر ایسے تھے کہ پھیری نہ زبان ہونٹون پر

زہد مین حضرت سلمان کے برابر تھا کوئی　　دولت فقر و قناعت مین ابا ذر تھا کوئی
صدق گفتار مین عمار کا ہمسر تھا کوئی　　حمزۂ عصر کوئی مالک اشتر تھا کوئی
ہونگے ایسے ہی محمدؐ کے جو شیدا ہونگے
پھر جہاد ایسا ہو گا نہ وہ پیدا ہونگے

گو مصیبت مین تلاطم مین تباہی مین رہے　　سر کٹے پاؤن مگر راہ الٰہی مین رہے
یون سرافراز وہ سب لشکر شاہی مین رہے　　جس طرح تیغ دودم دست سپاہی مین رہے
اس مصیبت مین نہ پایا کبھی شاکی ان کو
آبرو ساقی کوثر نے عطا کی ان کو

وہ تخشع وہ تضرع وہ قیام اور وہ قعود　　وہ تذلل وہ دعائین وہ رکوع اور وہ سجود
یاد حق دل مین تو سوکھے ہوئے ہونٹون پہ درود　　یہ دعا خالق اکبر سے کہ اے رب ودود
یون لٹین ہم کہ نہ آل اور نہ اولاد رہے
مگر احمد کے نواسے کا گھر آباد رہے

پیاس مین حرف نہ شکوے کا زبان پر لائین　　سینۂ صاف پہ فاقون مین سنانین کھائین
دل نہ تڑپے جو دم نزع نہ پانی پائین　　تیرے محبوب کی تائید کرین مر جائین
لاشے مقتل مین ہون لاش شہ دلگیر کے پاس
سر ہون نیزون پہ سر حضرت شبیر کے پاس

اللہ اللہ باوجودیکہ آفت وبلا اور شبانہ روز کی بھوک و پیاس کی تعب مین مبتلا ہین۔ مگر ے

پڑھ پڑھ کے نمازین شب عاشور گذاری   خشکیدہ زبانون پہ رہا شکر ہی جاری
ہردم یہی نعرہ تھا کہ اے ایزدِ باری   اب صبح کو عزت ہے ترے ہاتھ ہماری
خوشنود رہین فاطمہ وہ کام کرین ہم
پہلے ترے محبوب کے پیارے سے مرین ہم

ہم ہین ترے محبوب کے پیارے کے مددگار   مرنے کے لئے آئے ہین یان چھوڑ کے گھربار
یہ بندۂ بیکس ہین مصیبت مین گرفتار   کر رحم کہ ہے ذات تری راحم و غفار
فاقون کے سبب جسم کی طاقت مین کمی ہے
تجھ سے طلبِ قوتِ ثابت قدمی ہے

بیکس ہین مسافر ہین وطن دور ہے گھر دور   ہفتم سے ہمین گھیرے ہے یہ لشکر مقہور
تیرون سے ہون غربال کہ تیغون سے بدن چور   احمد کے نواسے سے جدائی نہین منظور
پھر منہ کسے دکھلائین جو سردار کو چھوڑین
کیونکر ترے مقبول کی سرکار کو چھوڑین

مردون کے لئے ننگ ہے تلوار سے ڈرنا   راحت ہو کہ ایذا ہمین جینا ہمین مرنا
تو چاہے تو مشکل نہین کچھ جی سے گذرنا   اے کل کے مددگار مدد جنگ مین کرنا
فاقو مین ہزارون سے وغا ہو تو مزا ہے
کچھ حق نمک ہم سے ادا ہو تو مزا ہے

یہ ذکر ابھی تھا کہ یکایک خبر آئی   اے چاند ید اللہ کے شب دوپہر آئی   نماز شب عاشور
حضرت کو ستارون کی جو گردش نظر آئی   دل یاد خدا کرنے لگا چشم بھر آئی

فرمایا بڑا اجر ہے بیداری شب کا
اے تشنہ لبو وقت ہے یہ طاعت رب کا

اب عمر بھی آخر ہے نمازین بھی ہین آخر — بے توشہ پہونچنا نہین منزل پہ مسافر
ہر وقت ہے رب دو جہان حافظ و ناصر — اجر اُنکے مضاعف ہین جو ہین صابر و شاکر
مشکل نہ کسی رنج کو سمجھے نہ بلا کو
بندہ وہی بندہ ہے جو بھولے نہ خدا کو

نام اُسکا رہے ورد سفر ہو کہ حضر ہو — موجود سمجھ لے اُسے جنگل ہو کہ گھر ہو
سجدے ہی کرے دکھ مین کہ راحت مین بسر ہو — تسبیح مین شب ہو تو نمازون مین سحر ہو
عشق گل تر ظلم کے خارون مین نہ بھولے
معشوق کو تلوارونکی دھارون مین نہ بھولے

چومے لب سوفار جو سینے مین لگین تیر — دم عشق کا بھرتا رہے زیر دم شمشیر
زخمون کو یہ سمجھے کہ کھلا گلشن توقیر — تکبیر کا نعرہ ہو زبان پر دم تکبیر
کٹنے مین رگون کے نہ صدا آہ کی نکلے
ہر رنگ مین بو الفت اللہ کی نکلے

شہ نے سخن معرفت حق جو سنائے — اشک آنکھون مین ہر عاشق صادق کے بھر آئے
کچھ پیاس کا شکوہ بھی زبانون پہ نہ لائے — سجادے وہین لا کے دلیرون نے بچھائے
تکبیرین ہوئین لشکر اللہ و نبی مین
سب محو ہوئے یاد جناب احدی مین

اللہ تبارک و تعالیٰ قرآن مجید و فرقان حمید مین ارشاد فرماتا ہے۔

انما المومنون الذین اذا	مومن وہ ہین کہ جب خدا کا نام لیا جاے تو
ذکر اللہ وجلت قلوبھم واذا	اون کے دل دہل جائین اور جب اوسکی آیتین
تلیت علیھم ایاتہ زادتھم ایمانا	پڑھکر سنائی جائین تو اون کا ایمان بڑھجاتا ہے
وعلی ربھم یتوکلون ۃ الذین یقیمون	اور وہ اپنے خدا پر بھروسہ کرتے ہین جو نماز
الصلوۃ ومما رزقنھم ینفقون ۃ	بپابندی پڑہتے ہین اور خدا نے جو اونکو روزی
اولئک ھم المومنون حقالھم درجات	دی ہے اوس سے راہ خدا مین بھی کچھ دیتے ہین
عند ربھم ومغفرۃ ورزق کریم	یہ ہین سچے مومن ان کے لئے خدا کے پاس رتبے
(پ ۹ - ع ۱۵)	ہین بخشش ہے اور اچھی روزی ہے ۔

ایہا المومنون عزیزان و اعوان سید الشہدؑا کی طاعت وعبادت پر غور فرماؤ کہ یہ تین دن کے بھوکے پیاسے کس خضوع وخشوع سے اپنے معبود کے سامنے حاضر ہین ۔

اللہ اکبر ان کی عبادت کا ذکر کیا　　　سجدون مین خوفِ حق سے نہ ہلتے تھے شہدا
یہ ہے رجوع قلب یہ ہے طاعت خدا　　　ہون محو جو ادہر انھین کیا فکر ماسوا

تیغین پڑین بدن پہ تو جنبش مین سر نہو
ہو جاے سر قلم تو جسد کو خبر نہو

اوراد مین تھے محو شجاعان ذی کمال　　　تھا ولولہ جہاد کا اور مرگ کا خیال
پڑہتے تھے پنجسورہ واسطے ذوالجلال　　　ادعیہ و وظائف و آیات حسب حال

جز فکر یاد حق تھی نہ فکر ان کے واسطے
تھا ذکر اسم ربک فکر اون کے واسطے

عارف تھے معرفت سے نہ خالی تھی کوئی بات　　　پڑہتے تھے اسم ذات و حروف مقطعات

سمجھے تھے موت کو جو مقدم وہ نیکذات	کہتے تھے الذی خلق الموت والحیات
یارب کا غل کہین تھا کہین یا قدیر کا
نعرہ تھا ربنا والیک المصیر کا

مشغول حمد مین تھا کوئی صاحب یقین	باصد نیاز سجدہ مین تھا کوئی نازنین
قاری دعا، نور کا تھا کوئی مہ جبین	سرمست تھا دعا و قدح سے کوئی حسین
تکیہ کسی کو لطف خدائے جہان پہ تھا
یا من لطفہ لطف زبان پہ تھا

پڑہتا تھا کوئی فتح کا سورہ پئے فتوح	تھی لذت دعائے صباح افضل الصبوح
طوفان غم کا دل کو خطر تھا جو بالوضوح	جوش بکا مین پڑہتا تھا کوئی دعائے نوح
یہ عرض تھی کہ سرور ذیشان کی خیر ہو
اس ناخدائے کشتی ایمان کی خیر ہو

قرآن کی کر رہا تھا تلاوت کوئی متین	یاسین پڑھ کے کرتا تھا دم کوئی مہ جبین
نعرہ کسی کا تھا کہ ترا فضل ہے مبین	کہتا تھا کوئی تن کے وایاک نستعین
حسرت سے تھی کسی کی نظر آسمان پر
تھا اہدنا الصراط کسی کی زبان پر

ہر شخص نشۂ مے وحدت مین چور تھا	کوثر کے اشتیاق مین جوش سرور تھا
لب پر کسی کے وقت دعا یا غفور تھا	ورد زبان کسی کے الیہ النشور تھا
واغفر لنا کوئی بدل زار کہتا تھا
کوئی توفنا مع الابرار کہتا تھا

نماز سحر عاشور

ناگاہ چرخ پر خط ابیض ہوا عیان   تشریف جانماز پہ لائے شہ زمان
سجادے بچھ گئے عقب شاہ انس و جان   صوت حسن سے اکبر مہرو نے دی اذان
ہر اک کی چشم آنسوؤن سے ڈبڈبا گئی
گویا صدا رسول کی کانون مین آ گئی

چپ تھے طیور جھومتے تھے وجد مین شجر   تسبیح خوان تھے برگ و گل و غنچہ و ثمر
محو ثنا کلوخ و نباتات و دشت و در   پانی سے سنہ نکالے تھے دریا کے جانور
اعجاز تھا کہ دلبر شبیر کی صدا
ہر خشک و تر سے آتی تھی تکبیر کی صدا

صف مین ہوا جو نعرۂ قد قامت الصلوٰۃ   قائم ہوی نماز اٹھے شاہ کائنات
وہ نور کی صفین وہ مُصلّیِ ملک صفات   سردار کے قدم کے تلے تھی رہ نجات
مولا تھے جانماز ہدایت بساط پر
یا قبلہ رو کھڑے تھے سلیمان بساط پر

قرآن کھلا ہوا کہ جماعت کی تھی نماز   بسم اللہ جیسے آگے ہو یون تھے شہ حجاز
سطرین تھین صفین عقب شاہ سرفراز   کرتی تھی خود نماز بھی ان کی ادا پہ ناز
صدقے سحر بیاض پہ بین السطور کی
سب آیتین تھین مصحف ناطق کے نور کی

امید مغفرت ہے علی علیم سے   غیر از کرم کچھ اور نہو گا کریم سے
لیکن ڈگے نہ پاؤن رہ مستقیم سے   پہلے اشارہ ہے یہ الف لام میم سے
حبل المتین یہی ہین نجات انکے ہاتھ ہے

قرآن اور آل محمد کا ساتھ ہے

باہم مکبّروں کی صدائیں وہ دل پسند   کرّو بیان عرش تھے سب جس سے بہرہ مند
ایمان کا نور چہروں پہ تھا چاند سے دو چند   خوف خدا سے کانپتے تھے سب کے بند بند
خم گردنیں تھیں سب کی خضوع اور خشوع میں
سجدوں میں چاند تھے تو مہ نو رکوع میں

دنیا سے اُٹھ گیا وہ قیام اور وہ قعود   ان کے لئے تھی بندگی واجب الوجود
وہ عجز وہ طویل رکوع اور وہ سجود   طاعت میں نیست جانتے تھے اپنی ہست و بود
طاقت نہ چلنے پھرنے کی تھی ہاتھ پاؤں میں
گر گر کے سجدے کرتے تھے تیغوں کی چھاؤں میں

ادھر تو یہ تین دن کے بھوکے پیاسے محو طاعت پروردگار تھے۔ اُدھر وہ سمیع و بصیر انکی اس عبادت و طاعت پر ملائکہ مقربین سے فرماتا تھا ؎

اسدم تھی یہ آواز پس پردۂ قدرت   اے قدسیو دیکھو مرے بندوں کی عبادت
نہ پیاس کا شکوہ ہے نہ فاقوں کی شکایت   یہ زہد یہ تقوی یہ اطاعت یہ ریاضت
کونین میں یہ صاحب اقبال و شرف ہیں
عالم ہوں کہ ان لوگوں کے دل میری طرف ہیں

پرسش نہ لحد میں نہ حساب انکے لئے ہے   یہ لائق رحمت ہیں ثواب انکے لئے ہے
موتی سے جو ہے صاف وہ آب انکے لئے ہے   میں جس کا ہوں ساقی وہ شراب انکے لئے ہے
اس نخل ریاضت کے ثمر ان کو ملیں گے
جو عرش کے نیچے ہیں وہ گھر انکو ملیں گے

الغرض۔ سہ

فارغ ہوے نماز سے جب قبلۂ انام   آئے مصافحہ کو جوانان تشنہ کام
چومے کسی نے دست شہنشاہ خاص عام   آنکھیں ملیں کسی نے قدم پر باحترام
کیا دل تھے کیا سپاہ سعید ورشید تھی
باہم معانقے تھے کہ مرنے کی عید تھی

زاری تھی التجا تھی مناجات تھی ادہر   وان صف کشی و ظلم و تعدی شور و شر
کہتا تھا ابن سعد یہ جا جا کے نہر پر   گھاٹون سے ہوشیار ترائی سے باخبر
دوروز سے ہے تشنہ دہانی حسین کو
ہان مرتے دم نہ دیجو نہ پانی حسین کو

تعقیب فرض صبح ابھی پڑہ رہے تھے شاہ   تیر آئے رن سے کئی سوے خیمہ گاہ
کی مڑکے شاہ نے رخ عباس پر نگاہ   غازی نے عرض کی کہ بڑہ آتی ہے سپاہ
لازم ہے جنگ خیمہ کے ڈیوڑہی سے دور ہو
روکے انھیں غلام جو حکم حضور ہو

اسکو خدا کا رن کو جانا اور انصار کو اپنے مراقب نظر آنا

شہ نے کیا اشارہ کہ چلتے ہین ہم بھی اب   آنے دو تیر جاؤ نہ تم جو رضائے رب
چپ رہ گیا یہ سنکے وہ غازی بصد ادب   سجدے مین سر جھکا کے اٹھے شاہ تشنہ لب
رخصت کو بیبیون سے علی کا خلف گیا
بیت الشرف مین نیر برج شرف گیا

زینب تھین بیحواس پریشان تھے سر کے بال   چلاتی تھین دہائی ہے یا ئیزد ذوالجلال
روتے تھے دیکھ دیکھ کے حضرت بہن کا حال   غل تھا کہ مرنے جاتا ہے خیر النسا کا لال

فرماکے الوداع ہر ایک سوگوار سے

خیمہ سے نکلے شاہ پیمبر مزار سے

نکلے محل سے کر کے یہ حسرت کی گفتگو — دیکھا کہ سر بکف ہین جوانان ماہرو

کہنے لگے پکار کے شبیر نیک خو — اے سالکان جادۂ تسلیم ارکبوا

خاصان حق کے واسطے دنیا گذشت ہے

باگین اٹھاؤ سامنے باغ بہشت ہے

یہ کہکے جلوہ گر ہوے حضرت سمند پر — دوڑی نثار ہونے کو شوکت سمند پر

پائی جو مصطفےٰ کی بضاعت سمند پر — نازل ہوی کریم کی رحمت سمند پر

ہم طلعت نبی رخ شبیر ہوگیا

کھچکر فرس براق کی تصویر ہوگیا

رن کو سواری شہ جن و بشر چلی — پیچھے تمام فوج ملک نوحہ گر چلی

گھوڑے کے ساتھ فاطمہ تھامے جگر چلی — شبدیز کیا چلا کہ نسیم سحر چلی

طبقہ تمام نور الٰہی سے عرش تھا

سونیکی تھی زمین تو ستارون کا فرش تھا

جسدم ہوے سوار مجاہد بکر و فر — فرمایا شاہ دین نے کہ دیکھو اٹھا کے سر — جنت کا سما

پودے جو لیکے باگون کے یکبار کی نظر — جنت مین جھومتے نظر آنے لگے شجر

ہر سمت وا بہشت کے دروازے ہوگئے

میوے نظر وہ آے کہ دل تازے ہوگئے

آراستہ بہشت برین کے چمن جو پاے — سب کی زبان سے یہی نکلا کہ ہاے ہاے

مژدے جو بار بار شگوفون نے کچھ سنائے　　غنچون کی طرح غنچہ دہن تن کے مسکرائے
یون خندہ زن ہوئے چمن مرتضیٰ کے گل
کھلتے ہین جیسے وقت سحر کھلکھلا کے گل

رخت زمردین مین ہر ایک نخل تھا نہال　　تھا خوش قدی کا اپنی ہر ایک سرو کو خیال
طاوس وجد مین رخ لالہ خوشی سے لال　　ہر سو نسیم چلتی تھی اٹھکھیلیون کی چال
طوبا تو مست یاد الٰہی تھا اوج مین
کوثر بھی جوش مارتا تھا اپنی موج مین

نہرین وہ صاف آئینۂ قدرت ودود　　خود جنکی آبرو کے نگہبان تھے فیض وجود
بالائے تہہ کا حال کما ینبغی نمود　　پیاسے وفور شوق مین پڑھنے لگے درود
راہِ تعلقات جہان کاٹنے لگے
نہر لبن کو دیکھکے لب چاٹنے لگے

بالائے شاخسار جو کی یک بیک نظر　　ہوش اڑ گئے بھڑک گئے دیکھے وہ جانور
سرخ و کبود و سبز و منقش ہر اک کا سر　　شکلین جو مختلف تو مخطط شکم کے پر
سرمایۂ جمالِ ومحاسن متاع سے تھے
شہپر چمک مین رشکِ خطوطِ شعاع تھے

ترکیب ہر اک کی عیان شانِ داوری　　لعلین کسی کی چشم مگر جسم اخضری
بالکل بسان سنگ ستارہ کوئی زری　　یکرنگ کوئی غیرت یاقوت احمری
سادہ تھا اک تو رشکِ دُرِ شاہوار تھا
سر سے قدم تک ایک جواہر نگار تھا

زرین کسی کا سر متلون کلی کلی　　مقیش کی کسی کے پرون مین جھلاجھلی
سر پر کسی کے نام محمدؐ لکھا جلی　　سینے پہ بعض کے بخط سبز یا علیؑ
کتنون کے جسم بھر پہ رقم پنجتن کے اسم
اکثر کے بازونپہ حسینؑ و حسنؑ کے اسم

پیاری ادا وہ انکی ہر اک جو نظر کو بھائے　　خوش نغمیون پہ ہر دل غمدیدہ لوٹ جائے
پھولے بصد سرور کبھی گاہ چہچہائے　　پلٹے کبھی ادھر کبھی ان ڈالیون پہ آئے
پتی ہلی تو رہ گئے پر تولتے ہوئے
چٹکی کلی تو ہل کے اڑے بولتے ہوئے

زہراؑ کے باغ کے نظر آئے جو نونہال　　سبزان خلد کو بھی مسرت ہوئی کمال
جو پھل تھا وہ مراد کو پہونچا زہے جمال　　ڈالی مین سیب کا ہوا چہرہ خوشی سے لال
خرمون نے خرمی کا طریقہ ادا کیا
رمان تر نے خندۂ دندان نما کیا

ہر برگ ہاتھ اٹھا کے پکارا یہ برملا　　کیا گلبدن ہین صل علی آل مصطفا
بلبل ہزار جان سے ہوئی دیکھکر فدا　　حورین سب آ کھڑی ہوئین غرفونکو کر کے وا
نرگس کے گل جما کے نظر تاکنے لگے
انگور بھی بغور ادھر تاکنے لگے

طوبا کو یہ ہوا تھی کہ سایہ مین میرے آئین　　ہر قصر منتظر تھا کہ تشریف ادھر کو لائین
کوثر یہ چاہتا تھا کہ پیاس آ کے یان بجھائین　　مشتاق ڈالیان تھین کہ ان نعمتونکو کھائین
انجام عشق دلبر مشکل کشا یہ ہے

میوے تھے ذوق وشوق مین طرفہ مزا یہ ہے

حوران عین سے یک بیک آنکھین ہوئین چار   تیر نگاہ ناز ہوے ہر جگر کے پار
بولین وہ ہمکو آپ تمھارا ہے انتظار   جلد آؤ اب کہ ہجر کا صدمہ ہے ناگوار

جنت یہ ہے یہ جام شراب طہور ہین
حوران خلد ہم ہین یہ اعلی قصور ہین

ہر دم سہانا وقت ہے نہ روز ہے نہ شب   کیسا ملال ہوتا ہے کیا چیز ہے تعب
پتون کو کرتی ہے متحرک نسیم جب   سنتے ہین ان سے نغمہ دلکش عجب عجب

عیش وطرب کا چار طرف ساز وبرگ ہے
یان درد ہے، نہ غم، نہ تغیر، نہ مرگ ہے

آراستہ ہوے ہین تمھارے لئے یہ گھر   سب فرش ہے حریر بہشتی کا سر بسر
روشن ہے صورت دل عارف ہر ایک در   پردے مثال چادر مہتاب جلوہ گر

بر مین درخت پہنے ہوے رخت نور ہین
ایوان جواہرات کے ہین تخت نور ہین

ہر شے مین شان صنعت پروردگار ہے   ہر رنگ کے گلون پہ ہمیشہ بہار ہے
گلشن کا رخت سبز جواہر نگار ہے   شاخون سے حسن دست نگار آشکار ہے

یان کی زمین بھی ہے تو عنبر سرشت ہے
گویا دلھن بنا ہوا سارا بہشت ہے

ذرے یہ بیان کے صدقہ ہے دنیا کی کائنات   وہ عاریت سرا تو ہمیشہ ہے بے ثبات
یہ پر فضا مقام یہ حلے یہ میوہ جات   پہونچے یہان کہ رنج والم سے ہوی نجات

جو کچھ تمھارے واسطے سامان ہین چین کے
اے گا خوشی مین دلاے حسین کے

سب کی نظر سے جب وہ مرقع ہوا نہان
ہر اک نے تڑپ کے رخ شاہ انس و جان

فرمایا کیا سمان نظر آیا کرو بیان
کی عرض سب نے دیکھ لیا گلشن جنان

جنت مین ہم تھے گو تھے قدم یان کی خاک پر
مولا نثار آپ کے نعلین پاک پر

سنتے ہوے بڑھے شہ عالم بصد وقار
تنتنے چلے جلو مین عزیز و رفیق و یار

غل قدسیون مین تھا کہ زہے شان کردگار
ہے گلشن نبی پہ خزان مین عجب بہار

دیکھو شکوہ بادشہ مشرقین کی
فردوس مین چلی ہے سواری حسین کی

پہونچے جو رزمگاہ مین شاہنشہ امم
کانپی زمین لرزنے لگا وادی ستم

ریتی مین گاڑ گاڑ کے نیزے بصد حشم
باندھا پرا سپاہ خدا نے کھلا علم

بھرے ہزبر فوج کے جنگل کو دیکھکر
گھوڑون پہ جھومنے لگے مقتل کو دیکھکر

حضرت سید الشہدا علیہ السلام ایک ناقہ بلند پر سوار ہوے اور لشکر مخالف کے قریب تشریف لے گئے دیکھا کہ سارا میدان کثرت سواران و پیادگان سے ایک بحر مواج اور دریاے ناپید اکنار معلوم ہوتا ہے اور اسی مجمع مین عمر سعد کھڑا ہے حضرت نے باآواز بلند فرمایا۔ اے گروہ اشرار واے قوم جفا شعار تم سب متوجہ ہوکر میرا کلام ہدایت التیام سنو اور میرے قتل مین جلدی نہ کرو چونکہ ابلاغ و افہام مجھپر واجب ہے لہذا اتماماً للحجۃ تمھارے سامنے اس کلام کو بیان کرتا ہون آگے تمھین اختیار ہے

لشکر مخالف کو ہدایت و نصیحت

مانو چاہے نہ مانو یہ سنکر سب اہل لشکر خاموش ہو گئے حضرت نے فرمایا۔

الحمد لله الذی	مین اُس خدا کا شکر کرتا ہون جس نے دنیا کو
خلق الدنیا وجعلها	پیدا کیا۔ اور اسکو مقام فنا و زوال قرار دیا۔
دار فناء وزوال متصرفة	دنیا کے رہنے والونکا حال ایک طرح پر نہین
باهلها حالا بعد حال فالمغرور	رہتا۔ کبھی راحت ہے تو کبھی ملال کبھی شادی
من غرته والشقی من فتنته	ہے تو کبھی رنج۔ اے گروہ کوفہ و شام اس شخص
فلا تغرنکم الدنیا فانها تقطع	نے جو دنیا کے مکر و فریب مین آگیا فریب کھایا کہ
رجاء من رکن الیها وتخیب طمع	اور وہ شخص جو دنیا پر فریفتہ ہو گیا بدبخت و
من طمع فیها واراکم قد اجتمعتم	مردود ہے پس تمکو لازم ہے کہ اس دنیا کے
علی امر قد اسخطتم الله فیه	فریب اور جال مین نہ پھنسو کہ اس دنیا نے
علیکم واعرض بوجهه الکریم	کسی سے وفا نہین کی بلکہ اس شخص کو جو
عنکم واحل نقمته وجنبکم	اس سے بہتری اور خیر کی امید رکھتا ہے ناکام
رحمته اقررتم بالطاعة	اور مایوس کر دیتی ہے۔ اے گروہ ناعاقبت اندیش
وامنتم بالرسول ثم انکم	مین دیکھتا ہون کہ تم سب ایسے امر پر مجتمع ہوئے ہو
زحفتم الی ذریته وعترته	جس سے خداوند قہار تم پر غضبناک ہے اور اپنے
تریدون قتلهم استحوذ	تمھاری طرف سے روئے رحمت کو پھیر لیا ہے
علیکم الشیطان	اور تمھارے لئے عذاب معین کر رکھا ہے۔
فانساکم ذکر الله العظیم	پہلے تم نے وحدانیت خداوند رب العالمین کا
فتبا لکم ولما	اقرار کیا بعد ازاں رسالت خاتم النبین کا اعتقاد رکھا

ترید ون انا للہ
وانا الیہ راجعون



پھر اب کیا باعث ہوا کہ تم سب کے سب دفعۃً مرتد ہو گئے اور اسلام سے یکبارگی ہاتھ اٹھا لیا اور اہل بیت رسول کے قتل پر آمادہ و مستعد ہو گئے اور ذریت علی و بتول کے دشمن بن گئے۔ آگاہ ہو کہ شیطان تم پر ایسا مسلط ہو گیا ہے کہ اوس نے یاد خدا کو تمہارے دلون سے بالکل محو کر دیا ہے۔ پس اے ہو تم پر اور تمہارے اس ارادہ پر کیا تم نہین جانتے کہ تم سبکی بازگشت ایک دن اسی حاکم عادل اور منتقم حقیقی کی طرف ہے۔

پھر حضرت نے کلام خدا دونون ہاتون پر بلند کیا اور فرمایا بینی و بینکم کتاب اللہ اے گروہ اشقیا یہ کتاب خدا میرے اور تمہارے درمیان ہے گویا مراد حضرت کی یہ تھی کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی (کہ مین تم مین دو عظیم القدر چیزین چھوڑتا ہون ایک کتاب خدا اور ایک اپنی عترت) پس یہ قرآن ہے اور مین عترت رسول ہون۔ لہذا قرآن کا اور میرا احترام کرو اور مجھے قتل نہ کرو۔ جابر بن عبد اللہ انصاری۔ ابو سعید خدری۔ زید بن ارقم۔ انس بن مالک اور سہیل بن سعد ساعدی یہ سب اصحاب رسول ابھی زندہ موجود ہین ان لوگون نے بارہا سنا ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے الحسن والحسین سیدا شباب اہل الجنۃ حسن و حسین جوانان اہل بہشت کے سردار ہین۔ ان لوگون سے دریافت کر لو کہ مین نے جو بیان کیا سچ ہے یا نہین۔ عمر سعد نے جب دیکھا کہ لشکر کا رنگ بدلا چاہتا ہے تو پکار کے کہنے لگا اے بے عقلو کس کا کلام سن رہے ہو۔ یہ فرزند علی ابن ابی طالبؑ ہین قسم بخدا یہ وہ فصیح و بلیغ ہین کہ اگر آج تمام دن بیان کے لئے کھڑے ہون تو ہرگز ساکت نہون یہ کہکر وہ خود پسند تو اپنے خیمہ کی طرف مڑا اور ادھر۔

آغاز جنگ و انصار کی شہادت

ناگاہ فوج شام مین بجنے لگے دُہل　　تیغین کھچین چمکنے لگے برچھیون کے پھل
کرکین کمانین آنے لگے ناوک اجل　　شیرون کے تیورون پہ پڑے اطرف بھی بل
تن تن کے ہونٹ چاب کے تھرا کے رہ گئے
تیرون کے زخم شاہ کو دکھلا کے رہ گئے

بڑھ بڑھ جو خود سرون نے مبارز کئے طلب　　یاور امام پاک کے برہم ہوے غضب
تھی ایسی منچلون کو توقف کی تاب کب　　دیکھا ہر اک نے مڑ کے رخ شاہ تشنہ لب
فرمایا شہ نے عزم ادہر ہے فساد کا
اچھا لڑو کہ وقت اب آیا جہاد کا

جانے لگے یہ سنتے ہی غازی پے جدال　　ہونے لگا نبرد کا میدان لہو سے لال
رہ رہ کے گرم ہوتا تھا ہنگامۂ قتال　　دیتا تھا داغ ایک کے بعد ایک فی یکمال
رہنا تھا ناگوار جو دنیائے زشت مین
انجام کار سب ہوئے داخل بہشت مین

سبحان اللہ ؎

رُتبے یہ تھے کہ لڑ کے سپاہ جہول سے　　پہلے گئے بہشت مین آل رسول سے

غرض ؎

سب ناصران قبلۂ عالم بچھڑ گئے　　غربت مین دل کو دیکے عجب غم بچھڑ گئے
کیا جراتین دکھا کے وہ ضیغم بچھڑ گئے　　فوج نکو گر کے درہم و برہم بچھڑ گئے
اعدا کے ہاتھ بھر امان دمبدم اٹھے
خود اٹھ گئے پہ رن سے نہ ان کے قدم اٹھے

پیدا ہونگے ایسے وفادار جان نثار　　خوش فہم خوش نہاد خوش اطوار جان نثار
صفدر ہر معرکہ جرار جان نثار　　پیرو امام پاک کے ابرار جان نثار

آیا کسی جگہ نہ خلل اعتقاد مین
پیچھے رہے نماز مین آگے جہاد مین

قال اللہ تبارک وتعالی یا ایہا　　اے مسلمانو جب کسی گروہ سے مڈبھیڑ ہوجاے
الذین آمنوا اذا لقیتم فئۃ فاثبتوا　　تو ثابت قدم رہو اور بار بار خدا کا نام لیتے
واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون　　جاؤ تو تم کامیاب ہوگے

(انفال)　　(جلد اول صہ ۲۴۴)

تقابل نماز اصحاب رسولؐ و انصار حسینؑ

بھا یوذرا اصحاب حسین کے ایمان و اعتقاد پر نظر فرما کر ان اصحاب رسولؐ کے بیچے اسلام اور پکے ایمان پر بھی غور فرما ؤ جو جنگ احد و حنین وغیرہ مین اپنے پیغمبر کو تنہا چھوڑ کر فرار ہو جاتے تھے نہ صرف جہاد ہی مین بلکہ عین نماز مین بھی۔ چنانچہ ایک دفعہ مدینہ مین قحط تھا اور جمعہ کے دن جناب رسولخدا صلعم مسجد مین نماز پڑھ رہے تھے کہ شام سے کوئی قافلہ غلہ سے کر تالیان بجاتا ہوا آ پہونچا اصحاب یہ آواز سنتے ہی کچھ غلہ خریدنے اور کچھ سیر و تماشے کی غرض سے بارہ آدمیون کے سوا سب کے سب نماز توڑ کر چلتے ہوے جیساکہ خداوند متعال سورہ جمعہ مین اس کا ذکر فرماتا ہے۔

واذا راوا تجارۃ او لھوا انفضوا　　اور انکی حالت تو یہ ہے جب یہ لوگ
الیہا وترکوک قائما ط　　سودا بکتا یا تماشا ہوتا دیکھین تو اسکی طرف
(سورہ جمعہ)　　ٹوٹ پڑین اور تمکو کھڑا ہوا چھوڑ دین۔

اور اصحاب حسین نے روز عاشورہ اپنے امام کے پیچھے عین معرکہ جہاد اور تیرون کی بوچھار مین نماز باجماعت پڑھی وہ نماز ظہر تھی جو بطریق نماز خوف قصر تھی مگر بعض اصحاب کو تو پوری قصر بھی ممکن نہین ہوئی

بلکہ قصر نماز مین بھی قصر ہوا یعنی اثناء نماز مین تیر ستم کھاکے خاک پر گر پڑے اور شہید ہو گئے حق تعالی
انکی شان مین فرماتا ہے والذین ھم علی صلاتھم یحافظون (اور یقیناً کامیاب بچ جانیوالے
مومن وہ ہین جو اپنی نماز کی محافظت کرتے رہے) جیساکہ صاحب تفسیر مجمع البیان نے جناب امام
موسی کاظمؑ سے روایت کی ہے کہ یہ آیت اصحاب جناب امام حسینؑ کی شان مین نازل ہوی ہے۔
فی الواقع مومنین کیا اصحاب تھے حضرت کے کہ ایسے وقت نازک مین کہ تلوارین چل رہی تھین تیرونکا
مینہ برس رہا تھا وہ لوگ نماز کو نہ بھولے اور اسکی محافظت کی بلکہ خود اسکی محافظت کی جو ہمہ تن جان
نماز تھا اور جسپر صلوات و سلام بھیجے بغیر نماز ہی درست نہین، چنانچہ لکھا ہے کہ روز عاشورہ وقت
زوال ابوثمامہ صیداوی نے عرض کی اے مولا میری جان آپ پر فدا ہو یہ ملاعین بہت قریب آ گئے
ہین واحب ان القی اللہ وقد صلیت ھذہ الصلوۃ (اور مین مشتاق ہون کہ نماز
آپ کے ساتھ بجماعت پڑھ کے خداے تعالی کی حضوری حاصل کرون) حضرت نے سر مبارک آسمان کی
طرف اُٹھایا اور فرمایا ذکرت الصلوۃ جعلک اللہ من المصلین (اے ابوثمامہ اسوقت
جو تنے نماز یاد کی خدا تمھین نماز گزارون مین محسوب کرے) ہان یہ اول وقت ظہر ہے ان منافقون سے
کہو کہ اتنی ہمین مہلت دیدو کہ نماز ظہر ادا کرلین ۔ بموجب ارشاد حضرت ان ظالمون سے کہا گیا کہ فرزند
رسولخدا تم سے نماز پڑھنے کی مہلت مانگتا ہے حصین بن نمیر نے جواب دیا کہ حسین کی نماز قبول نہوگی۔
حبیب بن مظاہر نے فرمایا اے شقی تعجب ہے کہ فرزند رسولخدا کی تو نماز قبول نہو اور تجھ ایسے فاسق و فاجر
کی نماز قبول ہو۔ جب حضرت نے دیکھا کہ یہ ملاعنہ مہلت نہین دیتے تو آپنے زہیر بن قین اور سعید
بن عبداللہ سے فرمایا کہ تم میرے آگے کھڑے ہو جاؤ کہ مین نماز پڑھلون چنانچہ وہ دونون بزرگ
سامنے کھڑے ہو گئے۔ لکھا ہے کہ جب لشکر مخالف سے کوئی تیر آتا تھا تو یہ بزرگوار داہنے اور بائین
جھک جھک کر اپنے اپنے سینے پر لے لیتے تھے تاکہ آقا پر کوئی گزند نہ پہونچے یہانتک کہ سعید سعادت

زخمون کی کثرت سے زمین پر گر پڑے اور شہید ہو گئے۔

تقابل اصحاب بدر و اصحاب حسین ع

اسی طرح ان کے جہاد اور حسن اعتقاد کا بھی ان اصحاب بدر سے تقابل کرو جو غزوہ بدر کو مدینہ سے نکلنے مین ہچکچاتے تھے گویا وہ سمجھتے تھے کہ موت کے منہ مین جا رہے ہین جیسا کہ خداے پاک فرماتا ہے

وان فریقا من المومنین ۔ حالانکہ مسلمانون کا ایک گروہ اس سے
لکارھون ٭ یجادلونک فی الحق ۔ ناخوش تھا وہ تم سے حق ظاہر ہونے کے پیچھے بھی
بعد ما تبین کانما یساقون الی ۔ جھگڑتا ہے گویا کہ وہ موت کی طرف ہنکائے
الموت وھم ینظرون ٭ پ ۹ ع ۱۵ ۔ جا رہے ہین اور موت کے تئین دیکھ رہے ہین

بیشتر اصحاب غزوات مین بطمع غنیمت مجاہدین کے ساتھ شریک ہو جایا کرتے تھے اور جنگ چھوڑ کر غنیمت لوٹنے لگتے تھے۔ جب بدر مین خداے عز و جل نے خبر دی کہ مال کفار ہاتھ آے گا یا لڑائی ہوگی۔ تو پیغمبر خدا صلعم نے اصحاب سے پوچھا کہ دونون صورتون مین کونسی پسند کرتے ہو باستثناء چند مومنین سب نے جنگ سے کراہت کی اور مال پر رغبت ظاہر کی جیسا کہ خدا فرماتا ہے اذ یعدکم اللہ احدی الطائفتین الخ۔ یعنی جب خدا تمسے قریش کے قافلہ اور قریش کی فوج مین سے ایک کا وعدہ کرتا ہے کہ وہ تمھارے لئے ہے تم چاہتے ہو کہ بے خرخشہ والا گروہ تمکو ملجاے (یعنی قافلہ مال) اور خدا چاہتا ہے کہ حق کو اپنے حکم سے ثابت کرے اور باطل کو مٹا دے گو گنہگار اس سے رنجیدہ ہون اور اصحاب حسین سب تکالیف و مصائب پیش نظر رکھکر جان دینے ہی کے لئے اپنے اپنے گھر سے نکلے تھے اصحاب بدر باستثناء خالص مومنین مقابلہ اعداء سے پرہیز کرتے تھے جیسا کہ خداے پاک شہادت دیتا ہے،،

وتودون ان غیر ذات الشوکۃ تکون لکم (یعنی تم لوگ چاہتے تھے کہ لڑائی نہوتی) اور اصحاب حسین کا روز عاشور یہ حال تھا کہ ایک دوسرے پر سبقت کرتا تھا اور اپنے آپ کو تلوارون کی باڑھ پر ڈالے دیتا تھا اور یہی چاہتا تھا کہ سب سے پہلے مین ہی اپنے آقا پر فدا ہون اور شہید ہو کر زندگانی جاوید

حاصل کرون اور خدا کے پاس سے روزی پانیکا مستحق ہو جاؤن۔ چنانچہ جسوقت جہاد کا اذن ملا تو اس مژدہ سے انکے چہرے سرخ ہو گئے۔ سبحان اللہ کیا شوق شہادت تھا کہ ؎

یون جاتے تھے میدان شہادت مین وہ ابرار ۔۔۔ جس طرح کہ بچھڑی ہوئی بلبل سوے گلزار
خود روکتے تھے فرق پہ جب پڑتی تھی تلوار ۔۔۔ باران کرم جانتے تھے تیرون کی بوچھار
برچھی جو لگی نخل شہادت مین پھل آیا
جان آگئی جسوقت پیام اجل آیا

زخمون کو عطاے صمدی جانتے تھے وہ ۔۔۔ آزار کو لطف احدی جانتے تھے وہ
جینے کو مقدر کی بدی جانتے تھے وہ ۔۔۔ مرنے کو حیات ابدی جانتے تھے وہ
سوکھے ہوے ہونٹون پہ محمدؐ کی ثنا تھی
دو روز کی پیاس انکے لئے آب بقا تھی

قربان تو لاے حبیب ابن مظاہر ۔۔۔ یکسان صفت مہر مبین باطن و ظاہر
عصیان سے بری طیب و پاکیزہ و طاہر ۔۔۔ جانبار جہاندیدہ فن جنگ سے ماہر
سر ہلتا تھا پیری سے قد راست مین خم تھا
اس پر بھی کچھ آگے ہی جوانون سے قدم تھا

رعشا تھا کہ قابو مین نہ تھے دست نکوکار ۔۔۔ پر ایک مین محکم تھی سپر ایک مین تلوار
جب شہ کی طرف تیر لگاتے تھے ستمگار ۔۔۔ یہ بڑھ کے اوسے روکتے تھے سینہ پہ ہر بار
بھائی مرے پاس آؤ یہ فرماتے تھے شبیر
جب تیر انھین لگتا تھا تڑپ جاتے تھے شبیر

اللہ اللہ ان غازیون کے جہاد کی ثنا کیا ہو سکتی ہے ؎

جوانان حسینی نے صفین اُلٹین پرے توڑے — نہ ہووے گی لڑائی تا قیامت مرنے والون کی

اصحاب بدر تین سو تیرہ آدمی تھے اور انکے مقابلہ مین ہزار آدمی کی جمعیت تھی اور سو سوارون کا رسالہ تھا۔ اور کربلا مین اصحاب حسین کل بہتر تھے اور ان کے مقابلہ مین ستر ہزار اشقیا تھے۔ اور کم سے کم تیس ہزار کی روایت ہے باوجودیکہ اصحاب بدر سے پروردگار عالم نے نصرت کا وعدہ فرمایا تھا اگر وہ مشرکین و کفار کی کثرت دیکھکر فریاد کرنے لگے جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے۔

اذ تستغیثون ربکم فاستجاب — یاد کرو جب تم اپنے پروردگار سے فریاد کر رہے
لکم انی ممدکم بالف من الملئکۃ — تھے اس نے تمہاری سنی (اور کہا) مین تمہاری
مردفین۔ — لگاتار ہزار فرشتون سے مدد کرونگا۔

آخر اوس نے ایک ہزار فرشتون کو انکی مدد کے واسطے بھیجا۔ اور اصحاب حسین پر کسی طرح کا ہراس نہ تھا شب عاشور سے جان دینے پر مستعد تھے ؎

تھے شوق شہادت مین ادہر شہ کے موالی — شیدائے علیؑ عاشق روے شہ عالی
بیحال ریاضت سے یہ چہرونپہ بحالی — زردی کے عوض پھول سے رخسارونپہ لالی
ہر سو تھی مہک وے سمن بو ہون تو ایسے
خوشخو ہون تو ایسے ہون جگر و ہون تو ایسے

ذی ہمت و ذی الاحتشم و صاحب اقبال — دلدادۂ اولاد نبی شیفتہ آل
کیا جیش بہادر تھے زہے شوکت و اجلال — یکتائے جہان جن کو کہے فاطمہ کا لال
جرأت کا نشان گاڑ گئے نامور ایسے
ابتک نہ سنے کان سے عالی قدر ایسے

کیا لوگ تھے کیا فوج تھی اللہ رے ارادے — اس پر کہ بہتر تھے سوار اور پیادے

ایک ایک جب آقا کے لئے جان لڑادے کیونکر نہ بھلا فاطمہ ان سب کو دعادے

سردار مجاہد ہو تو انصار ہون ایسے

آقا جو ہوا ایسا تو مددگار ہون ایسے

مارے گئے لڑ بھڑ کے جو وہ مومن کامل جاجا کے اٹھالاے انھین سرور عادل

کس طرح بشر سے ہون بیان انکے فضائل رہتے ہین ملک ہو نہ سکے جن کے مقابل

رونے کو نہ مادر تھی نہ ہمشیر سرہانے

تھا وقت اجل زانوے شبیر سرہانے

یہ وہ شہید راہ خدا ہین جنکے واسطے کبھی موت نہین ہے بلکہ زندہ جاوید ہین اور اپنے پروردگار کے پاس سے روزی پاتے ہین جیسا کہ خدا فرماتا ہے ۔

ولا تحسبن الذین قتلوا فی اور ان لوگونکو جو راہ خدا مین قتل کئے گئے مردہ نہ سمجھو

سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربہم یرزقون بلکہ وہ زندہ ہین اور اپنے رب کے پاس سے رزق پاتے ہین۔

اسمین کلام نہین کہ اصحاب بدر جو جناب سید المرسلین خاتم النبیین صلعم کی حضوری مین درجہ شہادت پر فائز ہوے انکے مدارج و مراتب اعلیٰ ہین وہ کل شہداے افضل ہین لیکن جب ان کا تقابل شہداے کربلا سے کیا جاے تو جو مصائب و آلام انھون نے راہ خدا مین اُٹھاے اصحاب بدر اون سے محفوظ تھے یعنی شہداے بدر کئی دن کی بھوک پیاس مین شہید نہین ہوے ظالمون نے انکو گھیر کر نرغہ نہین کیا تھا میدان جدال و قتال مین اون کے ساتھ اون کے عیال و اطفال نہ تھے جنکی اسیری کا غم ہوتا۔ بعد شہادت اونکی لاشین گھوڑونکی ٹاپون سے پامال نہین کی گئین۔ اون کے سر نوک نیزہ پہ بلند کر کے شہر بہ شہر دیار بدیار پھراے نہین گئے۔ غسل و کفن سے محروم نہین رہے۔ پس یہ سعادت عظمیٰ مخصوص شہداء کربلا کے حصہ مین آئی تھی کہ خدا کی راہ مین وطن آوارہ ہوے تین روز کی بھوک پیاس مین ہنس ہنس کر نیزہ و شمشیر کے زخم پر زخم کھاے جب سے وطن چھوٹا

مال و جائداد عزیز و اقارب اور دوست و احباب سے ہاتھ اٹھا لیا تھا۔ سارے تعلقات دنیوی تو قطع کر ہی چکے تھے اوس پر بھی سر و تن کا تعلق گوارا نکیا آخر لاشہاے مجروح و خون آلودہ تو سم اسپان سے چور چور اس شان سے کہ؂

دہوپ پڑتی تھی یہ ان چرخ نے دکھلایا تھا | نہ تو چادر تھی کسی لاش پہ نہ سایہ تھا

قتل گاہ مین رہے۔ اور سر نیزون پر سر سید الشہدا کے پیچھے پیچھے کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے شام تک ساتھ رہے شہدا بدر مین سے ان بیکسون کی طرح ؂

پس از فنا نہ یہ رنج و محن کسی کو ملا | نصیب قبر ہوی نہ کفن کسی کو ملا

اللہ اکبر؂ جوانان حسینی کو جو نسبت دین تو کس سے دین | کہان سے ڈہونڈ کر لائین مثالین بے مثالونکی

یہ ظاہر ہے کہ کل نفس ذائقۃ الموت ہر ذیحیات موت کا مزہ چکھے گا مگر خوشا بخت اور زہے طالع ان جانثارون کے جن کی جان و مال کا خدا مشتری ہوا۔

كما قال الله تبارك وتعالى

ان الله اشترى من المؤمنين | بیشک اللہ نے مومنین سے انکی جانین اورانکے
انفسهم واموالهم بان لهم الجنة | مال اس بات کے معاوضہ مین خرید ہے ہین کہ
يقاتلون في سبيل الله فيقتلون | ان کیلیے جنت ہے (کیونکہ) وہ راہ خدا مین مرتے
ويقتلون وعدا عليه حقا في | ہین۔ پس وہ قتل کرینگے اور قتل بھی کیے جائینگے
التورىة والانجيل والقران ط ومن | اسی پر سچا وعدہ توریت مین اور انجیل مین اور قرآن
اوفى بعهده من الله فاستبشروا | مین موجود ہے۔ اور اللہ سے زیادہ اپنا عہد پورا
ببيعكم الذي بايعتم به ط وذلك هو | کرنیوالا کون ہوگا پس یہ سودا جو تمنے اللہ سے کیا
الفوز العظيم ٥ (سورہ توبہ۔ پ۱۱۔ ع ۲) | ہے اس سے خوش ہو جاؤ۔ اور یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔

غلط نامہ آیات محکمات جلد دوم (حصہ اوّل)

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۵	کی ین	کی ہین
۴	۱۳	غصہ لائے	غصہ ہین لائے
۵	۸	لوگون سے	لوگون سے ہین
۸	آخر	کہ آپ	کیا آپ
۱۲	۱۸	تم	ثم
۱۶	۵	اس سے	اس سے تو
"	آخر	شکر	اشکر
"	۵	کیونکہ	یعنی
"	آخر	بھی	یہی
۲۲	۱۴	جو اسے	جو اپنی
۲۴	۱۵	اعینھم	اعینھم
۲۷	۵	کہ بنت رسول اللہ	بنت رسول اللہ
۲۸	۱	کیا جائے	کیا کیا جائے
۲۹	۱۱	دی ہین	دی ہے
"	۱۳	یخشع	تخشع
"	آخر	مثل عیسیٰ و موسیٰ	مثل اصحاب عیسیٰ و موسیٰ
۳۱	۱۲	آمنوا الایۃ	آمنوا الایۃ
۳۳	۱۶	ٹھیک	بھٹک
"	"	اتنھم	آتٰھم
		تقوھم	تقوٰیھم
۳۷	۱۴	دلے اس	دلے اپنی اس
۵۵	۵	کرنیلے لے	کرنے کے لے
۵۶	۱۴	توخیر	توفیر
۵۶	آخر	ہوکر	پہلو
۵۸	۸	تعافی	تجافی
"	۱۰	رزقتھم	رزقنٰھم
۶۳	۱۶	نجاشرا	نجاذا
۷۰	۹	نصرت	فضب
۷۲	۱۴	کہنے گے ہم	کہنے لگے جبکہ ہم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۳	۷	نظرا المغشی	نظر المغشی
۷۸	۱۶	کروگے طریقون کی اُن لوگون کی	کروگے اُن لوگون کے طریقون کی
۸۸	۶	جل	اُحد
۹۲	۱	ساتھ	ساتھ تھے
۹۲	۲	کثیرا	کثیر
۹۵	۱۳	کہین گئے	کہین نہین گئے
۹۷	۱۹	لایتھم	رایتھم
۹۸	۱۸	اپنے کو	اپنے صدیق کو
۱۰۰	۲	رائے بموجب	انکی رائے بموجب
۱۰۲	۹	فاتفقہ	فانفقہ
۱۰۵	۱۴	تا "قامرین" کریم کہ	"قامرین" کریم جبکہ
۱۰۷	۱	بہتر	بہترین
۱۰۸	۵	مشرق	مشرق اور مغرب کیطرف
۱۱۱	۹	فاوماء	فاوما
۱۱۳	۳	تنافس	تنافس کروگے
"	۹	کہ لوگ	جبکہ لوگ
۱۲۰	۱	نہ معترض (زائد ہے)	
"	۶	منعولی	منعونی
۱۲۱	۱	اس امر کے ثبوت کی	باوجود ثبوت اس امر کے
۱۲۷	۳	آوازسے	بلند آوازسے
۱۳۳	۱	جو آیہ	کہ جو آیہ
۱۳۵	۵	یہی لیں نہ کہو	یہی نہ کہو
۱۳۷	۲	نیرے	تیسرے
۱۳۸	۵	پڑھے	پڑھی
۱۴۲	۲	بینا	بینما
۱۵۲	۱	گردنین	گردن
۱۵۹	۱۳	بخاری مین	بخاری مین کچھ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۹	۱۵	چشم	حشم
۱۶۱	۱۰	مینہ	کمہ
۱۶۶	۱۱	پس	الحاصل
۱۶۴	۱۰	ہین کہ	ہین جو
۱۶۶	۱۱	درجت	درخت
۱۶۹	۴	خیرمتہ	خیرامتہ
۱۸۳	آخر	ہست	ملامت
۱۸۶	۱	اُن مین سے	اُن مین
〃	۱۹	العنایۃ	الغایۃ
۱۸۷	۸	مع الغایۃ	مع الغایۃ
۱۹۲	۶	فی اعنافکم	فی اعنافکم
۱۹۷	۹	بلاکم وکاست	بلاکم وکاست
۲۰۵	۳	حشینا	خشینا
۲۱۶	۹	ان اھدینا	انا ھدینا
۲۱۹	۴	حب	حبب
۲۲۰	۱۹	اموالھم	اموالہم بان لھم الجنۃ
۲۲۲	۲	شعر مکرر	
۲۲۴	۴	جناب امیر نے	جناب امیر کے
۲۳۳	۵	ان حضرات تا آخر مکرر ہے	
۲۵۰	۱۴	"شاہد ہے" (یہ الفاظ چھوٹ گئے)	
۲۷۲	۲	لاتحضنا ھا	لاتحضنا ھا
۲۷۴	۱۵	ایک گروہ مین سے اہل بدر	مین ایک گروہ مسلمانون مین سے بدر جانے سے
۲۹۲	۴	اھینکم	اعینکم
〃	۱۰	وذکرو	واذکرو
۲۹۳	۱۰	تعتلھم	تقتلھم
۳۰۴	۸	جب حملہ	جب سلمان
۳۱۴	۲	فانحاز	فانحاز
۳۱۶	۵	آنسو بچھے تھے	آنسو پونچھے تھے
۳۱۹	۷	خدا نہ کرے	جدا نہ کرے
۳۳۲	۱	فرار پر اور	فرار پر
〃	۱۵	باین ہمہ الخ (زائد ہے)	

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۳۵	۱۲	گمر	کمر
۳۴۸	۱۵	وعزیزا	وکان اللہ قویا
۳۶۰	۳	یہ اس سے مراد حضرت عمر	[illegible]
۳۶۹	۳	کے	کہ
۳۷۱	۱	گئے	گئی
۳۸۳	۱۲	یہ آیہ	آیہ کریمہ
〃	۱۰	اشارہ	اشارہ ہے
۳۸۵	۵	سبب سے تھے	سبب سے تھی
〃	۱۲	اس موقع پر	اس کے جواب مین
۳۸۶	۵	گزشتہ اند	گزاشتہ اند
〃	۹	حضرت واہلبیت	حضرت امیر واہلبیت
〃	۱۱	کہ ہم	کہ این ہم
۳۸۰	آخر	عافیت	عاقبت
۴۰۱	۳	بنی ہاشم	بنی ہاشم سے ہو
۴۰۴	۵	امداد غیبی کی ہے	امداد غیبی کے باعث مین ہو
۴۰۴	آخر	حنین کی ہو	حنین مین کی ہو
۴۰۸	۱	لیکن ایزدی مین	لیکن بارگاہ ایزدی مین
〃	۱۰	صدیقی کے	صدیق کے
۴۱۰	۲	کہر گئے	اوکھڑ گئے
〃	۳	علیہ السلام کے سامنے	آنحضرت صلعم کے سامنے
۴۱۲	۱۱	روایت	حسب روایت
۴۱۴	۱۰	تو آیہ کریمہ (زائد ہے)	
۴۱۵	۴	اسپر اور	اسپر بھی
۴۲۲	۳	مسند	مستند شد
۴۴۶	۱۴	اب ان کے	قصہ مختصر اب ان کے
۴۴۹	۱۵	سوا سو روپیہ	سوا روپیہ
۴۵۷	۱۸	شرفت	شریف
۴۶۶	۵	فتنخوا	فتنوا
۴۷۹	۶	بیکس ہین	بیکس ہے
۴۸۱	۱۸	تھا اذکر	ذکر
۴۸۲	۳	سب سے	سب کے
۴۸۵	۹	نہ دیکھو	بھی دیا نہ
〃	۱۰	تیر	جو تیر
۴۹۰	۲	گاخو	گرخو
〃	۳	ہر ایک نے مڑکے	ہر ایک نے دیکھا مڑکے
〃	۷	چلے چلو ہین	چلے جلو ہین
۴۹۱	۱۰	اعتظمہ	اعظمتہ
۴۹۹	۵	رہتے ہین	رہے ہین
ایضاً	۱۸	کربلا کے	کربلا ہی کے
۵۰۰	۹	جانثار دن	جان نثار دن

ہمدردانِ قومیت

نظامی پریس کو قومی پریس
سمجھئے اور اسکی ترقی مین کوشش فرمایئے اگر
کام مین ہر قسم کی خوبی، عمدگی خط کی پاکیزگی چھپائی کی
اجرت مین کفایت وغیرہ یہ سب خوبیان موجود ہون تو اس پریس کو
ترجیح دینا ایکا قومی فرض ہی، ہر قسم کا کام سادہ ہو یا رنگین،
ہر ممکن طریق سے بہت سے بہتر چھاپنے کی کوشش کیجاتی ہی کام بھی
شینون سے ہوتا ہی ایک مرتبہ معمولی سے معمولی کام چھپوا کر
امتحان فرمایئے اور شکر گزاری کا موقع دیجیے